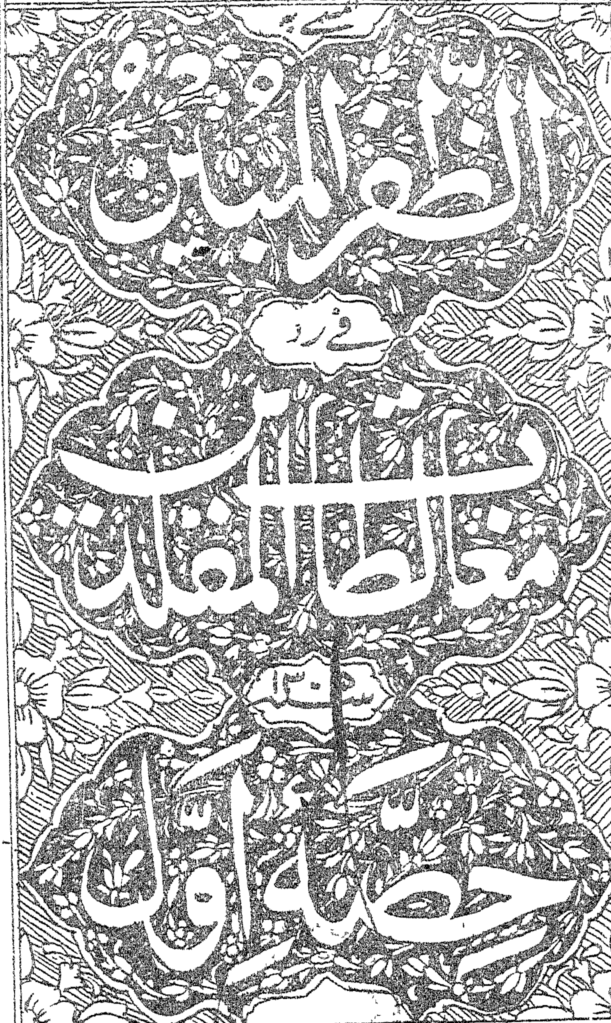
الحمد للہ تعالیٰ احسانہ بفضلہ توکل کتاب مستطاب الفارق بین الباطل والحق در رد ... صدیق و تقصیر



مؤلفہ محی الدین تاجر کتب و مطبع صدیقی لاہور طبع شد

فہرست مطالب کتاب الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین

مطالب | صفحہ

مطالب | صفحہ

تمت

الحمد للہ علی احسانہ و توفیقہ کہ کتاب مستطاب الفارق بین المحق والمبطل بادلّہ صدیقین

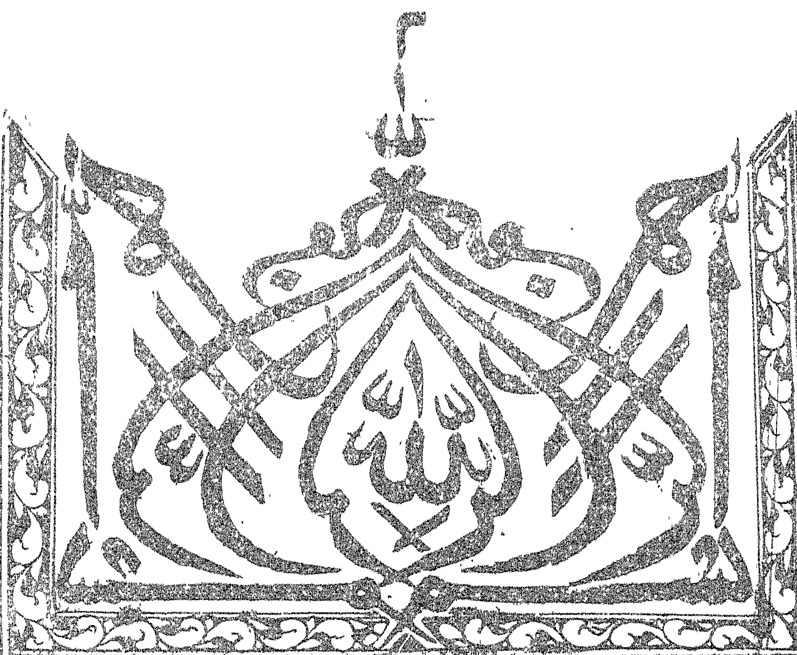
الظفر المبین

فی رد

مغالطات المقلدین

حصہ اول

مؤلفہ محی الدین تاجر کتب در مطبع صدیقی واقع لاہور زیور طبع در بر کشید



اللہ کا بڑا شکر ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ہمکو خالص اپنی توحید کی راہ پر لگایا اور اپنے حبیب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدھی راہ پر چلایا اور تقلید شخصی کی مرض سے کہ جس مین ایک جہان پہنس رہا ہے اپنی مہربانی اور کرم سے بچایا اور مضمون آیۃ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کا ہمارے دلون مین جما یا اور سیدھے چلنے کا شوق دیا اسکے بعد کہتا ہے محی الدین تاجر کتب لاہور کہ فقہ کی کتابون کے بہت سے مسائل کیطرف جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو قرآن اور حدیث کے ساتھ فیصلہ ہی اُنکا انکا کو نہین معلوم ہوتا بلکہ صاف خلاف اور انکا الٹ ہوتا پایا جاتا ہے بعضے ائمہ اربعہ خصوصًا امام اعظم تو کچھہ کہتے ہین اور قرآن اور حدیث میں کچھہ ہے اور اکثر لوگ مقابل اپنے امام کے قول کے قرآن کی صریح صریح آیتون اور صحیح صحیح حدیثون کا صاف انکار کر دیتے ہین اور طرح طرح کے شبہات اور مغالطون سے عوام کو کلام اللہ اور حدیث پر چلنے سے ہٹاتے ہین اور بہکاتے ہین اسلیے نہایت کوشش اور سعی سے جواب اُنکے بعض مغالطون کے کتب معتبرہ سے نکالکر اس رسالہ مین نقل کر دیے گیے ہین اور نام اس کا الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین رکھا گیا تاکہ بیچارے اَنپڑہ لوگ مقلدین کے مغالطہ دینے اور بہکانے سے نہ بہک جاوین اور رُنکے دہوکے مین نہ آوین

اور کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ پر عمل کرنے سے شجاعت دین اور انکے ایمان کو نہ کچھ ضرر پہنچا سوا
اہتمام کو پہنچانا اور قبول کرنا اُسی کے اختیار ہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

حصہ اول مقلدوں کی مغالطون کے جواب میں

جو لوگ کہتے ہیں کہ بدون تقلید ایک شخص معین کے کام نہیں چلتا وہ لوگ قرآن
اور حدیث پر چلنے والوں کو کسی طرح پر مغالطے میں ڈالتے ہیں سنو

پہلا مغالطہ

ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر
چلنا جائز نہیں سو جواب اس کا یہ ہے کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو وہ ہرگز ہرگز مسلمان نہیں کیونکہ
اللہ تعالی نے قرآن مجید میں جابجا یہی فرمایا ہے کہ اللہ اور اسکے رسول کی راہ پر چلو اور یہ شخص اللہ تعالی
اور اسکے رسول کے برخلاف بتلاتا ہے کہ فقہ پر چلنا فرض ہے اور حدیث پر چلنا جائز نہیں ہے تو گویا کہ یہ
شخص اللہ تعالی اور اسکے رسول کے حکم کو جو کہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے نہیں مانتا اور سچا نہیں جانتا
اور صاف صاف انکار کرتا ہے ان آیات کلام اللہ اور احادیث رسول اللہ کا جو آگے آتی ہیں فرمایا اللہ
تعالے نے سورہ آل عمران میں قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی کہہ اگر ہو تم چاہتے اللہ کو پس پیروی کرو میری چاہے تم کو اللہ اور بخشے واسطے
تمہارے گناہ تمہارے کو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالے نے سورہ
نسا میں فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا
يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا یعنی کہ قسم ہے تیری رب
کی انکو ایمان نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں اس میں جو جھگڑا اٹھے آپس میں پھر
نہ پاویں اپنے جی میں خفگی تیرے فیصلے سے اور قبول رکھیں مانکر اور فرمایا اللہ تعالے نے
سورہ نسا میں يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ
مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ

بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ط یعنے اے لوگون جو ایمان
لائے ہو فرمانبرداری کرو اسکی اور کہا مانو رسول ﷺ کا اور جو اختیار والے ہین تم
مین سے پس اگر جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے پس پھیر دو اُس کو طرف اللہ کی اور رسول
کی اگر ہو تم ایمان لاتے ساتھ اسکے اور دن پچھلے کے یہہ بہتر ہے اور اچھا
ہے جزا مین اور فرمایا اللہ تعالے نے سورہ احزاب مین لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ط یعنے البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول
خدا کے پیروی اچھی۔ اور فرمایا اللہ تعالے نے سورہ نسا مین مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ
فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنے جس نے کہا مانا رسول کا پس اُس نے کہا مانا اللہ کا وَعَنْ
جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَّا
بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ وَّ
شَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ترجمہ اور روایت
ہے جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایہہ
پیچھے اس کے پس تحقیق اچھی باتون مین سے اچھی بات اللہ کی کتاب قرآن مجید
ہے اور بہترین راہون مین سے بہترین راہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بدترین
چیزون کی نئی نکلین ہوئین جو چیزین ہین اور ہر بدعت ہو گمراہی ہے روایت کیا
اسحدیث کو مسلم نے وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ [اُمَّتِیْ] یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قَالُوْا وَمَنْ
یَّاْبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّۃَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ
ترجمہ اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے سب امت میری داخل ہوگی بہشت مین مگر جس نے کہ قبول نہ کیا اور
سرکشی کی کہا صحابہ نے اور کس نے قبول نہ کیا اور سرکشی کی فرمایا جس نے اطاعت کی میری داخل

ہو بہشت میں اور جس نے نافرمانی کی میری پس تحقیق قبول کیا روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ فِیْ اُمَّتِہٖ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِہٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِہٖ ثُمَّ اِنَّھَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِھِمْ خُلُوْفٌ یَّقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِیَدِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاھَدَھُمْ بِلِسَانِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّمَنْ جَاھَدَھُمْ بِقَلْبِہٖ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَیْسَ وَرَآءَ ذٰلِکَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّۃُ خَرْدَلٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ اور روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی کہ بھیجا ہو اوس کو اللہ نے بیچ امت اُس کی کے پہلے مجھ سے مگر تھے واسطے اس کے امت اُسکی میں مددگار اور یار کہ لیتے طریق اُس کا اور پیروی کرتے حکم اوس کے کی پھر پیدا ہوتے پیچھے اُنکے یعنی بعد گزرنے حواریین کے ناخلف کہتے لوگوں کو وہ چیز کہ نہ کرتے آپ اور کرتے وہ چیز کہ نہیں حکم کی گئی یعنی جیسے کہ حال بری عالموں اور برے سرداروں کا ہے) پس جو شخص کہ جہاد کرے اُن سے ساتھ ہاتھ اپنے کے پس وہ مومن ہے اور جو جہاد کرے اُن سے ساتھ زبان اپنی کے پس وہ مومن ہے اور جو جہاد کرے اُن سے ساتھ دل اپنے کے پس وہ مومن ہے اور نہیں سوائے اس کے ایمان برابر دانہ رائی کے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے

وَعَنْہُ قَالَ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ھٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَعَنْ شِمَالِہٖ وَقَالَ ھٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْھَا شَیْطَانٌ یَّدْعُوْ اِلَیْہِ وَقَرَاَ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الْاٰیَۃَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ

ترجمہ اور روایت ہے اُسی سے کہا خط کھینچا واسطے

ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط (یعنی سیدہا) پھر فرمایا یہ راہ اللہ کی ہے
پھر کھینچے کئی خط داہنے اُس کے اور بائیں اُس کے (یعنی سات خط چھوٹے چھوٹے داہنی طرف
اور سیطرح بائیں طرف) اور فرمایا یہ راہیں ہیں اوپر ہر راہ کے ان میں سے شیطان ہے
پکارتا ہے طرف اس راہ کی اور پڑھی یہ آیت اور تحقیق یہ راہ میری ہے سیدھی پس
پیروی کرو اس کی آخر آیت تک روایت کیا اس حدیث کو احمد اور نسائی اور دارمی
نے وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ رَوَاهُ فِيْ
شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ اَرْبَعِيْنِهٖ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رُوِّيْنَاهُ فِيْ كِتَابِ
الْحُجَّةِ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ اور روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مومن ہوتا ایک تمہارا یہانتک کہ ہو خواہش
اُس کی تابع اُس چیز کے کہ لایا ہوں میں اُسکو (یعنے دین و شریعت) روایت کی یہ
بیچ شرح سنہ کے اور کہا نووی نے بیچ چہل حدیث اپنی کے کہ یہ حدیث صحیح ہے
روایت کی گئی یہ حدیث بیچ کتاب حجت کے ساتھ سند صحیح کے وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ
اَنْ تُصْبِحَ وَتُمْسِيَ لَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا بُنَيَّ وَذٰلِكَ
مِنْ سُنَّتِيْ وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ فِي
الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا
الْوَجْهِ اور روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا واسطے
میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بیٹے میرے اگر قدرت رکھتا ہے تو اس کی
کہ صبح کرے اور شام کرے کہ نہیں بیچ دل تیرے کے کینہ واسطے کسی کے پس کر تو پھر فرمایا
واسطے میرے اے بیٹے میرے اور یہ ہے سنت میری اور جس نے زندہ کیا سنت میری کو

پس تحقیق زندہ کیا مجھکو اور جس نے زندہ کیا مجھکو ہوگا ساتھ میرے بیچ بہشت کے روایت کیا
اسحدیث کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اس وجہ سے **وعن** مالک
انہ بلغہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ترکت فیکم امرین
لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب اللہ وسنۃ نبیہ رواہ فی
الموطا ترجمہ اور روایت ہے مالک بن انس سے کہ تحقیق پہونچا اسکو کہ تحقیق رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوڑین ہین نے بیچ تمہارے دو چیزین ہرگز گمراہ
نہ ہوگے تم جب تک پکڑے رہوگے ان دونو کو کتاب اللہ کی اور سنت نبی اس
کے کی روایت کیا اسحدیث کو مالک نے موطا مین **وعن** غضیف بن الحارث
الثمالی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلها من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر
من احداث بدعۃ رواہ احمد اور روایت ہے غضیف بن حارث ثمالی
رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نکالی
کسی قوم نے بدعت یعنی امر دین مین نئی بات مگر کہ اٹھائی جاتی ہے مانند اسکی سنت
سے پس چنگل مارنا ساتھ سنت کے بہتر ہے نکالنے بدعت کے سے روایت کیا اس حدیث
کو احمد نے **وعن** حسان رضی اللہ تعالی عنہ قال ما ابتدع قوم بدعۃ فی
دینهم الا نزع اللہ من سنتهم مثلها ثم لا یعیدها الیهم الی یوم القیمۃ
رواہ الدارمی اور روایت ہے حسان رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا نہین نکالی
کسی قوم نے بدعت بیچ دین اپنے کے مگر کہ نکالتا ہے خدا تعالی سنت انکی سی مثل
اس کی پھر نہین عود کر سکتی طرف انکی قیامت تک روایت کیا اس حدیث کو
دارمی نے **وعن** جابر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ اتی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ

هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِّنَ التَّوْرٰىةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰى
مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ
رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ
وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا وَّاَدْرَكَ
نُبُوَّتِيْ لَاتَّبَعَنِيْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ ترجمہ اور روایت ہے جابر رضی اللہ تعالے
عنہ سے کہ تحقیق حضرت عمر بن خطاب لائے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسخہ
توارت کا پس کہا اے رسول خدا کے یہہ نسخہ توارات کا ہے پس چپ رہے حضرت م
پس شروع کیا حضرت عمر نے پڑہنا اور چہرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا متغیر ہوتا تہا
پس کہا حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو گم کیجیو تجہکو گم کرنیوالیاں کیا نہیں دیکہتا تو
اس چیز کو کہ بیچ چہرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے پس دیکہا حضرت عمر نے طرف چہرہ
آنحضرت کی پس کہا پناہ پکڑتا ہوں میں ساتہہ اللہ کے اللہ کے غضب سے اور غضب رسول
اسکے سے راضی ہوئے ہم ساتہہ اللہ کے رب ہونیکے پر اور ساتہہ اسلام کے دین ہونیکے پر اور ساتہہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے
اس ذات پاک کی کہ جان محمد کی بیچ ہاتہہ اسکے کے ہے اگر ظاہر ہوتے واسطے تمہارے
موسی ع پس پیروی کرتے تم انکی اور چہوڑ دیتے تم مجہکو البتہ گمراہ ہوتے تم سیدہی
راہ سے اور اگر ہوتا موسی زندہ اور پاتا نبوت میری البتہ پیروی کرتا میری روایت
کیا اس حدیث کو دارمی نے وَعَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ

الیہ من والدہٖ وولدہٖ والناس اجمعین متفق علیہ ترجمہ اور روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں مومن ہوتا کوئی تم میں سے یہاں تک کہ ہوں میں بہت پیارا طرف اس کی باپ اس کے سے اور اولاد اس کی سے اور سب آدمیوں سے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے **فائدہ** حاصل ان سب آیتوں اور حدیثوں کا یہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعت ہر شخص پر فرض ہے اور ہر شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ماں اور باپ اور اولاد سے اور تمام مخلوقات سے زیادہ محبت رکھے اور سب کی دوستی سے زیادہ انکی دوستی اپنے دل میں سمجھے اور سب کی مرضی سے زیادہ انکی مرضی کے کام مقدم کرے اور حضرت کی حدیث کو سب کے قول سے زیادہ مقدم جانے اور حضرت کے فرمودے موافق سب کے حکم سے زیادہ عمل کرے تب مسلمان ٹھیرے اور نہیں تو نہیں سو جاننا چاہیے کہ ہر دین اور مذہب کے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور ہم کو اسے محبت ہے اور ہم اسکے حکم پر چلتے ہیں لیکن اکثر لوگوں کا یہ کہنا ظاہر میں جھوٹ اور صرف زبانی دعویٰ معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ اگر یہ لوگ سچے ہوتے اور انکو اللہ سے محبت ہوتی تو البتہ جو اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول کر کے بھیجا ہے اور انکی تابعت کرنیکا ہم کو حکم دیا ہے انکے حکم کو دل و جان سے مانتے اور ان کی حدیث پر عمل کرتے نہ یہ کہ زبان سے تو یہ دعویٰ ہو کہ ہمکو خدا اور اسکے رسول سے محبت ہے اور ہم ان کے حکم پر چلتے ہیں لیکن جب کسی مسئلہ میں انکے امام کے قول کے خلاف پیغمبر کی حدیث کوئی شخص انکو بتلادے تو اس پر سخت خفا ہونے لگیں بلکہ انکو مارنے پیٹنے کو طیار ہو جائیں ایسے لوگ خدا اور رسول اسکے کے تابع کاہیکو ہیں بلکہ ایسے لوگ خدا اور اس کے رسول کے حکم سے سخت بیزار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے اپنے امام کے قول کو اچھا سمجھتے ہیں ایسے لوگ بڑے ظالم اور ناانصاف ہیں اور نہیں ڈرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے جو کہ سورہ شوریٰ میں ہے اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ یعنے کیا ان کے شریک ہین کہ انہون نے راہ ڈالی ہے انکو واسطے دین کی جسکا حکم دیا نہین اللہ تعالیٰ نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلہ کی تو فیصلہ کر دیا جاتا ان مین اور بیشک نا انصافون کے واسطے عذاب ہے دردناک ہر **فائدہ** یعنے یہہ بڑی نا انصافی ہے کہ اللہ کی حکومت کے شان مین دخل دیجیے سو جن لوگون نے دین کی بات مین راہ نکالی ہے اپنی طرف سے کہ اس بات کا اللہ نے حکم نہین دیا سو ان لوگون کو کیا لوگ اللہ کا شریک سمجھتے ہین جو انکی راہ پر چلتے ہین سو وہ لوگ بڑے نا انصاف ہین اگر اللہ نے قیامت کا دن فیصلے کے واسطے نہ ٹہرا دیا ہوتا تو ابھی انکا فیصلہ ہو کر انپر عذاب دردناک ہر نازل ہوتا مگر قیامت کو ہوگا اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنی طرف سے دین مین کوئی راہ نکالے پھر جو شخص اسپر عمل کرے وہ شرک کی راہ چلتا ہے اور قیامت کو عذاب دردناک مین گرفتار ہوگا

دوسرا مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث پر چلنے والون کو یہہ دیتے ہین کہ ہر مسئلہ کے لیے سند ہونی رسول اللہ تک پہونچانی ضرور نہین اس لیے کہ مجتہدون نے بڑی سعی اور کوشش سے ہر طرح کے مسائل سمجھ کر کہے ہین **جواب** اسکا یہہ ہے کہ یہہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ قائل اسکی محقق حنفیہ ہرگز نہین ہے چنانچہ کہا ملا علی قاری حنفی نے **شرح فقہ اکبر** مین کہ علم وہ ہے کہ ہو بیچ اسکے حدثنا اور جو اسکے سوا ہے وہ وسواس ہے شیطانون کا اور کہا **مسلم** اور **ترمذی** نے کہ عبداللہ بن مبارک کہتے تھے کہ بیان کرنا اسناد کا منجملہ دین سے ہے کیونکہ اگر اعتبار اسناد کا نہ ہوتا تو ہر کوئی جو چاہتا سو کہہ دیتا اور جھوٹ اور سچ مین امتیاز نہ ہوتا اسی سبب سے روایت معلق بلاسند حجت نہین ہوتی اور **قسطلانی شرح صحیح بخاری** مین لکھا ہے کہ کہا سفیان ثوری نے کہ نہین جانتا مین کوئی سا علم ہی جو کہ ہو

افضل حدیث ہے اور کہا ابن قطان نے کہ نہیں ہے دنیا میں کوئی بدعتی مگر دشمن رکھتا ہے اہل
حدیث کو۔ اور کہا حاکم نے اگر نہ ہوتی کثرت طائفہ محدثین کی اوپر یاد رکھنے سندوں کے
البتہ پرانے ہو جاتے رستے اسلام کے اور قادر ہوتے پیروان بدعتوں اور بدعتی لوگ ضعیف سندوں کے
بنانے اور اسنادوں کے بدل ڈالنے میں۔ اور جواہر الاصول فی علم حدیث
الرسول میں لکھا ہے کہ کہا سفیان ثوری نے کہ تم بہت پڑھو حدیث اس لیے کہ بیشک حدیث
مومن کا ہے جب نہ ہو ساتھ اس کے ہتھیار پس ساتھ کس چیز کے قتل کرے گا اور کہا امام احمد
نے کہ فقہ رجل کے سمجھنا ہے حدیث کو یا پہچاننا ہے حدیث کو۔ اور کہا اوزاعی نے جو نہ
پہچانے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نہ تمیز کرے درمیان صحیح اور سقیم
اور سکی کے وہ نہیں ہے عالم۔ اور کہا شعبہ نے کہ جو علم کہ نہیں اوس میں حدثنا اور
اخبرنا وہ بیہودہ ہے۔ اور تلچھٹ۔ اور کہا یزید بن زریع نے کہ واسطے ہر چیز کے سوار
ہیں اور سوار دین کے اصحاب اسنادوں کے ہیں۔ اور کہا حفص بن غیاث نے
اپنے بیٹے عمر کو کہ کبھی حقارت سے نہ دیکھو اصحاب حدیث کی طرف اور جو کچھ اونمیں کچھ
ہے سب بہتر ہے دنیا و ما فیہا سے۔ اور کہا احمد بن سنان نے کہ نہیں دنیا میں کوئی بدعتی مگر
بغض رکھتا ہے اہل حدیث سے اور جب بدعتی ہو جاتا ہے کوئی تو چھین لی جاتی ہے اسکے دل
سے حلاوت حدیث کی اور کہا ابو نصر بن سلام فقیہ نے کہ کوئی چیز ثقیل اور مبغوض تر نہیں
ہے ملحدوں پر سننے سے حدیث کو اور روایت کرنے اس کے سے ساتھ اسناد اسکی کے
اور کہا حاکم نے کہ یہی حال ہے ہمارے زمانہ میں کہ جو کوئی ہوتا ہے ملحد یا بدعتی تو
وہ نہیں دیکھتا اس طائفہ کی طرف مگر ساتھ آنکھ حقارت کی۔ اور نیز کہا حاکم نے کہ سنا
میں نے شیخ ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ سے مناظرہ کے وقت ایک شخص سے کہ
حدثنا فلان پس کہا اس شخص نے کہ کب تک کہیگا حدثنا پس کہا شیخ نے اٹھ
اے کافر نہیں درست تجھ کو آنا میرے گھر میں بعد اس کے پھر متوجہ ہو کے

طرف ہماری پس کہا نہیں کہا ہے کسی کو اس طرح سوا اس شخص کے اور کہا سفیان بن
عیینہ نے کہ جو کوئی طلب کرتا ہے حدیث اس کے موہنہ پر تروتازگی ہوتی ہے حضرت کی اس
دعا کے موافق جو کہ ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے ابن مسعود سے اور دارمی
میں ابی الدرداء سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً
سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ یعنی تروتازہ کرے اللہ اس شخص کو کہ سنا ہم سے کچھ
پس پہونچایا اوسکو جیسا کہ سنا اسکو اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے انتہی
تمام ہوا ترجمہ عبارت جواہر الاصول کا اور ترمذی میں روایت ہے ثوبان رضی اللہ
عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہیگا ایک طائفہ منصور میری
امت سے کہ نہ ضرر دیگا انکو جو رسوا کیا چاہے انکو قیام قیامت تک اور کہا ترمذی نے
یہ حدیث حسن صحیح ہے **فائدہ** کہا ترمذی نے کہ اس باب میں جابر بن عبد اللہ اور ابن
عمر اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمرو سے بھی روایتیں آئی ہیں اور کہا محمد بن اسمٰعیل
بخاری نے کہ کہا علی بن مدینی نے کہ وہ طائفہ (یعنے طائفہ منصور) اصحاب حدیث کا
ہے۔ اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہ امام احمد بن حنبل سے پوچھا لوگوں
نے مطلب اس حدیث کا پس فرمایا اگر نہ ہو یہ طائفہ منصور اصحاب حدیث کا تو نہیں جانتا
میں کہ وہ کون سے لوگ ہیں اور طبرانی نے اوسط میں روایت کی ہے ابن عباس
رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی رحم کر میرے
خلیفوں پر کہا صحابہ نے یا رسول اللہ اور کون ہیں خلیفے آپکے فرمایا وہ جو روایت کرینگے حدیثیں میری
اور سکھاوینگے حدیثیں لوگوں کو پس ثابت ہوا کہ جو لوگ بسبب مقلد ہونے اماموں کے صحیح
حدیثوں کو نہیں مانتے ہیں اور حدیث کی اسناد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچانے ضروریات
دین سے نہیں جانتے اور حقیر سمجھتے ہیں اور حقارت بیان کرتے ہیں بخاری اور مسلم جیسے محدثوں
کی اپنی مجلسوں میں بیشک وہ مصداق ان احادیث اور اکابر علماء کے اقوال کے یہی لوگ ہیں

تیسرا مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حنفیہ مخالفین حدیث پر عمل کرنے والوں کو دیتے ہیں کہ مسائل دینیہ میں قیاس کرنا مشروع ہے اور دلیل اس کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو کہ ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی میں روایت ہے معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا معاذ کو طرف یمن کی (یعنی قاضی اور حاکم کر کے) فرمایا یعنی معاذ کے لیے کس طرح حکم کرے گا تو جس وقت کہ پیش آوے گا واسطے تیرے کوئی قضیہ کہا حکم کروں گا میں بموجب کتاب اللہ کے فرمایا اگر نہ پاوے تو یعنی صراحۃ کتاب اللہ میں کہا پس حکم کروں گا میں بموجب سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا اگر نہ پاوے تو بیچ سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا اجتہاد کروں گا میں اپنی عقل سے اور نہ قصور کروں گا میں کہا معاذ نے پس روایت کرنے والے نے معاذ سے پس مارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اوپر سینہ معاذ کے

جواب اسکا تین طرح پر ہے اول یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے نہیں قائم ہوتی ساتھ اسکے حجت اہل علم کہا ترمذی نے کہ اسناد اس حدیث کی نزدیک میرے متصل نہیں ہے۔ اور سید محمد صدیق حسن خاں صاحب نے ظفر اللاضی بما یجب فی القضاء علی القاضی میں لکھا ہے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو احمد اور طبرانی اور بیہقی نے اور ابن عدی نے طریق حارث بن عمرو سے کہ بھتیجا ہے مغیرہ بن شعبہ کا ہے اس نے اناس سے اس نے اہل حمص سے اس نے اصحاب معاذ سے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بھیجا معاذ کو اور بیچ ایک روایت کے واسطے ابی داؤد کے معاذ سے نقل کی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا بخاری نے حارث بن عمرو روایت کی اس سے ابو عون نے اور نہیں پہچانی جاتی یہ حدیث مگر ساتھ اسی کے مرسل ہونے کے اور کہا بخاری نے یہ حدیث مرسل ہے اور کہا دارقطنی نے علل میں روایت کیا اسکو شعبہ نے ابن عون سے متصل اور مرسل کیا اسکو ابن مہدی اور جماعتوں نے اور مرسل صحیح ہے اور کہا ابن حزم نے نہیں صحیح ہے اسلیے کہ

اس حدیث کے راویوں میں (راوی) حارث مجہول ہے اور نہیں پہچانے جاتے ہیں شیخ
اسکے اور کہا عبد الحق نے (یہ حدیث) نہیں سند کی جاتی اور نہیں پائی جاتی طریق
صحیح سے اور کہا ابن جوزی نے علل متناہیہ میں کہ یہ حدیث نہیں ہے صحیح اور کلام کی ابن
طاہر نے اس حدیث میں اپنی تصنیف مفرد میں اور کہا کہ تلاش کی میں نے اس حدیث کی بیچ
سندوں بڑیوں کے اور چھوٹیوں کے اور جن جن علما سے میری ملاقات ہوئی ان سب سے
میں نے اس حدیث کا حال دریافت کیا لیکن نہ پایا میں نے اس حدیث کو دو طریقوں کے
سوائے اور کوئی طریقہ ایک تو شعبہ سے اور دوسرا محمد بن جابر سے اس نے اشعث سے
اس نے ابی عون ثقفی سے اس نے ایک مرد سے اس نے ثقیف سے اس نے معاذ سے سو نہیں
صحیح ہیں یہ دونوں طریقے۔ اور کہا ابن المنیر نے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اجماع کے
اور کہا ابن حزم نے کہ نہیں ہے اصل اس حدیث کا اور مرد اس کے مجہول ہیں اور یہ حدیث
ضعیف ہے قصوں میں مشہور ہے انتہی مختصراً اور کہا جلال الدین سیوطی نے مرقاة الصعود میں کہ
لایا ہے اس حدیث کو جوزقانی موضوعات میں اور کہا یہ حدیث باطل ہے روایت کیا
اسکو جماعت نے شعبہ سے اور تلاش کی میں نے اس حدیث کی بیچ سندوں چھوٹیوں اور
بڑیوں کے اور پوچھا میں نے حال اس حدیث کا ہر علماء سے جن جن سے کہ ملاقات کی میں نے
سو نہیں پایا میں نے اس حدیث کا کوئی طریقہ سوائے اس طریقے کے (یعنی سوائے
ابو داؤد کے طریقے کے) اور حارث بن عمرو کے طریق کے اور یہ مجہول ہے
اور اصحاب معاذ کے اہل حمص سے نہیں پہچانے جاتے ہیں اور مثل اس اسناد
کی نہیں اعتماد کیا جاتا اوپر اس کے بیچ کسی قاعدے کے شریعت کے قاعدوں
میں سے کہا بخاری نے نہیں ہے صحیح یہ حدیث اور نہیں پہچانی جاتی ہے اور کہا
ذہبی نے میزان میں اکیلا ہوا ہے ابی عون محمد بیٹا عبید اللہ ثقفی کا حارث
سے اور جبکہ روایت کی گئی ہے حارث سے سوائے ابی عون کے سو وہ مجہول ہے انتہے

مختصر دوسرا معارض ہے معاذ کی حدیث کو یہ حدیث صحیح جو کہ بخاری میں روایت ہے
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ عبد اللہ بن حذافہ کو حضرت نے ایک لشکر کا سردار
بنا کر کہیں جہاد کو بھیجا اور لشکر سے فرمایا کہ جو تمہارا سردار کہے اس کی اطاعت
کیجیو تو ایک روز عبد اللہ اپنے لشکر سے غصہ میں آئے اور بہت سی آگ روشن کی اور
لشکر سے کہا کہ اس آگ میں گھس جاؤ اس واسطے کہ حضرت نے میری اطاعت تم پر واجب
کر دی ہے لشکر نے کہا کہ ہم نے حضرت کا کلمہ دوزخ کی آگ کے خوف سے کہا ہے سو ہم آگ
میں کیونکر گھسیں جب یہ قصہ حضرت نے سنا تب فرمایا لو دخلتموها لما خرجتم منها الی یوم القیمۃ
یعنے اگر تم اس میں گھستے تو ہمیشہ قیامت تک اسی میں پڑے رہتے فائدہ یہ حدیث صاف
صاف دلالت کرتی ہے اس پر کہ قیاس پر چلنے والا مرتکب گناہ کا ہے سوم بسبب کہ حضرت
کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ دین کے مقدمہ میں
قیاس کرنا حرام ہے چنانچہ کہا ترمذی نے کہ سنا میں نے ابا سائب سے کہتے تھے کہ بیٹھے
تھے ایک جگہہ وکیع اور حدیث بیان کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
اشعار کیا آپ نے یعنے چیر دیا کوہان اونٹ کا بائیں طرف سے اور کہا کہ ابو حنیفہ کہتے
ہیں کہ اشعار مثلہ ہے یعنے تکلیف دینا ہے اور کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے
بھی یہی مروی ہے کہ اشعار مثلہ ہے یہ سنکر سخت غضب ہوئے وکیع اور کہا کہ میں تو پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجھکو بتلاتا ہوں اور تو حضرت کی حدیث کے مقابلہ میں
ابراہیم نخعی کا قول بیان کرتا ہے لائق اس بات کے ہے تو کہ قید کیا جاوے پھر نہ خلاصی
ہو تیری جبتک کہ باز نہ آوے تو اس بات کے کہنے سے اور کہا ترمذی نے کہ سنا میں نے
یوسف بن عیسی سے اس نے سنا وکیع سے کہ کہا جس وقت کہ روایت کیا اس نے اس حدیث
کو یعنے جس حدیث میں کہ حضرت کے اشعار کرنیکا ذکر ہے) یہ کہا نہ دیکھو طرف
قول اہل رائے کی اس مقدمہ میں اس لیئے کہ اشعار سنت ہے اور قول

اہل راے کا بدعت ہے اور دارمی میں ہے کہ کہا مالک بن مغول نے کہ کہا واسطے میرے
شعبی نے جو کہ حدیث بیان کریں یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پس لے لے
اس کو اور جو کہیں وہ ساتھ راے اپنی کے پس ڈال دے اس کو پاخانے میں اور دارمی
میں روایت ہے عبد اللہ سے کہ کہا نہ آوے گا تمہارے پر کوئی برس مگر برا ہوگا اس برس
سے جو پہلے اس کے ہے خبردار رہو تحقیق میں نہیں مراد رکھتا ہوں میں برس کو ارزانی
بہت ہو دے پہلے اس برس سے اور نہ امیر بہت بہتر امیر سے اور لیکن علما تمہارے اور بہتر
تمہارے اور فقیہ تمہارے جاویں گے پھر نہ پاؤگے ان کے پیچھے اور آوے گی قوم
کہ قیاس کرینگے امر کو ساتھ راے اپنی کے اور دارمی میں روایت ہے ابن سیرین
سے کہ کہا اس نے اول جس کسی نے کہ قیاس کیا ہے شیطان ہے اور نہیں عبادت کیا گیا سورج
اور چاند مگر ساتھ قیاسوں کے اور دارمی میں روایت ہے حسن بصری سے کہ
تحقیق اس نے پڑھی یہ آیت خلقتنی من نار وخلقته من طين یعنی پیدا کیا
تو نے مجھ کو آگ سے اور پیدا کیا ہے اس کو مٹی سے۔ کہا حسن نے قیاس کیا شیطان نے
اور وہ پہلا ان کا ہے کہ قیاس ہے دین میں انہوں نے اور دارمی میں روایت
ہے مسروق سے کہ تحقیق اس نے کہا کہ خوف کرتا ہوں میں اس بات سے کہ قیاس کروں
میں اور پھسل جاوے پاؤں میرا اور دارمی میں روایت ہے شعبی سے کہ کہا اس نے
قسم ہے اللہ کی البتہ اگر چاہوگے قیاسوں پر البتہ حرام کروگے تم حلال کو اور البتہ
حلال کروگے تم حرام کو اور دارمی میں روایت ہے مجاہد سے کہا اس نے کہ کہا عمر
نے مت تو قیاس کر انہیے **فائدہ** دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب میں
لکھا ہے کہ ائمہ طاہرین قیاس کرنے کو حرام سمجھتے تھے اس لیے کہ حکایت کی ہے
شعرانی نے لواقح میں کہ جب گئے ابوحنیفہ پاس جعفر بن محمد کے تو کہا جعفر بن
محمد نے ابوحنیفہ کو کہ میں نے سنا ہے کہ تو قیاس کیا کرتا ہے نہ قیاس کر پہلے کہ

اول جو قیاس کیا ہے تو شیطان نے کیا ہے اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ نقل کیا ہے واحدی نے بسیط مین ابن عباس رض سے کہ کہا ابن عباس نے کہ تھی فرمانبرداری کرنی بہت بہتر واسطے شیطان کے قیاس کرنے سے پس نافرمانی کی اس نے رب اپنے کی ۔ اور قیاس کیا اور اول جس شخص نے کہ قیاس کیا شیطان ہے پس کافر ہوا وہ بسبب قیاس اپنے کے پس جو شخص کہ قیاس کرے دین کی بات کا کسی چیز مین اپنی رائے سے نزدیک کرے گا اللہ اس کو ساتھ شیطان کے اور کہا نسفی نے تفسیر مدارک مین کہ نص کے ہوتے ہوئے قیاس کرنا امر دین مین مردود ہے ۔ اور دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب مین لکھا ہے کہ ترک کرنا نص کا ساتھ رای کے حرام ہے ساتھ اجماع کے انتہی

چوتھا مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہین ۔ کہ حدیث کی جو جو مسئلے حدیث کی کتابون مین موجود ہین انپر تو حدیث پر چلنے والے عمل کر ہی لین گے لیکن جو جو مسئلے کہ حدیث سے ثابت نہین ہین انکے لیے کیا کرینگے آخر کار فقہ کی کتابون پر ہی چلینگے اور کسی نہ کسی امام ہی کے مقلد بنینگے جواب اس کا یہی کہ اگر کوئی شخص غور سے ازراہ تحقیق قرآن اور حدیث کیطرف نظر کرے اور دیکھے تو ہر ایک مسئلہ قرآن اور حدیث سے معلوم ہو سکتا ہے کسی مسئلہ کے لیے بھی کسیکو مسائل فقہیہ کی حاجت نہین لیکن جس کسی کو بسبب کم علمی یا قصور فہم یا قلت تدبر کے قرآن اور حدیث سے کوئی مسئلہ معلوم نہو سکے تو وہ مسئلہ بموجب حکم اللہ تعالے کے فَاسْئَلُوٓا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنے جو تم نہ جانو تو تم پوچھ لو یاد رکھنے والے لوگون سے کسی محدث یا مجتہد یا فقیہ یا قاضی یا مفتی یا مولوی سے پوچھکر عمل مین لاوے ایسے محل پر بسبب لاچاری کے کسی کی تقلید کرنی جائز ہے لیکن اس تقلیدی

مسئلہ کی تحقیق کے فکر مین رہے اور کوشش کرے محض اسی پر خاطر جمع کر کے نہ بیٹھ رہے
پھر جب قرآن وحدیث سے اس تقلیدی مسئلہ کا خلاف ثابت ہوجاوے تو اس کو اسی
وقت ترک کر دے ۔ اور قرآن وحدیث کے موافق عمل کرنے لگ جاوے پھر تقلید
کرنی حرام بلکہ شرک ہے اس لیے کہ تقلید کے معنے یہ ہین کہ بغیر دلیل کے کسی کے حکم
کو مان لینا اور یہ دریافت نہ کرنا کہ آیا یہ حکم خدا اور اس کے پیغمبر کی طرف سے بھی ہے
یا نہین ہے سو جو لوگ کہ بغیر دلیل کے اپنے مولویون اور درویشون اور اماموں کے
اقوال کو سند پکڑتے ہین اور اس کی تحقیق نہین کرتے گویا ان مولویون اور درویشون
اور اماموں کو حاکم شرع کا جانتے ہین اور اللہ کی مرضی اور اس کے حکم کا صریح خلاف
کرتے ہین اس لیے کہ فرمایا اللہ تعالے نے إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ یعنے حکم کسی کا
نہین سوا اللہ تعالے کے ۔ یعنے یہ کسی کی شان نہین اور کسیکا مرتبہ نہین کہ وہ مخلوق پر
اپنی طرف سے اپنا حکم جاری کرے اور خلق پر واجب ہو کہ اس کا حکم مانے اسواسطے کہ سب
مخلوق کا خالق مالک اللہ ہی ہے تو حکم بھی اسیکا چاہیے اور مخلوق کو اسی کی حکم برداری
کرنا چاہیے پس معلوم ہوا کہ خود کسی عالم فاضل ملا مخدوم مشائخ امام کا حکم خلق پر جاری
نہین ہوسکتا مگر ہان جس کی حکم برداری کا اللہ حکم دے دے تو اسکا حکم ماننا چاہیے
تو وہ اسی کا حکم اسکی طرف سے نہ ٹھہرا بلکہ اللہ تعالے کا حکم ٹھہرا جیسے اللہ تعالی نے لوگون کو حکم دیا
ہے کہ پیغمبر کا حکم مانو اور رعایا کو حکم دیا ہے کہ اپنے بادشاہ کا حکم مانو اور عورت کو حکم کیا
ہے کہ اپنے خاوند کا حکم مانے اور اولاد کو حکم دیا ہے کہ اپنے ماباپ کا حکم مانو اور غلام کو
حکم کیا ہے کہ اپنے میان کا حکم مانے مگر وہ حکم جو بادشاہ اور خاوند اور ماباپ اور میان
خلاف حکم خدا کے بتاوین اور پیغمبر معصوم ہے وہ خلاف حکم خدا کے نہ بتاوے گا
البتہ جو حکم پیغمبر مشورہ کی راہ سے بتاوین اس مین آدمی کو اختیار ہے چاہے کرے
چاہے نہ کرے پھر اور کسی بادشاہ امیر مولوی مشائخ مجتہد امام کا حکم تو

کس گنتی اور شمار مین ہے کہ باوجود مخالفت حکم خدا تعالے کے اسکو مانئے اور جیسے خدا
کے حکم کو ماننا ہے ویسے ہی اور کسی مولوی و درویش مجتہد امام کا حکم ماننا شرک ہے چنانچہ
تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن مین لکھا ہے کہ روایت
کی ہے ابن سعد اور عبد بن حمید اور ترمذی نے اور حسن غریب کہا اسکو اور ابن منذر
اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن مین عدی بن حاتم سے
کہ کہا آیا مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حال آنکہ وہ پڑھتے تھے سورہ برات کی یہ آیت
اتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی ٹھہرا لیا ہے انہوں نے مولویون اور درویشون
کو مالک اپنا دری اللہ سے خبردار ہو تحقیق وہ لوگ یعنے یہود و نصارے ان کی پرستش
تو نہین کرتے تھے لیکن ان کا یہ حال تھا کہ جس چیز کو ان کے واسطے وہ حلال
کر دیتے تھے اس کو حرام جانتے تھے۔ اور جس چیز کو ان کے واسطے وہ حرام کر دیتے
تھے اس کو حرام جانتے تھے۔ اور روایت کیا ہے اس بات کو احمد اور ابن جریر
نے اتنے اور تفسیر نیشاپوری مین ضمن آیت اتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَ
رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے مذکور ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین اختلاف
کیا ہے اہل تفسیر نے معنے مین ٹھہرا لینے یہود و نصاری کے اپنے مولویون اور درویشون
کو معبود بعد اتفاق کے اس بات پر کہ وہ حقیقت مین ان درویشون کی پرستش تو نہین
کیا کرتے تھے پھر کیا مراد ہے اس معبود ٹھہرانے سے پس کہا اکثر مفسرون نے کہ مراد
یہ ہے کہ وہ متابعت کرتے درویشون کی امر و نہی مین چنانچہ روایت ہے عدی
بن حاتم سے کہ وہ نصرانی تھے پس پہونچے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جس حالت مین کہ آپ سورہ برات پڑھ رہے تھے جب اس آیت تک پہونچے
تو عدی بن حاتم بولے کہ ہم عبادت تو نہین کرتے اپنے مولویون اور درویشون
کی یعنے پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالے ہماری طرف اس بات کو

منسوب کرتا ہے۔ آنحضرت فرمایا کہ کیا تم حرام نہیں سمجھتے اس چیز کو جو اللہ نے حلال کر دی ہے اور حلال نہیں جانتے اس چیز کو جو اللہ تعالے نے حرام کر دی ہے۔ عرض کیا کہ یہ بات تو بیشک ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہی عبادت ہے ان مولویوں اور درویشوں کی یعنے جسے اللہ تعالے تمہارے نام لگاتا ہے۔ ربیع کہتا ہے کہ میں نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ بنی اسرائیل میں خدا بنالینا کیونکر مروج تھا انہوں نے کہا کہ وہ جو کبھی اللہ کی کتاب میں کوئی بات مخالف قول اپنے دانشمندوں کے اور درویشوں کے پاتے تو انہیں کا قول مانتے اللہ کی کتاب کا حکم نہ قبول کرتے علماء نے کہا ہے کہ اگر مخالف حکم خدا کے کسی کا کہنا ماننا اس کا معبود ٹھیرا لینا ہے تو پھر فاسق کو باوجودیکہ وہ برخلاف حکم خدا کے شیطان کی متابعت کرتا ہے کیوں نہیں کافر کہتے۔ جیسا کہ خارجی لوگ فاسق کو کافر کہتے ہیں برخلاف اسکے سو وجہ اس کی یہ ہے کہ فاسق اگرچہ موافق کہنے شیطان کے عمل کرتا ہے لیکن اسکو حاکم نہیں جانتا۔ اس واسطے اسے لعنت کرتا ہے اور ذلیل جانتا ہے بلکہ غفلت سے موافق مرضی شیطان کے اس سے عمل بد ہوتے ہیں نہ یہ کہ اس کو اپنا حاکم معظم جانکر اس کی اطاعت کرتا ہے اور یہ عذر ان لوگوں کے حق میں کارگر نہیں جو اپنے مولویوں اور درویشوں کی عظمت اور صدق سے خلاف حکم خدا کے متابعت کرتے ہیں کہا امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں کہ میں نے دیکھا کئی ایک مقلد فقیہوں کو پڑھیں میں نے اپنے آئیں قرآن کی درباب کئی مسائل کے جو مخالف تھیں وہ آئیں ان مسائل میں ان کے مذہب سے پس نہ مانی انھوں نے وہ آیتیں اور رخ نہ کیا ان کی طرف اور حیران سے ہو کر میری طرف دیکھنے لگے کہ کیونکر عمل ہو سکے ان آیات پر جس حالت میں کہ ہمارے بزرگوں سے ان کے خلاف روایتیں آچکی ہیں اگر تو اے مخاطب تامل کرے ٹھیک تو پاوے تو

اس مرض کو گھسا ہوا ہے پھیپھڑون کی رگون مین تمام ہوئی عبارت تفسیر نیشاپوری کی اور
قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی ایسی تقلید کو شرک کہا ہے اور اثبات اس
کا آیت قُلْ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلیٰ کَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ
اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ یعنے
کہہ اے اہل کتاب کے آو طرف ایک کتاب کی کہ برابر ہے درمیان ہمارے اور درمیان
تمہارے یہہ کہ نہ عبادت کرین ہم - مگر اللہ کو اور نہ شرک لاوین ہم ساتھہ اس کے
کچھہ اور نہ پکڑین بعض ہمارے بعض کو پروردگار سواے اللہ کے سے اور آیت
اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ الآیة سے اور حدیث عدی بن حاتم سے کہا ہے چنانچہ -
تفسیر مظہری مین نیچے آیت قُلْ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ الخ کے بعد نقل کرنے
حدیث عدی بن حاتم کے لکھا ہے کہ اور اسے ظاہر ہوا کہ جب ہو تردد پاوے کسی کو حدیث
صحیح مرفوع غیر معارض اور نہ معلوم ہو نسخ اس کا اور ہو فتوے ابو حنیفہ رح کا مثلاً
خلاف اس حدیث کے اور گیا ہو موافق حدیث کے کوئی امام چارون امامون مین سے
تو واجب ہے اس پر متابعت حدیث ثابت کی اور مذہب اس کا نہین روکتا اس کو اس بات
سے اس لیے تاکہ نہ لازم آوے پکڑنا بعض ہمارے کا بعض ہمارے کو رب سواے اللہ کے انتہی
اور اس عبارت کو موافق اور تائید کرتی ہے اس کی یہ عبارت جو کہ ردالمحتار شرح
درالمختار مین ہے اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ وَکَانَ عَلیٰ خِلَافِ الْمَذْھَبِ عُمِلَ بِالْحَدِیْثِ
وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ مَذْھَبَہٗ وَلَا یَخْرُجُ مُقَلِّدُہٗ عَنْ کَوْنِہٖ حَنَفِیًّا بِالْعَمَلِ بِہٖ
یعنے جب اپنے مذہب کے خلاف صحیح حدیث ہاتھہ لگے تو اس حدیث پر عمل کیا جاوے
اور یہہ اسکا مذہب بن جاوے گا اور کوئی حدیث پر عمل کرنے کے باعث سے اپنے حنفی پنے
سے باہر نہ ہوگا انتہی - اور فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین نیچے آیت اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ کے لکھا ہے - کہ اکثر مفسرین کہتے ہین

کہ ارباب سے یہ مراد نہیں کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو جیسا کہ خدا
ہونیکا اعتقاد کر لیا تہا بلکہ مراد یہہ ہے کہ انہوں نے اطاعت کی تہی اپنے مولویوں اور
درویشوں کی یہہ مراد تہی اون کی کے نقل کی گئی ہے کہ تحقیق عدی بن حاتم تہا نصرانی
پہونچا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حال آنکہ حضرت پڑہ رہے تہے سورہ برأت پس
جب پہونچے اس آیت تک کہا عدی نے پس کہا میں نے حضرت کو نہیں ہم پرستش کرتے انکی
پس فرمایا حضرت نے کیا نہیں حرام کرتے تہے تم اس چیز کو کہ حلال کیا ہے اللہ نے اسکو پس حرام جانتے
تہے تم بہی اسکو اور حلال کرتے تہے تم اس چیز کو کہ حرام کیا ہے اسکو اللہ نے پس حلال جانتے تہے تم
بہی اسکو پس کہا میں نے ہاں فرمایا حضرت نے پس یہی ہے پرستش انکی انتہے اور کہا شاہ
ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کہ جس کسی نے کہ اپنے امام کو ایسا سمجہہ لیا کہ اس کے
شان سے خطا بعید ہے تو اس نظر سے اگرچہ کوئی دلیل خلاف قول اس امام کے ملے تو بہی
اس کی تقلید کو نہ چہوڑے تو وہ شخص داخل ہے اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں چنانچہ **عقد الجید** میں کہا ہے کہ جو شخص ہو عامی
اور فقہا میں سے کسی ایک شخص کی تقلید کرے یہہ سمجہہ کر کہ ایسے شخص سے خطا محال
ہے اور یہہ جو کہتا ہے سو البتہ ثواب ہے اور اپنے دل میں اس بات کو پوشیدہ رکہے
کہ اس کی تقلید نہ چہوڑوں گا۔ اگرچہ اس کے خلاف پر دلیل قائم ہو جاوے تو وہ شخص
پہ دلیل اس حدیث کی کہ جس کو روایت کیا ہے ترمذی نے عدی بن حاتم سے کہ کہا اس نے
کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ پڑہتے تہے یہ آیت اِتَّخَذُوْا
اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی ٹہیرایا ہے اپنے مولویوں
اور درویشوں کو مالک سوی اللہ سے فرمایا کہ وہ لوگ اون کی پرستش تو نہیں کرتے تہے
لیکن ان کا یہ حال تہا کہ جب چیز کو ان کے واسطے وہ حلال کر دیتے اسکو حلال جانتے اور جب
انپر کوئی چیز حرام کر دیتے تو اس کو حرام جانتے۔ اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر

فتح العزیز مین نیچے آیت فلا تجعلوا للہ اندادا وانتم تعلمون کے لکھا ہے
در ینجا باید دانست چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقاً شرک وکفر ست اطاعت غیر او تعالی
نیز بالاستقلال کفر ست ومعنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ اورا در تبلیغ احکام
خدا نشناسد ربقہ تقلید او در گردن اندازد وتقلید او را لازم شمارد وباوجود ظہور مخالفت
حکم او با حکم او تعالی دست از اتباع او بر ندارد واین ہم نوعی ست از اتخاذ انداد کہ در آیۃ
کریمہ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم
بکوہش آن فرمودہ اند انتہی ۔ اور مولوی اسمعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تنویر
العینین مین لکھا ہے کیونکر جائز ہوگا لازم کر لینا ایک شخص معین کی تقلید کو باوجود
قدرت کی رجوع کرنے پر ان روایتون کیطرف جو منقول ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
صاف صاف دلالت کرتی ہین خلاف پر اس امام کی بات کو جس کی تقلید لازم کیا
ہے پہر اگر نہ چہوڑا کسی نے اپنے امام کی بات کو تو اس کے دل مین شرک گہسا ہوا ہے جیسا کہ دلالت
کرتی ہے اسپر حدیث ترمذی کی جو روایت ہے عدی بن حاتم سے کہ اس نے پوچہا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے معنی اس آیت کے اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من
دون اللہ والمسیح ابن مریم یعنے بنا لیا اپنے مولویون اور مشائخون کو جدی
جدی رب وری اللہ کی اور مسیح مریم کے بیٹے کو ۔ پس کہا عدی نے یا رسول اللہ ہم نے
تو نہین ٹہیرایا تہا اپنے مولویون اور مشائخون کے جدی جدی رب تب فرمایا حضرت نے رب
ٹہیرانا یہی ہے کہ حلال سمجہا تم نے انکی حلال کہی ہوئی چیز کو اور حرام سمجہا تم نے انکی حرام
کہی ہوئی چیز کو انتہے ۔ حاصل یہ کہ جو شخص کسیکی تقلید اپنے اوپر لازم سمجہ لیوے اور باوجود مخالف معلوم
ہوجانے حکم اوسکے کے ساتھ حکم خدا اور اس کے رسول کی اسکی اتباع نہ چہوڑے تو اس نے بحکم آیۃ اتخذوا
احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ کے خدا کا شریک ٹہیرایا اور مستحق ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ مین رہنے کا ہوا
اسلیئے کہ فرمایا اللہ تعالے نے من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہ النار

وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ یعنی جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق حرام کی اللہ نے اوپر اس کے بہشت اور جگہہ اس کی آگ ہے اور نہین واسطے ظالمون کے کوئی مددگار اور فرمایا اللہ تعالے نے سورہ نساء مین اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا یعنے تحقیق اللہ نہین بخشتا یہہ کہ شریک ملایا جاوے ساتھ اس کے اور بخشتا ہے جو سوا اس کے ہے واسطے جس کے چاہے اور جو کوئی شریک لاوے ساتھ اللہ کے پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہ دور **فائدہ** یہہ دونون آیتین صریح دلیل ہین اس بات پر کہ مشرک ہمیشہ ہمیشہ کو دوزخ مین جلتا رہیگا اور اس کی بخشش کبھی نہوگی اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر جلایا جاوے اور ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے تو بھی شریک نہ کر تو اللہ کے ساتھ چنانچہ ابن ماجہ مین روایت ہے ابی الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا وصیت کی مجھکو دوست میرے نے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ کہ نہ شریک کر تو ساتھ اللہ کے کسیکو اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جاوے تو اور جلایا جاوے تو۔ اور اس بات مین کچھہ بھی شک نہین کہ تقلید کسی کی خواہ ائمہ اربعہ مین سے ہو خواہ ان کے سوائے کی ہو اور شرک ہے جیسا کہ اوپر گذرا اور اسی کے قائل ہین اور علما بھی چنانچہ علامہ معین الدین نے **دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب** مین لکھا ہے کہ کہا ابن عزمی ہدایہ کے حاشیہ مین جو شخص کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور خاص ایک ہی شخص کے مذہب پر اڑا رہے اور یہہ سمجھے کہ اسکی بات صحیح واجب الاتباع ہے اور کسی کے ائمہ مین سے نہین ہے پس وہ گمراہ جاہل ہے بلکہ کافر بھی ہو جاتا ہے اس سے توبہ کروانی چاہیے۔ پس اگر توبہ کرے تو بہتر ہے ورنہ قتل کیا جاوے کیونکہ جب کہ اس نے اس بات کا اعتقاد کیا کہ واجب ہے

لوگون پر متابعت کرنی ایک شخص کی ان ائمہ سے سوائے اور دن کے تو ٹہرایا اسکو
مجتہد پیچہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہہ کفر ہے اسی طرح لکہا ہے علامہ ہارون مرجانی
حنفی نے ناظورۃ الحق فے فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق
مین بہی - اور شیخ محی الدین بن عربی نے فتوحات مکیہ مین لکہا
ہے کہ جب کہ صحیح ہو کوئی حدیث اور اس کے مقابل پایا جاوے قول کسی صاحب یا
امام کا تو نہین ہے راہ طرف پہر جانے کی حدیث سے بلکہ چہوڑا جاوے گا قول اس
امام اور صاحب کا اس حدیث کی خاطر پہر کہا کہ نہین جائز ترک کرنا کسی آیت کا
یا کسی حدیث کا کسی صاحب یا امام کے قول سے اور جو کوئی ایسا کرے پس وہ گمراہ
ہوا اور نکل گیا خدا کے دین سے - اور کہا عبد الوہاب شعرانی نے میزان شعرانی
مین کہ سنا مین نے سردار اپنے علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے کہ فرماتے تہے
کہ جو شخص کہ ہمیشہ ایک ہی مذہب کا مقلد ہے نہین کامل ہوتا عمل اس کا ساتہ
شریعت کے اور امام طحاوی جو کہ اکابر حنفیون اور تیسری صدی کے علماؤن
مین سے ہے فرماتا ہے کہ کیا پس جو کچہہ ابو حنیفہ نے کہا ہے مین بہی وہی کہون گا -
اور کہا کہ کند ذہن اور متعصب والے کے سوا کوئی اور بہی تقلید کرتا ہے - اس
قصہ کو حافظ ابن حجر نے لسان المیزان مین نقل کیا ہے پہر ابن حجر نے کہا ہے کہ
یہہ بات امام طحاوی کے عصر مین اڑ گئی (اور) یہانتک (مشہور ہوئی) کہ مثل
اور کہاوت بن گئی یہہ ساری کلام علامہ محمد حیات نے ایقاف فی بیان الاختلاف
مین نقل کی ہے - اور شیخ محی الدین بن عربی نے خاتمہ فتوحات مکیہ مین
لکہا ہے - کہ جس بات کی مین تجہے وصیت کرتا ہون وہ یہہ ہے کہ اگر تو عام ہے تو
تجہکو جو اللہ تعالے نے دلیل دی ہے اس کے برخلاف عمل کرنا حرام ہے اور جب
تجہے دلیل حاصل ہو سکتی ہے - تو پہر تجہے اپنی ذات کے سوا کسی اور کی تقلید حرام ہو

اور اگر تو اس درجہ پر نہیں بلکہ مقلد ہے تو تو کہیں ایک ہی مذہب کو خاص کر لازم
پکڑ لینا بلکہ جیسے تجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے ویسے ہی عمل کیجیو اور وہ یوں ہے
کہ اگر تو خود عالم نہ ہو تو اہل ذکر سے پوچھیو اور اہل ذکر وہ لوگ ہیں جو قرآن اور حدیث
سے واقف ہیں اور خوب جانتے ہیں سو جب اہل ذکر سے مسئلہ پوچھے گا تو
جہاں تک ہو سکے اپنی واردات میں ایسی سہولیت ڈھونڈ جہاں تجھ سے تکلیف
اور تنگی جاتی رہے اور اس امر میں اس کے جائز ہونے کا سوال کرنے سے ہو سکتا ہے
کہ تو اسے پا لیوے اور دھیان رکھنا کہ اگر تجھ کو مفتی یہ کہے کہ یہ مسئلہ ایسا ہی ہے
اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کا حکم ہے تب تو اسے وہ جواب لے لینا اور اگر یوں کہے کہ
میری رائے میں ایسا آتا ہے تو تو کسی اور سے پوچھیو۔ اور علامہ عابد سندھی
نے طوالع الانوار حاشیہ در المختار میں لکھا ہے کہ اور مجتہد
معین کی تقلید واجب ہونے پر کوئی بھی دلیل نہیں ہے نہ شریعت کے رستے
نہ عقل کی جہت سے چنانچہ حنفیہ میں سے ابن ہمام نے فتح القدیر (شرح ہدایہ)
میں اور اپنی کتاب میں جس کا نام تحریر الاصول ہے ذکر کیا ہے اور مالکیہ میں سے
شیخ ابن عبد السلام نے مختصر منتہی الاصول میں اور شافعیہ سے محقق
عضد الدین نے بھی اس کے واجب نہ ہونے کی خوب ہی تصریح کی ہے۔ اور ابن
امیر الحاج نے تحریر شرح تحریر میں ذکر کیا ہے کہ سلف (اس پر اجماع کر چکے ہیں کہ کسی
حاکم یا مفتی کو ایک ہی شخص کی تقلید اس طرح کہ کسی مسئلہ میں بھی اس کے قول کے
سوا اور کسی کے قول پر نہ حکم اور نہ فتوے دے حلال نہیں۔ اور ملا علی
قاری حنفی نے شرح عین العلم میں لکھا ہے کہ یہ تو معلوم ہی ہے کہ اللہ
سبحانہ وتعالیٰ نے کسی کو یہ تکلیف نہیں دی کہ حنفی بنے یا مالکی بنے یا شافعی
بنے یا حنبلی بنے بلکہ انہیں یہ تکلیف دی ہے کہ وہ سنت کے

بموجب عمل کریں اگر عالم ہوں یا علما کی پیروی کریں اگر نا واقف ہوں ۔ اور
شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی بھی اسی بات کے مثبت ہیں کہ طریق متقدمین کا
یہی تھا کہ کسی ایک کی خاص کر تقلید نہیں کیا کرتے تھے اور اس قول کو آیت
اور حدیث اور اجماع کی طرف مستند فرماتے ہیں اور کلام سے حافظ الحدیث
ابن حجر کی بھی استشہاد کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ انصاف اور عقل اسی کو چاہتی ہے
چنانچہ تحصیل التعرف فی معرفۃ الفقہ والتصوف میں لکھا
ہے کہ مجتہدوں کے اتباع اور ان کی پیروی واجب ہونے میں دو طریق ہیں پہلا سو
متقدمین کا یہ طریق تھا کہ وہ خاص مذہب اور ایک ہی مجتہد کے اتباع کو واجب
نہیں جانتے تھے بلکہ مجتہدوں کا طریق عمل کرنا اپنے اجتہاد کے بموجب تھا اور عوام
کا طریق یہ تھا کہ علما سے مسئلے پوچھ لیتے اور خاص ایک ہی کی شان جتا کر بدون اسکی
طرف رجوع کرتے ۔ حافظ ابو محمد ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ قرون
ثلثہ میں جو کہ خیر القرون کہے جاتے ہیں نہیں معلوم کہ کسی نے خاص ایک ہی کے قول کو پکڑ
رکھا ہو پیچھے اور ان تینوں قرنوں کے بعد جو سب قرنوں سے بہتر ہے نکلا ہے اور
اس پر کسی کا انکار نہیں ہوا تو یہ بیشک اجماع ٹھہرا ۔ اس پر دلیل پیش
کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اگر تم نہیں خبر رکھتے تو خبردار لوگوں سے
پوچھ لیا کرو اور کہتے ہیں کہ لوگوں کو حکم ہے کہ قرآن اور حدیث اور اجماع کے
بموجب عمل کریں اور علماء کے فتووں کے پیچھے لگیں جب یہ باتیں ٹھہری تو ایک آدمی کے
مذہب کو اپنے لیے خاص اور ضروری سمجھ لینا ناحق ہے ۔ لکھا کہ یہ بات
انصاف اور عقل کے زیادہ قریب ہے اور قابل پسند ہے (انتہی مع تغیر یسیر) اور
امام ابن حزم نے نبذ الکافیہ میں لکھا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین
کا اجماع اس پر ہوا ہے کہ التزام ایک مذہب میں نا جائز ہے پھر کوئی کیونکر ایسا

التزام کرے تو اس نے خلاف کیا اجماع کے اور اس کا اس امر میں کوئی پیشوا اور امام نہیں
اور اس نے راہ اختیار کی خلاف راہ مومنین کے ۔ اور بحر العلوم عبد العلی لکھنوی
حنفی نے شرح تحریر میں لکھا ہے کہ تخصیص ایک مجتہد کی عمل کے باب میں دھینگا
دھینگی ہے اوس کیطرف التفات نکرنی چاہیے بلکہ یہ شریعت کا بدل دینا ہے اور
خدا کی رحمت واسع کا بند کرنا ہے اس لیے کہ شارع نے بندوں کو یہی تکلیف دی ہے
کہ جس مجتہد غیر معین کی چاہیں تقلید کریں ۔ اور مولوی اسمعیل صاحب شہید نے تقلید
شخصی معین کو بدعت حقیقی قرار دیا ہے اور شعبہ رفض کا ٹھیرایا ہے چنانچہ ایضاح
الحق الصریح فی احکام المیت والضریح میں فرماتے ہیں ۔ کہ بدعات
قسم ثانی کہ ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ و اشتغال صوفیہ و قوانین تحریر میسر نیست
ارادہ و تقلید شخصی معین از مجتہدین و مشائخ در ارکان دین نہ بلکہ ہمین قدر کافی
کرد وقتیکہ حاجتے پیش آید از کسی از ایشان استفسار کردہ شود اما ارادہ و تقلید ہم مثل
ایمان بالانبیا از ارکان دین شمردہ شود و لقب حنفی و قادری بمشابہہ لقب مسلمان و
سنی اظہار کردہ شود و امتیاز از شافعیان و چشتیان مثل امتیاز از کفار و روافض از
لوازم متدین شمردہ شود و انتقال را از مذہبے بمذہبے یا از طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع
و بغی موجب قتل و ہتک معدود کردہ شود یا دعوی اجتہاد و ولایت را مثل دعوی نبوت یا
دعوی امامت الطریق یعنی بر امام حق باعث قتال و امانت قرار دادہ شود آیا نہی یا
کہ با طاعت قاضی جبر کردن برسد و بر اطاعت مجتہد کہ در حکم قاضی دیگر است ہم نرسد
چہ جای اجاوز عایار الخلاف حکم مجتہد کہ بر ہر کسی قبول آن واجب نیست لاسیما در وقتی
کہ آن کس خود مجتہد باشد کہ او را تقلید مجتہد اول اصلاً جائز نیست یعنی بر امام
حق اگرچہ آن باغی ریاست امامت داشتہ باشد اصلاً جائز نیست بر خلاف دعوی
اجتہاد کرد وقتیکہ ملکہ اجتہاد حاصل شود لابد دعوی اجتہاد باید کرد و تقلید را انگردن خود

ودر باید انداخت بالجملہ غرض ازین کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش ظاہر کتاب و سنت
و تعلیم و تعلیم آن خواہ بخواندن باشد خواہ باستماع مضامین وسعی در اشاعت آن
از جنس اکل و شرب و لباس ست کہ مدار زندگانی بر آن ست و اشتغال باحکام فقہ
معتبرہ و اشتغال صوفیہ باعمال و تحصیل مراد او مصالح ست کہ عند الضرورت بقدر حاجت
بعمل آرند و بعد ازان بکار اصلی خود مشغول باشند و عنوان و شعار خود محمدیت خالصہ و سنتیہ
قدیم باید داشت نہ تمذہب بمذہب خاص و انسلاک در طریقہ مخصوصہ بلکہ مذہب طرق
مثل دکاکین عطارین باید شمرد و خود را از مسلکان جند محمدی باید ساخت پس چنانچہ
سپاہیان را عنوان سپہ گری شعار ست و ہلا کسے سلطانی کار و بار ایشان وقتیکہ بدوا محتاج
میشوند از ہر دوکانے کہ بہ پست آید میگیرند و بقدر حاجت بعمل آرند و باقی را ایستاد وقت
ضرورت نگاہ میدارند و بکار و بار خود مشغول میباشند ہمچنین محمدیت خالصہ را شعار خود
باید کرد و اتباع سنت را سر رشتہ کار و بار خود باید داشت و احکام فقہیہ و اشتغال صوفیہ
معتبرہ را کہ خالی از شوب فساد و بدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد و زائد ازان
بآن تغل نباید کرد انتہی **فائدہ** اصلاح الحق میں دوسری جگہ بیچ صفحہ ۱۲۰ میں بھی
تقلید شخصی کے رد کا مضمون مولوی اسمعیل شہید نے خوب بسط سے لکھا ہے لیکن
بسبب خوف طول ہونے کتاب کے ان کے اسی مضمون مذکور ہی بیان اکتفا کیا گیا اور
شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحرانی نے بیان الفرقان میں اولیاء الشیطان و
اولیاء الرحمان میں لکھا ہے اور تحقیق اتفاق کیا ہے امت کے پیشواؤں نے
اور اس کے اماموں نے اسپر کہ تحقیق ہر ایک شخص پکڑا جاتا ہے اپنی کلام سے اور چھوڑا
جاتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی فرق ہے درمیان انبیاء اور غیر ان کے کے
بیشک تحقیق انبیاء پر واجب ہے ایمان لانا ساتھ سب باتوں انکی کے کہ جن کی خبر دی
ہے انہوں نے اللہ کی طرف سے اور واجب ہے فرمانبرداری ان کی امر میں

کہ امر کرتے ہیں اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہیں برے کاموں سے [illegible] شان یہ ہے کہ جب وہ حدیث کا پیرو [illegible] کی اُنکی

سو [illegible] اماموں [illegible] اُنکی ساری باتوں پر بلکہ پیش کیا جاتا ہے

اس [illegible] قرآن اور سنت پر پس جو کچھ کہ موافق ہو ساتھ کتاب اور سنت

کے ہو وہ قبول کیا جاتا ہے اور جو مخالف ہو کتاب اور سنت کے ہو وہ مردود ہو [illegible] کہنے والا

اس کا کوئی ہو [illegible] اور شعر اسی میں ہے کہ جو کوئی مخالفت کرے کتاب اور

سنت کی [illegible] وہ اولیاء اللہ سے کہ جن کی پیروی کا اللہ نے حکم دیا ہے بلکہ

ایسا شخص یا اس کا نفس ہوگا یا دعویٰ کرنے والا جہالت میں اور یہ بات اکثر

جگہ ہے مشائخ کی کلام میں اور شیخ ابن الہمام حنفی نے لکھا ہے فتح القدیر

میں [illegible] اپنے مجتہد کے قول کو لازم پکڑنے سے اسکی تقلید

[illegible] قول نہیں [illegible] کوئی مسئلہ [illegible] مجتہد

کے قول [illegible] مسئلہ [illegible] کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاسئلوا

اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی پس پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم نہیں

جانتے [illegible] جب کہ کوئی حادثہ پیش ہو اور حدیث آ پہنچا تو اس وقت

اگر مجتہد کا قول اس کے پاس [illegible] عمل واجب ہوگا اور غالب یہ ہے کہ [illegible]

[illegible] کی تلاش سے [illegible] اور نہیں [illegible]

[illegible] آسان ہو اور میں نہیں جانتا کہ اس کو تقلید

[illegible] سہولت کا تلاش [illegible]

[illegible] مجھ کو معلوم نہیں کہ شرع نے اس کی مذمت

کی ہو [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر سہولت کو پسند کرتے تھے ۔ اور ملا علی

قاری حنفی نے شرح الاربعین میں لکھا ہے کہ خلاصہ میں ہے کہ جو کوئی رد کرے کسی

حدیث کو [illegible] مشائخ نے [illegible] کافر [illegible] اگر وہ حدیث متواتر

تو کافر ہوتا ہے میں کہتا ہوں یہی بات صحیح ہے کہ جو رد کرنے خبر متواتر کے نہیں ہوتا مگر
سوا متواتر کے خبر واحد کو بلکہ اور ضعیف جانکر انکار کرے تو اس کے انکار سے بھی کافر ہوجاتا ہے
اور کہا امام نووی نے کہ دلیل کا تقاضا تو یہ ہے کہ تعیین (مذہب) لازم نہیں
ہے بلکہ جس سے چاہے اور جس سے اتفاق پڑے فتوے پوچھے پر سہل سہل نہ ڈھونڈا
کرے ۔ اور حضرت محبوب سبحانی سید محی الدین عبد القادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوح الغیب میں لکھا ہے کہ بنا کتاب اور سنت
کو پیشوا اپنا اور نظر کر ان دونوں میں ساتھ تامل اور فکر کے اور عمل کر ساتھ ان دونوں
کے اور فریب مت کھا کسی کے قول قوی یا ضعیف اور کلمات صوفیہ سے یعنی
قرآن اور حدیث کو مقابل اور مخالف کسی کا قول مت مان ۔ اور علامہ اکمل صاحب عنایہ
نے امام علائی سے نقل کرکے تقریر میں لکھا ہے کہ جب کسی مقلد کو دوسرا مذہب اقوی
در حدیث کے معلوم ہوا اور اپنا مذہب مخالف حدیث تو اس مقلد کو چاہیے کہ اپنے مذہب
سے انتقال کرے اس مذہب کی طرف جو موافق حدیث کے ہو اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ بعض شخص مقلد ہوکر اپنے ہی امام کے
قول کی پیروی کرتا ہے اور جو دیکھا اسکا مذہب دلائل سے الگ ہوتا ہے گویا کہ وہ امام پیغمبر ہے
[illegible] پہنچتی ہے اور [illegible] ہوتی ہے اور یہ کوئی دانا اسکو پسند نہیں
کرتا ۔ اور امام [illegible] میں لکھا ہے کہ [illegible] نے کہا ہے کہ جو شخص کہتا
ہے کہ تقلید حرام ہے اور کسی کو حلال نہیں ہے کہ سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کسی کے قول کو بلا دلیل اخذ کرے دلیل اسکی (ایک تو یہ) آیت ہے اتبعوا ما انزل
الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء یعنی پیروی کرو اس چیز کی کہ
اتری گئی طرف تمہاری پروردگار تمہارے سے اور مت پیروی کرو سوائے اس کے اور
دوستوں کی (اور دوسری) دلیل اسکی یہ آیت ہے واذا قیل لہم اتبعوا ما

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا یعنے اور جب کہا جاتا ہے واسطے ان
کے پیروی کرو اس چیز کی کہ اتارا اللہ نے کہتے ہین بلکہ پیروی کرینگے ہم اس چیز کی
کہ پایا ہم نے اوپر اس کے باپون اپنون کو۔ اور اللہ تعالی اسکی مدح مین جو تقلید بکرکو
فرماتا ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ یعنی پس خوشخبری دے
بندون میرےون کو وہ جو سنتے ہین بات کو پس پیروی کرتے ہین بہتر اوس کی کی
یہ لوگ ہین جنکو ہدایت کی اللہ نے اور یہ لوگ وہی ہین صاحب عقل خالص کے اور
فرمایا اللہ تعالی نے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ
كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ یعنی پس اگر جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے
پس پھیر دو اس کو طرف اللہ کی اور رسول کی اگر ہو تم ایمان لاتے ساتھ اللہ کے
اور دن پچھلے کے۔ سو اللہ تعالی نے تنازع کے وقت حادثہ پیش کرنا بجز قرآن اور
حدیث کے کسی طرح مباح نہین کیا اور اسی سبب تنازع کے وقت قول قائل کیطرف
رد کرنا حرام ہو گیا۔ اس لیے کہ بجز قرآن اور حدیث کے ہے اور بیشک تمام صحابہ کا
اجماع اول سے آخر تک اور تابعین کا اجماع اول سے آخر تک اور تبع تابعین کا
اجماع اول آخر تک اس تقلید سے باز رہنے پر اور منع کرنے پر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ
کوئی شخص اپنے مین سے کسی انسان کے قول کی طرف یا اپنے سے پہلو
کے قول کیطرف قصد کرے پھر وہ تمام اقوال کو اخذ کرے۔ پس جس شخص
نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اقوال یا امام مالک کے تمام اقوال یا امام
شافعی کے تمام اقوال یا امام احمد کے تمام اقوال اخذ کیے اور ان میں سے یا ان
سے علاوہ اپنے متبوع کا قول چھوڑکر غیر کا قول نہین لیتا اور جو قرآن اور حدیث مین
آیا ہے اسپر اعتماد نہین کرتا اسکو کسی انسان معین کے قول کے مطابق کرلو تو وہ

[illegible] پیشانی ثابت کیا اس میں کوئی شبہ [illegible]

[illegible] ہے اور [illegible]

[illegible] اختیار کی پناہ [illegible] تا ہے

[illegible] ہوا [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] اور [illegible] کی [illegible]

[illegible]

[illegible] ہو گا [illegible]

[illegible] ہو گئی [illegible]

[illegible] میں حکم قطعی علت [illegible] ہے اور اس [illegible]

[illegible] منصوص حکم کو منصوص [illegible] قیاس کیا [illegible]

[illegible] ہو گی [illegible]

[illegible] کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[illegible] یہ حکم [illegible] اس عموم کے [illegible]

[illegible] اس کی اس [illegible] میں [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] کہ اس [illegible]

[illegible] اور اس [illegible]

[illegible] دلالت کرتی ہے [illegible]

[illegible] ہے اور [illegible]

[illegible] میں لکھا ہے [illegible]

[illegible]

مجتہد کی دو قسمیں ہیں [illegible]

[illegible] روایت کا اتباع ہو اس کی تفصیل یہ ہے

کہ جو شخص کتاب اور سنت کو نہین جانتا تو وہ بذات خود تتبع اور استنباط کی استطاعت
نہین رکھتا - پس اُس کا یہی وظیفہ ہے کہ فقیہ سے یہ پوچھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فلانے مسئلہ مین کیا حکم فرمایا ہے جب فقیہ بتاوے تو اس کا
اتباع کرے برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہو یا اسے استنباط کیا ہو یا منصوص پر
قیاس کیا ہو یہ سب صورتین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف رجوع کرتی ہین
اگرچہ دلالۃً ہو اس کی صحت پر تو تمام امت کا ہر ہر طبقہ مین اتفاق ہے - بلکہ اور تمام
امتین اپنے اپنے شرائع مین ایسی صورت پر متفق ہین - اور اس تقلید کا نشان یہ
ہے کہ اسکا عمل مجتہد کے قول پر بشرطیکہ مشروط کی ہے کہ سنت کے موافق ہو سو ہمیشہ
جہانتک ہوسکے سنت کی تلاش مین رہے پھر جب ایسی حدیث ملجاوے کہ اس قول کے
مخالف ہو تو حدیث پر عمل کرے اور ائمہ نے یہی اشارہ کیا ہے امام شافعی کہتے
ہین جب حدیث صحیح ہو جاوے تو میرا مذہب وہی ہے - اور جب تم میری کلام کو
دیکھو کہ حدیث کے خلاف ہے - تو حدیث پر عمل کرو اور میرا کلام دیوار پر پٹک دو اور امام
مالک کا قول ہے جو اپنی کلام سے ماخوذ ہوگا - اور اسپر اس کا کلام رد کیا جاوے
گا - سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ جو
شخص میری دلیل سے واقف نہو تو اس کو سزاوار نہین کہ میری کلام کا فتوے
دیوے - اور امام احمد حنبل کہتے ہین کہ میری تقلید نہ کرنا اور نہ مالک کی تقلید
کرنا اور نہ اوزاعی اور احکام وہان سے لے جہان سے انہون نے لیے ہین کتاب
اور سنت سے اور دوسری قسم یہ ہے کہ کسی فقیہ کے حق مین یہ گمان کرے کہ یہ غایت
درجہ کو پہونچ گیا ہے سو ممکن نہین کہ یہ خطا کرے پھر جب اس مقلد کو صحیح صریح ایسی
حدیث ملے کہ فقیہ کے قول کے خلاف ہو تو قول کو نہ چھوڑے یا یہ خیال کرے جب
مین اسکا مقلد ہو گیا تو میرے حق مین اللہ کا حکم اسی کا قول ہے اور یہ مقلد ایسا ہے

جیسے بیوقوف ممنوع التصرف پہر اگر اُسکو حدیث ملجاوے اور صحت کا یقین بہی کرے
تو بہی نمانے کیونکہ اسکا ذمہ تقلید مین لگا ہوا ہے پس یہ اعتقاد فاسد ہے اور کہوٹی
بات اسکا کوئی شاہد نہین ہے نہ نقل اور نہ عقل اور طبقات سابقہ مین سے کوئی
نہ تہا کہ ایسا کرتا ہو اور اپنے گمان کاذب مین خطا سے غیر معصوم کو حقیقی معصوم
یا اوس کے قول پر عمل کرنے مین معصوم ٹہرا لیا ہے اور اس کے گمان مین یہ ہے کہ
اسکا حکم اسی کا قول ہے اور اس کا ذمہ اسی تقلید مین لگا ہوا ہے ایسے ہی
(مقلد) کے حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ
یعنے ہم تو ان کے نشان کے پیرو ہین - اور کیا ملل سابقہ کی تحریفات اسی وجہ
کی نہین تہین - اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے وصیت نامہ مین
لکہا ہے و دائما تفریعات فقہیہ را بر کتاب و سنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در
حیز قبول آوردن والا کالای بد بریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات
بر کتاب و سنت استغنا حاصل نیست و سخن متقشفہ فقہا را کہ تقلید عالمی را دست آویز ساختہ
تتبع کتاب و سنت را ترک کردہ اند نشنیدن و بدیشان التفات نکردن و قربت خدا جستن
بدوری ایشان - اور شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی مین نیچے
آیت مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا کے لکہا ہے در این آیت اشارہ است بابطال تقلید
بدو طریق اوّل آنکہ از مقلد باید پرسید کہ ہر کہ را تقلید میکنی نزد تو محق است یا نے
اگر محق بودن او را نے شناسی پس باوجود احتمال مبطل بودن او چرا او را تقلید میکنی
و اگر محق بودن او را می شناسی پس بکدام دلیل مے شناسی اگر بتقلید دیگرے میشناسی
سخن دران خواہد رفت و تسلسل لازم خواہد آمد و اگر بعقل مے شناسی پس آن را
چرا در معرفت حق صرف نمی کنی و عار تقلید بر خود گوارا می داری طریق دوم
آنکہ کسی را کہ تقلید میکنی اگر این مسئلہ را او ہم بتقلید دانستہ است پس تو او را برابر شدید

[illegible]

[illegible] ... وہ شخص گمراہ جاہل ہے [illegible]

اپنے رسالہ [illegible] الفوائد میں لکھا ہے کہ وفي التهذيب

روي عن ابي حنيفة انه قال لا يحل لاحد ان يفتي بقولنا ما لم يعرف من

اين قلنا [illegible] لا يجوز تقليد الامام [illegible] في الاحكام

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] إلى الإمام أبي حنيفة رحمه الله تعالى عليه

أنه كان يقول إياكم والقول في دين الله تعالى بالرأي وعليكم باتباع

السنة فمن خرج عنها ضل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] هو أحسن ما قدرنا عليه فمن جاء بأحسن [illegible] فهو أولى بالصواب

[illegible]

[illegible] قول [illegible]

[illegible] اس میں بہتری

جو شخص اسکے بہتر لاوے پس وہ صواب ہے [illegible]

العلماء میں بروایت صاحب ہدایہ کے نقل کیا ہے عن أبي حنيفة

[illegible] الله

[illegible]

اتركوا قولي بخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم فقيل اذا كان قول
الصحابة يخالفه قال اتركوا قولي بقول الصحابة یعنی روایت ہے کہ امام
ابوحنیفہ سے کسی نے پوچھا اگر آپ نے کچھ کہا اور کتاب اللہ اس کے مخالف ہو جواب دیا میرا
قول کتاب اللہ کے مقابلے میں ترک کرو اس نے پوچھا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
حدیث اس کے مخالف ہو جواب دیا میرا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مقابلے
میں ترک کرو اس نے پھر پوچھا اگر صحابہ کا قول اس کے مخالف ہو جواب دیا میرا قول
صحابہ کے قول کے مقابلے میں ترک کرو اور امام شعرانی نے **الیواقیت والجواہر**
میں لکھا ہے وكان الامام مالك يقول ما من احد الا وماخوذ من كلامه
ومردود عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم یعنی اور امام مالک کا یہ حال
تھا کہ کہا کرتے تھے جو ہے سو اپنی کلام میں ماخوذ ہے اور اس کا کلام قابل رد کے ہے
بجز کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے **وروى الحاكم و**
البيهقي عن الشافعي انه كان يقول اذا صح الحديث فهو مذهبي وفي
رواية اذا رأيتم كلامي يخالف الحديث فاعملوا بالحديث واضربوا بكلامي الحائط
وقال يوما للمزني يا ابراهيم لا تقلدني في كل ما اقول وانظر في ذلك
لنفسك فانه دين وكان رحمة الله عليه يقول لا حجة قول احد دون
رسول الله صلى الله عليه وسلم وان كثروا ولا في قياس ولا في شيء ثم
ما ثم الا طاعة الله ورسوله یعنی اور حاکم اور بیہقی روایت کرتے ہیں شافعی سے
کہ وہ کہا کرتے تھے اگر حدیث صحیح ملجاوے تو میرا مذہب وہی ہے اور بیچ ایک روایت کی
ہے کہ کہا شافعی نے جب میری کلام کو دیکھو کہ حدیث کی مخالف ہے تو حدیث پر عمل کرو اور
میری کلام کو دیوار پر پٹک دو اور ایک دن مزنی سے کہا اے ابراہیم ہر ایک بات میں میری
تقلید نہ کرنا اور اس میں اپنی جان پر رحم کرنا کیونکہ یہ دین ہے اور (شافعی)

کہا کرتے تھے کسی کا قول حجت نہین ہے سوائے (قول) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اگرچہ کہنے والے کثرت سے ہون اور یہان بجز طاعت اللہ تعالے اور اس
کے رسول کے کسی کی بات بھی لائق ماننے کے نہین ہے ۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی نے عقد الجید مین لکھا ہے کہ مزنی شاگرد امام شافعی کا اپنے
کتاب مختصر کے ابتدا مین لکھتا ہے مَنْ اَرَادَ عِلْمَ الشَّافِعِیِّ نَهٰی الشَّافِعِیُّ عَنْ
تَقْلِیْدِہٖ وَتَقْلِیْدِ غَیْرِہٖ یعنی جو شخص شافعی کا علم مقصود رکھتا ہے یعنے جو
شخص ہر ایک مسئلے مین شافعی ہی کی بات پسند کرتا ہے اور اسی کے قول کو ٹھیک جانتا
ہے مین اسکو جتلائے دیتا ہون کہ شافعی نے اپنی تقلید اور غیر کی تقلید سے منع کیا
ہے اور ناظورۃ الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق مین
لکھا ہے قَالَ الشَّافِعِیُّ رح اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ مَنِ اسْتَبَانَتْ لَهٗ سُنَّةُ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَحِلَّ لَهٗ اَنْ یَّدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ یعنے کہا
شافعی نے کہ سب مسلمانون نے اتفاق کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کسی کے
قول سے نہ چھوڑی جاوے اور ابن قیم نے اعلام الموقعین مین لکھا ہے کہ کہا شافعی
نے کہ جب پاؤ تم میری کتاب مین (کوئی بات) مخالف سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
پس قائل ہو جاؤ ساتھ سنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور چھوڑ دو میرے قول کو
اور کہا شافعی نے جب صحیح ہو حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے قول کے خلاف تو
مارو میرے قول کو دیوار پر ۔ اور کہا شافعی نے کہ جب روایت کی جاوے حدیث نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ جاؤن مین طرف اس کی پس سمجھ لو کہ میری عقل ماری گئی
تمام ہوئی عبارت اعلام الموقعین کی ۔ اور میزان شعرانی مین لکھا ہے
کہ پہنچا ہم کو طرق صحیحہ سے کہ امام شافعی نے بھیجا کسی کو امام احمد بن حنبل کے پاس اس
بات کے لیے کہ جب صحیح ہو نزدیک تمہارے کوئی حدیث پس بتلاؤ ہم کو تاکہ عمل

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] الکتاب [illegible]

اور رسول [illegible]

تقلید [illegible]

اور احکام کو وہاں سے لے جہاں سے انہوں نے لیے ہیں کتاب اور سنت سے [illegible]

فائدہ [illegible] امام احمد [illegible]

حنبل کے بیٹے عبد اللہ نے [illegible] پوچھا کہ ایک شہر میں ایک شخص محدث [illegible]

لیکن اسکو صحیح و ضعیف حدیث کی پہچان نہیں اور دوسرا وہ شخص [illegible]

رائے قیاسی [illegible]

امام احمد نے [illegible] اور قیاسی [illegible]

سے [illegible] اگرچہ حدیث ضعیف ہی ہو [illegible]

[illegible] قیاس کی [illegible]

کتاب الرد علی من اخلد الی الارض [illegible]

هَلْ اَبَاحَ مَالِكٌ وَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَ الشَّافِعِيُّ قَطُّ لِاَحَدٍ تَقْلِيْدَهُمْ [illegible]

حَاشَا [illegible] بَلْ اِنَّهُمْ قَدْ نَهَوْا عَنْ ذٰلِكَ وَلَمْ [illegible] لِاَحَدٍ [illegible]

یعنی کیا کبھی مباح کیا مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی نے واسطے کسی کے تقلید

اپنی کو [illegible] بلکہ وہ منع کرتے تھے اس سے اور نہیں —

فراخی کرتے تھے وسطی کسی کے بیچ اوس کے اور شیخ الشیوخ طحطاوی محمد عبد العظیم رومی ابن ملا فروخ مکی حنفی نے **قول سدید** مین لکھا ہے اِعْلَمْ اَنَّہٗ لَمْ یُکَلِّفِ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحَدًا مِّنْ عِبَادِہٖ بِاَنْ یَّکُوْنَ حَنَفِیًّا اَوْ مَالِکِیًّا اَوْ شَافِعِیًّا اَوْ حَنْبَلِیًّا بَلْ اَوْجَبَ عِلْمَ الدِّیْنِ بِمَا بُعِثَ بِہٖ سَیِّدُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْعَمَلَ بِشَرِیْعَتِہٖ یعنی جاننا چاہیے کہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے بندون مین سے کسی کو اس امر کی تکلیف نہین دی کہ وہ حنفی بنے یا مالکی بنے یا شافعی بنے یا حنبلی بنے بلکہ انپر اسی بات پر ایمان لانا وجب کیا ہے جسکے لیے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور عمل کرنا انکی شریعت پر۔ اور امام شعرانی نے **میزان شعرانی** صفحہ ۵ مین لکھا ہے وَکَانَ الْاِمَامُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ یَقُوْلُ وَلَمْ یَبْلُغْنَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ اَنَّہٗ اَمَرَ اَصْحَابَہٗ بِالْتِزَامِ مَذْہَبٍ مُّعَیَّنٍ لَا یَرٰی صِحَّۃَ خِلَافِہٖ بَلِ الْمَنْقُوْلُ عَنْہُمْ تَقْرِیْرُہُمُ النَّاسَ عَلَی الْعَمَلِ بِفَتْوٰی بَعْضِہِمْ بَعْضًا لِاَنَّہُمْ کُلَّہُمْ عَلٰی ہُدًی مِّنْ رَّبِّہِمْ وَکَانَ یَقُوْلُ اَیْضًا لَمْ یَبْلُغْنَا فِیْ حَدِیْثٍ صَحِیْحٍ وَّلَا ضَعِیْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَحَدًا مِّنَ الْاُمَّۃِ بِالْتِزَامِ مَذْہَبٍ مُّعَیَّنٍ یعنی ابن عبد البر کہا کرتے تھے کہ کسی امام سے حکم دینا التزام مذہب معین کا اپنے اتباع کو مروی نہین ہے۔ بلکہ ایک دوسرے کے فتوی پر عمل کرنیکی تقریر اور اجازت ان سے منقول ہے اور تھے کہتے ابن عبد البر (یہ بات) بھی کہ نہین پہونچا ہم کو کسی حدیث صحیح مین اور نہ ضعیف مین کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہو کسی کو اپنی امت مین سے ساتھ التزام مذہب معین کے۔ اور امام شعرانی نے **میزان شعرانی** صفحہ ۵۳ مین لکھا ہے وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ عَنْ مُّجَاہِدٍ وَّعَطَاءٍ اَنَّہُمَا کَانَا یَقُوْلَانِ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَمَاخُوْذٌ مِّنْ کَلَامِہٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَیْہِ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَکَذٰلِکَ کَانَ مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ یعنے اور روایت کی ہے بیہقی نے مجاہد اور عطا سے کہ تحقیق وہ دونو تھے کہتے کہ جو ہے سو اپنی کلام مین ماخوذ ہے اور اسکا کلام قابل رد کے ہے بجز کلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا امام شعرانی نے اور اسی طرح تھے کہتے مالک بن انس رحمت ہو اللہ کی انپر **فائدہ** تقلید شخصی کی برائی مین

بسبب خوف طول ہونے کتاب کے صرف چند علما کے اقوال پر اکتفا کیا گیا ہے اسلیے کہ جو آدمی حق کا
متلاشی ہوگا وہ اسے خوب سمجھ لیویگا کہ تقلید شخص معین بہت ہی بری اور قبیح چیز ہے اور متعصب بے
وقوف کو اگر دفترون کے دفتر دکھلائے جاوین تو بھی اسکو کچھ فائدہ نہین ہونے کا اور متعصب وہ
ہی ہوتا ہے جو عقل کا اندھا ہو اور اندھے کے سامنے رونا اپنی آنکھین کھونا ہے

پانچوان مغالطہ

اور اینے نادان مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ چارون اماموں مین سے ایک کی تقلید
اگر واجب نہوتی تو بڑے بڑے عالم فاضل محدث اور مفسر اور فقیہ ان مین سے کسی کے مقلد بھی نہ ہوتے
جواب اسکا دو طرح ہے اول یہ کہ بجز بعض متعصب علما کے ایک امام کی تقلید کو واجب تو کیا مباح
بھی کوئی نہین کہتا بلکہ خاص ایک ہی کی تقلید کو بعضون نے شرک اور بعضون نے کفر اور بعضون
نے حرام اور بعضون نے باطل اور بعضون نے قبیح لکھا ہے چنانچہ صاحب تفسیر نیشاپوری اور قاضی
ثناء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری اور فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر اور شاہ ولی اللہ صاحب
محدث دہلوی اور انکے بیٹے شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی اسمعیل شہید اور سید محمد نذیر حسین صاحب
اور سید محمد صدیق حسن خان صاحب کہ آجکل بباعث کثرت تصنیف و تالیف کے جنکی علماؤن مین بڑی
شہرت ہو گئی ہے اور محمد ملقب بامین صاحب دراسات اللبیب اور جلال الدین سیوطی اور محمد
عبد العظیم رومی بن ملا فروخ مکی اور امام نووی اور ابن حجر عسقلانی اور علامہ ہارون رجانی اور
شیخ محی الدین ابن عربی اور عبد الوہاب شعرانی اور امام طحاوی اور ملا عابد سندھی اور
ملا علی قاری اور شیخ عبد الحق دہلوی اور امام ابن حزم اور بحر العلوم عبد العلی لکھنوی اور شیخ ابن ہمام
اور شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی اور علامہ اکمل صاحب عنایہ اور امام ابن قیم اور ابن تیمیہ
الحرانی اور عبد اللہ بن امام احمد اور مزنی شاگرد امام شافعی خصوصاً خود امام اعظم اور امام مالک اور
امام شافعی اور امام احمد بن حنبل یہ چار امام اور سب علما مذکورین شخص معین کی تقلید کرنے
سے لوگون کو منع کرتے اور اس کی برائی بیان کرتے ہین جیسے آگے آتے ہین اور عبارتین

انکی اس کتاب مین جو تنبیہ مغالطہ کے جواب مین پہلے گذر چکی ہین اور جن علما کی عبارتین بسبب خوف
طول ہونے کتاب کے اسمین درج نہین کی گئی ہین اور شخص معین کی تقلید کو قبیح جاننے والے ہین
اور اسکی برائی اپنی کتابون مین لکھنے والے ہین بعض کے نام بطور مشت نمونہ خروار یہان نقل
کیے جاتے ہین بعضے کہ ان مین سے ہین۔ مجد الدین فیروزآبادی صاحب قاموس اور امام شوکانی اور
علامہ محمد زرقانی اور محی السنۃ امام بغوی اور امام غزالی اور ابی جعفر محمد بن جریر طبری اور امام یافعی
اور شیخ عز الدین بن عبد السلام اور محمد بن ناصر حازمی اور محمد فاخر الہ آبادی اور ابو عمر اور عبد البر اور
محمد بن عبد الوہاب اور محمد بن اسمعیل امیر یمانی اور داؤد ظاہری۔ اور عبد الرحمن بن محمد بن
خلدون اور ابن دقیق العید اور حبیب اللہ قندہاری اور ملا حسن شرنبلالی اور سید بادشاہ اور
تاج الدین عثمانی اور امام رافعی اور ابن حاجب اور امیر ابن الحاج اور محب اللہ بہاری اور قرافی اور
خطیب بغدادی اور دارکی اور امام علائی اور قاضی عضد الملۃ والدین اور سید محمد امین المشہور
با ابن العابدین شامی اور حافظ ابو القاسم علی بن حسن اور سید تقی اور امام ابو عبد اللہ محمد اور ابو محمد جعفر اور محمد بن محمد مدینی اور دمیاطی
اور ابن ہمام اور قفال اور ابن سید الناس اور زین الدین عراقی - وغیرہ علماء دین نکالا ہم نے انکو معیار الحق اور
اتحاف النبلاء اور الحطہ فی ذکر الصحاح الستۃ اور ہدایۃ السائل وغیرہ کتابون سے اور سید محمد صدیق
حسن خان صاحب نے مختصر التبیان فی آداب المفتی مین لکھا ہے کہ حنبلیون مین سے قاضی ابو یعلی
بن موسی اور ابو حامد اور حنفیون مین سے امام ابو یوسف اور امام محمد اور زفر بن ہذیل اور شافعیون مین
سے مزنی اور ابن خزیمہ اور ابن منذر اور محمد بن نصر مروزی اور سوا انکے بہت سے علما اور مالکیون
مین سے اشہب بن عبد الحکم اور ابن قاسم اور ابن وہب سب لوگ کسی کے مقلد نہین تھے اور کہا ابو الفضل
محمد بن علی فاسی نے منتہی الاصول فی علم حدیث الرسول مین کہ بڑے بڑے
فقیہ مجتہد خوب بیان کرتے اور اپنی تحقیق سے پہنچ پہنچ کر کہلانے والے کسی کی تقلید نہ کرنیوالے تیس علما ہین
محمد بن مسلم زہری سعید بن سعید انصاری عبد الرحمن بن عمر اوزاعی عبد اللہ بن مبارک حنظلی یحیی بن
سعید قطان عبد الرحمن بن مہدی یحیی بن یحیی تمیمی امام احمد بن محمد بن حنبل علی بن عبد اللہ مدینی

یحییٰ بن معین - اسحق بن ابراہیم حنظلی - محمد بن یحییٰ ذہلی - محمد بن اسمعیل بخاری صاحب اصح الصحاح - ابو زرعہ
عبید اللہ بن عبد الکریم - ابو حاتم رازی - ابراہیم بن اسحق حربی - مسلم بن حجاج نیشاپوری - عثمان
بن سعید دارمی - ابو عبد اللہ عبدی - ابو عیسیٰ ترمذی - ابو بکر جارودی - ابو عبد اللہ مروزی - ابو عبد
الرحمان نسائی - ابو بکر خزیمہ - ابو داؤد سجستانی عبد الوہاب عبدی - موسیٰ بن ہارون حسن بن علی
معمری محمد بن عقیل بلخی سفیان بن عیینہ ہلالی - اسی طرح لایا ہے اسکو حاکم ابو عبد اللہ نے کتاب
معرفت علوم حدیث کے انتہے دوم التزام مذہب معین میں حکم اور خطاب شارع کا صادر نہیں
ہوا بلکہ معین کرلینا کسی مذہب کا قرآن اور حدیثوں کے صاف مخالف ہے اور بیان اسکا جو تہے مغالطہ
کے جواب میں پہلے گذر۔ اپس معلوم ہوا کہ جس عقیدے اور عمل پر حکم خدا اور رسول ناطق نہ ہو وہ عقیدہ
اور عمل مردود اور قبیح ہے چنانچہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے
عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ
رَدٌّ جس نے نئی بات نکالی بیچ اس دین ہمارے کے وہ چیز کہ نہیں اسمیں سے پس وہ مردود ہے - اور یہ بات
مثل آفتاب کے روشن اور ظاہر ہے کہ چوتھی صدی تک مسلمانوں میں تقلید مذہب احد معین کا رواج
نہ تھا چنانچہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا قَبْلَ الْمِائَةِ الرَّابِعَةِ
غَیْرَ مُجْمِعِیْنَ عَلَی التَّقْلِیْدِ الْخَالِصِ لِمَذْهَبٍ وَاحِدٍ بِعَیْنِهٖ جان تو کہ تحقیق پہلے چوتھی
صدی کے نہیں جمع ہوئے تہے لوگ خاص ایک ہی مذہب معین کی تقلید پر انتہے اور ابو حنیفہ
کے مذہب کو تو امام ابو یوسف اور بعض حنفی مذہب کے ظالم اور متعصب بادشاہوں نے جبر اور قہر ا
رواج دلوایا ہے چنانچہ شاہ عبد العزیز نے بستان المحدثین میں لکھا ہے ابن حزم در جائے
نوشتہ است کہ این دو مذہب در عالم از راہ ریاست و سلطنت رواج و اعتبار گرفتہ اند مذہب ابو حنیفہ
و مذہب مالک زیرا کہ قاضی ابی یوسف قضاۃ ممالک بدست آوردہ از طرف او قضاۃ میرفتند بسیر
بر قاضی شرط میکرد کہ عمل و حکم بمذہب ابو حنیفہ نماید و در اندلس یحییٰ بن یحییٰ را نزد سلطان آنز
وقت تحکم بکنت وجاہ حاصل گشت کہ ہیچ قاضی و حاکم بے مشورہ او منصوب نشدند پس او غیر از یاران

وہمدان خود امستوفی نے ساخت اتہی اور تاریخ ابن خلکان مین لکہا ہی سنہ ہجریہ مین
عیسی بن ملک نامی ایک بادشاہ بڑی سلطنت والا ابو حنیفہ کے مذہب پر تہا اور پرلے درجہکا متعصب
تہا کتاب مسعودی اسکو تمام یاد تہی لوگون کو حنفی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دیتا تہا اور کہتا تہا کہ
سب ابو حنیفہ ہی کے اقوال پر عمل کرو صاحبین یعنے ان کے شاگردون کے اقوال پر بہی عمل نکرو
اسکے حکم بموجب فقیہون نے ایک ایسی کتاب اسکو بنا دی تہی کہ جس مین بجز اقوال ابو حنیفہ کے
اور کسیکا بہی کوئی حکم نتہا اور اسکو بہی اس نے یاد کر لیا تہا اور بسبب تعصب اپنے مذہب کے جسقدر
شافعی مذہب والے اسکے ملک مین تہے سبکو اس نے قتل کروالا تہا — انتہے ملخصاً واللہ اعلم بالصواب

چھٹا مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلد ائمہ حدیث پر چلنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ معنی قرآن شریف کے بدون مجتہد کے
اور کوئی نہین سمجھ سکتا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات غلط اور واہی ہے جو شخص کہ عربی زبان
سمجہتا ہی وہ معنی قرآن کے بہی بیشک سمجھ سکتا ہی چنانچہ خود اللہ تعالے نے قرآن مجید فرمایا ہی وَلَقَدْ
يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ یعنے اور البتہ تحقیق آسان کیا ہمنے قرآن کو واسطے
نصیحت کے پس ہے کوئی نصیحت پکڑنیوالا — اور فرمایا اللہ تعالی نے هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ
لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ یعنے وہ جس نے اٹہایا بیچ ان پڑہون کے پیغمبر انہین مین پڑہتا ہے اوپر انکے
نشانیان اسکی اور پاک کرتا ہے انکو اور سکہاتا ہے کتاب اور حکمت اور تحقیق تہے پہلے اسی البتہ بیچ گمراہی
ظاہر کے اور فرمایا اللہ تعالے نے قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ یعنے قرآن ہی عربی
زبان کا جسمین کجی نہین شاید کہ وہ ڈرین اور فرمایا اللہ تعالے نے الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَى عَبْدِهِ
الْكِتَابَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عِوَجًا یعنی سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اتارا اپنے بندہ پر کتاب اور نرکہی
اسمین کچہ کجی اور فرمایا اللہ تعالے نے وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ یعنے ہمنے اتارین تیری طرف آیتین واضح
فائدہ قرآن وہ کلام فصیح ہے کہ جسکی مثل بڑے بڑے فصیح اور بلیغ عرب کے ایک سورہ بہی نلا سکے اور کلام فصیح

اسکو کہتے ہین کہ جس مین کوئی لفظ ثقیل خلاف محاورہ زبان اور کوئی ترکیب غیر مروج اور
معنوی ہو اور خلاف محاورہ زبان کو غیر فصیح کہتے ہین اور یہہ بات تمامی کتب علم فصاحت
مین موجود ہے پس جب ثابت ہوا کہ قرآن کلام فصیح ہے اور روشن بیان پہر عربی زبان سمجھنے
والا کہ ہدایہ اور کنز الدقائق اور شرح وقایہ وغیرہ سمجھتا ہے معنی قرآن کے کیونکر نہ سمجھیگا
اور ایسا کلام کہ جسکو سوائے خاص دو چار آدمیون کے کسی نے بھی نہ سمجھا ہو
فصیح ہے اور غیر فصیح بولنے والا باوجود قدرت فصاحت کے احمق گنا جاتا ہے اور بسبب
عدم قدرت کے عاجز اور یہہ دونون نسبتین باری تعالی کے ساتھہ جب کفر ہین محفوظ
رکھے خدا ایسا کلام کہنے سے اور جب ایسے انکار کیا اور جب ہر شخص کوئی اور
معنے قرآن کے نہ سمجھ سکتا ہو تو لازم آتی ہے خدا تعالی کیطرف سے ایک تکلیف بالا
یطاق کہ جسکی خود قرآن مین خدا تعالی نفی فرماتا ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا
یعنے نہین تکلیف دیتا خدا تعالی کسی کو مگر اسکی طاقت کے موافق اسلیے کہ کتاب
بہیجی ایسی کہ جسکو ہم سمجھہ نہین سکتے اور حکم کیا ہم کو اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ
مِنْ رَبِّکُمْ یعنے پیروی کرو اس چیز کی کہ بہیجی گئی ہے تمہارے پاس تمہارے
رب کیطرف سے اور جبکہ اس زمانہ مین نہ تو کوئی خواص مین سے اور نہ عوام مین سے
معنے قرآن کے سمجھ سکتا ہو تو قرآن کیا معاذ اللہ ہیا یان یا معمے ہین ہے

ساتوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین حدیث پر چلنے والونکو دیتے ہین کہ حدیث پر عمل کرنیوالا حال حدیث
کے صحیح اور ضعیف اور موضوع ہونیکا اور تحقیق رواۃ کی کسطرح بہم پہونچائیگا جواب اسکا یہہ ہے
کہ بیچارا صاحب حدیث تنویع قسم صحیح اور ضعیف اور موضوع کا اظہار متون سمیت
تحقیق رواۃ اور حال سند ہے اور سب ابنین مقلدین بحدیث پر چلنے والون کو تو کیا مغالطہ
دینگے خود ہی مغالطے مین پڑے ہوئے ہین اس لیے کہ جس طرح سے صحت حدیث کی بسند اسکی

رسول اللہ تک پہونچانی چاہیے ویسی ہی سند روایت فقہ کی کتابون کو اپنے امام
تک پہونچانی ضرور ہے خصوصاً حنفیون کو کیونکہ فقہ انکی تصنیف ہوئی ہے بعد ڈیڑھ سو برس
کے ہجرت سی تو انہین کیون کر معلوم ہوا یہ قول امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے
یا اور کسی کا اور سند حدیث کی اس زمانہ مین بہ نسبت سند روایت فقہ کے بہت
آسان ہے اس لیے کہ علماء محدثین نے کہ شکر کرے اللہ تعالی سعی ان کی تمام
حدیثون کو کس کس تحقیق اور سند سی جمع کیا اور صحیح کو صحیح اور ضعیف کو ضعیف بتا
دیا چنانچہ بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام مصنفہ ابن حجر مین اور مسک الختام شرح بلوغ
المرام مصنفہ سید محمد صدیق حسن خان صاحب مین اور دراری مضیہ شرح درر بہیہ
مصنفہ امام محمد بن علی الشوکانی وغیرہ کی کتابون مین یہ بات موجود ہے اسیطرح
سے علماء نے موضوع حدیثون کو جدا نکال کر ان کی کتابین بنادی ہین چنانچہ اس باب
مین کتاب فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ محمد بن علی الشوکانی کی اور موضوعات
کبیر اور مصنوع فی معرفۃ احادیث الموضوع ملا علی قاری کی اور تذکرہ ابن طاہر کا اور موضوعات
ابن جوزی اور مجد الدین فیروز آبادی وغیرہ کی کتابین مشہور ہین اور اسیطرح احوال راویون
مین کتابین اسماء الرجال کی جیسے کہ معرفت ثقہ راویون مین کتاب ابن حبان کی اور
ضعیفون مین کتاب بخاری اور نسائی اور عقیلی اور کتاب تاریخ بخاری اور ابن خثیمہ
کی اور کتاب جرح اور تعدیل مین ابن ابی حاتم کی اور معرفت وطنون اور شہرون راویون
کی مین کتاب طبقات ابن سعد کی اور معرفت مبہم اسمون مین کتاب عبد الغنی بن سعید اور
خطیب کی اور معرفت طبقات صحابہ مین کتاب اصابہ ابن حجر کی بس جو شخص کہ عربی
کلام سمجھتا ہے ان کتابون سے بطریق تحقیق راویون کی جانچ کر سکتا ہے - اور اسطرح تحقیق حال
راویون صحاح ستہ وغیرہ کے کتاب تقریب التہذیب ابن حجر کی ان سب باتون مین بہت
مختصر اور کافی ہے بخلاف روایت فقہ کے کہ اسکے راویون کے حال کا کہین بھی پتا

نہیں پس اب سمجھنا چاہیے کہ تحقیق کرنے والی کو تحقیق روایت حدیث کی آسان ہے اور روایت فقہ کی

آٹھوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جب دو حدیثین مختلف آئین سند مین اور حکم مین تو اب عمل کرنے والے حدیث رسول اللہ پر کیونکر عمل کرین گے جواب اسکا یہ ہے کہ جن حدیثون کو مقلدین ائمہ آپس مین مختلف سمجھتے ہین اور ظاہر مین ایک دوسرے کی ضد انکو معلوم ہوتی ہین بسبب انکے قصور فہم اور قلت تدبر کا ہے ورنہ شارع کیطرف سے خاص احکام مین دو حکم کہ علی سبیل الاختیار نہ ہون کیونکر صادر ہون اسلیے کہ یہہ ایک تکلیف مالایطاق ہے کہ ایک چیز کو ایک وقت مین فرمایا ہو کرو اور نہی کرو چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنے نہین تکلیف دیتا اللہ کسی جی کو مگر طاقت اسکی پر - پس اب حقیقت مین شارع کیطرف سے نہین ہونے کا مگر ایک حکم یا زیادہ علے سبیل الاختیار اور منہج الوصول الے اصطلاح احادیث[له] الرسول مین لکھا ہے کہ کہا ابن خزیمہ نے لَا اَعْرِفُ صَحِیْحَیْنِ مُتَضَادَّیْنِ فَمَنْ کَانَ عِنْدَہٗ فَلْیَاْتِنِیْ لِاُوَلِّفَ بَیْنَهُمَا یعنے نہین جانتا مین کوئی سے دو حدیثین صحیح کہ ضد رکھتی ہین آپس مین پس اگر کسی کے پاس ہون تو لے آوے کہ توفیق کردون مین ان مین - پس اب جبکہ کسیکو بسبب قصور فہم اور علم کے اختلاف اور تعارض معلوم ہو دو حدیثون مین تو چاہیے کہ رجوع کرے طرف رسالہ ابن قتیبہ اور کتاب ام شافعی اور کتاب ارشاد الفحول مصنفہ محمد بن علی الشوکانی یمنی کے اور منہج الوصول[سه] الے اصطلاح احادیث الرسول اور حصول المامول[عه] من علم الاصول اور ہدایت السائل الے ادلۃ المسائل یہ تینون کتابین سید محمد صدیق حسن خان صاحب کی ان مین بیان ہے توفیق کے قاعدون اور جمع کر لینے دو حدیثون مختلف کا اور جو کوئی یاد کر لے وہ قاعدے تو کچھ مشکل نہین رہتی اسپر کوئی حدیث مگر شاید کہین

اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے واسطے دفع تعارض اور سمجھنے معنے حدیث کے
حجۃ اللہ البالغہ مین بیچ ساتوین بحث کے بہت سے فائدے اور عجیب قاعدے بیان
کیے ہین - پس اُسنے سمجھا کہ یہہ شبہ حدیث پہ چلنے والون پہ ہرگز ہرگز وارد نہین ہو
سکتا بلکہ وارد ہوتا ہے یہہ شبہ مقلدون پہ اس واسطے کہ بہت سے مسئلون مین امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ سے دو دو تین تین روایتین مختلف ایک مسئلہ خاص مین منقول ہین -
چنانچہ حکم پانی مستعمل مین ہدایہ مین لکھا ہے وَقَالَ مُحَمَّدٌ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ
اَبِي حَنِيفَةَ هُوَ طَاهِرٌ غَيْرُ طَهُوْرٍ یعنے اور کہا امام محمد نے اور وہ ہی روایت
ہے ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے (کہ پانی مستعمل) پاک ہے نہ پاک کرنے والا اور
ہدایہ ہی مین لکھا ہے ثُمَّ فِي رِوَايَةِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِي حَنِيفَةَ نَجَاسَةٌ
غَلِيظَةٌ یعنے پھر بیچ روایت حسن کے ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نجاست بھاری ہے
اور ہدایہ ہی مین لکھا ہے وَفِي رِوَايَةِ اَبِي يُوسُفَ عَنْهُ وَهُوَ قَوْلُهٗ
نَجَاسَةٌ خَفِيفَةٌ یعنے اور بیچ روایت ابی یوسف کے ابی حنیفہ سے اور وہ قول اسکا ہے
نجاست ہلکی - اور شرح وقایہ مین لکھا ہے فَاِنْ عَدِمَ الْمَاءَ اِلَّا نَبِيذَ
التَّمْرِ قَالَ اَبُوْ حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ بِالْوُضُوْءِ بِهٖ فَقَطْ یعنے پس اگر سوا نبیذ تمر
یعنے چھوارے کے پانی نہ ملے تو کہا ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو اسے کرے
اور شرح وقایہ ہی مین لکھا ہے وَاَبُوْ يُوسُفَ بِالتَّيَمُّمِ يَحْسَبُ وَمُحَمَّدٌ
بِهِمَا - یعنے اور امام ابو یوسف کے نزدیک تیمم کرے اور امام محمد کے نزدیک وضو اور
تیمم دونو کرے - اور ہدایہ مین لکھا ہے وَاِذَا اخْتَلَطَ لَبَنُ امْرَاَتَيْنِ تَعَلَّقَ
التَّحْرِيمُ بِاَغْلَبِهِمَا یعنے دودھ دو عورتون کا جب ملایا گیا تو حرام ہوتی ہے پینے
والے پہ وہ عورت جس کا دودھ غالب ہو - اور ہدایہ ہی مین ہے وَقَالَ
مُحَمَّدٌ وَزُفَرُ يَتَعَلَّقُ التَّحْرِيمُ بِهِمَا - یعنے کہا امام محمد اور زفر نے دونو حرام

ہوجاتی ہین - اور ہدایہ ہی مین لکھا ہے - وَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِیْ ھٰذِہٖ
رِوَایَتَانِ یعنے اور ابی حنیفہ کے نزدیک اس مین دو روائتین ہین اور منیۃ
المصلی مین لکھا ہے وَاَمَّا سُؤْرُ الْفَرَسِ فَعَنْ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِیْہِ اَرْبَعُ رِوَایَاتٍ
فِیْ رِوَایَۃٍ نَجِسٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَشْکُوْکٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَکْرُوْہٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ
طَاھِرٌ - یعنے اوپر جوٹھا گھوڑے کا پس بیچ اس کے ابی حنیفہ سے چار روائتین
ہین - ایک روایت مین نجس اور ایک روایت مین مشکوک اور ایک روایت
مین مکروہ اور ایک روایت مین پاک انتہی - یہ چند مسائل بطور مشت نمونہ خروار کے
یہان ذکر کیے گئے ہین - اور فقہ کا شاید کوئی باب ایسا ہوگا کہ جو خالی ہوگا اختلاف
روایات سے اور اس بات کو ہدایہ اور در المختار اور کنز وغیرہ فقہ کی کتابین پڑہنے
والے خوب جانتے ہین پس اب بتلایے کہ متبع رائے ابوحنیفہ کا کس پر عمل کرے غرضکہ
مقلدون نے اختیار کیا تھا اتباع رائے ایک شخص معین کا سہولت کے لیے اور وہ ایک
ناپیدا کنار مشکل کے دین متین ہین

نانوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بہ نسبت حدیث کی
کتابون کی فقہ کی کتابین بڑی آسان اور بہت تحقیق اور کوشش سے بنائی گئی ہین سو
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات محض کذب اور دروغ ہے اگر کوئی منصف بنظر تحقیق کے دیکھے
تو عبارت حدیث کی کتب فقہ مثل شرح وقایہ اور کنز اور ہدایہ وغیرہ سے لاکھہ درجہ
آسان ہے - اور اگر کہین کسیکو کسی حدیث کا مطلب مشکل معلوم ہو اور سمجھ
مین نہ آوے تو فتح الباری اور قسطلانی اور کرمانی یہ تینون شرحین صحیح بخاری
کے واسطے معلوم کرنے مطلب صحیح بخاری کے اور نووی شرح مسلم کے واسطے معلوم
کرنے مطلب صحیح مسلم کے اور زرقانی اور مصفی اور مسوی اور محلی یہ چارون شرحین موطا

امام مالک کیواسطے معلوم کرنے مطلب موطا کے اور معالم السنن خطابی کیواسطے معلوم کرنے مطلب ابوداؤد
کے اور مسک الختام محمد صدیق حسن خانصاحب کیواسطے معلوم کرنے مطلب بلوغ المرام کے اور مجمع البحار
شیخ محمد طاہر کے واسطے تحقیق کرنے معانی کتب حدیث کی اور جامع الاصول اور استذکار ابن عبد
البر کی یہ کتابین دیکھ لے تو تشویشین اور تکلفات رکیکہ متاخرین کے زائل ہو جاتے ہین
اور یہ قسم تحقیق اور سند اور معنی حدیث سی ہے نہ قسم تقلید سے اسلیے کہ حل المعاقد
فی شرح العقائد اور حصول المامول من علم الاصول وغیرہ اصول کی کتابون
مین لکھا ہے کہ تقلید اعتقاد کرنا ہے کسی کے قول پر بے دلیل پہچانے اور سمجھے ۔ اور اگر
تقلید ہے تو کسی شخص معین کے نہین ہے ۔ بلکہ جسکو حق گردانا خواہ بخاری ہو
خواہ مسلم اس کی بات پر عمل کیا اور اب اگر حقیقت مین دیکھیے تو صحیحین کی حدیثین
اور آثار ایسے کمال صحت کو پہونچ چکے ہین کہ ان مین موضوع تو کیا ضعیف
تک بھی کوئی نہین کہتا اور آج تک کسی پرکھنے والے حدیث کے نے ان پہ کہین
جرح اور قدح نہین کیا اللہ جزا دے ان محدثین کو اس سعی کی پس اب عمل کرنے
والے کو ان کتابون کی حدیث کو کچھ تحقیق کرنا ضرور نہین چنانچہ جواہر الاصول
فی علم حدیث الرسول ۔ اور نخبۃ الفکر مین لکھا ہے کہ صحیح کی سات قسمین
ہین اول عمدہ قسم تو وہ ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہو اسکو حدیث
متفق علیہ کہتے ہین اس کے بعد دوسری قسم وہ ہے جو صرف بخاری مین
ہو تیسری وہ ہے جو فقط مسلم مین ہو چوتھی وہ ہے جو بخاری اور مسلم
کی شرط اور ان کے طور پہ ہو پانچوین وہ ہے جو صرف بخاری کے طور پر
ہو چھٹی وہ ہے جو فقط مسلم کے طور پہ ہو ساتوین وہ ہے جو بخاری اور مسلم کے
سوائے اور اہل حدیث نے اسکو صحیح کہا ہے ۔ سو جاننا چاہیے کہ مثل اسی کی اعتبار روایت امام
اعظم مین حنفیون نے ہدایہ سمجھ رکھا ہے باوجود اس بات کے کہ اسکی سند روایت امام اعظم

تک بھی ہرگز نہین ہے - اور اکثر حدیثین جو اس مین درج ہین وہ ضعیف ہین اور بعض
موضوع ہین دیکھنے کے جسکا جی چاہے تخریج ہدایہ مین سے کہ اس مین لکھا ہے
تحقیق کر کے کتب موضوعات محدثین سے سو واضح رہے کہ اگر موضوع جانکر انکو پھر
سند پہونچاتا ہے تو بہت بڑا مقام خوف کا ہے اسلیے کہ بخاری مین روایت ہے
ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے اُنہون نے نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
مَن کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنے جو جھوٹ بولے مجھ پہ
جانکر بس ٹھکانا سمجھے اپنا دوزخ - اور یہ حدیث بہت صحیح اور متواتر ہے اور جواہر
الاصول فے علم حدیث الرسول مین لکھا ہے کہ حدیث ضعیف
جب کہ ہو موضوع پس نہین ہے جائز عمل کرنا اوسپر یعنے حرام ہے عمل
کرنا اُس پہ اجماعًا اور نہین جائز ہے روایت اس کی مگر ساتھ بیان وضع کے
پھر اگر موضوع کو صحیح سمجھکر اوسپر عمل کرتا ہے تو ثواب پاتا ہے - اس لیے کہ نہین
معتبر ہوتے عمل مگر ساتھ نیتون کے پھر جب بیان کرے شخص معتبر موضوع
ہونا اسکا تو واجب ہے اوسپر ترک کرنا اسکا اور عمل کرنے والا اسپر بعد جاننے (موضوع
ہونے اسکے) کے گنہگار اور فاسق ہے اور واجب ہے اظہار اُسکا اس لیے کہ چھپانا علم کا
حرام ہے انتہی سبحان اللہ کیا خوب مقلد ہین کہ ایسے علما کی کہ جنکو حدیث موضوع اور صحیح
کی بھی خبر نہ تھی انکی تقلید کرتے ہین اور انکی کتابون کو بہت تحقیق اور کوشش سے بنای
ہوئی بتلاتے ہین اور باوجود ظاہر ہو جانے حال اس حدیث کی اسی کو سند جانتے ہین اور عمل
کرتے ہین جیسے کہ ہدایہ کی روایتون پہ باوجود موضوع معلوم ہونے حدیث کے اسی پہ فتوی دیتے ہین

دسوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ ہمارے امام نے تمام مسائل
حدیث ہی سے نکالے ہین اور ان کو سب حدیثین پہونچ گئی تہین جواب اسکا

ہے کہ ایسا شخص بڑا کذاب اور بہت بری اعتقاد والا بے وقوف ہے اس لیے کہ
بڑے بڑے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو کہ اکثر اوقات حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی صحبت میں رہتے تھے ان کو تمام حدیثیں ایک مدت
تک پہنچی ہی نہیں تھیں ان اماموں کو کب پہنچی ہونگی اور اس دعوے
پر دلیل ہماری یہ حدیثیں ہیں سنو اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو یہ حدیث نہیں پہنچی تھی جو کہ موطا امام مالک اور احمد اور
ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ میں روایت
ہے قبیصہ بیٹی ذویب کی سے کہ کہا آئی دادی (کسی متوفی کی) پاس حضرت ابوبکر
صدیق کے اس حال میں کہ مانگتی تھی ان سے میراث اپنی پس کہا واسطے اس کے
(ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے) کہ تیرے لیے قرآن اور حدیث میں کچھ نہیں آیا پس پھر
جا یہاں تک پوچھوں میں لوگوں سے شاید کہ ان میں سے کوئی جانتا ہو یہ حکم پھر
پوچھا ابوبکر نے لوگوں سے پس کہا مغیرہ بن شعبہ نے کہ حاضر ہوا تھا میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دلوایا دادی کو چھٹا حصہ پس کہا ابوبکر نے مغیرہ
کو کہ آیا ہے ساتھ تیرے کوئی سوا تیرے کہ یہ سنا یا دیکھا ہو حضرت سے پس کہا
محمد بن مسلمہ نے مانند اس چیز کی کہ کہا تھا مغیرہ نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث
حسن صحیح ہے **دوم** جنب کی حالت میں سبب پانی نہ ملنے کے حضرت عمر رض
سے تیمم کرنے کی حدیث مخفی رہی تھی اور وہ حدیث یہ ہے جو کہ **بخاری**
میں اور مانند اس کی مسلم میں روایت ہے عمار سے کہ کہا
آیا ایک شخص طرف عمر بیٹے خطاب کی پس کہا تحقیق ہوا میں جنبی اور نہیں
پایا میں نے پانی پس کہا عمار نے واسطے عمر رض کے کیا نہیں یاد رکھتے تم تحقیق
تھے ہم بیچ سفر کے میں اور تم رستے ہم دونوں جنبی ہو گئے پس تم نے نماز

نہین پڑہی اور مین لوٹا خاک مین اور نماز پڑہی پھر ذکر کیا یہ اپنے سارا حال ا
رو برو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا سواے اسکے نہین کفایت کرتا ہی تجہکو
اس طرح سے پس مارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھ اپنے زمین پر اور
پہونک ماری ان مین پہر مسح کیا ساتہہ ان کے مونہہ اپنے پر اور ہاتہون اپنے پر

سوم حضرت عمر رضہ سے کفار مجوس سے جزیہ لینے کی حدیث بہی مخفی رہی تہی
اور وہ حدیث یہ ہے جو کہ **موطا امام مالک**[۱] مین روایت ہی جعفر بن محمد بن
علی سے نقل کی ان نے اپنے باپ سے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ذکر کیا مجوس کا
اور کہا کہ مین نہین جانتا کیا کرون ان کے باب مین تو کہا عبد الرحمن بن
عوف نے گواہی دیتا ہون مین کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرماتے تہے ان سے وہ طریقہ برتو جو اہل کتاب سے برتتے ہو

چہارم[۲] حضرت عمر سے عورتون کے زیادہ مہر باندہنے کی آیت قرآن بہی مخفی رہی
تہی چنانچہ **تفسیر مدارک**[۳] مین لکہا ہے کہ حضرت عمر نے مہر کثیر سے
لوگون کو منع کیا جس مین انکے مقابلہ مین ایک بڑہیا کہڑی ہوگئی اور اس نے
کہا کہ خدا تو مہر کی بابت قرآن مین فرماتا ہے وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا یعنی اور دیا
ہو تمنے انکو مال کثیر پس تم کہان سے منع کرتے ہو پس حضرت عمر نے اپنے قول
سے رجوع کر کے اس کی بات تسلیم کر لی

پنجم حضرت عمر اور حضرت عثمان تمتع سے
منع کرتے تہے لوگون کو اور حضرت علی مرتضے وغیرہ صحابہ اس مسئلہ مین ان کے
مخالف رہی بات **شرح صحیح مسلم**[۴] اور **زرقانی شرح موطا**
امام مالک مین ہے بلکہ **ترمذی**[۵] مین لکہا ہے کہ عبد اللہ بن عمر بہی اس مسئلہ مین اپنے
باپ کے مخالف تہے کسی نے عبد اللہ بن عمر سے حکم تمتع دریافت کیا تو انہون نے حکم جواز
کا دیا پہر سائل نے کہا کہ تمہارا باپ یعنی حضرت عمر تو منع کرتے تہے اس کے جواب

ہین عبداللہ بن عمر نے کہا کہ بہلا اگر ایک کام کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا
ہو اور میرے باپ نے منع کیا ہو تو کہو اتباع رسول اللہ کا ہوگا یا میرے باپ کا
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے ششم جس جگہہ وباپڑی ہو وہان نہ
جانا چاہیے اور اگر اس جگہہ وباپڑے جہان رہتا ہو وہان سے وبا کے خوف
سے نہ بہاگنا چاہیے یہ حدیث حضرت عمر وغیرہ بہت سے صحابہ سے مخفی رہی تھی
چنانچہ بخاری اور مسلم مین ہے کہ حضرت عمر ملک شام کیطرف نکلے اور رستہ
مین انکو فوجی افسر ملے اور خبر دی کہ شام مین وباپڑی ہوئی ہے تب حضرت عمر نے
لوگون سے اس بات کا مشورہ پوچہا کہ آیا شام کیطرف جانا چاہیے یا پیچہے لوٹ جانا
چاہیے کسینے کہا شام کیطرف چلنا چاہیے کسینے کہا پیچہے لوٹ جانا چاہیے پہر
عبدالرحمن بن عوف جو کہ اپنے کام کو کہین گئے ہوئے تہے آگئے اور انہون نے
کہا کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر کسی زمین مین وبا ہو تو وہان نہ
جاؤ اور اگر اس زمین مین وباپڑے جہان تم ہو تو وہان سے وبا کے خوف سے
نہ بہاگو ہفتم حضرت عمر سے اسقاط حمل کے فیصلے کی حدیث مخفی رہی اور وہ حدیث
یہہ ہے جو کہ بخاری مین روایت ہے ہشام سے نقل کی اس نے اپنے باپ سے کہ حضرت
عمر نے صحابہ کو قسم دیکے پوچہا کہ کسی نے آنحضرت صلعم سے اسقاط حمل مین کچہہ فیصلہ سنا
ہے مغیرہ نے کہا مین نے سنا ہے کہ حضرت صلعم نے اس مین ایک غلام یا لونڈی بدلہ دینے
کا حکم فرمایا ہے حضرت عمر نے کہا تیرے ساتھہ اسپر کوئی گواہ ہے محمد بن مسلمہ
نے کہا مین بہی گواہ ہون ہشتم حضرت عمر کو وارث ہونے زوجہ کی خون
بہاے خاوند سے حدیث مخفی رہی تہی اور وہ حدیث یہ ہے جو کہ ابوداود
اور ترمذی مین روایت ہے سعید سے کہ کہا تہے عمر بن الخطاب کہتے
کہ دیت عصبات کیواسطے ہے اور مقتول کی عورت اس سے وارث نہین ہوتی

یہانتک کہ ضحاک بن سفیان نے حضرت عمر سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے لکھا تھا کہ اشیم ضبابی کی عورت کو اس کے خون بہا سے میراث دی پس حضرت
عمر نے اپنے قول سے رجوع کیا منہم حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر اور زید بن ثابت
سے بدون طواف رخصت کے حیض والی عورت کو چلے آنے کی حدیث مخفی رہی
تھی یہ بات نووی شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۴۲۳ میں ہے اور مخالفت ان تینوں
صحابہ کے یہ دو حدیثیں ہیں پہلی حدیث بخاری اور مسلم میں روایت
ہے ابن عباس رضہ سے کہ لوگ امر کیے گئے ہیں کہ اخیر وقت ان کا اپنے گھر کی طرف
لوٹنے کا وقت (کعبہ میں ہو یعنی طواف کر کے لوٹیں) لیکن یہ طواف اس عورت
کو معاف ہے جس کو حیض آجاوے ۔ فائدہ ابو الفیض محمد بن علی فارسی
نے جواہر الاصول میں اور نووی نے شرح صحیح مسلم کے
مقدمہ میں ۔ اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری کے مقدمہ میں ۔ اور
سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے منہج الوصول میں اور ابن الصلاح
وغیرہ لوگوں نے لکھا ہے کہ جب صحابی کہے امر کیے گئے ہم ساتھ فلانی بات کے
یا منع کیے گئے ہم فلانی بات سے یا کہے سنت ہے فلانی بات میں یہ سب مرفوع
ہے یعنی حضرت کا فرمانا ہے دوسری حدیث بخاری اور مسلم
میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا حائضہ ہوئی صفیہ بنت حیی
پہلے کے میں نے پس کہا نہیں گمان کرتی ہیں اپنے کو مگر روکنے والی ہم کو چلنے کوچ
کرنے سے مدینہ کو ، اس لیے کہ میں حائضہ ہوئی اور طواف وداع نہیں کیا ہے فرمایا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہیں طواف کیا تم نے اور نحر کے کیا طواف کیا ہے
دن نحر کے یعنی طواف الزیارۃ تم کہا گیا کہ ہاں فرمایا کہ چل ۔ منہم حضرت
عثمان سے یہ حدیث مخفی رہی تھی کہ جس عورت کا خاوند مر جاوے وہ عدت کی ہی

گھر مین جہان وہ مری ابھی عدت پوری کرے یہانتک کہ فریعہ بنت مالک نے جب اپنا
قصہ انکو سنایا تب انکو معلوم ہوا۔ اور اس وقت مطابق فریعہ کی حدیث کے
فیصلہ کیا چنانچہ احمدؒ اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور
ابن ماجہ مین روایت ہے فریعہ بنت مالک سے تحقیق زوج اسکا نکلا تلاش
مین اپنے بھاگے غلامون کی پھر قتل کیا لوگون نے اس کو بولی پھر پوچھا مین نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پھر جاؤن اپنے لوگون مین پس تحقیق زوج
نے میرے نہین چھوڑی میرے لیے جگہہ اور نہ خرچ سو فرمایا اچھا پس جب گئی مین
حجرے مین پکارا مجکو پس فرمایا ٹھیر تو اپنے گھر مین جب تک کہ پہونچے لکھا اللہ
کا اپنی مدت کو (یعنے عدت کی مدت پوری ہوتے تک) کہا فریعہ نے پس
عدت تمام کی مین نے اسی گھر مین چار مہینے اور دس دن بولی پس فیصلہ کیا
اسی حکم سے بعد اس کے عثمان نے اور حسن اصحیح کہا اسکو ترمذی اور ذہلی اور
ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے پانزدہم حضرت علی مرتضیٰ پر حدیث عدت حاملہ
کی مخفی رہی تھی یہ بات مسک الختام شرح بلوغ المرام مین ہے بلکہ صحیح بخاری کے
صفحہ ۷۲۹ کے متن مین لکھا ہے کہ ابن عباس کا بھی اسی پر فتوی تھا اور اسی کے
حاشیہ پر فتح الباری سے نقل کیا ہے کہ ابتدا مین ابن مسعود کا بھی یہی قول تھا
بعد اس کے شاید ابن مسعود نے بھی رجوع کر لیا ہو اور انکی فتوی کے مخالف ہے حدیث
جو کہ بخاری مین روایت ہے مسور بن مخرمہ سے کہ تحقیق سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ تعالی
عنہا جنی پیچھے مرنے خاوند اپنے کو کتنی راتون کے بعد پھر آئی وہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس پس اذن مانگا اس نے حضرت سے نکاح کا پس اذن دیا اس کو حضرت
نے پس نکاح کیا اس نے **فائدہ** کہا ابن حجر نے بلوغ المرام مین اور
اصل اس حدیث کی صحیحین مین ہے اور یہ ایک روایت کرتا ہے کہ وہ (یعنے سبیعہ اسلمیہ)

چھے اپنے زوج کے ہونے کے چالیس برابر ان کے بعد اور مسلم کی ایک روایت مین ہے
کہ کہا زہری نے اور نہ دیکہا مین نے کچہ مضایقہ کہ جس حال مین اپنے خون مین
ہے سوا اُس کے کہ نزدیک ہو اُس کے زوج اسکا و وارث دوسم حضرت علی اور
زید بن ثابت اور ابن عباس اور ابن عمر سے حدیث اُس عورت کا مہر دلا مین کے کہ
جسکا زوج بدون اُسنے صحبت کرنے سے مرگیا ہو اور مہر مقرر نہ کیا ہو مخفی رہی یہ بات
ترمذی چہاپہ احمدی دہلی کے صفحہ ۱۹۴ مین ہے اور مخالفت اُن کے ہے یہ حدیث
جو کہ ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی مین روایت
ہے علقمہ سے کہ نقل کی ابن مسعود رض سے کہ وہ پوچھے گئے حکم ایک شخص کے کہ نکاح
کیا ایک عورت سے اور نہ معین کیا واسطے اوس کے کچہ مہر اور نہ دخول کیا ساتھ
اس کے یہان تک کہ مرگیا پس کہا ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے واسطے اوس عورت کے
ہے مانند مہر عورتون کے کہ اسکی قوم کی ہین (یعنے مہر مثل دینا آوے گا) نہ کم اور نہ زیادہ
اور واسطے اوس کے عدت (یعنے وفات کی) اور واسطے اوس کے میراث بھی ہے پس کھڑے
ہوئے معقل بن سنان اشجعی اور کہا کہ حکم فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بیچ حق بروع
بیٹی واشق کے کہ ایک عورت تھی ہم مین سے مانند اُس چیز کے کہ حکم کیا تُو نے پس خوش ہوئے
ساتھ اس بات کے ابن مسعود اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے سیزدہم
حضرت علی اور حضرت عباس اور حضرت فاطمہ سے حدیث پیغمبرون کے مال کی نہ وارث
ہونے کی مخفی رہی یہ بات بخاری چہاپہ احمدی میرٹھ کے صفحہ ۴۳۵ و ۹۹۶ مین اور صحیح
مسلم کی جلد دوم کے صفحہ ۹۱ مین ہے اور مخالف اُن کے ہے یہ حدیث جو کہ بخاری اور
مسلم مین روایت ہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر
سے بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقسیم درخواست چاہی جو کہ حضرت پیچھے چھوڑ
گئے تھے اُس مال مین سے جو اللہ نے انکو دیا تہا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ اُس

جواب یہ ہے کہ صحیح میں حضرت فاطمہ کو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مال کہ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ سب فی سبیل اللہ ہے یہ بات سنکر حضرت فاطمہ خفا ہو گئیں اور حضرت ابو بکرؓ سے کلام ترک کر دی اور ہمیشہ ترک کلامی رہی یہانتک کہ فوت ہو گئیں چہارم

حضرت علی نے مرتدین کو جلا دیا تھا اور حدیث مرتدین کے جلانیکی ان سے مخفی رہی تھی چنانچہ بخاری میں روایت ہے عکرمہ سے کہ کہا لائے گئے حضرت علی کے پاس زندیق پس جلا دیا انکو پس پہونچی یہ خبر ابن عباس کو پس کہا اگر ہوتا میں نہ جلاتا میں ان کو واسطے منع فرمانے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ عذاب کرو ساتھ عذاب خدا تعالے کے کہ جلانا ہے اور البتہ قتل کرتا میں اُن کو بموجب فرمانے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص بدل ڈالے دین اپنا پس مار ڈالو اوس کو فائدہ

ابو داؤد میں ہے کہ قول ابن عباس کا جب حضرت علی کو پہنچا تو کہا حضرت علی نے کہ سچ کہا ابن عباس نے پانزدہم فجر کی سنت اور فرض کے درمیان داہنے کروٹ لیٹنے کی حدیث عبد اللہ بن عمر اور ابن مسعود اور ابراہیم نخعی سے مخفی رہی تھی اور ابن عمر نے تو اس فعل کو بدعت کہا ہے اور ابن مسعود نے اس سے انکار کیا ہے اور ابراہیم نخعی تابعی نے اُس کو ضجعۃ الشیطان کہا ہو ذکر کیا ہے اس بات کو شہاب الدین احمد قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اور اس فعل یعنے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان داہنی کروٹ پہ لیٹنے کی سنت ہونے کی حدیث مخالف ابن عمر اور ابن مسعود اور ابراہیم نخعی کے پہلے یہ ہے جو کہ بخاری میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے دو رکعتیں فجر کی لیٹتے اپنے داہنے پہلو پر

دوسری حدیث یہ ہے جو کہ امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا پیغمبر

خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پڑھ چکے کوئی تم میں سے دو رکعتیں پہلے نماز صبح سے
یعنے سنتیں فجر کی تو لیٹے داہنے کروٹ پر **فائدہ** کہا ترمذی نے یہہ حدیث
حسن صحیح ہے اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہ یہہ حدیث صحیح ہے بخاری
اور مسلم کی شرط پر **راقم کہتا ہے** کہ اس باب میں اور حدیثیں
بہی آئی ہیں اور جس کو اس مسئلے میں زیادہ تر تحقیق منظور ہو وہ یہہ مسئلہ ہماری
کتاب بلاغ المبین سے دیکہہ لے **شانزدہم** چاشت کی نماز پڑہنے کی
حدیث بہی عبد اللہ بن عمر اور ابن مسعود سے مخفی رہگئی تہی اور ابن عمر نے چاشت
کی نماز کو بدعت کہا ہے اور ابن مسعود نے اسے انکار کیا ہے ذکر کیا ہے اس
بات کو شہاب الدین احمد قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اور نووی
نے شرح صحیح مسلم میں ۔ اور چاشت کی نماز سنت ہونے کے باب میں صحیح
مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اور بخاری اور مسلم
میں ام ہانی رضی اللہ تعالی عنہا سے اور مسلم میں معاذہ سے اور مسلم
میں ابی ذر سے اور ترمذی میں ابی الدرداء اور ابی ذر سے اور ابو داود
اور دارمی میں نعیم بن ہمار غطفانی سے اور ترمذی اور ابن ماجہ
میں انس سے اور ابو داود میں معاذ بن انس جہنی سے اور احمد اور
ترمذی اور ابن ماجہ میں ابی ہریرہ سے اور موطا امام مالک
میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ترمذی میں ابی سعید سے اور صحیح
ابن حبان میں حضرت عائشہ سے یہہ سب حدیثیں اور سوا ان کے اور حدیثیں
بہی ہیں جو چاہے دیکہہ لے **ہفدہم** عبد اللہ بن مسعود سے رکوع میں گہٹنے پکڑنے
کی حدیث مخفی رہی تہی بلکہ سب صحابہ ہاتہوں سے گہٹنوں کے پکڑنے کی ہی قائل
تہے لیکن ابن مسعود اور ان کے اصحاب اس بات کے قائل نہیں تہے یہہ بات ترمذی

چنانچہ احمدی دہلی کے صفحہ ۱۵ مین ہے ۔ اور مخالفت ابن مسعود کے ہین یہہ دو حدیثین
جو کہ اب آتی ہین پہلے حدیث ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی
مین روایت ہے علقمہ سے کہا علقمہ نے کہ کہا عبد اللہ ابن مسعود نے کہ سکھلائی
ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پس اللہ اکبر کہا اور اٹھائے دونون ہاتھ
اپنے پس جب رکوع کیا تطبیق کی یعنے ایک ہاتھ کی انگلیان دوسرے ہاتھ
کی انگلیون مین ڈالکر دونون ہاتھ دونون رانون کے درمیان مین رکھے کہا علقمہ نے
پس پہونچی یہ بات سعد ابن ابی وقاص کو پس کہا سچ کہا بھائی میرے نے تحقیق
تھے ہم کرتے اسکو پھر امر کیے گئے ہم ساتھ اس کے یعنے رکوع مین گھٹنو پر ہاتھ
رکھنے کی دوسری حدیث بخاری کی مین روایت ہے ابی یعفور سے
کہا اُس نے سنا مین نے مصعب ابن سعد سے کہ کہا مصعب بن سعد نے نماز پڑھی مین
نے طرف پہلو باپ اپنے کی پس تطبیق کی مین نے درمیان دونون زانون اپنی کے
پس منع کیا مجھکو باپ میرے نے اور کہا تھے ہم کرتے اسکو پس منع کیے گیے ہم اسی
اور امر کیے گئے ہم یہ کہ رکھین ہم ہاتھون اپنے کو اوپر گھٹنون کے ہیچمدان سالک الختام
شرح بلوغ المرام مین لکھا ہے کہ کہا بیہقی نے کہ ابن مسعود نے فراموش کیا قرآن
سے اسچیز کو کہ نہین اختلاف کیا ہے بیچ اسکے مسلمانون نے اور وہ دو سورتیں
ہین قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پس ان سے
یہہ دونون سورتین مخفی رہی تھین اور وہ اس کے قائل نہ تھے ۔ کہ یہہ دونو
سورتین قرآن کی ہین نوز دہم ہدی کے روانہ کرنے سے محرم پر جو
چیزین حلال ہین وہ حرام نہین ہوتی ہین یہ حدیث عبد اللہ بن عباس سے مخفی رہی تھی
چنانچہ موطا امام مالک مین روایت ہے عمرہ بنت عبد الرحمن سے کہ زیاد بن ابی
سفیان نے لکھا ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا کو کہ عبد اللہ بن عباس کہتے

میں جو شخص ہدی روانہ کرے تو اُس پر حرام ہو گئیں وہ چیزیں جو حرام ہیں محرم پر یہان
تک کہ ذبح کیا جاوے ہدی سو بھیجا ایک ہدی تمہارے پاس سے روانہ کی ہے تم مجھے لکھ بھیجو
اپنا فتوی یا جو شخص ہدی لیکر آتا ہے اُس کے ہاتھ کہلا بھیجو عمرہ نے کہا کہ حضرت عائشہ
بولیں ابن عباس جو کہتے ہیں ویسا نہیں ہے میں نے خود اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہدی کی ہار بٹی تھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے
لٹکائے اور اسکو روانہ کیا میرے باپ کے ساتھ سو آپ پر کوئی چیز حرام نہ ہوئی اُن
چیزوں میں سے جنکو حلال کیا تھا اللہ تعالے نے انکے لیے یہانتک کہ ذبح ہو گئی ہدی
فائدہ زرقانی شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ کہا بیہقی نے کہ کہا زہری
نے کہ جب یہ حدیث صحابہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے سنی تو چھوڑا ابن
عباس سے فتوی پوچھنا ترک کر دیا **باب ششم** عکرمہ کو بائیس تکبیریں جو کہ چار رکعت
والی نماز میں ہوتی ہیں مخفی رہی تھیں چنانچہ بخاری میں روایت ہے عکرمہ سے
کہ کہا نماز پڑھی میں نے پیچھے ایک بڈھے کے یعنی ابی ہریرہ کے مکہ میں پس کہیں
بائیس تکبیریں پس کہا میں نے واسطے ابن عباس کے کہ تحقیق یہ شخص احمق ہے
پس کہا ابن عباس نے گم کرے تجھکو ماں تیری یہ سنت ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہے **فائدہ** بسبب خوف طول کے اس کتاب کے مخفیات صحابہ میں صرف اسی قدر
حدیثوں پر اکتفا کیا گیا ورنہ اگر تلاش کریں تو یقین ہے کہ اسی مقدمہ میں ایک بڑی
کتاب طیار ہو لیکن چونکہ غرض ہماری اس مخفیات کے لکھنے سے یہی ہے کہ لوگوں کو
معلوم ہو جاوے کہ جب کہ بہت سی صحابہ کو جو کہ اکثر اوقات حضرت ہی کی صحبت مبارک
میں رہتے تھے سب حدیثیں ملی نہیں تھیں تو مجتہدوں کو کیا ملیں ہونگی سو عاقل آدمی
اسیقدر حدیثوں سے جو کہ نقل کی گئی ہیں اس بات کو خوب سمجھ لیوے گا اور یہ کہ
اربعہ نے جو مسائل دین میں اجتہاد اور استنباط کیا ہے تو اپنے آپ کو امام

قرار دینے اور لوگون کے مقتدا بننے اور صاحب مذہب کہلانے کے لیے نہین کیا اُن کی یہ نیت نہ تھی کہ ہم اپنا کوئی خاص مذہب ٹھہرا کرین اور لوگون کو اوس پر ترغیب دیکر کچھ شہرت یا عزت حاصل کرین اُن بزرگان دین کی نیت ایسی کدورتون سے بالکل پاک اور اُن کے دل ایسے خطرات سے بالکل صاف تھے اُنکو سوا اپنے ذاتی فائدے کے اور کوئی غرض نہ تھی اسیواسطے اپنی تقلید سے لوگون کو منع کرتے رہتے اور ہمارے دلون مین جو اونکی بزرگی اور اُن کے کمال کا اثر ہے تو وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ خود متبع اور صاحب شریعت بننے کا قصد نہ رکھتے تھے اور اپنے اجتہاد اور استنباط کو سارے جہان کے لوگون سے قبول کرانے کا شوق نہ رکھتے تھے بلکہ جہانتک اون سے اپنی ذات کی بھلائی اور لوگون کے نفع کے واسطے ہوسکتا تھا وہ احادیث نبوی یا اقوال صحابہ سے مسائل کو استخراج کرتے اور لوگون کی ضرورت اور حاجت کو رفع کرتے اور صاف صاف کہدیا کرتے کہ اگر کوئی بھی قول ہمارا قرآن اور حدیث کے خلاف پاؤ تو اُسے ہرگز نہ مانو اور اُسپر عمل کرنا حرام سمجھو اور بیان اسکا اس کتاب مین پہلے گذرا

گیارھوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلد امام اعظم کے حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ بموجب حدیث اَلْمَاءُ طَهُورٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ یعنی پانی پاک ہے نہین ناپاک کرتی اوسکو کوئی چیز پانی کے لوٹے کے اندر اگر کوئی پیشاب ملا دے تو حدیث پر چلنے والے اُسکو ناپاک نہین سمجھتے اور اُس سے وضو کرنا اور اسکو پینا جائز جانتے ہین سو جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ یہ سراسر بہتان ہے حدیث پر چلنیوالونکا یہ عقیدہ ہرگز نہین ہے بلکہ اُنکا عقیدہ تو یہ ہے کہ پانی اگر قلتین کے مقدار سے یعنی ساڑھے چھ سو تول سے کم ہو تو پیشاب وغیرہ نجاست کو پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اور اگر پانی قلتین کے مقدار یعنی ساڑھے چھ سو تول ہو تو جب تک کہ نجاست کے پڑنے سے اُسکا رنگ متغیر ہو جاوے یا مزا نہ بگڑ جاوے

یا بوند آنے لگے تب تک پاک ہی اور دلیل اس کی یہ حدیث ہے عن عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عن الماء یکون فی الفلاۃ من الارض وما ینوبہ من الدواب والسباع
فقال اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث رواہ احمد و
الترمذی وابوداود والنسائی والدارمی وابن ماجۃ وفی اخری
لابی داود فانہ لا ینجس وھذا الحدیث صححہ ابن خزیمۃ و
ابن حبان والدارقطنی والحاکم ۔ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے کہا پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احوال سے
پانی کے کہ ہوتا ہے میدان میں زمین کے اور وہ پانی کہ باری باری لیتے
ہیں اوسے چارپائے اور درندے تب فرمایا جس وقت کہ ہو پانی دو قلہ
نہیں اٹھاتا ناپاکی کو (یعنے ناپاک نہیں ہوتا) روایت کیا اس حدیث کو احمد
اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ نے اور بیچ ابوداؤد
کی دوسری روایت کے یوں ہے کہ بیشک وہ ناپاک نہیں ہوتا ۔ اور یہہ حدیث
صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ اور ابن حبان اور دارقطنی اور حاکم نے **فائدہ**
سید محمد نذیر حسین صاحب نے **معیار الحق** میں لکھا ہے کہ قلہ حجازی
مشکے کو کہتے ہیں کہ جسمیں بقدر اڑھائی مشک کے (یعنے سوا چہ من) پانی آتا
ہے اور دلیل اس کی یہہ حدیث ہے جو کہ نقل کی ہے امام شافعی نے اپنی مسند
میں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب پانی ہو بقدر دو قلوں کے
ساتھ قلوں موضع ہجر کے تو وہ نجس نہیں ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث
کے کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا قلہ ہجر کو تو اسمیں دو مشکیں اور کچھ زیادہ پانی آتا تھا
تو کہا امام شافعی نے کہ پس احتیاط اسمیں ہے کہ اڑھائی مشکیں ایک قلہ

ہجر کے ہین مقرر کی جاوین یہ بات بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہے اور
معیار الحق مین ہے کہ اس حدیث پر عمل ہے امام شافعی اور امام احمد بن حنبل
اور امام اسحاق اور امام ابو عبید اور امام ابو ثور اور ایک جماعت کا محدثین مین سے
اور تمام ائمہ شافعیہ کا سوائے غزالی اور رویانی کے اور صحیح ہوئے ہین یہ حدیث
کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور اور جماعت دوسری
اور تصحیح کی ہے اس حدیث کی ابن خزیمہ اور ابن حبان اور دار قطنی اور حاکم نے اور
کہا یحیی بن معین نے کہ یہ حدیث خوب پختہ ہے اور کہا بیہقی نے یہ حدیث موصول
الاسناد اور صحیح ہے اور کہا منذری نے کہ اوسکی اسناد جید ہے اور اسپر کسی طرح کا غبار
نہین اور کہا ابن ماجہ نے کہ یہ حدیث صحیح ہے انتہے ملخصًا اور بسبب صحیح ہونے اس
حدیث کے امام اعظم کے شاگرد امام ابو یوسف نے بھی اسکو مان لیا ہے۔ بلکہ اونھون
نے عمل بھی اسپر کر لیا ہے چنانچہ رد المحتار شرح در المختار وغیرہ مین
لکھا ہے کہ امام ابو یوسف نے جبکہ جمعے کی نماز لوگون کے ساتھ پڑھ لی تو لوگون نے
انکو اس بات کی خبر پہونچائی کہ جس حمام مین سے جمعے کی نماز کے واسطے آپ نے غسل
کیا تھا اسمین سے چوہا نکلا ہے تب امام ابو یوسف نے کہا کہ مین عمل کرتا ہون موافق
قول اپنے بہائیون اہل مدینے کے (مطابق حدیث) اِذَا بَلَغَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ لَمْ يَحْمِلْ
خُبْثًا کے انتہے اب اگر کوئی حنفی یہ بات کہے کہ حدیث قلتین کو بعض علما نے
مضطرب کہا ہے تو جواب یہ کہ جن لوگون نے اسکو مضطرب کہا ہے انکو مقابلین نے
دندان شکن جواب بھی انکو دیے ہین سو جسکو اس بات کا دیکھنا منظور ہو وہ نیل الاوطار
شرح منتقی الاخبار چھاپہ مصر کے جلد اول کے صفحہ ۳۱ مین دیکھ لیوے تو انشاء اللہ تشفی
ہو جاویگی اور بڑے بڑے محدثون اور مجتہدون نے اسکی تصحیح بھی کی ہے اور اسپر
عمل بھی کیا ہے علاوہ اسکے حنفیہ کہ جو قلتین کی حدیث کو مضطرب کہتے ہین

اُن کے امام کے نزدیک قسقدر ضعیف اور مرسل حدیثین بہی سب عمل کے لائق ہین چنانچہ عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ مذہب ابی حنیفہ مین لکھا ہے وَ ھٰکذا یُرْوٰی عَنْہُ اَنَّہُ کَانَ یَقُوْلُ ضَعِیْفُ الْحَدِیْثِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ یعنے اور اُن مین سے ہر کہ روایت کیا گیا ہے اُس سے یعنے ابو حنیفہ سے کہ تحقیق وہ تہے کہتے حدیث ضعیف بہت دوست ہے میرے نزدیک لوگون کی راے سے اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے اَلْمَرَاسِیْلُ عِنْدَنَا حُجَّۃٌ یعنی حدیثین مرسل ہمارے نزدیک حجت ہین۔ اور اگر سچ پوچہیے تو حنفیہ کے مذہب کی تو بنا ہی ضعیف حدیثون پر رکہی گئی ہے۔ سو جسکو اس بات کی زیادہ تر تحقیق منظور ہو وہ کتاب ہدایہ کا کوئی سا صفحہ نکالکر دیکھ لیوے کہ کسقدر ضعیف حدیثون سے استدلال پکڑا ہے اور بیان اسکا اس کتاب مین بارہوین مغالطے کے جواب مین قریب آنیوالا ہے۔ اور حدیث اَلْمَاءُ طَھُوْرٌ لَا یُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ الخ وارد ہوئی ہے بیر بضاعہ کے حق مین کہ نام ایک کنوئین کا ہے مدینہ مین اور نیز وارد ہوئی ہے پانی کی جوہڑ اور حوض اور گڑہے وغیرہ کثیر پانی کے حق مین بہی اور وہ دونون پوری حدیثین یہ ہین عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَۃَ وَھِیَ بِئْرٌ یُلْقٰی فِیْہِ الْحِیَضُ وَلُحُوْمُ الْکِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَاءَ طَھُوْرٌ لَا یُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَقَالَ اَحْمَدُ حَدِیْثُ بِئْرِ بُضَاعَۃَ صَحِیْحٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ یُسْتَقٰی لَکَ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَۃَ روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا وضو کرین ہم بیر بضاعہ سے اور وہ ایک کنوان ہے کہ اس مین ڈالے

جاتے ہیں حیض کے لتے اور کتوں کے گوشت اور بدبو کی چیزیں تب فرمایا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے بیشک پانی پاک ہے نہیں ناپاک کرتی اُسکو کوئی چیز روایت
کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارقطنی اور
بیہقی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہہ حدیث حسن ہے۔ اور کہا احمد نے حدیث بیر بضاعہ
کی صحیح ہے اور بیچ ایک روایت ابی داؤد کے یوں ہے تحقیق شان یہ ہے کہ پلایا جاتا ہے
آپ کو پانی بیر بضاعہ سے **وعن** جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال
انتہینا الی غدیر فاذا فیہ جیفۃ حمار قال فکففنا عنہ حتی
انتہی الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان الماء لا ینجسہ
شیء فاستقینا وارتوینا وحملنا **ترجمہ** اور روایت ہے جابر بن عبد اللہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا پہونچے ہم ایک گڑھے پانی کے پاس پس
ناگہان اُس میں ایک گدھا تھا مرا ہوا کہا راوی نے پس پیچھے ہٹے ہم
اُس سے یہاں تک کہ آئے ہمارے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس
فرمایا آپ نے بیشک پانی پاک ہے نہیں ناپاک کرتی اُس کو کوئی چیز پس پی لیا
ہم نے اور پلایا ہم نے اور اُٹھا لیا ہم نے **فائدہ** یہ دونوں حدیثیں صریح
دلیل ہیں اس بات پر کہ کنوئے یا جوہڑ یا حوض وغیرہ کثیر پانی میں اگر کوئی نجس چیز
جا پڑے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا لیکن کسی نجس چیز کے پڑنے کے سبب اگر پانی کا رنگ
متغیر ہو جاوے و یا اسمیں سے بدبو آنے لگے و یا اسکا مزا بگڑ جاوے تو وہ پانی ناپاک
ہو جاتا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اسپر یہ حدیث **وعن** ابی امامۃ الباہلی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء
لا ینجسہ شیء الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ رواہ ابن
ماجۃ وضعفہ ابو حاتم وللبیہقی الماء طہور الا ان تغیر ریحہ

اَوْ طَعْمُهُ اَوْ لَوْنُهُ بِنَجَاسَةٍ تَحْدُثُ اور روایت ہے ابی امامہ باہلی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک پانی نہیں ناپاک
کرتی اوسکو کوئی چیز مگر جبکہ غلبہ کیا جاوے یعنی نجاست غلبہ کرے اوسکی
بو پر اور مزہ پر اور رنگ پر روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور ضعیف کہا
اوسکو ابو حاتم نے اور بیہقی کی روایت مین یون ہے کہ بیشک پانی پاک کرنے والا
ہے مگر یہ کہ بدل جاوے بو اوسکی یا مزہ اوسکا یا رنگ اس کا نجاست سے جو پیدا ہو اسمیں
مین **فائدہ** کہا امام شوکانی نے دراری مضیہ شرح درر البہیہ مین کہ یہ زیادتی
استثنا کی بالاتفاق ضعیف ہے لیکن اس مضمون پر اجماع واقع ہے نقل کیا اوسکو
ابن المنذر اور ابن ملقن نے البدر المنیر مین اس زیادتی استثنا سے معلوم ہوا کہ اگر
تینون مین سے ایک بھی کسی چیز نجس کے پڑنے کے سبب سے بدل جاوے تو پانی ناپاک
ہو جاتا ہے غرض کہ پانی اگر قلتین کے مقدار ہو یا قلتین سے زیادہ ہو اسکا حکم
تو یہی ہے لیکن پانی اگر قلتین کے مقدار سے کم ہو تو اوس کے اندر اگر تھوڑی
سی کوئی نجس چیز بھی پڑ جاوے تو پانی ناپاک ہو جاوے گا اور یہی باعث ہے کہ حضرت
نے ٹھہرے ہوئے پانی مین یعنی قلیل پانی کے اندر پیشاب کرنے سے اور جنب
کی حالت مین اوسکے اندر بیٹھکر نہانے سے منع فرمایا ہے دیکھو پیچھے وہ حدیث کہ ہے **ف**

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَا یَجْرِیْ
ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْهِ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ لَا یَغْتَسِلُ اَحَدُکُمْ
فِی الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ قَالُوْا کَیْفَ یَفْعَلُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ یَتَنَاوَلُهُ
تَنَاوُلًا اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پیشاب کرے ایک تمہارا بیچ پانی ٹھہرے ہوئے کی

جو کہ نہین بہتا پہر غسل کرے اُس مین لیٹنے دور ہے عاقل ہو کہ جس پانی مین پیشاب کرے پہر اوسی مین نہاوے) روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت مسلم کی مین ہے فرمایا کہ نہ نہاوے ایک تمہارا پانی ٹہیرے ہوئے مین اس حالت مین کہ وہ جنبی ہو کہا لوگون نے کس طرح کرے اے ابوہریرہ رض کہا لیوے اسمین سے لینے کر (یعنے چلو لیکر باہر پانی کے نہاوے) **فائدہ** مراد پانی سے یہان پانی قلیل ہے کیون کہ اگر کثیر ہو تو حکم جاری کا رکہتا ہے اور پیشاب وغیرہ سے نجس نہین ہوتا اور نہانا اس مین جائز ہے اور یہ جو کہا ابوہریرہ نے کہ لیوے پانی اُٹہا کر اس سے معلوم ہوا کہ اگر جنبی غسل کے لیے پانی لینے کے واسطے ہاتہ پاک اپنا اُس مین ڈبا وے تو مستعمل نہ ہوگا لیکن یہہ حکم اسقدر پانی کے لیے نہین جو کہ لوٹے یا پیالے یا پتیلیا وغیرہ مین ہوا کرتا ہے ایسے باسن مین اگر کوئی اپنا نجس ہاتہہ ڈباوے تو پانی خراب ہو جاوے گا کیونکہ بخاری رحمہ اللہ اور مسلم مین روایت ہے اسی سے کہ کہا فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب جاگے کوئی تم مین نیند سے تو نہ ڈباوے اپنا ہاتھ باسن مین جبتک کہ نہ دہووے اُسکو تین بار (اس لیے) کہ وہ نہین جانتا کہ کہان رہا رات کو ہاتہہ اُسکا **ف** پانی کی پاکی اور ناپاکی مین حدیث پر چلنیوالون کا تو یہی عقیدہ ہے جو کہ مذکور ہوا لیکن امام اعظم کے مقلد جو دہ در دہ کے قائل ہین آجتک حدیث دہ در دہ کی نہین لا سکے یہانتک کہ جناب مولوی محمد حسین صاحب لاہوری نے انکی لیے فی حدیث اور فی آیت ایک عرصے دس روپیہ انعام دینے کا اشتہار بہی جاری کر رکہا ہے کہ شاید دنیا کے طمع ہی سے حدیث دہ در دہ وغیرہ دکہلا دین **ع**

بدوزد شرہ دیدہ ہوشمند ۔۔۔ در آرد طمع مرغ و ماہی ببند

لیکن افسوس ہے کہ اسپر بہی امام اعظم کے مقلد نہ تو دہ در دہ کی کوئی حدیث صحیح دکہلاتے ہین اور نہ حدیث

اَلْمَسَانُ مُطَهَّرٌ الخ اور حدیث قلتین وغیرہ مانتے ہین لیکن کیونکر مانین مذہب چھوٹتا ہے اور حدیث دہ دردہ کی کہان سے لاوین اس کا تو کہین نشان بھی نہین اگر ہوتی تو صاحب درالمختار بحرالرائق سے نقل کرکے کیون لکھ جاتے کہ حدیث کثیر کی دہ دردہ مقرر کرنی محض بے اصل ہے اس کی کوئی دلیل نہین اور جو صدر الشریعت نے (شرح وقایہ) مین جواب دیا ہے سو وہ مردود ہے انتہی

بارھوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ قرآن اور حدیث کا ایسا کوئی مسئلہ نہین ہے جو کہ مجتہدون کو نہ ملا ہو یا انہون نے کسی مسئلہ پر قرآن اور حدیث کے خلاف عمل کیا ہو اور لوگون کو اسپر فتوے دیا ہو سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے اگر کوئی شخص تامل کرے تو اکثر پاوے گا کہ ایک طرف تو حدیث صحیح ہے اور ایک طرف رای امام کی ہے اور حدیث صحیح کے مخالف اور فتوی امام کے راے پر ہے چنانچہ واسطے تصدیق اس دعوے کے مشتے نمونہ خروارے ایک سو مسئلہ امام اعظم کا مخالف احادیث صحیحہ نبویہ کے اس مقام پر معرض نقل مین لاتا ہون دیکھ لیجیے

مسئلہ اول ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث کے یہ ہے جو کہ **فقہ اکبر اور شرح عقائد نسفی** مین لکھا ہے اَلْاِیْمَانُ هُوَ الْاِقْرَارُ وَالتَّصْدِیْقُ وَاِیْمَانُ اَهْلِ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَایَزِیْدُ وَلَایَنْقُصُ یعنے ایمان اقرار ہے اور تصدیق ہے اور ایمان اہل آسمان اور زمین کا نہین زیادہ ہوتا اور نہین کم ہوتا سو **امام اعظم** نے خلاف کیا ہے اس مسئلہ مین کلام اللہ کی صریح کئی آیتون کا بھی اور حدیثون کا بھی اسلیے کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا یعنے جب پڑھی جاتی ہین اوپر اُنکے نشانیان اُسکی زیادہ کرتے ہین اُن کو ایمان

فائدہ تفسیر فتح البیان فی مقاصد القرآن اور تفسیر کبیر میں اس آیت
کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہہ آیت صریح دلیل ہے بیچ زیادہ ہونے ایمان کے اور
کہا واحدی نے عام اہل علم سے کہ جس شخص کے پاس زیادہ اور قوی دلائل ہوں
(اسبات کے) اسکا ایمان بھی زیادہ ہوتا ہے اور تفسیر معالم التنزیل میں
اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کہا عمر بن حبیب نے کہ تھی اس کو صحبت (یعنے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے) کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے اور زیادہ بھی انتہے
علاوہ اس آیت کے آٹھہ آیتیں اور اسی مضمون کے لایا ہے بخاری اس غرض سے
کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور کم بھی ہوتا ہے اور چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا ہے
باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس وهو قول
وفعل ويزيد وينقص یہ باب اس بیان میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ بنا کیا گیا ہے اسلام پانچ چیز پر اور (ایمان) اقرار ہے اور عمل ہے
اور ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی (پہلی آیت) قال اللہ عز وجل
لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم فرمایا اللہ غالب اور بزرگ نے تو کہ بڑھ
جاویں ایمان میں ساتھہ ایمان اپنے کے (تفسیر جلالین میں اس آیت کی
تفسیر میں لکھا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے ساتھہ شریعتوں دین کے (دوسری آیت)
فرمایا اللہ تعالے نے وزدناهم هدى اور زیادہ کی ہم نے انکو ہدایت
(تیسری آیت) فرمایا اللہ تعالے نے ويزيد الله الذين اهتدوا هدى
اور زیادہ دیتا ہے اللہ تعالے ان لوگوں کو کہ راہ پائی ہے راہ پانا (تفسیر فتح البیان
میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہدایت پائی ساتھہ ایمان کے ہدایت پانا
(چوتھی آیت) والذين اهتدوا زادهم هدى وآتاهم تقواهم
اور جن لوگوں نے راہ پائی زیادہ دی انکو ہدایت اور دی انکو پرہیزگاری انکی

(پانچوین آیت) وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِیْمَانًا اور زیادہ ہون وہ لوگ جو ایمان
لائے ہین ایمان مین (چھٹی آیت) وَقَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ۔ اَیُّکُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ
اِیْمَانًا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا اور فرمایا اللہ غالب و بزرگ
نے کس کو تم مین سے زیادہ کیا اس نے ایمان پس جو لوگ کہ ایمان لائے
ہین پس زیادہ کیا اون کو ایمان (موضح القرآن مین اس آیت کی تفسیر مین
لکھاہے کہ کلام اللہ جب مسلمان کے دل کے خطرے سے موافق پڑتا وہ کہتا
کہ اس نے ایمان زیادہ کیا یہہ ہی لفظ بولتے منافق جب اون کے پیچھے بیٹھ
بیان کرتا لیکن مسلمان کہتے خوش وقتی سے اور منافق کہتے شرمندگی سے (ساتوین
آیت) وَقَوْلُهٗ۔ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا اور فرمایا اللہ تعالے نے
پس ڈرو تم اون سے پس زیادہ کیا ان کو ایمان (آٹھوین آیت) وَقَوْلُهٗ وَمَا
زَادَهُمْ اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا اور نہ زیادہ کیا ان کو مگر ایمان اور اطاعت
کرنا۔ اور بخاری مین لکھاہے **باب** زِیَادَةِ الْاِیْمَانِ وَنُقْصَانِهٖ
وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَزِدْنَاهُمْ هُدًی وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِیْمَانًا
وَّقَالَ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ فَاِذَا تَرَکَ شَیْئًا مِّنَ الْکَمَالِ
فَهُوَ نَاقِصٌ یعنے یہہ باب ایمان کے زیادہ ہونے اور کم ہونے کے بیان مین ہے
اور فرمایا اللہ تعالے نے۔ اور زیادہ کیا ہمنے انکو ہدایت اور فرمایا اللہ
تعالے نے۔ اور زیادہ ہون وہ لوگ جو ایمان لائے ہین ایمان مین (اور فرمایا
اللہ تعالے نے) آج کے دن پورا کیا مینو سطے تمہارے دین تمہارا۔ پس جب
ترک کرے کوئی کسی چیز کو کمال سے پس وہ ناقص ہے اور مقاصد حسنہ
مین ہے لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ مَعَ اِیْمَانِ النَّاسِ لَرَجَحَ اِیْمَانُ
اَبِیْ بَکْرٍ یعنے اگر وزن کیا جاوے ایمان ابی بکر صدیق کا ساتھ ایمان اور

اور لوگوں کے البتہ زیادہ ہووے ایمان ابوبکر کا **فائدہ** کہا امام شوکانی نے الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں کہ سند اسحدیث کی صحیح موقوف حضرت عمر پر ہے اور لیکن مرفوع ضعیف ہے اور **تنزیہ الشریعۃ**[له] میں ساتھ اس لفظ کے ہے اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَّعَمَلٌ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ یعنے ایمان اقرار ہے اور عمل ہے اور ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی **فائدہ** کہا شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت میں کہ اس حدیث کو جوزقانی نے بہی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور **مسند امام احمد**[عه] میں روایت ہے معاذ بن جبل سے مرفوعاً کہ اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ یعنے ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے **فائدہ** جناب شیخ سید محی الدین عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ بیچ کتاب غنیۃ الطالبین[سه] میں فرماتے ہیں وَنَعْتَقِدُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَمَعْرِفَةٌ بِالْجَنَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ یَزِیْدُ بِالطَّاعَةِ وَیَنْقُصُ بِالْعِصْیَانِ وَیَقْوٰی بِالْعِلْمِ وَیَضْعُفُ بِالْجَھْلِ وَبِالتَّوْفِیْقِ یَقَعُ کَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّهُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ وَمَا جَازَ عَلَیْهِ الزِّیَادَةُ جَازَ عَلَیْهِ النُّقْصَانُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَقَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ لِیَسْتَیْقِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِیْمَانًا وَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّهُمْ قَالُوْا اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَغَیْرُ ذٰلِکَ مِمَّا یَطُوْلُ شَرْحُهٗ **ترجمہ** یعنے اور اعتقاد کرتے ہیں ہم کہ تحقیق ایمان کہنا کلمہ شہادت کا ہے زبان کے ساتھ اور اعتقاد کرنا ہے اس کے معنوں کا دل کے ساتھ اور عمل کرنا ساتھ رکنوں کے۔ ایمان بڑہتا ہے

[له] تنزیہ الشریعۃ [illegible] صفحہ ۱۰۰ [illegible]

[عه] مسند امام احمد [illegible]

[سه] غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۰۲ [illegible]

ساتھ طاعت کرنے کے اور کم ہوتا ہے ساتھ گناہ کرنے کے اور ایمان مضبوط
ہوتا ہے ساتھ علم کے اور ضعیف ہوتا ہے ساتھ جہل کے اور ساتھ توفیق اللہ تعالی کے
دل میں پیدا ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے اللہ غالب اور بزرگ نے پس جو لوگ کہ ایمان لائے
ہیں پس زیادہ کیا انکو ایمان اور وہ خوش ہوتے ہیں اور جو چیز کہ زیادہ ہو جاتی ہے اسپر
جائز ہے اسپر نقصان اور فرمایا اللہ تعالی نے جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے
نشانیاں اسکی زیادہ کرتی ہیں انکو ایمان اور فرمایا اللہ غالب اور بزرگ نے
تو کہ یقین کریں وہ لوگ کہ دیے گئے ہیں کتاب اور زیادہ ہوں وہ لوگ جو ایمان
لائے ہیں ایمان میں۔ اور جو کہ روایت کی گئی ہے ابن عباس اور ابی ہریرہ
اور ابی الدرداء سے کہ تحقیق وہ کہتے ہیں کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی
ہوتا ہے اور ان کے سوا اور روایت بھی اسی مضمون کی آئی ہے کہ اس کا بیان
دراز ہے انتہی اور شیخ عبدالحق حنفی نے شرح سفر السعادت میں کہا
ہے کہ کہا شیخ محی الدین نووی نے کہ ظاہر بات اور مختار وہی ہے کہ تصدیق زیادہ بھی
ہوتی ہے اور کم بھی بسبب کثرت دلائل اور روشن دلیلوں کے اور یہی باعث ہے کہ
اعتقاد کیا ہے سب علماء نے اس بات کا کہ ایمان اور تصدیق صدیقوں کا بہت قوی اور کامل
ہے بہ نسبت (ایمان اور تصدیق) اور لوگوں کے اور آدمی خود اس بات کو اپنے جی میں سمجھتا
ہے کہ بعض اوقات میں یقین اور اخلاص اور توکل اسکا بہت بڑا اور مضبوط ہوتا ہے
بخلاف بعض اوقات دوسرے کے اور یہ قول منقول ہے سفیان ثوری اور مالک بن انس
اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور اوزاعی اور ابن جریج اور معمر اور انکے سوا اور
لوگوں کا ائمہ سے اور ساتھ سند صحیح کے بخاری سے نقل ہے کہ کہا بخاری نے ملاقات کی میں نے ہزار
آدمیوں سے بھی زیادہ علماء شہروں کے سے اور میں نے نہیں دیکھا ہے انمیں سے کسی شخص کو
بھی کہ اختلاف کیا ہو اس نے اس بات میں (یعنے تمام علماء یہی عقیدہ رکھتے ہیں)

کہ اَلْاِیْمَانُ قَوْلٌ وَّعَمَلٌ وَّیَزِیْدُ وَیَنْقُصُ یعنے ایمان اقرار ہے اور عمل ہے زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے - اور جماعت صحابہ اور تابعین سے بھی یہی منقول ہے اور فضیل بن عیاض اور وکیع اسکو اہل سنت وجماعت سے لائے ہین اسی طرح لکھا ہے فتح الباری مین انتہے اور شیخ محمد طاہر حنفی نے مجمع البحار مین لکھا ہے اَلْاِیْمَانُ یَزِیْدُ وَیَنْقُصُ عَلٰی قَوْلِ اَھْلِ السُّنَّۃِ مِنَ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ یعنی مذہب اہل سنت اور علمار سلف اور خلف کا یہی ہے کہ ایمان زیادہ بھی ہوتا ہے اور کم بھی ہوتا ہے انتہے - اب سنیے وہ حدیثین جو کہ حنفیہ دلیل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات پہ پیش کرتے ہین کہ ایمان نہ تو زیادہ ہوتا ہے نہ کم پہلی حدیث تنزیہ الشریعۃ مین ہے کہ کہا ابو ہریرہ نے کہ وفد ثقیف نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آیا ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا زِیَادَتُہٗ کُفْرٌ وَّنُقْصَانُہٗ شِرْکٌ یعنی نہین زیادتی ٹھیرانا اس کا کفر ہے اور نقصان ٹھیرانا اس کا شرک ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ نہین قائم ہوتی ہے ساتھ اس حدیث کے حجت کیونکہ یہ حدیث موضوع ہے یعنے جھوٹی بنائی ہے کہا شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت مین کہ لایا ہے ابن جوزی اس حدیث کو اپنی موضوعات مین راقم کہتا ہے کہ نہین تعقب کیا ہے اسکا سیوطی نے یعنے سیوطی نے جو تعقبات موضوعات ابن جوزی بنایا ہے - اگر یہ حدیث علاوہ صحیح ہونے کے ضعیف ہی ہوتی موضوع نہ ہوتی تو سیوطی اسکو اسی مین ضرور لاتا اس سے سمجھا گیا کہ یہ حدیث بے شبہ موضوع ہے اور کہا ملا علی قاری حنفی نے شرح فقہ اکبر مین کہ اس حدیث کے راویون مین شعبہ راوی اب اوضاع ہے کہ اگر اس کو

حاشیہ: ۷۵ اعمال ایمان بڑھتا ہے ۔ الا ایمان یزید و ینقص علی قول اہل السنۃ ... ۸۵ شرح سفر السعادۃ ... ۷۶ ... ۹۵ شرح سفر السعادۃ ... ۷۷ شرح فقہ اکبر ...

کوئی شخص دو پیسے دیدیتا تو اس کو ستر حدیثین بنا کر سنا دیتا دوسری حدیث صاحب
تنزیہ الشریعۃ ابن عدی سے کامل مین لایا ہے اَلْاِیْمَانُ لَایَزِیْدُ وَلَایَنْقُصُ یعنے ایمان
نہ کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہی موضوع ہے نہین قائم
ہوتی ساتھ اس کے حجت اس لیے کہ شیخ نے شرح سفر السعادۃ مین لکہا ہے
کہ اس حدیث کے اسناد مین احمد بن عبد اللہ جوئباری ہے اور وہ کذاب اور دجال ہے
اور وضع کیا کرتا تھا بہت حدیثون کو تیسری حدیث صاحب تنزیہ الشریعۃ
ابن حبان کی حدیث سے لایا ہے کہ جو کوئی کہے کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے اور
زیادہ بھی ہوتا ہے کافر ہو جاتا ہے اگر توبہ کی فبہا اور اگر توبہ نہ کی تو اس کو قتل کرین
اور وہ شخص خدا کا دشمن ہے۔ اور نہ تو اس کی نماز جائز ہے اور نہ زکوۃ اور نہ روزہ
اور نہ حج اور نہ اسکا دین ہے (اسیطرح ہے) ساتھ اور بہت سی ہفتیون کے سو جواب
اسکا یہ ہے کہ یہ بھی موضوع جھوٹی بناوٹی حدیث ہے لائق حجت پکڑنے کو نہین اس لیے
کہ شیخ نے شرح سفر السعادۃ مین لکہا ہے کہ بیچ اسناد اس حدیث کے محمد بن
القاسم طایقانی ہے (اور وہ) بناتا ہے (جھوٹی) حدیثین اور نیز کہا شیخ نے
یہ قول کہ اَلْاِیْمَانُ لَایَزِیْدُ وَلَایَنْقُصُ یعنے ایمان نہ کم ہوتا ہے اور نہ زیادہ ہرگز
کتب حدیث مین اگرچہ وہ حدیث ضعیف ہی کیون نہ ہو پایا نہین گیا یعنے بجز موضوع
حدیثون کے صحیح تو ایک طرف رہی اس بات مین کوئی حدیث ضعیف بھی نہین پائی گئی

مسئلہ دوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی پانچ حدیثون کے یہ ہے جو کہ عینی شرح
ہدایہ مین لکہا ہے بَوْلُ الصَّبِیِّ الَّذِیْ لَمْ یُطْعِمْ فَکَذٰلِکَ عِنْدَ جَمِیْعِ اَھْلِ
الْعِلْمِ قَاطِبَۃً یعنے پیشاب اس لڑکے کا کہ ہنوز طعام نہین کہاتا پس حکم اسکا بھی
یہی ہے (یعنے جس طرح سے کہ بڑے آدمی کا پیشاب نجس ہے اسی طرح سے جو

لڑکا کہ ہنوز طعام نہین کہاتا اوس کا پیشاب بھی نجس ہی ہے) اور یہہ ہی مذہب ہے
امام اعظم کا سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہو ان پانچ حدیثونکا پہلی
حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہو ام قیس بنت محصن رضی اللہ تعالے
عنہا سے اِنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَهَا صَغِيْرٍ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
حَجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ یعنے تحقیق
وہ لائی اپنی چہوٹی بیٹے کو کہ نہ کہاتا تہا کہانا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی پس بیٹہایا اس کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی گود مین پس پیشاب
کیا اس نے حضرت کے کپڑے پر پس منگوایا پانی پس چہڑک دیا اس جگہہ پر اور نہ دہویا
اوسکو دوسری حدیث مسند امام احمد اور ابو داؤد اور
ابن ماجہ مین روایت ہو لبابہ بنت حارث رضی اللہ تعالے عنہا سے قَالَتْ
كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ
فَقُلْتُ الْبَسْ ثَوْبًا وَاَعْطِنِيْ اِزَارَكَ حَتّٰى اَغْسِلَهُ قَالَ اِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ
الْاُنْثٰى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ یعنے کہا کہ تہے حسین بن علی بیچ گود رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پیشاب کیا انکے کپڑے پر پس کہا مین نے پہنیے کپڑا
اور دیجیے مجھکو تہبند اپنا تاکہ دہوؤن مین اسکو فرمایا سوا اس کے نہین کہ دہویا
جاتا ہے پیشاب لڑکی کے سے اور چہینٹا دیا جاتا ہے پیشاب لڑکے کے سے فائدہ
کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان
اور حاکم اور طبرانی نے تیسری حدیث ابو داود اور نسائی مین
روایت ہو ابی السمح رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ یعنے دہویا جاوے پیشاب لڑکی کا

نقل ہین ۲ سکا دوسرا

اور پانی چھڑکنا واسطے لڑکے کے پیشاب پر اور صحیح کہا اس حدیث کو حاکم نے **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ کہا بخاری نے یہ حدیث حسن ہے **چوتھی حدیث** **مسلم** میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِّکُ عَلَیْہِمْ وَیُحَنِّکُہُمْ فَاُتِیَ بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلَیْہِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَتْبَعَہُ بَوْلَہُ وَلَمْ یَغْسِلْہُ یعنے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے جاتے لڑکے پس برکت کی دعا کرتے انکے لیے اور چھوہارا چاب کر ان کے تالو میں لگاتے پس لایا گیا ایک لڑکا پس پیشاب کر دیا اس لڑکے نے حضرت پر پس منگوایا پانی پس گرا دیا گیا اوس پیشاب پر اور نہ دھویا اس کو **پانچویں حدیث** **طبرانی** نے **اوسط** میں روایت کی ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ساتھ اسناد حسن کے قَالَتْ بَالَ الْحَسَنُ اَوِ الْحُسَیْنُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا عَلٰی بَطْنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَرَکَہُ حَتّٰی قَضٰی بَوْلَہُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّہُ عَلَیْہِ یعنی کہا پیشاب کر دیا حسن یا حسین رضی اللہ تعالی عنہما نے اوپر پیٹ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس چھوڑ دیا اوسکو یہاں تک کہ پیشاب کیا اور پیچھے پھر منگوایا پانی پس ڈالدیا اوس پر **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ لڑکے کے پیشاب پر چھینٹا دینا کافی ہے لیکن لڑکی کا پیشاب دھویا جاوے اور یہی قول ہے حضرت علی اور عطا اور حسن بصری اور زہری اور امام احمد اور اسحاق اور ابن وہب وغیرہ کا اور یہی مذہب ہے ام سلمہ اور ثوری اور اوزاعی اور نخعی اور داؤد اور ابن وہب کا اور **عینی** نے **شرح ہدایہ** میں لکھا ہے کہ جو لڑکا کہ ہنوز طعام نہیں کھاتا پیشاب اس کا امام شافعی کے نزدیک نجاست خفیفہ ہے اور اوزاعی کے نزدیک جبتک کہ لڑکا کھانا نہیں کھاتا تبتک اوسکے پیشاب کا کچھ ڈر نہیں یعنی اگر کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو کپڑا پلید

مخصوص ہے تا ادمی کے قول سے عبد اللہ بن وہب نے امام مالک سے سنا کہ لوگ کا ہی اور دادو
ظاہریہ کے نزدیک جو لڑکا کہ صرف کھانا نہیں کھاتا اسکا پیشاب پاک ہے اور امام نووی
نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے پانی چھڑکنا اسوقت ہے جب تک لڑکا صرف دودھ پیتا
ہے کہ کھانا نہ کھاوے اور جب کھانا کھانے لگے تو اسوقت دھونا واجب ہے اسمیں کسیکا خلاف نہیں

مسئلہ سوم

اور انکار کیا امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث صحیح کے یہ ہے جو کہا ہے اور در مختار
وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے عند ابی حنیفۃ لا یحل شرب البول ولا
لا یستشفی بالشفاء فیہ تلا یعلم عن الحرمۃ یعنے ابوحنیفہ کے نزدیک نہیں حلال
ہے پینا اسکا یعنی اونٹ کے پیشاب کا اس لیے کہ نہیں یقین کیا جاتا ہے شفا
پانے کا اسمیں پس نہ اختیار کیا جاوے پینا حرام چیز کا اور یہ مذہب امام
اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث
کا جو کہ بخاری اور ترمذی میں روایت ہے کہ انس رضی اللہ تعالی عنہ
سے کہا قدم اناس من عکل او عرینۃ فاجتووا المدینۃ فامرھم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلقاح وان یشربوا من ابوالہا والبانہا
یعنی اے لوگ عکل میں سے یا عرینہ میں سے مدینہ میں نزدیک پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے پس ناموافق ہوئی انکو ہوا مدینہ کی پس اسی لیے بھیجا
انکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ اونٹوں صدقات کے اور فرمایا ان کو
پیو پیشاب انکا اور دودھ ان کا **فائدہ** کہا امام شوکانی نے نیل الاوطار
میں کہ کہا احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم نے کہ اس باب میں حدیث براء بن
عازب اور جابر بن سمرہ کی دو ہی صحیح ہوئی ہے اور یہی مذہب ہے عترت اور
نخعی اور اوزاعی اور زہری اور امام مالک اور امام احمد اور محمد اور زفر

اور طائفہ سلف کا اور موافق ہو گئی ہین انکے شافعیہ مین سے ابن خزیمہ اور ابن منذر
اور ابن حبان اور اصطخری اور رویانی اور پاک ہونا اونٹون کے پیشاب کا تو نص سے
ثابت ہو لیکن سواے اونٹون کے پیشاب کی جن جن جانورون کا گوشت حلال ہے
انکا پیشاب پاک ہونے مین انہین حدیثو نپر ان کے قائلین نے قیاس کیا ہے انتہے
اور کہا ترمذی نے یہی قول ہے اکثر اہل علم کا کہتے ہین نہین خوف ہر سا تہہ
پیشاب اون جانورون کے کہ کہایا جاتا ہے گوشت انکا

مسئلہ چہارم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کے دو حدیثون کے ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکہاہے وسؤر الکلب نجس ویغسل الاناء من ولوغہ ثلثا
یعنی اور جوٹہا کتے کا پلید ہے اور دہویا جاوے برتن کتے کے جوٹہے کا تین بار
اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف
کیاہے ان حدیثون کا پہلی حدیث بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور
ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا شرب الکلب
فی اناء احدکم فلیغسلہ سبع مرات وفی روایۃ لمسلم قال طھور اناء
احدکم اذا ولغ فیہ الکلب ان یغسلہ سبع مرات اولاھن بالتراب
یعنی جب کہ پیوے کتا بیچ باسن ایک تمہارے کے پس چاہیے کہ دہووے اوسکو
سات بار اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ کہا پاکی باسن ایک تمہاری کی جسوقت
کہ پی جاوے اس مین کتا یہ ہے کہ دہووے اوسکو سات بار پہلا ان کا ساتہہ مٹی
کے دوسری حدیث مسلم مین روایت ہے مغفل رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذا ولغ الکلب فی الاناء فاغسلوہ سبع

[Margin notes, handwritten, partly illegible:] ۱ اونٹون کا پیشاب ... | ۲ ... | ۳ ... | ۴ ...

تسبع مرات وعفروه الثامنة في التراب یعنے جب برتن مین کتا
مونہہ ڈالے تو اوس کو سات بار دہو ڈالو اور آٹھوین بار (خشک) مٹی سے
مانجھو **فائدہ** کہا نووی نے شرح **صحیح مسلم** مین کہ مذہب ہمارا یعنے
شافعیہ کا اور مذہب جمہور علمار کا یہی ہے کہ کتے کا جھوٹھا کیا ہوا برتن ایک بار
مٹی سے اور سات بار پانی سے اگر دہو یا جاوے تو پاک ہوتا ہے انتہے امام اعظم
کے نزدیک کتے کا جوٹھا باسن تین بار دہونے ہی سے جو پاک ہو جاتا ہے تو دلیل اسکی
کی اسباب مین انکے مقلد یہ دو حدیثین پیش کرتے ہین پہلی حدیث **دارقطنی**
مین روایت ہی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے بیچ کتے کے کہ اگر مونہہ ڈالے برتن مین دہو یا جاوے تین بار
یا پانچ بار یا سات بار **جواب** اس کا دو طرح پر ہے **اول** یہ کہ یہ حدیث
ضعیف ہی اس لیے کہ شیخ ابن ہمام حنفی نے **فتح القدیر** مین لکھا ہی کہ کہا
دارقطنی نے کہ متفرد ہوا ہے ساتھ اس حدیث کے عبد الوہاب انہون نے اسمعیل سے
اور وہ متروک ہی اور سوا عبد الوہاب کے اس اسناد سے روایت کرتے ہین اسمعیل
سے سات بار دہونے کی **دوم** دارقطنی کہ جسکی یہ حدیث ہی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے
اور حدیث طبقہ ثالثہ کی کتاب کی مخالف حدیث صحیح کے ہرگز قابل اعتبار اور
لائق حجت پکڑنے کی نہین ہوتی چنانچہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ **عجالہ نافعہ**
مین فرماتے ہین و طبقہ ثالثہ احادیثے کہ جماعۃ از علماے متقدمین پیش از زمان
بخاری و مسلم یا معاصرین آنہا یا لاحقین بآنہا در تصانیف خود روایت
کردہ اند التزام صحت نمودہ و کتب آنہا در شہرت و قبول در مرتبہ طبقہ
اولے و ثانیہ نرسیدہ ہرچند مصنفین آن کتب موصوف بودند بہ تبحر
در علوم حدیث و وثوق و عدالت و ضبط و احادیث صحیح و حسن و ضعیف

بلکہ متہم بالوضع نیز در ان کتب یا فتہ می شود و رجال آن کتب بعضے موصوف بعدالت اند و بعضے مستور و بعضے مجہول و اکثر آن حدیث معمول بہا نبود و فقہا نشدہ اند بلکہ اجماع بر خلاف آنہا منعقد گشتہ انتہی دوسری حدیث وا سطے مولد کے ساتھ سنن صحیح کے روایت کی ہے عطا نے نقل ابی ہریرہ کا کہ حبشیہ کا سونپ ڈالا برتن میں پانی بہا دیتے تھے اور پھر دھوتے تھے اسکو تین بار سو جواب اس کا چار طرح پر ہے اول یہ کہ یہہ روایت موقوف ہے ابی ہریرہ پر اور روایت موقوف لائق حجت پکڑنے کے نہیں ہوتی چنانچہ شیخ محمد طاہر حنفی نے مجمع البحار میں لکھا ہے وَالْمَوْقُوْفُ مَا رُوِيَ عَنِ الصَّحَابِيِّ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ مُتَّصِلٍ اَوْ مُنْقَطِعٍ وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ یعنے اور موقوف وہ ہے جو روایت کیا جاوے صحابی سے مطلق قول ہو یا فعل نہیں ہے حجت اور جامع ترمذی کے مقدمہ میں لکھا ہے مَا رُوِيَ عَنِ الصَّحَابِيِّ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ مُتَّصِلًا كَانَ اَوْ مُنْقَطِعًا وَهُوَ لَيْسَ بِحُجَّةٍ عَلَى الْاَصَحِّ یعنے جو روایت کیا جاوے صحابی سے قول ہو یا فعل متصل ہو یا منقطع اور وہ نہیں ہے حجت اوپر مذہب اصح کے اور کہا امام نووی نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں فِيْهِ قَوْلَانِ لِلشَّافِعِيِّ وَهُمَا مَشْهُوْرَانِ اَلصَّحِيْحُ الْجَدِيْدُ اَنَّهُ لَيْسَ بِحُجَّةٍ یعنے بیچ اس کے دو قول ہیں امام شافعی سے اور وہ دونوں مشہور ہیں صحیح جدید یہ ہے کہ تحقیق وہ (یعنے قول اور فعل صحابی کا) نہیں ہے حجت اور اسی طرح لکھا ہے شیخ ابو الفیض محمد بن علی فارسی نے جواہر الاصول فی علم حدیث الرسول میں اور سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے ہدایت السائل الی ادلۃ المسائل اور منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول اور حصول المأمول

من علم الاصول مین اور ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل
مین لکھا ہے کہ امام محمد بن علی الشوکانی الیمانی نے حجت نہونا قول کا جمہور علماء
کیطرف نسبت کیا ہے اور قائلین حجیت قول صحابی کے جواب مین کہا ہے کہ اگرچہ
صحابی کی بزرگی و فضیلت علم و دین مین مسلم ہے ولیکن اسے ان کی اتباع کا
وجوب لازم نہین آتا اور نہ خدا تعالے نے کہین اس بات کا اذن دیا
ہے اور کہا ہے کہ حدیث اصحابی کالنجوم جس سے قائلین حجیت تمسک کرتے ہین
صحیح نہین ہے اسکے بعد کہا ہے فاعرف ھذا واحرص علیہ فان اللہ
لم یجعل الیک والی سائر ھذہ الامۃ رسولا الا محمدا صلی اللہ
علیہ وسلم ولم یامرک باتباع غیرہ ولا شرع لک علی لسان
سواہ من امتہ حرفا واحدا ولا جعل شیئا من الحجۃ علیک
فی قول غیرہ کائنا من کان **ترجمہ** یعنی پس جان تو اس کو اور حرص
کر اسکی پس تحقیق اللہ تعالے نے نہین کیا طرف تیری اور نہ طرف اور امت کی
پیغمبر مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور نہین حکم کیا تجھکو ساتھ اتباع کرنے
کے سوائے (اتباعت) اسکی کے اور نہین شرع کیا واسطے تیرے کہ کہا مانے تو
سوائے پیغمبر کے کسی کا امت مین سے ایک حرف (تک) بھی اور نہین کیا کسی کے
قول کو حجت اوپر تیرے خواہ وہ کیسا ہی ہو ۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی
نے حجۃ اللہ البالغہ مین امام شافعی سے بواسطہ ان کی کتاب ام کے
نقل کیا ہے کہ جب ان کے زمانہ مین آثار صحابہ جمع ہوئے اور انکو مخالف احادیث
صحیحہ نظر آئے اور انہون نے سلف کی یہ چال دیکھی کہ جہان وہ کسی کا قول حدیث
کے خلاف پاتے تو اس کو چھوڑ کر حدیث کیطرف رجوع کرتے تو انہون نے اقوال
صحابہ ترک دیے اور کہا کہ وہ بھی آدمی ہین ہم بھی آدمی ہین ۔ ناظورۃ

الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق مین لکہا ہے
کہ کہا ابن عبد البر نے کہ نہیں کسی کو کوئی حدیث پہونچے اُس پر واجب ہی کہ اُسکو
بنا بر عموم عمل مین لاوے جب تک کہ اُس کی تخصیص یا نسخ اُس کا نہ معلوم ہووے ا ہ
اور فرمایا ہے کہ صحابی پر حدیث صحیح سے حجت ہو سکتی ہے چہ جائے اُن سے وری
کے لوگ پس جب کسی کا قول مخالف حدیث معلوم ہو تو کہین کہ اُس شخص کو
حدیث نہین پہونچی انتہے پس معلوم ہوا کہ جو لوگ صریح صحیح حدیث کو چہوڑتے
ہوئے صحابہ کے قول یا فعل سے مخالف حدیث کے تمسک پکڑتے ہین اور حدیث پر
نہین چلتے ہین شاید اُن کے دلون مین یہ بات جمی ہوئی ہے کہ صحابہ کرام رضی
اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو نہ تھے اور باوجود صحبت آنحضرت
ومشاہدہ وحی ونبوت حدیث کا خلاف کیا کرتے تھے بچاوے خدا تعالی ایسے
بُرے عقیدے سے **دوم** جب کہ سنن اربعہ کی حدیث مرفوع اگرچہ صحیح ہے
ہو فقط بخاری کی حدیث کا مقابلہ نہ کر سکتی ہی نہین پہر بہلا اثر صحابی کا تو مقابل
ہین ایسی حدیث کی جسپر بخاری اور مسلم دونو نے اتفاق کیا ہو کب اُس کے معارض
اور لائق حجت کی ہو سکتا ہے **سوم** یہ روایت مخالف ہی ابو ہریرہ ہی کے اثر
حدیث صحیح مرفوع کے جو کہ بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی
اور موطا امام مالک کی روایت سے اوپر مذکور ہوئی **چہارم** یہ روایت ہی
دارقطنی کی ہے اور دارقطنی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہی اور روایت طبقہ ثالثہ کی
کتاب کی مخالف حدیث صحیح کے ہرگز قابل اعتبار اور لائق حجت پکڑنے کے نہین
ہوتی اور بیان اسکا پہلے گذرا **تیسری** حدیث روایت کیا ابن عدی نے
کامل مین مرفوعا اس حدیث کو سو **جواب** اسکا دو طرح پر ہی **اول** یہ کہ شیخ
ابن ہمام حنفی نے **فتح القدیر** مین لکہا ہے کہ بیچ اسناد اس حدیث کی حسین

بن علی کرابیسی ہے اور **تقریب التہذیب** مین لکھا ہے کہ حسین بن علی بن
یزید کرابیسی مین کلام کیا ہے امام احمد بن حنبل نے اور یہ کتاب کامل کہ جسکی یہ حدیث ہے طبقہ
رابعہ کی کتاب ہے اور حدیث طبقہ رابعہ کی کتاب کی مخالف حدیث صحیح کے ہرگز قابل اعتبار اور
لائق حجت پکڑنے کی نہین ہوتی اور بیان اسکا مسئلہ ششتم مین آگے آویگا انشاء اللہ تعالی

مسئلہ پنجم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث صحیح کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور **کنز الدقائق** اور **رد المحتار شرح در المختار**
اور **فتاوے عالمگیری** اور **فتاوی قاضیخان** وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہے وَاِذَا تَخَلَّلَتِ الْخَمْرُ حَلَّتْ سَوَاءٌ صَارَتْ خَلًّا
بِنَفْسِهَا اَوْ بِشَيْءٍ يُطْرَحُ فِيْهَا یعنے اور جب سرکہ بن جاوے شراب حلال ہے
خواہ خود بخود سرکہ بن جاوے خواہ بسبب اسمین ڈالنے کے کسی چیز کے سرکہ
بن جاوے اور یہ مذہب امام اعظم اور ان کے شاگردون امام ابو یوسف
اور محمد کا ہے سو **امام اعظم** اور ان کے شاگردون امام ابو یوسف اور
محمد نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ **مسلم** اور **ترمذی** مین
روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ
عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ
حَسَنٌ صَحِيْحٌ یعنے تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے شراب سرکہ بنا لی جاوے
سرکہ (یعنے ساتھ ڈالنے نمک یا پیاز وغیرہ کے کہ آیا وہ سرکہ حلال ہے یا نہین) پس فرمایا
نہین حلال اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے **فائدہ** یہ حدیث دلیل
ہے امام شافعی اور جمہور علما کی اس بات پر کہ نہین جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا اور
نہین پاک ہوتی شراب ساتھ سرکہ بنانے کے اور صحیح روایت امام مالک سے بھی

یعنی اتنی ہے کہ نہیں پاک ہوتی شراب سرکہ بنانے سے اور کہا اوزاعی اور
لیث اور ابو حنیفہ نے کہ پاک ہو جاتی ہے شراب سرکہ بنانے سے اسیطرح لکھا ہے
نووی نے شرح صحیح مسلم میں اور نزدیک امام اعظم کے جو شراب کا سرکہ بنانا
اور اسکا کھانا پینا حلال ہے اور دلیل اس کی امام اعظم کے مقلدین حدیثین پیش
کرتے ہیں پہلی حدیث دارقطنی نے روایت کی ہے اپنی سنن میں فرج
بن فضالہ سے اس نے روایت کی یحیی بن سعید سے اس نے عمرہ سے اس نے ام سلمہ سے
اور انکی ایک بکری تھی کہ بکری ام سلمہ کی اور وہ بھی نہیں [؟] اسکا لیس پوچھا اس کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس فرمایا کہاں گئی بکری کہا انہون نے مر گئی فرمایا حضرت
نے کیوں نہیں لیا اسکے ساتھ کھال اس کی کے پس کہا ہم نے تحقیق وہ مردہ ہے پس
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق دباغت دینا اسکا حلال کرتا ہے جیسا کہ حلال ہو جاتا
ہے سرکہ شراب کا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے نہیں قابل
ہونے ہے ساتھ اس کے حجت کیونکہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ کہا
دارقطنی نے کہ اکیلا ہوا ہے ساتھ اس کے فرج بن فضالہ اور وہ ضعیف ہے کیونکہ
وہ روایت کرتا ہے حدیثین یحیی بن سعید انصاری سے کہ نہیں ثابت کی جاتی ان
دوسری حدیث بیہقی نے روایت کی ہے بیچ معرفت کے مغیرہ بن زیاد سے
اس نے روایت کی ابی الزبیر سے اس نے جابر سے اس نے نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے کہ فرمایا خَیْرُ خَلِّکُمْ خَلُّ خَمْرِکُمْ یعنے بہت بہتر سرکہ تمہارا سرکہ شراب کا
ہے سو جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ یہ حدیث بھی ضعیف ہے لائق
حجت پکڑنے کے نہیں کیونکہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ اکیلا
ہے ساتھ اسکے مغیرہ بن زیاد اور وہ نہیں ہے قوی - اور کہا ابن قیم نے اعلام
الموقعین میں کہ اس حدیث کے راویون میں مغیرہ بن زیاد صاحب مناکیر

دوسری کتاب معرفت بیہقی کی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے اور حدیث طبقہ ثالثہ کی کتاب
کے مقابلے میں حدیث صحیح محفوظ کے قابل اعتبار اور لائق حجت پکڑنے کے
نہیں ہوتی اور ساری اسناد اس کی ضعیف ہیں اور جب کہ ثابت ہوا ہے سو اس سے ترک کرنا
یعنی تیسری حدیث جو کہ پیش کرتے ہیں نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ
یعنی اچھا سالن ہے سرکہ سو اس سے استدلال کرنا اس کا یہ ہے کہ اس حدیث سے
ثابت ہوتا ہے سرکے کے جائز ہونے کی سند پکڑنا شراب کے سرکے کی حماقت سے
اس لیے کہ اس حدیث میں تو شراب کے سرکہ بنانے کا ذکر تک بھی نہیں دیکھو
یعنی نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ پوری یہ حدیث ہے کہ مسلم میں روایت
ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
سَاَلَ اَھْلَہُ الْاُدُمَ فَقَالُوْا مَا عِنْدَنَا اِلَّا الْخَلُّ فَدَعَا بِهٖ فَجَعَلَ يَاْكُلُ
بِهٖ وَيَقُوْلُ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ یعنی تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے مانگا اپنے گھر کے لوگوں سے سالن پس کہا انہوں نے کہ نہیں نزدیک ہمارے
مگر سرکہ پس منگوایا اسکو اور شروع کیا کھانا روٹی کا ساتھ اس کے اور فرماتے تھے اچھا سالن
ہے سرکہ اچھا سالن ہے سرکہ۔ اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ سرکہ بہت اچھی چیز اور بہت
اچھا سالن ہے اور کھانا اسکا سنت ہے سو اس سے کسی مسلمان کو بھی انکار نہیں انکار تو
اس سرکے سے ہے جو کہ شراب سے بنایا گیا ہو اور وہی نجس اور حرام ہے سو بجز حضرات
حنفیہ کے اور کوئی اہل اسلام خواہ کسی مذہب والا ہی ہو اور کیسا ہی بیوقوف ہو یہ بات
ہرگز نہیں کہیگا کہ اس حدیث سے شراب کا سرکہ بنانا جائز معلوم ہوتا ہے ؎

مسئلہ ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار

شرح درمختار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوی قاضیخان
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَالتَّیَمُّمُ ضَرْبَتَانِ یعنے اور تیمم مین دو
ضربین ہین اور یہہ مذہب امام اعظم اور شافعی وغیرہ علمار کا ہے سوا امام اعظم
اور شافعی وغیرہ نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری
اور مسلم مین روایت ہی عمار بن یاسر رضی اللہ تعالے عنہ سو کہ کہا بَعَثَنِیْ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَاجَۃٍ فَاَجْنَبْتُ فَلَمْ اَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ
فِی الصَّعِیْدِ کَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّۃُ ثُمَّ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَذَکَرْتُ لَہٗ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنَّمَا کَانَ یَکْفِیْکَ اَنْ تَقُوْلَ بِیَدِکَ
ھٰکَذَا ثُمَّ ضَرَبَ بِیَدَیْہِ الْاَرْضَ ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ
عَلَی الْیَمِیْنِ وَظَاھِرَ کَفَّیْہِ وَوَجْھَہٗ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ
لِلْبُخَارِیِّ وَضَرَبَ بِکَفَّیْہِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِیْھِمَا ثُمَّ مَسَحَ
بِھِمَا وَجْھَہٗ وَکَفَّیْہِ یعنے بہیجا مجھکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک کام کو پہر جنبی ہوا مین اور نہ پایا مین نے پانی پس لوٹا مین مٹی مین جیسے کہ
لوٹتا ہے چوپایا پہر آیا مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور ذکر کیا مین نے
اون سے پس فرمایا کہ مقرر کافی ہے تجھکو کرے تو اپنے ہاتہہ سے اس طرح
پہر مارا حضرت نے دونون ہاتہون کو زمین پر ایک بار پہر ملا بائین ہاتہہ کو دہنے
پر اور اپنے دونو ہتہیلیون کے پیٹہہ پر اور اپنے مونہہ پر اور لفظ مسلم کا ہے
اور ایک روایت مین بخاری کے اور مارین اپنی ہتہیلیان زمین پر اور پہونکا
اون کو پہر ملا اون کو اپنے مونہہ پر اور اپنی ہتہیلیان پر **فائدہ**
کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ تیمم مین مونہہ اور
ہتہیلیون کے لیے ایکہی ضرب ہے اور یہی مذہب ہے عطا اور مکحول اور اوزاعی

اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق اور صانعی اور ابا سیہ کا اور کہا (ابن حجر نے
فتح الباری مین اور نقل کیا ہی اس بات مین ابن المنذر نے مذہب جمہور علماء کا اور اختیار
کیا ہے ابن المنذر نے اسی بات کو اور یہی قول ہے عامہ اہلحدیث کا انتہی کہا نووی نے
شرح صحیح مسلم مین کہ عطا اور مکحول اور اوزاعی اور امام احمد اور
اسحاق اور ابن منذر اور عامہ اصحاب حدیث کا یہی مذہب ہی کہ تیمم مین موہنہ اور
ہتھیلیون کے لیے ایک ہی ضرب ہی اور علی بن ابی طالب اور حسن بصری اور شعبی
اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور سفیان ثوری اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور صحاب
الرای وغیرہ کا یہ مذہب ہی کہ تیمم مین موہنہ اور ہاتھون کے لیے دو ضربین ہین انتہی اور
کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ ہادی اور ناصر اور مؤید باللہ اور
ابو طالب اور امام یحیی اور فقہا کا یہ مذہب ہی کہ تیمم مین موہنہ اور ہاتھون کے لیے
دو ضربین واجب ہین اور دلیل انکی اسباب مین یہ آٹھ حدیثین ہین پہلی
حدیث دارقطنی مین روایت ہی ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے کہا فرمایا رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تیمم مین دو ضربین ہین ایک ضرب موہنہ کے واسطے
اور ایک ہاتھون کے لیے کہنیون تک اور صحیح رکہا اماموں نے اس حدیث کا موقوف
ہونا سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہی نہین قائم ہوتی ہے ساتہہ
اس کے حجت اسلیے کہ مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکہا ہے
کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو حاکم اور بیہقی نے مرفوع اور بیچ اسناد اس حدیث
کے علی بن ظبیان ہے اور کہا دارقطنی نے اعتبار کیا ہے اس کا یحیی القطان وغیرہ
نے اور کہا مصنف بلوغ المرام کے نے یعنی ابن حجر نے الضعیف کی ہی اس حدیث
کی بہت لوگون نے اور روایت کی گئی ہے یہ حدیث کئی طریق سے کہ بیچ سب کے
کلام ہے اور عینی شرح ہدایہ مین لکہا ہے کہ کہا ابوداود نے

کہ علی بن ظبیان راوی کچھ نہیں اور کہا نسائی اور ابو حاتم نے بھی مثل اسی کی اور کہا ابو زرعہ نے یہ حدیث (یعنی جس میں علی) بن ظبیان راوی ہے) واہی ہے انتہی اور **تقریب التہذیب** میں کہا ہے کہ علی بن ظبیان ابن ہلال کوفی قاضی بغداد ضعیف ہے دسویں طبقے میں سے انتہی کہا شوکانی نے **نیل الاوطار** میں کہ مشہور ہے اس کو ضعیف کہا قطان اور ہشیم وغیرہ نے کہا حافظ (یعنی ابن حجر) نے کہ وہ (یعنی علی بن ظبیان) ضعیف ہے ضعیف کہا اسکو قطان اور ابن معین اور بہت لوگوں نے —

دوسری حدیث دار **قطنی** اور حاکم نے روایت کی ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تیمم میں ایک ضرب ہے واسطے مونہ کے اور دوسرا واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک اور کہا حاکم نے کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے سو **جواب** اس کا دو طرح ہے **اول** یہ کہ کہا شوکانی نے **نیل الاوطار** میں کہ اس حدیث کے راوی تو معتبر ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ یہ حدیث (مرفوع نہیں ہے) موقوف ہے (یعنے جابر کا قول ہے) اور حدیث موقوف لائق حجت پکڑنے کے نہیں ہوتی اور بیان اس کا اس کتاب کے مسئلہ پنجم میں پہلے گذرا **دوم** کہا شوکانی نے **نیل الاوطار** میں کہ کہا ابن دقیق العید نے کہ نہیں کلام کی اس حدیث میں کسی نے لیکن یہ روایت شاذ ہے انتہی شاذ وہ روایت ہے جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگون کی روایت کی خلاف بیان کرے اور مقابل اس کے محفوظ —

تیسری حدیث دار **قطنی** اور حاکم نے روایت کی ہے سالم سے نقل کی اس نے اپنے باپ سے کہ کہا تیمم کیا ہم نے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی مارا ہم نے دونوں ہاتھوں اپنے کو مٹی پاک پر پھیر جھاڑا ہم نے ہاتھ نکلا

پس مسح کیا ہمنے اُس سے مونہہ اپنے کو پھر مارا ہم نے دوسری بار دونوں ہاتھوں کو
مٹی پر پھر مسح کیا ہمنے ساتھ ہاتھون اپنے کے کہنیون سے ہتھیلیون تک
اوپر چھپنے باطن اونکے کے ظاہر اور باطن سے سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہہ حدیث
ضعیف ہے نہیں قائم ہوتی ساتھہ اسکے حجت اس لیے کہ عینی شرح ہدایہ
میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویون میں سے سلیمان بن ابی داؤد ہے اور وہ ضعیف
ہے چوتھی حدیث طبرانی اور دارقطنی نے روایت کی اسلع بن شریک سے کہ کہا
دکھلایا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم ایکبار مارنا واسطے مونہہ کے اور دوسری
بار مارنا واسطے دونوں ہاتھوں کے کہنیون تک سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث
بھی ضعیف ہے نہیں قائم ہوتی ہے ساتھ اس کے حجت اس لیے کہ کہا شوکانی نے
نیل الاوطار میں کہ اس حدیث کے راویون میں ربیع بن بدر ہے اور وہ ضعیف ہے
اور عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ کہا ابن حزم نے محلی میں کہ یہ حدیث
ضعیف ہے پانچوین حدیث بزار نے اپنی مسند میں روایت کی ہے ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تیمم دو بار
ہاتھ مارنا ہے ایکبار واسطے مونہہ کے اور ایکبار واسطے دونوں ہاتھون کے کہنیون تک سو
جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث بھی ضعیف ہے اس لیے کہ کہا شوکانی نے نیل الاوطار
میں کہ اس حدیث کے راویون میں حریش بن حریث ہے کہا ابو حاتم نے کہ یہ حدیث منکر ہے
نہیں قائم ہوتی حجت ساتھ حدیث اسکی کے چھٹی حدیث طبرانی نے
روایت کی ہے ابی امامہ سے نقل کی اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
تیمم میں دو ضربیں ہیں ایک ضرب مونہہ کے لیے اور ایک ضرب ہاتھون کے
لیے کہنیون تک سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہہ بھی ضعیف ہے نہیں
قائم ہوتی ہے ساتھ اس کے حجت اس لیے کہ کہا شوکانی

نے نیل الاوطار مین کہا حافظ (یعنے ابن حجر) نے کہ اسناد
اس کی ضعیف ہی ساتوین حدیث ابوداؤد مین روایت ہی ابن عمر رضی
رضی اللہ عنہما سے کہ ایک شخص گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک گلی مین
اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پائخانے یا پیشاب سے نکلے تھے تو سلام
کیا اُس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو نہ جواب دیا اُس کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہان تک کہ قریب ہوا وہ شخص کہ چھپ جاوے
کسی گلی مین تو مارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھ اپنے اوپر
دیوار کے اور مسح کیا اُن سے اپنے مونہہ پر پھر مارا دوسری بار سو مسح کیا
ہاتھون کو اپنی کہنیون تک پھر جواب دیا سلام کا اُس شخص کو اور فرمایا کہ
سلام کا جواب دینے سے بیوضو ہوتا مجھے مانع آیا تھا سو جواب اس کا
یہ ہے کہ یہ حدیث بھی ضعیف ہی لائق حجت پکڑنے کے نہین اس لیے کہ زرقانی
شرح موطا امام مالک مین لکھا ہے کہ حدیث ابوداؤد کی نہین قوی اور
کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ مدار اس حدیث کا محمد بن ثابت پر
ہے اور تحقیق ضعیف کیا ہی اسکو ابن معین اور ابو حاتم اور بخاری اور احمد
نے اور کہا ابوداؤد نے کہ نہین متابعت کیا جاوے گا محمد بن ثابت بیچ اس قصے
کے اور تیمم مین جس قدر حدیثین دو ضرب کی آئی ہین ان سب مین مقال
ہے (یعنے اُن مین سے صحیح ایک بھی نہین ہے) اور حق یہی ہے کہ تیمم مین
ایک ہی ضرب کی حدیثین صحیح ہین جو کہ صحیحین مین ہین آٹھوین حدیث
روایت کی ہے طبرانی نے اوسط مین بھی اور کبیر مین بھی کہ
حضرت نے عمار بن یاسر کو فرمایا کفایت کرتا ہے تجھکو (تیمم مین) ایک ضرب مونہہ
کے لیے اور ایک ضرب ہاتھون کے لیے سو جواب اس کا یہ کہ حدیث

ضعیف ہی نہین قائم ہوتی ہے ساتھ اسکے حجت اس لیے کہ کہا شوکانی نے نیل
الاوطار مین کہ اس حدیث کی اسناد مین ابراہیم بن محمد راوی ہے
اور وہ ضعیف ہی اور نیز کہا شوکانی نے کہ کہا ابن
جو کہ عمار سے آئے ہین ان سب سے تیمم مین ایک ہی ضرب ثابت ہی اور جو حدیثین ہ
دو ضرب کی روایت کی گئی ہین وہ سب مضطرب ہین

مسئلہ ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا کی دو حدیثون صحیحہ کے یہ ہے جو کہ
ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَی الْعِمَامَةِ یعنے
نہین جائز ہے مسح کرنا پگڑی پر **فائدہ** کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین
جو شخص کہ پگڑی پر مسح کرے اور سر پر کچھ بھی نکرے تو نہین جائز ہے ہمارے نزدیک
یعنے شافعیہ کے نزدیک مسح کرنا اسکا اور اسمین کسیکا خلاف نہین اور یہی مذہب
ہے امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور اکثر علما کا انتہے سو امام اعظم اور امام
شافعی اور امام مالک اور اکثر علماء نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان پانچ
حدیثون کا پہلے حدیث مسلم مین روایت ہی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ بِنَاصِیَتِهِ وَعَلَی
الْعِمَامَةِ وَالْخُفَّیْنِ یعنے تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا پھر مسح کیا
اپنی پیشانی کے بالون پر اور پگڑی پر اور موزون پر **دوسری** حدیث
بخاری مین روایت ہی جعفر بن عمرو بن امیہ سے اُس نے نقل کی اپنے
باپ سے کہ کہا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ عَلٰی عِمَامَتِهٖ
وَخُفَّیْهِ یعنے دیکھا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مسح کیا اپنی

عمامہ پر اور موزون پر تیسری حدیث مسلم مین روایت ہی بلال رضی اللہ تعالی عنہ سے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ یعنے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا موزون پر اور خمار پر یعنے جو چیز کہ سر کو ڈہانکتی ہے چوتھی حدیث طبرانی مین روایت [illegible] رضی اللہ تعالی عنہ سے ساتھہ ان لفظون کے مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْعِمَامَةِ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ یعنے مسح کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر موزون کے اور پگڑی کے بیچ جنگ تبوک کے پانچوین حدیث طبرانی مین روایت ہے خزیمہ بن ثابت سے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ یعنے تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم تہے مسح کرتے اوپر موزون کے اور پگڑی کے فائدہ کہا ترمذی نے یہی قول ہی بہت لوگون کا اہل علم اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ جن مین سے ہین ابو بکر اور عمر اور انس اور ساتہہ اسکے قائل ہین اوزاعی اور احمد اور اسحاق کہتے ہین کہ مسح کرے پگڑی پر اور کہا وکیع بن جراح نے کہ اگر مسح کرے پگڑی پر تو کفایت کرتا ہی اس کو (بسبب وارد ہونے اس) حدیث کے اور کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ پگڑی پر مسح کرنے کی حدیث کو روایت کیا ہی ابن رسلان نے ابی امامہ اور سعد بن مالک اور ابی الدرداء اور عمر بن عبد العزیز اور حسن اور قتادہ اور مکحول سے اور روایت کیا خلال نے ساتہہ اسناد اپنی کے حضرت عمر سے کہ کہا حضرت عمر نے جو شخص کہ پاک نہ کرے اسکو (یعنے جو شخص کہ جائز نہ کہی مسح اوپر پگڑی کے) پاک نہ کرے اسکو اللہ اور روایت کیا اسکو فتح الباری مین اور ابن خزیمہ اور ابن منذر نے

مسئلہ ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہی جو کہ

ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوی قاضیخان میں لکھا ہے وَلَا صَلٰوۃُ جَنَازَۃٍ وَلَا سَجْدَۃُ تِلَاوَۃٍ فِی الْاَوْقَاتِ الثَّلٰثَۃِ اِلَّا عَصْرَ یَوْمِہٖ عِنْدَ الْغُرُوْبِ یعنے آفتاب کے طلوع کے وقت اور غروب کیوقت اور جس وقت عین دوپہر ہو نماز اور سجدہ تلاوت کا اور نماز جنازہ کی جائز نہین ہے مگر آفتاب کے غروب کے وقت فقط اس دن کی نماز عصر کی تو البتہ جائز ہے **فائدہ** یعنے اگر کسی شخص نے بقدر ایک رکعت کی صبح کی نماز کا وقت پایا اور پھر آفتاب نکل آیا تو اس صورت مین اسکی صبح کی نماز تو باطل ہوگی لیکن اگر کسی نے بقدر ایک رکعت کو عصر کی نماز کا وقت پایا اور پھر آفتاب ڈوب گیا تو اس کی عصر کی نماز ادا ہوجاویگی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَکَ الْعَصْرَ یعنے جس نے پائی ایک رکعت صبح کی نماز کی پہلے نکلنے آفتاب کے پس تحقیق پائی اس نے نماز صبح کی اور جس نے پائی ایک رکعت نماز عصر کی پہلے ڈوبنے آفتاب کے پس تحقیق پائی اوس نے نماز عصر کی **فائدہ** کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہ یہی مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور تمام علما کا لیکن خلاف کیا ہے اس حدیث کا ابو حنیفہ نے اس لیے کہ ان کی نزدیک اس صورت مین نماز صبح کی باطل ہوجاتی ہے،

مسئلہ نہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ اور

شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار
اور فتاوے عالمگیری اور فتاوے قاضی خان وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکھا ہے واذا قرأ الامام من المصحف فسدت صلوته
عند ابي حنيفة یعنی اور جب دیکھہ کر پڑھے قرآن امام تو نماز فاسد ہو جاتی
ہے نزدیک ابی حنیفہ کے سو ابو حنیفہ یعنی امام اعظم نے اس مسئلے
میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ بخاری میں ہے وكانت عائشة يؤمها
عبدها ذكوان من المصحف یعنے اور امامت کرواتا تہا حضرت عائشہ کو
ذکوان غلام اون کا قرآن سے یعنے نماز میں قرآن دیکھکر پڑہتا تہا **فائدہ**
اس مسئلہ میں امام اعظم کے شاگرد امام ابو یوسف اور محمد بہی امام اعظم کے مخالف ہوئے
ہیں اسلیے کہ انکے نزدیک امام کو نماز میں قرآن دیکھہ کر پڑہنا جائز ہے +

مسئلہ دہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کے حدیث کے یہہ ہی جو کہ ہدایہ اور عینی
شرح ہدایہ اور فتح القدیر اور کنز الدقائق وغیرہ
میں لکھا ہے والركعتان الظهر سواء یعنے ظہر کی اول دو رکعتوں میں برابر
کی سورتیں پڑہے اور یہہ مذہب امام اعظم اور اون کے شاگرد ابو یوسف کا ہے سو
امام اعظم اور اون کے شاگرد ابو یوسف نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث
کا جو کہ بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابی قتادہ رضی اللہ تعالے عنہ سے
کہا کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي بنا فيقرأ في الظهر و
العصر في الركعتين الاوليين بفاتحة الكتاب وسورتين ويسمعنا
الآية احيانا ويطول الركعة الاولى ويقصر في الاخريين
بفاتحة الكتاب یعنے تہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہاتے

ہمکو پہنچا ہے پڑھتے تھے ظہر اور عصر کے پہلے دو رکعتون میں سورہ فاتحہ اور دو سورتین اور سناتے ہم کو آیت کبھی اور دراز کرتے پہلے رکعت کو اور پڑھتے پچھلی دو مین سورہ فاتحہ ❊

مسئلہ یازدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ مین لکھا ہے وَهُوَ مُخَيَّرٌ فِي الْاُخْرَيَيْنِ مَعْنَاهُ اِنْ شَاءَ سَكَتَ وَاِنْ شَاءَ قَرَأَ وَاِنْ شَاءَ سَبَّحَ كَذَا رُوِيَ عَنْ اَبِي حَنِيْفَةَ یعنے اور وہ اختیار دیا گیا ہے دو رکعتون پچھلی مین معنے اس کے یہ مین کہ اخیر کی دو رکعتون مین خواہ چپکا رہے خواہ پڑھ لے خواہ (صرف) سُبْحَانَ اللهِ ہی پڑھ لے اسیطرح روایت کیا گیا ہے امام ابی حنیفہ سے سوا بی حنیفہ یعنے امام اعظم نے اس مسئلہ مین بھی خلاف کیا ہے بخاری اور مسلم کی اس حدیث کا جو کہ ابی قتادہ کی روایت سے مسئلہ دہم مین اوپر مذکور ہو لی

مسئلہ دوازدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اکیس حدیثون کے ہے جو کہ فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے يُكْرَهُ الْجَهْرُ بِالتَّسْمِيَةِ وَالتَّامِيْنِ یعنے نماز مین بسم اللہ اور آمین کا پکار کر کہنا مکروہ ہے اور جامع رموز مین لکھا ہے فِي التَّيْسِيْرِ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهُ مِنَ الْفَاتِحَةِ وَبِاَنَّ التَّامِيْنَ فِيْ اِخْفَاءِهِ سُنَّةٌ فَيُكْرَهُ الْجَهْرُ كَمَا فِي الْمُحِيْطِ یعنے تیسیر مین روایت ہے مجاہد سے کہ تحقیق وہ یعنے آمین سورہ فاتحہ مین سے ہے اور یہہ بھی ہے کہ آمین کہنی اور اخفا کرنا اسکا سنت ہے پس مکروہ ہوا پکار کہنا آمین کا اسیطرح سے ہے محیط مین اور ہدایہ مین لکھا ہے وَيُخْفُوْنَهَا یعنے امام اور مقتدی اور اکیلا آہستہ کہین آمین اور یہ مذہب امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ کا ہے سو امام اعظم اور امام مالک اور اہل کوفہ نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے

عینی شرح بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۷۲ و ۲۷۵
فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۶
ہدایہ جلد اول صفحہ ۹۴
مشکوٰۃ باب القراءۃ فی الصلوٰۃ
فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۸۱
جامع رموز جلد اول صفحہ ۷۷
ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۰۸

ان اکیس حدیثون کا پہلی حدیث **عن** وائل بن حجر رضی
الله تعالى عنه انه صلى خلف رسول الله صلى الله عليه وسلم
فجهر بامين رواه ابوداود روایت ہے وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ
سے یہ کہ اس نے نماز پڑھی پیچھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پکار کر کہی آمین
روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے **دوسری** حدیث **عن**
ابی هريرة رضي الله تعالى عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
اذا تلا غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتى يسمع
من يليه من الصف الاول رواه ابوداود روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے غیر المغضوب علیہم و
لا الضالین کہتے آمین یہانتک کہ سنتا تھا وہ شخص جو نزدیک ان کے ہوتا
صف پہلی مین روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے **فائدہ** کہا شوکانی
نے نیل الاوطار مین روایت کیا اس حدیث کو بھی دارقطنی نے اور کہا اسناد
اسکی حسن ہے اور روایت کیا اسکو حاکم نے اور کہا صحیح ہے اوپر شرط بخاری اور
مسلم کے اور روایت کیا اس کو بیہقی نے اور کہا حسن صحیح ہے **تیسری** حدیث
وعنه قال ترك الناس التامين وكان رسول الله صلى الله عليه
وسلم اذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين قال آمين حتى
يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد رواه ابن ماجة ط
اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ ترک کردیا لوگون نے آمین کہنا اور تھے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کہتے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتے آمین
یہانتک کہ سناتے تھے اول صف والون کو پھر گونجتی ساتھ اس کے مسجد روایت
کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے **فائدہ** معنے جب حضرت کو آمین کہنے کا آواز اول صف

والے سن لیتے بعد اوس کے سب صحابہ جو جماعت مین ہوتے اس قدر زور سے پکار
کر آمین کہتے تھے کہ ان کی آواز سے مسجد بھی گونج اٹھتی تہی چوتھی حدیث عن
عطاءٍ رضی اللہ تعالی عنہ قال ادرکت مائتین من الصحابۃ اذا قال
الامام ولا الضالین رفعوا اصواتھم بآمین رواہ البیہقی و
ابن حبان فی صحیحہ روایت ہے عطا رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ پایا مین نے
دوسو آدمی کو صحابہ سے جب کہے امام ولا الضالین بلند کرتے آوازین اپنی ساتھ
آمین کہنے کے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی اور ابن حبان نے بیچ صحیح اپنی کے
پانچوین حدیث قال عطاءٌ آمین دعاءٌ و امن ابن الزبیر و من وراءہ
حتی ان للمسجد للجۃ وکان ابو ہریرۃ ینادی الامام لا تفتنی
بآمین وقال نافع کان ابن عمر لا یدعہ ویحضھم وسمعت منہ فی
ذلک خبرا رواہ البخاری کہا عطا نے آمین دعا ہے اور آمین کہا
ابن زبیر نے اور جو پیچھے اوس کے تھے کہ یہان تک کہ تحقیق گونج اٹھی مسجد
اور ابو ہریرہ پکار کر کہہ دیتے تھے امام کو مت فوت کرا مجھسے کہنا آمین
کا اور کہا نافع نے نہین چھوڑتے تھے اسکو یعنی آمین پکار کر کہنے کو ابن عمر
بلکہ ترغیب دیتے تھے لوگون کو اور سنا نافع نے ابن عمر سے کہ آمین پکار کر
کہنے مین حدیث ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے چھٹی حدیث
عن عطاءٍ ادرکت مائتین من الصحابۃ فی ھذا المسجد اذا
قال الامام ولا الضالین سمعت لھم رجۃ بآمین رواہ البیہقی
روایت ہے عطا سے کہ پایا مین نے دوسو آدمی کو صحابہ سے بیچ اس مسجد کے
جب کہے امام ولا الضالین سنا مین نے انکی آواز ساتھ آمین کہنے کے روایت
کیا اس حدیث کو بیہقی نے ساتوین حدیث عن وائل

ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ ولا الضالین قال آمین ورفع بہا صوتہ رواہ ابوداؤد روایت ہے وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے یعنے پہونچتے ولا الضالین تک کہتے آمین اور بلند کرتے ساتھ آمین کہنے کے آواز اپنی کو روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے فائدہ کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ کہا حافظ یعنی ابن حجر نے اسناد اسکی صحیح ہے اور صحیح کہا اس کو دارقطنی نے آٹھوین حدیث عن نعیم المجمر قال صلیت وراء ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقرأ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ثم قرأ بام القرآن حتی اذا بلغ ولا الضالین قال آمین ویقول کلما سجد واذا قام من الجلوس اللہ اکبر ثم یقول اذا سلم والذی نفسی بیدہ انی لاشبہکم صلوٰۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ النسائی وابن خزیمۃ روایت ہے نعیم مجمر سے کہا نماز پڑھی مین نے پیچھے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پس پڑھی ابی ہریرہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر پڑھی سورہ فاتحہ یہانتک کہ جب پہونچے ولا الضالین تک کہا آمین اور کہتے تھے جب سجدہ کرتے اور جب کھڑے ہوتے بیٹھنے سے اللہ اکبر پھر کہتے جب سلام پھیرتے قسم ہے اسکی جسکے ہاتھ مین ہے میری جان تحقیق مین زیادہ مشابہ ہون تم مین نماز سے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا اس حدیث کو نسائی اور ابن خزیمہ نے نوین حدیث عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا الضالین قال آمین رواہ ابن ماجۃ فی باب الجہر بآمین روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

سے جب کہا ولا الضالین کہا آمین روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے بیچ باب پکار کر کہنے آمین کے **دسوین حدیث** عن عبد الجبار بن وائل عن ابیہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قال ولا الضالین قال آمین وسمعناها منہ رواہ ابن ماجۃ فی باب الجہر بآمین **ترجمہ** روایت ہے عبد الجبار بن وائل سے اس نے نقل کی اپنے باپ سے کہا نماز پڑھی مین نے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جب کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ولا الضالین کہا آمین پس سنا ہم سب نے (یعنے جتنے لوگ جماعت مین تھے آمین کو) حضرت سے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے بیچ باب پکار کر کہنے آمین کے **گیارہوین حدیث** عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من قراءۃ ام القرآن رفع صوتہ وقال آمین رواہ الدارقطنی وحسنہ والحاکم وصححہ **ترجمہ** روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب فارغ ہوتے تھے پڑھنے سورۃ فاتحہ کے سے اونچی کرتے آواز اپنی اور فرماتے آمین روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی نے اور حسن ٹھیرایا اسکو اور حاکم نے اور صحیح ٹھیرایا اس کو **بارہوین حدیث** عن وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقال آمین مد بہا صوتہ رواہ الترمذی وابو داود والدارمی وابن ماجۃ **ترجمہ** روایت ہے وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین دراز کی ساتھ آمین کہنے کے آواز اپنی روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے

ابوداود اور دارمی اور ابن ماجہ نے **فائدہ** کہا ترمذی نے اور بیچ اس باب کے روایت ہے حضرت علی اور ابی ہریرہ سے اور حدیث وائل بن حجر کی حدیث حسن ہے اور یہی کہتے تھے بہت لوگ اہل علم سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین سے اور جو پیچھے ان کے تھے اعتقاد رکھتے تھے یہ کہ بلند کرے مرد آواز اپنی کو ساتھ آمین کہنے کے اور نہ پوشیدہ کرے اسکو اور یہی کہتے تھے امام شافعی اور امام احمد اور اسحق **تیرہوین حدیث** عَنْ بِلَالٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْبِقْنِيْ بِآمِيْنَ رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ روایت ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کہ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سبقت کرو مجھ سے ساتھ آمین کہنے کے روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے **فائدہ** یہ جو بلال نے حضرت کو کہا کہ نہ سبقت کرو مجھ سے ساتھ آمین کہنے کے مراد اوس کی اس بات کے کہنے سے یہ ہے کہ جب مین سورہ فاتحہ اپنی آپکے پیچھے تمام کر لیا کروں تب آپ آمین کہا کرین پس اس حدیث سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کا پڑھنا اور آمین پکار کر کہنا یہ دونو باتین ثابت ہوئین **چودھوین حدیث** عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَسَدَتْكُمُ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ مَا حَسَدَتْكُمْ عَلَى السَّلَامِ وَالتَّأْمِيْنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ فِيْ بَابِ الْجَهْرِ بِآمِيْنَ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اونہے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہین حسد کرتے تم سے یہود اوپر کسی چیز کے جسقدر کہ حسد کرتے ہین تم سے سلام کرنے مین اور آمین کہنے مین روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے بیچ باب پکار کر کہنے آمین کے **فائدہ** اس حدیث سے سلام اور آمین کہنے پر یہود کے حسد کرنے سے

۱۔ بیچ باب اسکے روایت ہے علی اور ابی ہریرہ سے اور حدیث وائل بن حجر کی حدیث حسن ہے ۱۲

۲۔ حدیث بلال کی ابوداود مین بیچ باب آمین کے پیچھے امام کے ہے ۱۲

۳۔ حدیث عائشہ کی ابن ماجہ مین بیچ باب پکار کر کہنے آمین کے ہے ۱۲

صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اور حضرت کے اصحاب نماز مین پکار کر آمین کہتے تھے کیونکہ اگر یہوداون کی آمین پکار کر کہنے کی آواز نہ سنتے تو حسد کس طرح کرتے بس حاصل اس کا یہ ہوا کہ جو شخص آمین پکار کر کہنے کو برا جانتا ہے اس مین اور یہود مین کچھ فرق نہین **پندرہوین حدیث** **عن** ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حسدتکم الیہود علی شیء ما حسدتکم علی آمین فاکثروا من قول آمین رواہ ابن ماجۃ فی باب الجہر بآمین روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حسد کیا تمپر یہود نے کسی چیز مین جیسا کہ حسد کیا تمپر آمین کہنے مین پس زیادہ کرو کہنے مین آمین کے روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے بیچ باب پکار کر کہنے آمین کے **فائدہ** کہا شوکانی نے **نیل الاوطار** مین کہ اس حدیث کی اسناد مین طلحہ بن عمرو نے اور کلام کی ہے اس مین بہت سے اہل علم نے **سولہوین حدیث** **بیہقی** نے مرفوع روایت کی ہے کہ حسد کیا یہود نے اوپر قبلہ کے وہ قبلہ کہ ہدایت کیے گیے ہم طرف اسکی اور گمراہ کیے گیے یہود قبلہ سے اور حسد کرتے ہین یہود اوپر جماعت کے اور حسد کرتے ہین اوپر آمین کہنے ہمارے کے پیچھے امام کے اور بیچ ایک روایت طبرانی کے یون ہے تحقیق یہود نہین حسد کرتے مسلمانون پر اوپر فضل کے تین کامون سے جواب دینا سلام کا اور قائم کرنا صفون کا اور کہنا انکا پیچھے امام اپنے کے بیچ نماز فرض کے آمین بیچ دوسری روایت کی ابن عدی سے حسد کرتے ہین تمپر یہود اوپر کہنے سلام کے اور قائم کرنے صفون کے اور کہنے آمین کے **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب دینا اور نماز مین صفون کا قائم کرنا اور امام کے پیچھے فرض نماز مین آمین کہنا یہ تینون کام فضل

رسالہ جہر بالتامین صفحہ ۱۰۳ — ابن ماجہ صفحہ ۶۲ — نیل الاوطار جلد دوم صفحہ ۱۱۱ — مجمع بحار — ابن عدی کنز العمال — کنز العمال جلد چہارم صفحہ

ہین اور ان تینون کامون سے یہود حضرت کو وقت حسد کرتے تھے پس اگر اب بھی
کوئی شخص سلام کے جواب دینے کو یا نماز مین صفون کے قائم کرنے کو یا آمین پکار کر
کہنے کو برا جانے تو اس مین اور یہود مین کچھ فرق نہین ہے سترہوین حدیث
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین
فانہ من وافق قولہ قول الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من
ذنبہ رواہ البخاری فی باب جھر المأموم بالتأمین ترجمہ روایت
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب کہے امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہو تم آمین پس تحقیق
شان یہ ہے کہ جس کے قول نے موافقت کیا قول سے فرشتون کے بخشے جاتے ہین
واسطے اس کے وہ جو اگلے ہین گناہ اس کے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے بیچ
باب پکار کر کہنے مقتدی کے آمین کو **فائدہ** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
اس حدیث کے نیچے لکہا ہے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جب کہے امام غیر المغضوب
علیہم ولا الضالین پس کہو تم آمین اسمین دلیل ظاہر ہے واسطے اسکے جو کہا اصحاب
ہمارے نے اور ان کے سوا اوروں نے بیشک آمین کہنی مقتدی کی ہو ساتھ آمین
کہنی امام کے نہ پیچھے اسکے پس جب کہے امام ولا الضالین کہے امام اور مقتدی ملکر آمین
اٹھارہوین حدیث وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا قال
احدکم آمین وقالت الملئکۃ فی السماء آمین فوافقت احدہما
الاخری غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ البخاری ومسلم
ترجمہ اور روایت ہے اسی سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس وقت کہتا ہے ایک تمہارا آمین اور کہتے ہین فرشتے بیچ آسمان کے

آمین پس موافقت ہوتا ہے ایک ان دونوں کا دوسرے کو بخشے جاتے ہیں واسطے اس کے وہ کہ اگلے ہیں گناہ اس کے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے انیسویں حدیث **وعنہ** ایضاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین فان الملئکۃ تقول آمین وان الامام یقول آمین فمن وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ النسائی فی باب جہر الامام بآمین اور روایت ہے انہیں سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہے امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہو تم بھی آمین پس تحقیق فرشتے کہتے ہیں آمین اور تحقیق امام کہے آمین پس جو شخص کہ موافق ہو آمین اوس کی آمین فرشتوں کے کی بخشے جاتے ہیں واسطے اوس کے وہ کہ اگلے ہیں گناہ اوس کے روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے بیچ باب پکار کر کہنے امام کے آمین کو بیسویں حدیث **وعنہ** ایضاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امن القاری فامنوا فان الملئکۃ تؤمن فمن وافق تامینہ تامین الملئکۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ النسائی فی باب جہر الامام بآمین اور روایت ہے انہیں سے انہوں نے نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کہ فرمایا حضرت صلے نے جس وقت آمین کہے پڑھنے والا قرآن کا یعنے امام پس آمین کہو اس لیے کہ تحقیق فرشتے آمین کہتے ہیں پس جو شخص کہ موافق ہو آمین اسکی آمین فرشتوں کے بخشے جاتے ہیں واسطے اس کے وہ کہ اگلے ہیں گناہ اوس کے روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے بیچ باب پکار کر کہنے امام کے آمین کو اکیسویں حدیث **وعنہ** ایضاً ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا امن الامام

فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهٗ تَاْمِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ اٰمِيْنَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ
النَّسَائِيُّ وَمَالِكٌ **ترجمہ** اور روایت ہے بہی انہیں سے کہ تحقیق رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ آمین کہے امام پس آمین کہو یعنے جب
امام بعد قرات فاتحہ کے آمین پکار کر کہتا ہے اُس کی آواز سنکر فرشتے بہی
آمین کہتے ہین پس تم بہی اُسوقت آمین کہو اس لیے کہ تحقیق جو شخص کہ موافق
ہو جاوے آمین اُس کی اور آمین فرشتون کی بخشتا ہے اللہ واسطے اُس کے جو آگے
گزرے گناہ اوس کے کہا ابن شہاب نے اور تہے رسولخدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہتے
آمین روایت کیا اسحدیث کو بخاری اور مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور
نسائی اور مالک نے **فائدہ** نماز مین آمین پکار کر کہنے کے باب
مین اکیس حدیثین کہ جن کا امام اعظم نے خلاف کیا ہے وہ تو گزر چکی ہین لیکن آمین
خفیہ کہنے کے باب مین دلیل امام اعظم کی اکثر مقلد جو حدیثین پیش کیا کرتے
ہین وہ یہ ہین **پہلی حدیث رَوٰی** شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ
حُجْرٍ اَبِي الْعَنْبَسِ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ قَرَاَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ اٰمِيْنَ وَخَفَضَ
بِهَا صَوْتَهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ **ترجمہ** روایت کیا شعبہ نے سلمہ بن کہیل سے
اُس نے حجر باپ عنبس کے سے اُس نے علقمہ بیٹے وائل کے سے اُس نے اپنے باپ سے
کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑہا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور
پست کیا ساتہ اُسکے آواز اپنی کو روایت کیا اسحدیث کو ترمذی نے جواب اسکا دو
طرح سے ہے **اول** یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے ہرگز لائق حجت پکڑنیکے نہین کیونکہ ترمذی

جو کہ مخرج اس حدیث کا ہے کہا اُس نے کہ سنا میں نے محمد یعنی بخاری سے کہ کہتے تھے
حدیث سفیان کی یعنے جس حدیث میں مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ یعنی دراز کیا حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے ساتھ آمین کہنے کے آواز اپنی کو آیا ہے وہ حدیث بہت صحیح ہے
شعبہ کی حدیث سے اس باب میں اور خطا کی شعبہ نے اس حدیث میں کئی جگہہ میں
پہلی خطا شعبہ راوی کی اس حدیث میں یہ ہے کہا شعبہ نے حجر عنبس کا باپ
ہے سو یہ اُس کی خطا ہے حجر تو عنبس کا بیٹا ہے اور کنیت کیا جاتا ہے ابا السکن **دوسری**
خطا شعبہ کی اس حدیث میں یہ ہے کہ شعبہ نے زیادہ کیا اس حدیث میں علقمہ بن
وائل ہے اور وہ بیچ اسناد اس حدیث کے نہیں **تیسری خطا** شعبہ کی اس
حدیث میں یہ ہے کہ کہا شعبہ نے پست کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ
آمین کہنے کے آواز اپنی کو اور یہ اُس کا خطا ہے اور صحیح یہ ہے کہ دراز کیا حضرت صلعم
نے ساتھ آمین کہنے کے آواز اپنی کو اور کہا ملا علی قاری حنفی نے **مرقاۃ شرح**
مشکوۃ میں کہ اس روایت میں شعبہ کی غلطی پر حفاظ حدیث کا اتفاق ہے اور تحقیق
صواب معروف مَدَّ بِهَا صَوْتَهُ اور رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ کا ہے اور لفظ مَدَّ
بِهَا صَوْتَهُ کا ترمذی اور احمد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اور لفظ
رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ کا ابو داؤد نے روایت کیا بیہقی اور ابن حبان نے بیچ
صحیح اپنی کے عطا سے کہا پایا میں نے دو سو آدمی کو صحابہ سے جب کہے امام ولا الضالین
بلند کرتے آوازیں اپنی ساتھ آمین کہنے کے انتہی شعبہ کی حدیث کے ضعیف ہونے
کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سماع علقمہ کا وائل سے ثابت نہیں چنانچہ کہا ابن حجر نے
تقریب التہذیب میں عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَ
سُكُونِ الْجِيمِ الْحَضْرَمِيُّ الْكُوفِيُّ صَدُوقٌ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ
أَبِيهِ یعنے علقمہ بن وائل بن حجر ساتھ ضم مہملہ اور سکون جیم کے حضرمی کوفی

کہا ہے مگر تحقیق اس نے نہیں سنا ہو اپنے باپ سے انتہی اور وجہ یہ ہے کہ علقمہ کے
اپنے باپ وائل سے بچہ تھے کہ وہ اپنے باپ وائل کے مرنے سے چھ مہینے پیچھے پیدا ہوا
تھا چنانچہ کہا شیخ ابن الہمام حنفی نے فتح القدیر میں ذَکَرَ التِّرْمِذِیُّ
فِیْ عِلَلِہِ الْکَبِیْرِ قَالَ اِنَّہٗ سَاَلَ الْبُخَارِیَّ ھَلْ سَمِعَ عَلْقَمَۃُ مِنْ اَبِیْہِ فَقَالَ
اِنَّہٗ وُلِدَ بَعْدَ مَوْتِ اَبِیْہِ بِسِتَّۃِ اَشْھُرٍ یعنے ذکر کیا ترمذی نے بیچ کتاب
اپنی علل کبیر کے کہ پوچھا ترمذی نے بخاری سے کہ آیا علقمہ نے اپنے باپ سے سنا ہے
پس کہا بخاری نے کہ وہ اپنے باپ کے مرنے سے چھ مہینے پیچھے پیدا ہوا ہے
دوم شعبہ کی روایت مذکور کے مخالف شعبہ ہی سے آمین پکار کر کہنا حضرت
کا ثابت ہو چکا ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے وَقَدْ رَجَّحَ الدَّارَقُطْنِیُّ
وَغَیْرُہٗ رِوَایَۃَ سُفْیَانَ بِاَنَّہٗ اَحْفَظُ وَقَدْ رَوَی الْبَیْھَقِیُّ عَنْ
شُعْبَۃَ فِی الْحَدِیْثِ رَافِعًا صَوْتَہٗ یعنے تحقیق ترجیح دی ہے دارقطنی وغیرہ
نے سفیان کی روایت کو (یعنے جس میں آمین پکار کر کہنا حضرت کا روایت کیا گیا ہے
تحقیق وہ روایت نگاہ رکھی گئی ہے اور تحقیق بیہقی نے روایت کیا ہے شعبہ سے
بیچ حدیث کے (آمین کہنے میں حضرت کا) بلند کرنا آواز کا سوم شعبہ کی حدیث
سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر آمین نہیں کہی ہے
خفیہ اپنے دل ہی میں کہی ہے کیونکہ اس میں خود شعبہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے پڑھا غیر المغضوب علیہم ولا الضالین پس کہا آمین اور پست کیا ساتھ اسکے
آواز اپنی کو۔ اس سے صاف نکلتا ہے کہ حضرت نے بہت زور سے پکار کر آمین نہیں
کہی درمیانہ آواز سے کہی ہے اور اسی کا قائل ہوا ہے شیخ ابن الہمام حنفی بھی
چنانچہ فتح القدیر میں لکھا ہے وَلَوْ کَانَ اِلَیَّ فِیْ ھٰذَا شَیْءٌ لَوَفَّقْتُ
بِاَنَّ رِوَایَۃَ الْخَفْضِ یُرَادُ بِھَا عَدَمُ الْقَرْعِ الْعَنِیْفِ یعنے اگر

میری پاس کچھ اس کی دلیل ہوتی تو مین یون مطابقت دیتا کہ آہستہ کہنی کی روایت سے
مراد یہ ہے کہ گڑک سخت نہو تہی - ہمارا بہی یہی عقیدہ ہے کہ امام زور سے چلا کر آمین نہ
کہے اسکو اسیقدر آمین پکار کر کہنی چاہیے کہ جس کو اول صف کے لوگ سن لیوین البتہ
مقتدیون کو چلا کر کہنی ہی جائز ہے بلکہ سنت ہی اور حدیثین اس مضمون کی قریب
گذرین **دوسری** دلیل حنفیہ کے آمین خفیہ کہنے کے باب مین **شیخ** عبد الحق
حنفی نے **شرح سفر السعادت** مین یہ آثار نقل کیے ہین کہ از امیر المومنین
عمر بن الخطاب روایت کردہ اند کہ اخفا کند امام چہار چیز را تعوذ و بسم اللہ و آمین
و سبحانک اللہم و بحمدک و در بعض روایات بجاے سبحانک اللہم ربنا لک الحمد
آمدہ و از ابن مسعود نیز مثل این آمدہ سیوطی در جمع الجوامع از ابی وائل روایت آوردہ
کہ گفت بودند عمر و علی کہ جہر نمیکردند بسم اللہ الرحمن الرحیم و نہ تعوذ و نہ بہ
آمین رواہ ابن جریر و الطحاوی و ابن شاہین فی السنۃ سو **جواب**
اس کا چار طرح سے ہے **اول** یہ کہ یہ اثر صحابہ کے ہین مرفوع حدیثین نہین اور
مقابلے مین حدیث مرفوع کے صحابی کا قول یا فعل حجت نہین ہو سکتا اور دلائل اس
کے اس کتاب مین اسی بارہوین مغالطے کے جواب مین مسئلہ چہارم مین پہلے
گذری **دوم** یہ روایتین طبقہ رابعہ کی ہین اور روایت طبقہ رابعہ کی کتاب کے
قابل اعتبار اور لائق حجت پکڑنے کے اسلیے نہین ہوتی ہین کہ اس طبقے کی حدیثیں
جو اچھی سے اچھی ہین وہ ضعیف محتمل ہین اور جو بری سے بری ہین وہ موضوع
یا مقلوب سخت کی انکار کی گئی ہین اور مادہ کتاب موضوعات ابن جوزی کا اسے
طبقے کی حدیثین ہین اسیطرح لکھا ہے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے
حجۃ اللہ البالغہ مین اور چوتھے طبقے کی حدیثون کا لائق اعتبار اور
قابل حجت کے نہ ہونے کا بیان اس کتاب مین اسی بارہوین مغالطے کے جواب مین مسئلہ ششم

مین آگے آوے گا انشاء اللہ تعالی سوم روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی ابراہیم نخعی تک ہی پہونچتی ہے ابن مسعود تک نہین پہونچتی چنانچہ کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین قولہ لقول ابن مسعود رضی اللہ عنہ اربع الی اخرہ الرابع التحمید والاربعۃ رواھا ابن ابی شیبۃ عن ابراھیم النخعی یعنے یہ قول کہ امام چار چیزون کو خفیہ کہے اعوذ اور بسم اللہ اور آمین اور چوتھی ربنا لک الحمد کو روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے - اور یہ ظاہر ہے کہ روایت بلا اسناد جس کی سند مین سقوط و انقطاع ہو معلق کہلاتی ہے اور وہ ضعیف اور مردود شمار کی جاتی ہے اور بیان اس کا اس کتاب کے بارہوین مغالطے کے جواب مین مسئلہ نود و یکم مین آوے گا انشاء اللہ تعالے چہارم یہ جو ترمذی اور ابوداؤد اور دارمی اور ابن ماجہ کی روایت ہے وائل بن حجر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال امین مدّ بھا صوتہ یعنے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پڑھا غیر المغضوب علیھم ولا الضالین پس کہا آمین دراز کیا ساتھ آمین کہنے کے آواز اپنی کو کہا ترمذی نے بعد اس حدیث کے وفی الباب عن علی وابی ھریرۃ یعنے آمین پکار کر کہنے کے باب مین حضرت علی اور ابی ہریرہ سے بھی حدیث آئی ہے - اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ آمین پکار کر کہنے کی حدیث کے راویون مین سے ہین چنانچہ ابن ماجہ مین بیچ باب پکار کر کہنے آمین کے روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال ولا الضالین قال امین یعنے سنا مین نے

سوم روایت ابن مسعود کی بلا اسناد ہی ابراہیم نخعی تک پہونچتی ہے

چہارم یہ کہ ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے

[illegible] باب جہر آمین

بعدہ [illegible]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کہا ولا الضالین کہا آمین **فائدہ** اس سے
معلوم ہوا کہ یہ جو ابن جریر اور طحاوی اور شاہین نے روایت کی ہے کہ حضرت علی
آمین پکار کر نہیں کہتے تھے لغو ہے اور لائق ماننے کے ہرگز نہیں۔ اور کہا
سبل السلام میں اور دارقطنی نے بیچ سنن کے کہ حضرت علی نماز میں بسم اللہ پکار کر
کہتے کے راویوں میں سے ہیں اسیطرح لکھا ہے مسک الختام شرح بلوغ المرام
میں یہ دلیل ہے اس بات پر کہ یہ جو ابن جریر وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نماز
میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پکار کر نہیں پڑھتے تھے یہ بھی لغو ہے اور لائق ماننے کے
نہیں اور نیز یہ جو شیخ عبدالحق صاحب نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے
عنہ نماز میں سبحانک اللہم الخ خفیہ پڑھتے تھے سو یہ بھی لغو ہے اور مخالف ہی اسحدیث کے
جو کہ صحیح مسلم میں روایت ہو عبدہ سے کہ تحقیق حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی
عنہ پکار کر پڑھتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى
جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ کو غرض کہ نماز میں آمین خفیہ کہنے کے لیے روایات مذکورہ
واہیہ سے حجت پکڑنی بجز تعصب مذہبی کے اور کوئی بات نہیں کیونکہ اس امر میں کوئی
بھی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی ہے اگر ہوتی تو شیخ ابن ہمام اور عینی وغیرہ بڑے
بڑے حنفی اپنی کتابوں میں ضرور ہی لاتے اور چھپا کر نہ رکھتے **تیسری**
دلیل امام اعظم کی آمین خفیہ کہنے کے باب میں مقلد امام اعظم کے یہ پیش کرتے
ہیں کہ آمین دعا ہے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے قَالَ عَطَاءٌ اٰمِيْنَ دُعَاءٌ
یعنے کہا عطاء (تابعی) نے آمین دعا ہے اور دعا کا پکار کر کہنا بحکم آیت
قرآن اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ یعنے پکارو
پروردگار اپنے کو عاجزی سے اور چھپا کر تحقیق وہ دوست نہیں رکھتا حد سے نکل
جانے والوں کو سو جواب اس کا چار طرح ہے اول یہ کہ عطاء تابعی کے قول

مذکور ہی اعتقاد جماکر اس بات کا قائل ہو جانا کہ آمین دعا ہے ایسا ہی جیسا کہ کوئی شخص آیۃ قرآن لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ سے یہ سمجھ بیٹھے کہ نماز پڑھنے سے خدا ے تعالے نے منع فرمایا ہے اور اَنْتُمْ سُكَارٰى کیطرف دیکھے ہی نہیں کیونکہ عطا نے جہان آمین کو دعا کہا ہے وہان اسکا پکار کر کہنا بھی تو بتلا دیا ہے دیکھہ لیجیے وہ پوری حدیث صحیح بخاری کی یہ ہے قَالَ عَطَاءٌ آمِينَ دُعَاءٌ وَ أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَ مَنْ وَرَاءَهُ حَتّٰى اَنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً وَ كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ يُنَادِي الْاِمَامَ لَا تُفَوِّتْنِي بِآمِينَ وَ قَالَ نَافِعٌ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَدَعُهُ وَ يَحُضُّهُمْ وَ سَمِعْتُ مِنْهُ فِي ذٰلِكَ خَبَرًا یعنے کہا عطا نے آمین دعا ہے اور آمین کہا (عبد اللہ) ابن زبیر نے اور جو پیچھے اون کے تھے یہانتک کہ تحقیق گونج اٹھی مسجد اور ابو ہریرہ کہدیتے تھے امام کو مت فوت کرا مجھسے کہنا آمین کا اور کہا نافع نے نہیں چھوڑتے تھے اسکو (یعنے آمین پکار کر کہنے کو) ابن عمر بلکہ ترغیب دیتے تھے لوگون کو (آمین کہنے کے لیے) اور سنا نافع نے ابن عمر سے کہ آمین پکار کر کہنے مین حدیث ہے دوم معنے آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ الخ کی آجتک کسی مفسر نے بھی خفیہ آمین کہنے کے نہین کیے تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر بیضاوی اور تفسیر کبیر اور تفسیر مدارک اور تفسیر جلالین اور تفسیر فتح البیان وغیرہ تفسیرین دیکھہ لیجیے سوم آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ الخ سے آہستہ کہنا دعا کا ثابت ہو نہ آہستہ کہنا آمین کا اسے اس وقت ثابت ہو جبکہ آمین دعا ہو اور آمین کا دعا ہونا نہ تو قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے صرف تابعی کے قول سے ثابت ہے اور وہ لائق اعتبار اور قابل حجت پکڑنے کے نہیں کیونکہ بے دلیل بات ہے اور آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ الخ مین مراد خلاف نہایت چلانا ہے اور نہ ایسا آہستہ کہنا کہ جس کو کوئی بھی نہ سنسکے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا

یعنے اور مت آواز بلند کر ساتھہ نماز اپنی کے اور نہ بہت آہستہ کر ساتھہ اُسکے اور
ڈھونڈھ درمیان اس کے راہ کہا حضرت عائشہ رضی نے کہ یہ آیت دعا کے باب
مین نازل ہوئی ہے چنانچہ بخاری مین ہے عن ھشام عن ابیہ عن
عایشۃ رضی اللہ تعالی عنہا ولا تجھر بصلوتک ولا تخافت بھا قالت
انزل ذلک فی الدعاء روایت ہی ہشام سے نقل کی اُس نے اپنے باپ سے اور مت
آواز بلند کر ساتھہ نماز اپنی کے اور نہ بہت آہستہ کر ساتھہ اُس کے کہا حضرت
عائشہ نے نازل ہوئی ہے یہ آیت بیچ دعا کے یہی قول ہے نخعی اور مجاہد اور
مکحول کا اور یہ دلیل ہے اسپر کہ میانہ آواز سے دعا مانگنی چاہیے زور سے چلا کر نہ
مانگنی چاہیے ۔ اور اگر بطور تنزل مانا بھی جاوے کہ آمین دعا ہے تو اس
سے حکم آمین اسیقدر مستفاد ہوا کہ آمین کو زور سے چلا کر نہ کہیں بلکہ میانہ آواز
سے کہیں جو کہ نہ بہت بلند ہو اور نہ بہت پست ۔ اور یہ حنفیہ کے مفید مطلب نہین
ہے ان کا مدعا اور انکا مذہب تو یہ ہے کہ آمین ایسی آہستہ کہی جاوی کہ جسکو پاس
والے بھی نہ سنین پس اسکو دعا ماننے سے بھی کام نہ بنا چہارم اگر ہم فرض بھی کریں
کہ مراد آیت ادعوا ربکم الخ سے ایسی آہستگی ہے جسمین آواز نہ نکلے تو بھی حکم آمین
اس سے مستثنی اور مخصوص رہے گا اس لیے کہ جس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں
اتری اسی نے آمین کو بھی اور کئی اور دعاؤن کو بھی پکار کر کہا ہے پس اگر حکم آمین
اور ان دعاؤن پکار کر کہنے والی کا اس سے مستثنی نہ ہوتا تو آنحضرت آمین وغیرہ دعائیں
پکار کر کیون کہتے کیا یہ آیت آنحضرت سے پیچھے حنفیون کے امام پر اتری ہے و یا
آنحضرت کی سمجھ مین اسکے معنے نہ آے ویا دیدہ و دانستہ حضرت نے اس آیت کا
خلاف کیا ہے مسلمان کی تو یہ شان نہین ہے کہ ان مین سے کوئی بات بھی آنحضرت
کے نسبے تجویز کرے لیکن یہ حوصلہ امام اعظم ہی کے مقلدون کا ہے اور کسیکا نہین

اور امام اعظم کے مقلدون کے زعم مین مخالف آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ الخ کے
آنحضرت اور ان کے اصحاب وغیرہ سے جو آمین پکار کر کہی ہے اس باب مین تو کئی
حدیثین قریب بیان ہو چکی ہین لیکن سوا آمین پکار کر کہنے کے اور اور دعائین
جو حضرت نے پکار کر کہی ہین اور امام اعظم کے مقلد انکو نہین مانتے ہین
سو بعض نقل مین لاتا ہون دیکھ لیجیے پہلی دعا مسلم مین روایت ہے عوف بن
مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى
جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ
وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ
بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ
الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا
مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَ
اَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَقِهٖ
فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ قَالَ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا
ذٰلِكَ الْمَيِّتَ یعنی نماز پڑہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے پر
پس یاد رکھی مین نے دعا پڑہنی حضرت کی کہ وہ فرماتے تھے یا الٰہی بخش گناہ اسکو
اور رحمت کر اوسپر اور خلاص کر اوس کو مکروہات سے اور معاف کر اس سے
(یعنی تقصیرات اس کی) اور بہتر کر مہمانی اس کی (یعنی جنت مین) اور کشادہ
کر قبر اس کی اور پاک کر اوسکو ساتھ پانی کے اور برف کے اور اولے کے (یعنی پاک
کر گناہون سے ساتھ طرح طرح کی مغفرتون کے) اور پاک کر اسکو گناہون سے جیسا کہ
پاک کیا جاتا ہے کپڑا سفید میل سے اور بدلہ دے اسکو گھر (یعنی اس عالم مین) بہتر گھر اس کے
سے اور اہل (یعنی خادم) بہتر اہل اس کے سے اور بی بی بہتر بی بی اس کی سے

۹ — صحیح مسلم کتاب الجنائز جلد اول صفحہ ۳۱۱ مجتبائی

اور داخل کر اسکو جنت مین اور پناہ دے اُس کو عذاب قبر کے سے یا فرمایا عذاب
دوزخ کے سے اور ایک روایت مین ہے کہ بچا اُس کو فتنہ قبر کے سے اور عذاب آگ کے سے
کہا عوف نے کہ جب مینے یہ دعا حضرت سے اس میت کے لیے سُنی تو رشک لگیا
مین یہانتک کہ آرزو کی مین نے کہ ہوتا مین یہ میت یعنی تو کہ حضرت میرے لیے یہ دعا کرتے

فائدہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین اشارہ
ہے واسطے پکار کر پڑھنے دعا کے جنازے کی نماز مین **دوسری دعا** ابوداؤد
اور ابن ماجہ مین روایت ہے واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا صَلّٰی
بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ
اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِہٖ
مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اَللّٰھُمَّ
اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنی نماز پڑھی ساتھ ہمارے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص پر مسلمانون مین سے پس سنا مین نے
حضرت کو کہ فرماتے تھے یا الٰہی فلانا بیٹا فلانے کا بیچ امان تیری کے ہے (یعنے
اسلیے کہ ایمان رکھتا تھا تجھپر اور چنگل مارنے والا ہے ساتھ قرآن کے کہ وہ امن دینے
والا ہے) پس بچا اسکو فتنہ قبر کے سے (یعنے عذاب اُس کے سے) اور عذاب
آگ کے سے اور تو صاحب وفا کا ہے (کہ جو عہد اور وعدہ بندون کے ساتھ کیا
ہے پورا کرتا ہے) اور تو صاحب حق کا ہے (کہ جو کچھ کہتا ہے اور کرتا ہے حق
ہے) یا الٰہی بخشش کر واسطے اُس کے اور رحم کر اوسپر تحقیق تو بخشنے والا مہربان
ہے **تیسری دعا بخاری** مین روایت ہے موسی بن عقبہ سے کہا موسی بن
عقبہ نے کہ حدیث بیان کی مجھسے بنت خالد بن سعید بن عاص نے کہ اِنَّھَا
سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

بتحقیق اس نے سُنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حالانکہ وہ پناہ مانگتی تھی قبر کے عذاب سے

چوتھی دعا مسلم میں روایت ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا اس وقت کہ آنحضرت نماز پڑھتے تھے نزدیک خانہ کعبہ کے جب گئے حضرت سجدے میں تو مشرکین مکہ نے حضرت کے سر مبارک پر اونٹنی کی اوجھڑی وغیرہ ڈالدی اور ہنسنے لگے جب بی بی فاطمہ رضہ آئیں تو انہوں نے اُٹھا لی فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوتَهٗ رَفَعَ صَوْتَهٗ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهِمْ وَكَانَ اِذَا دَعَا دَعَا ثَلَاثًا وَاِذَا سَاَلَ سَاَلَ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا سَمِعُوْا صَوْتَهٗ ذَهَبَ عَنْهُمُ الضِّحْكُ وَخَافُوْا دَعْوَتَهٗ یعنے پس جب پڑھ چکے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نماز اپنی بلند کی آواز اپنی پھر بد دعا کی اُنپر اور تھے جب دعا کرتے دعا کرتے تین بار اور جب سوال کرتے سوال کرتے تین بار پھر فرمایا یا اللہ سخت پکڑ قریش کو فرمایا یہ تین بار پس جب سنی اُن لوگوں نے آواز حضرت کی چلے گئے اُن کے ہنسی اور ڈر گئے بد دعا اُن کی سے۔

پانچوین دعا بخاری اور مسلم میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اِنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یعنے تحقیق ایک عورت یہودیہ آئی حضرت عائشہ کے پاس ذکر کیا اُس نے قبر کے عذاب کا پس کہا اُس عورت نے حضرت عائشہ کو پناہ میں رکھے تمکو اللہ عذاب قبر کے سے پس پوچھا حضرت عائشہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال عذاب قبر کا پس فرمایا کہ ہاں عذاب قبر

کا حق ہے کہا حضرت عائشہ نے پس نہین دیکھا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیچھے اس پوچھنے کے کہ نماز پڑھی ہو کوئی نماز مگر کہ پناہ پکڑی ساتھ اللہ کے عذاب
قبر کے سے چھٹی دعا مسلم مین روایت ہے براء بن عازب رضی اللہ تعالے
عنہما سے کہ کہا كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ فَسَمِعْتُهُ
يَقُولُ رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ یعنے تھے
جب ہم نماز پڑھتے پیچھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست رکھتے تھے
ہم یہ کہ ہون داہنے حضرت صلعم کے تاکہ متوجہ ہون ہم پر ساتھ منہ اپنے کے
(یعنے وقت سلام کے اول ہماری ہی طرف متوجہ ہون) کہا براء نے پس سنا
مین نے حضرت صلعم کو کہ فرماتے تھے (یعنے بعد سلام کے) اے رب میرے بچا
مجھکو عذاب اپنے سے اس دن کہ اٹھاوے گا تو یا جمع کریگا اپنے بندون کو فائدہ
لفظ سمعتہ کا صریح دلیل ہے اثبات پر کہ حضرت نے ان دعاؤن کو پکار کر کہا ہے
اور اس باب مین چھ حدیثین تو یہ ہین جو کہ اوپر مذکور ہوچکی ہین اور سوائے انکے
اور بہت سی حدیثین ہین کہ جن سے حضرت کا دعاؤن کو پکار کر کہنا ثابت ہے
لیکن امام اعظم کے مقلد بدلیل آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ الخ کے جو ان کو نہین مانتے
ہین تو وجہ اس کی یہی ہے کہ انکے نزدیک پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ضرور اس
آیت کے معنے نہین سمجھے ہین ورنہ دیدہ و دانستہ پیغمبر کی مخالفت کبھی نکرتے
اور آمین اور دعاؤن مذکورین کے پکار کر کہنے سے برا کبھی نہ مانتے چہارم
بدلیل آیت اُدْعُوا رَبَّكُمْ الخ کے اگر آپ ہر دعا کا خفیہ ہی کہنا لازم جانتے ہین
اور جن دعاؤن کا پکار کر کہنا پیغمبر کے قول و فعل سے ثابت ہوچکا ہے انکو بھی آپ
نہین مانتے ہین تو پھر الحمد کو اور سوائے الحمد کے اور اور دعاؤن کو کہ قرآن مین مذ

آپ نماز مغرب اور عشا اور فجر میں کیوں پکار کر پڑھا کرتے ہیں کیا آپ کے امام پر اس
باب میں کوئی علیحدہ آیت نازل ہوئی ہے جس پر آپ عمل کرتے ہیں پھر جب ہم
امام اعظم کے مقلد اگر نماز میں آمین پکار کر اس لیے نہیں کہتے ہیں کہ آیت ادعوا
ربکم الخ کو جس سے ہم تمسک پکڑتے ہیں قطعی ہے اور حدیثیں آمین پکار کر کہنے کی ظنی
ہیں اور قطعی کے مقابلے میں ظنی پر عمل کرنا جائز نہیں ہے تو جواب یہ ہے
کہ آیت ادعوا ربکم الخ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آمین پکار کر نہ کہنا چاہیے
بلکہ مطلب اسکا تو یہ ہے کہ دعا آہستہ مانگنی چاہیے لیکن دعا بھی وہاں آہستہ
مانگنی چاہیے جہاں پیغمبر نے آہستہ مانگی ہے اور جہاں پیغمبر نے پکار کر مانگی ہے
ہے وہاں پکار کر ہی مانگنی چاہیے اس لیے کہ فرمایا اللہ تعالے نے لقد کان
لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنے البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے
بیچ رسول خدا کے پیروی اچھی ۔ اور فرمایا اللہ تعالے نے قل ان کنتم
تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم و اللہ غفور
رحیم یعنی کہہ کہ اگر ہو تم چاہتے اللہ کو پس پیروی کرو میری چاہے تم کو اللہ
اور بخشے واسطے تمہارے گناہ تمہارے کو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور فرمایا
اللہ تعالی نے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنے جس نے کہا مانا رسول کا
پس اُس نے کہا مانا اللہ تعالی کا ۔ اور کلام اللہ کے مضامین سے واقف حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اور کوئی نہیں اور حضرت خدا تعالی کے حکم کے خلاف ذرہ کر
برابر بھی کوئی کام نہیں کرتے تھے ۔ اور بعض دعاؤں اور نماز میں آپکا آمین پکار کر کہنا
اگر آیت ادعوا ربکم الخ کے خلاف اور خدا تعالے کی مرضی کے موافق نہ ہوتا تو
اسی وقت وحی نازل ہوتی اور حضرت کو آمین پکار کر کہنے سے منع کیا جاتا غرض کہ
امام اعظم کے مقلد حنفیہ آمین کہنے کی صحیح حدیث لانے سے جب مجبور اور عاجز ہو چکے ہیں

تو ناچار معنی آیت کے خلاف قول و فعل پیغمبر اور انکے اصحاب اور تابعین اور
تبع تابعین اور محدثین اور مفسرین معتبرین نماز مین آمین خفیہ کہنے کے لینے لگ
گئے ہین اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کے دلون مین اور انکی آنکھون پہ تقلید کی پٹی
لگ رہی ہے حتی کہ اپنے امام کے قول و فعل کے ہوتے ہوئے پیغمبر کے قول و فعل کی کچھ بھی
اصل نہین جانتے ہین اور صاف صاف انکار کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت قطعی
ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین حالانکہ اپنے
اس قاعدے کے بھی پابند نہین ہین اور بہت سی جگہون مین اس قاعدے کے
خلاف عمل مین لاتے ہین چنانچہ واسطے تصدیق اپنے دعوے کے اب مین چند
مسائل اس قسم کے نقل کرتا ہون دیکھہ لیجیے **پہلا مسئلہ** اللہ تعالے نے
فرمایا ہے إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا یعنے تحقیق نماز
ہے اوپر مسلمانون کے لکھی ہوئی وقت مقرر کی ہوئی **ظاہر** اس آیت
سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ پانچون نمازین اپنے اپنے وقت پر پڑھنے چاہئین لیکن
سفر مین بلکہ لوگون کے دفع حرج کے لیے بعض اوقات اپنے گھر مین بھی حضرت نے
جمع کر کے نماز پڑھی ہے اور بیان اسکا مسئلہ بست ونہم مین انشاء اللہ تعالی
آگے آوے گا۔ اور مزدلفہ مین جمع کر کے پڑھنے کے قائل ہین تو امام اعظم
اور انکے مقلد بھی ہین اور دلیل انکی یہ حدیث ہے جو کہ **بخاری** اور **مسلم** اور
ابو داود اور **نسائی** مین روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا
نہین دیکھا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ نماز پڑھی ہو کوئی نماز بدون
وقت اپنے کے مگر دو نمازین کہ جمع کی درمیان مغرب اور عشا کے مزدلفہ
مین اور نماز پڑھی فجر کی اسدن قبل وقت اپنے کے۔ پس اب غور کر کے انصاف
سے کہنا چاہیے کہ یہان قرآن پر سے عمل کہان چلا گیا اور یہ جو کہتے ہو

کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے ہوتے ہوئے ظنی پر عمل جائز نہیں
اس قاعدے کو کون اٹھا کرے گا **دوسرا مسئلہ** اللہ تعالے
نے فرمایا ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ
وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ
اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ
وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ
لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ
مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط إِنَّ اللَّهَ
كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ
كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ ط
یعنے حرام کی گئیں اوپر تمہارے مائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری اور بہنیں
تمہاری اور پھوپھیاں تمہاری اور خالائیں تمہاری اور بیٹیاں بھائیوں کی اور
بیٹیاں بہنوں کی اور مائیں تمہاری جنہوں نے دودھ پلایا تم کو اور بہنیں تمہاری
دودھ سے اور مائیں بی بیاں تمہاری کی اور اولاد جورؤن تمہاری کی جو بیچ
گودیوں تمہاری کے ہیں بی بیوں تمہاری سے جو صحبت کی تم نے ساتھ انکے پس اگر
نہیں ہوئے داخل تم ساتھ انکے پس نہیں گناہ اوپر تمہارے اور جوروین بیٹوں
تمہارے کی جو صلب تمہاری سے ہین اور یہ کہ اکٹھا کرو تم درمیان دو بہنوں کے
مگر جو کچھ کہ گذرا تحقیق اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور بیاہی ہوئی عورتوں مین سے مگر
جنکے مالک ہوئے ہین واسطے ہاتھ تمہاری لکھدیا اللہ تعالے نے اوپر تمہارے
اور حلال کیا گیا واسطے تمہارے جو کچھ سوائے اس کے ہے یہ کہ طلب کرو تم بدلے
مالوں اپنے کے **فائدہ** ان آیتوں سے ایک تو **ظاہر** مین

یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ سوائے اُن عورتوں کے کہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور
کوئی بھی عورت حرام نہیں اور حدیث سے یہ ثابت ہے کہ اپنی بی بی کی پھوپھی بھی
اور اپنی بی بی کی خالہ بھی حرام ہے چنانچہ بخاری اور مسلم میں روایت
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہ جمع کیا جاوے درمیان عورت کے اور پھوپھی اوس کی کے اور نہ جمع کیا
جاوے درمیان عورت کے اور خالہ اس کی کے۔ اور یہی کے قائل ہیں امام اعظم
بھی اور ان کے مقلد بھی۔ پس اب غور کر کے انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہاں قرآن پہ
سے عمل کہاں چلا گیا۔ اور یہ جو کہتے ہو کہ آیت قطعی ہوتی ہے۔ اور حدیث ظنی
اور قطعی کے مقابلے میں ظنی پر عمل جائز نہیں اس قاعدے کو کون اٹھا کے لے گیا

تیسرا مسئلہ آیت اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ
ہے جو کہ اوپر مذکور ہوئی ظاہر میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ صرف رضاعی ماں اور
دودھ کی بہن ہی حرام ہے سوائے ان کے اور سب حلال ہیں اور حدیث میں ہے
کہ جو چیز بسبب نسب کے حرام ہے وہی بسبب دودھ پینے کے بھی حرام ہے چنانچہ مسلم
میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ
کیا ہے خواہش آپ کو بیچ بیٹی چچا اپنے کے کہ حمزہ ہیں پس تحقیق وہ خوب صورت ہے
جوان عورتوں قریش کی میں پس فرمایا حضرت نے حضرت علی کو کہ کیا نہیں جانتا
تو کہ تحقیق حمزہ بھائی میرا ہے دودھ شریک اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حرام کی سبب
دودھ پینے کے وہ چیز کہ حرام کی ہے بسبب نسب کے۔ اور یہی کے قائل ہیں امام اعظم
بھی اور ان کے مقلد بھی۔ پس اب انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہاں قرآن پر سے
عمل کہاں چلا گیا اور یہ جو کہتے ہو کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی
کے ہوتے ہوئے ظنی پر عمل جائز نہیں اس قاعدے کو کون اٹھا کے لے گیا چوتھا

مسئلہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ
یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ یعنی اے لوگو جو ایمان
لائے جس وقت کہ پکارا جاوے واسطے نماز کے دن جمعے کے پس شتابی کرو
طرف یاد خدا کی اور چھوڑ دو سودا کرنا ظاہر اس آیت سے یہی سمجھا جاتا
ہے کہ ہر شخص پر جمعہ واجب ہے لیکن حدیثون مین ہے کہ جمعہ غلام اور لڑکے اور
عورت اور بیمار اور مسافر پر واجب نہین اور حدیثین اس مضمون کی یہ ہین ۔
پہلی حدیث روایت ہے طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ حق ہے واجب ہے ہر مسلمان پر جماعت مین مگر چار پر غلام
پر کہ کسی کا ملک مین ہو اور عورت پر اور لڑکے پر اور بیمار پر روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد
نے اور کہا نہین سنا طارق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور روایت کیا اسکو حاکم
نے روایت سے طارق مذکور کی اس نے نقل کی ابوموسیٰ سے فائدہ ۔ کتاب اختتام
شرح بلوغ المرام مین لکھا ہے کہ کہا مصنف یعنی ابن حجر نے تلخیص مین کہ صحیح کہا اس
حدیث کو بہتون نے اور روایت کیا اسکو شرح سنہ مین ساتھ دوسرے لفظ کے ایک
شخص قوم بنی وائل کی سے اور نہین نام لیا گیا اس شخص کا اور مراد مصنف یعنی ابن
حجر کی یہ ہے کہ حدیث ساتھ اس وجہ کے موصول ہوئی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھا
ہے کہ کہا نووی نے خلاصہ مین کہ یہ حدیث اوپر شرط بخاری اور مسلم کے ہے اور یہ تحقیق
حجت ہے دوسری حدیث روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ایمان رکھتا ہے ساتھ اللہ کے اور دن آخرت کے پس فرض
ہے اسپر نماز جمعہ کی دن جمعے کی مگر مریض یا مسافر یا عورت یا لڑکے (نابالغ) یا غلام
پر فرض نہین اسپر جو کوئی بے پروا ہوا نماز جمعے سے ساتھ کھیلنے کے یا سوداگری کے
بے پرواہی کرتا ہے اللہ اس سے اور اللہ بے پروا ہے تعریف کیا گیا ۔ روایت کیا

اس حدیث کو دارقطنی نے **فائدہ** یہ حدیث ضعیف ہو اس لیے کہ کہا شوکانی
نے نیل الاوطار مین کہ اس حدیث کے راویون مین ایک تو ابن لہیعہ
ہے اور دوسرا معاذ بن محمد انصاری ہے اور یہ دونون راوی ضعیف ہین
اور اسکے قائل ہین امام اعظم بھی اور ان کے مقلد بھی بلکہ امام اعظم کے نزدیک
اللہ نے پر مطلق جمعہ واجب نہین اور حدیثون مین اللہ نے پر جمعے کے واجب ہونے
کا ذکر تک بھی نہین ہے پس تعجب ہو کہ یہان تو قطنی سے بھی استدلال نہ کیا
اپنی رائے سے ہی کام چلا دیا اور اللہ نے پر جمعہ کا وجوب ہونا بنا لیا سپس آپ
انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہان قرآن پر سے عمل کہان چلا گیا۔ اور کبھی جو
کہتے ہو کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلے مین ظنی پر
عمل جائز نہین یہان تو قطعی کو بھی بالائے طاق رکھدیا اور اپنی ہی رائے
کو کلام اللہ سے بھی اور حدیث سے بھی مقدم کیا پھر بتلایے تو یہان آپ کے
اس قاعدے کو کون اٹھا کر لے گیا **پانچوان مسئلہ** اللہ تعالے
نے فرمایا ہے يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا قُمۡتُمۡ إِلَى ٱلصَّلَوٰةِ فَٱغۡسِلُواْ
وُجُوهَكُمۡ وَأَيۡدِيَكُمۡ إِلَى ٱلۡمَرَافِقِ وَٱمۡسَحُواْ بِرُءُوسِكُمۡ وَأَرۡجُلَكُمۡ
إِلَى ٱلۡكَعۡبَيۡنِ یعنی اے لوگون جو ایمان لائے ہو جب کھڑے ہو تم واسطے نماز
کے پس دہوؤن منہون اپنون کو اور ہاتھون اپنون کو کہنیون تک اور مسح کرو سرون
اپنون کو اور پاؤن اپنون کو ٹخنون تک **ظاہر** اس آیت سے تو یہی
سمجھا جاتا ہے کہ پانچون نمازون کے واسطے نیا وضو کرنا چاہیے اور حضرت م
نے ایک وضو سے پانچون نمازون کو بھی پڑھا ہے چنانچہ **مسلم** مین روایت ہے
بریدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھین کئی نمازین
دن فتح مکہ کے ساتھ ایک وضو کے اور مسح کیا اوپر موزون کے پس کہا واسطے حضرت کے حضرت

عمر نے تحقیق کی آپ نے آج کے دن ایک چیز کہ نہ تھے کرتے اس کو بس فرمایا قصداً
کیا میں نے اسکو اے عمر - اور حضرت کے بعض اصحاب کا یہ دستور تھا کہ جب تک وضو نہ
ٹوٹتا تب تک نیا وضو نہ کرتے چنانچہ **دارمی** میں روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ
کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے تھے واسطے ہر نماز کے اور تھا ایک
ہم میں سے کفایت کرتا اسکو ایک وضو جب تک کہ نہ ٹوٹتا **فائدہ** کہا شوکانی نے
نیل الاوطار میں کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو جماعت نے مگر مسلم نے انتہی ہر
نماز کے لیے نیا وضو کرنا پہلے حضرت پر فرض تھا پھر منسوخ ہوا چنانچہ حدیث اس مضمون
کی بلاغ المبین میں ایک دفعہ سے کئی نمازیں پڑھنے کے بیان میں ہم نے نقل کردی
ہے - لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عزیمت جانکر ہر نماز کے لیے نیا وضو کیا کرتے تھے
اور مذہب امام اعظم کا بھی یہی ہے کہ جب تک وضو ٹوٹے نہیں تب تک نمازیں پڑھنی اسی سے جائز ہو
اب انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہاں قرآن پر سے عمل کہاں چلا گیا - اور یہ جو کہتے ہو
کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے ہوتے ہوئے ظنی پر عمل جائز نہیں اس
قاعدے کو کہاں اٹھا رکھا۔ غرضکہ حنفیہ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بالکل الٹ
پلٹ کر دیا ہے اور صحیح حدیثوں کو اکثر مسائل میں بالکل ترک کر دیا ہے میرے خیال کے
یہی مطابق ہے مولوی محمد حسین صاحب محدث لاہوری کے کہ جن کی عبارت قریب آتی
ہے حنفیہ کا بیشک یہی اعتقاد ہے کہ مسائل دین جیسے کہ ہمارے امام نے سمجھے ہیں ویسے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نہیں سمجھے تھے لیکن چونکہ یہ بات صاف صاف عوام میں نہیں
کہہ سکتے ہیں اس لیے اپنے امام کی بات کو پیغمبر کی حدیث پر فوق دینے کی نیت سے خلاف
اصول مقررہ محدثین بمقابلہ احادیث صحیحہ کے احادیث غیر صحیحہ لاتے ہیں اور اگر ذرا
زور یا دے میں تو بمقابلہ حدیث متفق علیہ کے غیر متفق علیہ پیش کر دیتے ہیں اور
کہیں بمقابلہ حدیث صحیح مرفوع کے کسی صحابی کے قول یا فعل سے حجت پکڑ کر

حدیث صحیح مرفوع کو ترک کر دیتے ہیں اور کہیں حدیث صحیح مرفوع کے مقابلے میں
آیت قرآن پڑھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کی آیت کے ہوتے ہوئے حدیث
پر چلنا جائز نہیں ایسے لوگوں کے حق میں مولوی محمد حسین صاحب محدث لاہوری
نے سچ فرمایا ہے کہ سبھی حنفی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو صحیح بالکل قدح و
جرح سے سالم جانکر اس کے مقابلے میں قرآن کی آیت پڑھتے ہیں بیشک یہی اعتقاد
رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے معنے نہیں سمجھے ورنہ
حدیث کو مقابلے میں کبھی قرآن نہ پڑھیں بلکہ دونوں کو باہم موافق کریں لیکن
چونکہ یہ بات صاف صاف عوام میں نہیں کہہ سکتے ہیں اس لیے وہ ایک ٹٹی
کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں۔ اور اس برے اعتقاد کو اس قاعدے کے ضمن
میں ظاہر کرتے ہیں کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے
مقابلے میں ظنی پر عمل جائز نہیں ہے مگر چونکہ وہ اس قاعدے کے پابند
نہیں رہتے اور جہاں اس قاعدے پر چلنے سے مذہب امام کی پیروی چھوٹتی
ہے وہاں اس قاعدے کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور بمقابلہ آیت
قطعی کے حدیث ظنی بلکہ قول صحابی بلکہ رائے فقیہ سے تمسک کرتے ہیں تو
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ قاعدہ ان کا محض انکا عمل بالحدیث کے لیے آڑ
ہے اور درحقیقت یہ قول امام کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہیں اور انکے فہم کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم سے اچھا جانتے ہیں اب میں واسطے تصدیق اپنے دعوے کے ایک
مثال جس سے یہ ثابت ہو کہ قاعدہ ان کا محض انکار کی آڑ ہے اور حقیقت میں وہ
اسکے پابند نہیں ذکر کرتا ہوں مسئلہ جمعہ قرآن میں یوں ناطق ہے إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ
مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ یعنے اے
لوگو جو ایمان لائے ہو جس وقت کہ پکارا جاوے واسطے نماز کے دن جمعہ کے پس شتابی

کرو طرف یاد خدا کی اور چھوڑ دو سودا اڑنا - دیکھو یہہ حصر صحیح ہے یہیں کہ جمعہ کے
واسطے بادشاہ یا شہر یا بازار ہونے کی کچھہ شرط نہیں ہے - پھر حنفیہ اس آیت کو نہیں
مانتے اور اسکو بمقابلہ ایک قول صحابی کے کہ وہ بھی صحیح نہیں ضعیف ہے بلکہ بقول
ایک عالم مذہب حنفی کے کہ جسکا بالاتفاق قول ثابت نہیں ترک کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاں
شہر نہیں حاکم امیر نہیں بازار و کوچہ نہیں وہاں جمعہ صحیح نہیں - اب غور کرکے
انصاف سے کہنا چاہیے کہ یہاں قرآن پر سے عمل کہاں چلا گیا - اور اس قاعدے
کو کون اٹھا لے گیا اس سے معلوم ہوا کہ یہ پابندی قاعدے کی نہیں بلکہ پابند تقلید
اپنے امام کے ہیں پس اگر اس کی مخالفت قرآن سے اتفاق کرتے ہیں دیکھتے ہیں
تو اس کو ٹھہراتے ہیں اور اگر وہ مقابلہ حدیث پر عمل کرنے سے تو حکم رہتی ہے
تو اسکی طرف دوڑتے ہیں اچھے سبحان اللہ یہ عقیدہ لوگ بھی اپنے تئیں محبت
اور ان کی حدیث پر چلنے کا دعوے کرتے ہیں اور اپنے آپ کو سنت جماعت
کہلاتے ہیں ان لوگوں کو پیغمبر سے کچھہ بھی محبت نہیں بلکہ ایسے لوگ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف صاف دشمن ہیں اور اپنے آپ کو سنت جماعت امت محمدی
کہلانا انکا زبانی جھوٹا دعوے ہے کیونکہ اگر انکو پیغمبر سے محبت ہوتی تو پیغمبر کی حدیث کو
اپنے امام کے قول کے خلاف ہونیکی بابت سے کبھی ترک نہ کرتے اور خدا تعالی اور اسکے پیغمبر کی
حکم کے برعکس کبھی نہ چلتے اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا
يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا
مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا یعنے پس قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان
نہ ہوگا جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں اسمیں جو جھگڑا اٹھے آپس میں پھر نہ پاویں
اپنے جی میں خفگی تیرے فیصلے سے اور قبول رکھیں مانکر - اور فرمایا اللہ تعالے نے
يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْ

مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا یعنے اے
لوگو جو ایمان لائے ہو فرمانبرداری کرو اللہ کی اور کہا مانو رسول کا اور جو اختیار
والے ہین تم مین سے پس اگر جھگڑو تم بیچ کسی چیز کے پس پھیر دو اس کو طرف
اللہ کی اور رسول کی اگر ہو تم ایمان لاتے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے یہ
بہتر ہے اور اچھا ہے جزا مین - اور فرمایا اللہ تعالے نے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنے البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے بیچ رسول خدا کے
پیروی اچھی - اور فرمایا اللہ تعالے نے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ
اَطَاعَ اللّٰهَ یعنے جس نے کہا مانا رسول کا پس اس نے کہا مانا اللہ کا - اور فرمایا
اللہ تعالے نے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنے
کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تم کو چاہے - اور فرمایا
اللہ تعالی نے وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا
اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا یعنے اور نہین لائق ہے واسطے کسی مرد مسلمان کے اور نہ عورت
مسلمان کے جس وقت کہ مقرر کرے خدا اور رسول اسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے اون
کے اختیار کام اپنے سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی اور رسول اس کے کی پس
تحقیق گمراہ ہوا گمراہی ظاہر - اور فرمایا اللہ تعالے نے اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا
لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ یعنے کیا انکے شریک مین کہ انھون نے راہ
ڈالی ہے انکے واسطے دین کی جسکا حکم دیا نہین اللہ تعالے نے اور اگر نہ ہوتی بات فیصلے
کی تو فیصلہ کر دیا جاتا ان مین اور بیشک نا انصافون کے واسطے عذاب دردناک ہے

فائدہ: اس تفسیر سے صریح دلیل نکلی اس بات پر کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیغمبر کے حکم سے خلاف
اپنے اماموں کی راہ نکالی ہوئی پر چلا کرتے ہیں وہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں ہیں بلکہ شرک
کی راہ چلنے والے ہیں بلکہ یہ لوگ بے انصاف اور ظالم اور گمراہ ہیں اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کا دن فیصلہ
کے واسطے ٹھہرایا نہ ہوتا تو ابھی انکا فیصلہ ہو کر انپر عذاب دردناک ہونے لگتا مگر قیامت کو
ہوگا لیکن امام اعظم وغیرہ اماموں کا اس میں کچھ بھی قصور نہیں وہ بری ہیں اسلیے کہ انہوں
نے ہرگز مسائل دین میں استقلال اور ہٹ نہیں کیا ہے نہ اپنے آپ کو صاحب مذہب کہلانے
اور لوگوں کے مقتدا بننے کے لیے نہیں کیا۔ ان بزرگان دین کی نیت ایسی کہ دونوں سے
بالکل پاک اور انکے دل بے خطرات کے بالکل صاف تھے سوا اپنے ذاتی فائدے کے اور کوئی
غرض نہ تھی اسی سے اپنی تقلید سے لوگوں کو منع کرتے رہتے اور جہاں تک ان سے ہو سکتا
لوگوں کے نفع کے واسطے احادیث نبوی یا اقوال صحابہ سے مسائل کو استخراج کرتے اور لوگوں
کی ضرورت اور حاجت کو دفع کرتے اور صاف صاف کہہ دیا کرتے کہ اگر کوئی بھی قول ہمارا قرآن
اور حدیث کے خلاف پاؤ تو اسکو ہرگز نہ مانو اور اس پر عمل کرنا حرام سمجھو امام شعرانی میزان
شعرانی میں فرماتے ہیں حفاظ حدیث نے شہروں اور سرحدوں کی طرف سفر کر کر جسوقت حدیثوں
کو جمع کر لیا تھا اسوقت امام ابوحنیفہ اگر زندہ ہوتے اور ان حدیثوں کو پاتے تو لے لیتے اور تمام
مسائل کو جو کہ اپنی رائے اور قیاس سے انہوں نے لکھے تھے ترک کر دیتے جیسے کہ اور اماموں
نے بسبب جمع ہو جانے حدیثوں کے اپنے وقت میں بہ نسبت امام ابوحنیفہ کے بہت ہی کم قیاس کیا ہے یہی وجہ
ہے کہ انکے مذہب میں بھی قیاس کم ہوتا اور یہ بھی احتمال ہے کہ جس نے امام ابوحنیفہ کی طرف نص پر قیاس
مقدم کرنے کو نسبت کیا ہے اس نے یہ امر آپکے مقلدوں کی کلام میں پایا ہے جو امام کے قول پر عمل کرنے کو
لازم سمجھتے ہیں اور حدیث کو جو بعد فوت ہونے امام کے صحیح معلوم ہوئی چھوڑ دیتے ہیں ولیکن امام معذور
ہے اور یہ لوگ معذور نہیں اور ان کا یہ کہنا کہ ہمارے امام نے یہ حدیث نہیں لی کچھ سند نہیں ہو
سکتا اسلیے کہ امام کو تو حدیث نہیں پہونچی یا انکے نزدیک صحیح نہیں ہوئی ولیکن انکو تو پہونچ گئی اور صحیح

ہو چکی ہے اور سب اماموں کا یہ قول گذر چکا ہے کہ جب حدیث صحیح ہو تو وہی ہمارا مذہب ہے
اور حدیث کے سامنے کسیکا بھی قیاس اور عذر نہیں چل سکتا ہے بجز اس کے کہ اللہ اور
اوس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مان لے اور اسی پر عمل کرے انتہی مختصرا

مسئلہ سیزدہم

ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے یہ ہے کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور **کنز الدقائق** اور **رد المحتار** اور **فتاوی
عالمگیری** وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَاِنْ كَانَتِ الْعَصْرُ اَوِ
الْمَغْرِبُ اَوِ الْفَجْرُ خَرَجَ وَاِنْ اَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِيْهَا لِكَرَاهِيَةِ النَّفْلِ
بَعْدَهَا یعنے اگر ہو نماز عصر یا مغرب یا فجر نکلے یعنے مسجد سے اگرچہ شروع ہو مؤذن
تکبیر میں واسطے مکروہ ہونے نفلوں کے پیچھے ان کے یعنے ان نمازوں کے **فائدہ**
یہ عبارت دلیل ہے حنفیہ کی اس بات پر کہ اگر کوئی شخص صبح یا عصر کے فرض پڑھ چکا ہو تو وہ
اگر اس مسجد میں چلا جاوے جہاں صبح یا عصر کی نماز کی تکبیر یا جماعت ہو رہی ہو تو اس کو
امام اعظم کے نزدیک جماعت میں شامل ہونا نچاہیے سو اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے
امام اعظم نے اس حدیث کا جو کہ **ترمذی** اور **ابوداؤد** اور **نسائی** میں روایت
ہے یزید بن اسود رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا اُس نے شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّتَهُ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ
فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ وَانْحَرَفَ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِيْ اُخْرَى الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا
مَعَهُ قَالَ عَلَيَّ بِهِمَا فَجِيْئَ بِهِمَا تُرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ مَا مَنَعَكُمَا
اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا فَقَالَا يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا
فِيْ رِحَالِنَا قَالَ فَلَا تَفْعَلَا اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ اَتَيْتُمَا
مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَاِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ یعنے حاضر

ہوا ہین ساتہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ حج انکے کے دیکہنے حجۃ الوداع مین الیس
نماز پڑہی مین نے ساتہہ اُن کے نماز صبح کی مسجد خیف مین پس جب پڑہ چکے نماز
اپنی اور پہرے نمازسی پس ناگہان انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکہا دو شخصون کو بیٹہے
ہوئے آخر قوم مین کہ نماز نہ پڑہی تہی اُنہون نے ساتہہ حضرت صلعم کے فرمایا کہ لے آو اُن دونو
کو میرے پاس پس لائے گئی وہ دونون کہ کانپتا تہا گوشت مونڈہون اُنکی کا ڈر سے حضرت
کی ہیبت سی پس فرمایا کس چیز نے باز رکہا تمکو نماز پڑہنے سے ہمارے ساتہہ پس کہا اُنہون نے
یا رسول اللہ تحقیق تہے ہم نماز پڑہ چکے بیچ مکانون اپنے کے فرمایا پس نہ کرو تم ایسا جب تم
کہ پڑہ چکو تم نماز اپنی مکانون مین پہر آؤ تم مسجد مین کہ اس مین جماعت ہوتی ہو پس
نماز پڑہو ساتہہ نمازیون کے پس تحقیق یہ نماز تمہارے لیے نفل ہو **فائدہ**
کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہو اور اس باب مین محجن اور یزید بن عامر سے بھی
روایتین آئی ہین اور اہل علم مین سے بہت لوگون کا یہی قول ہو اور ساتہہ اسی
کے قائل ہین سفیان ثوری اور شافعی اور احمد اور اسحاق انتہی اور امام اعظم جو قائل اس
کے نہین ہین سو دلیل اُنکی حنفیہ یہ پیش کرتے ہین جو کہ موطا امام مالک مین ہے ایسا ہو نافع
سے کہا اُسنے کہ تحقیق عبد اللہ بن عمر تہے کہتے کہ جس نے نماز پڑہی مغرب کی یا صبح کی پہر پایا
ان دونون کو ساتہہ امام کے پہر نہ پڑہے ان دونو کو سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ موقوف ہے
ابن عمر پر اور روایت موقوف لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی اور بیان اسکا مسئلہ چہارم مین گذرا

مسئلہ چہاردہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہے جو کہ **ہدایہ شرح**
وقایہ اور **کنز الدقائق** اور **رد المحتار شرح در المختار**
اور **فتاوے عالمگیری** وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے ویکرہ
تَقْدِيْمُ الْعَبْدِ لِاَنَّهُ لَا يَتَفَرَّغُ لِلتَّعَلُّمِ وَالْاَعْرَابِيِّ لِاَنَّ الْغَالِبَ فِيْهِمُ

الجاہل وَالفاسق لانّہ لایہتمّ لامرِ دینہ وَالاعمٰی لانّہ لا یتوقّی النجاسۃ یعنے اور مکروہ ہے امامت غلام کی اس لیے کہ وہ فرصت علم سیکھنے کی نہین پاتا اور امامت جنگلی کی اس لیے کہ اون مین جہل غالب ہے اور فاسق کے اس لیے کہ دین کے امر مین اہتمام نہین کرتا اور اندہی کی اس لیے کہ وہ نجاست کو نگاہ نہین رکہتا **فائدہ** یہ عبارت دلیل ہے اس بات پر کہ اندہی کے پیچھے نماز پڑہنی مکروہ ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو **امام اعظم** نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا جو کہ **ابوداؤد** مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَخْلَفَ ابْنَ اُمِّ مَکْتُوْمٍ یَؤُمُّ النَّاسَ وَھُوَ اَعْمٰی یعنے خلیفہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن ام مکتوم کو کہ امامت کرے لوگون کی اور تہے وہ اندہے **فائدہ** کہا منتقی مین کہ روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور احمد نے اور کہا شوکانی نے **نیل الاوطار** مین کہ روایت کیا اس حدیث کو بہی ابن حبان نے اپنی صحیح مین اور ابویعلی۔ اور طبرانی نے حضرت عائشہ سے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے ساتھ اسناد حسن کے ابن عباس سے

مسئلہ پانزدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کے تین حدیثون کے یہ ہے جو کہ **ہدایہ** اور **شرح وقایہ** اور **کنز الدقائق** اور **رد المحتار** اور **فتاوی عالمگیری** وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے وَیَقُوْلُ سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ وَیَقُوْلُ الْمُؤْتَمُّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَلَا یَقُوْلُھَا الْاِمَامُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنے اور کہے امام سمع اللہ لمن حمدہ اور کہے مقتدی ربنا لک الحمد اور نہ کہے امام ربنا لک الحمد نزدیک امام اعظم کے سو **امام اعظم** نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان تین حدیثون کا پہلی حدیث **بخاری** اور **مسلم** مین روایت ہے عبد اللہ بن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ
یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَاِذَا کَبَّرَ
لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَہُمَا کَذٰلِکَ وَقَالَ
سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی
السُّجُوْدِ یعنے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اوٹھاتے ہاتھ اپنے
برابر مونڈھون کے جبکہ شروع کرتے نماز اور جسوقت تکبیر کہتے واسطے رکوع کے
اور جسوقت اٹھاتے سر اپنا رکوع سے اٹھاتے دونون ہاتھ اسیطرح سے اور کہتے سنا
اللہ نے واسطے اوس کے کہ حمد کی اوسکی اے رب ہمارے واسطے تیرے ہے حمد اور تھے
حضرت نہین کرتے تھے بیچ سجدون کے دوسری حدیث مسلم مین
روایت ہے عبد اللہ بن ابی اوفے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ ظَہْرَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ
لِمَنْ حَمِدَہٗ اَللّٰہُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا
شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ یعنے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت کہ
اوٹھاتے پیٹھ اپنی رکوع سے فرماتے سنا اللہ نے واسطے اوس کے کہ تعریف کی اوسکی
یا الٰہی اے رب ہمارے واسطے تیرے ہے تعریف آسمانون بھر اور زمینون بھر اور
بقدر بھرنے اوس چیز کے کہ چاہے تو بعد اس کے تیسری حدیث بخاری
اور مسلم مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ
یَرْکَعُ ثُمَّ یَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ حِیْنَ یَرْفَعُ صُلْبَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ
ثُمَّ یَقُوْلُ وَہُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ ثُمَّ یُکَبِّرُ
حِیْنَ یَہْوِیْ سَاجِدًا ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَہٗ ثُمَّ یُکَبِّرُ حِیْنَ

يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى الصَّلٰوةِ كُلِّهَا
حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ یعنے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے نماز کیطرف تکبیر کہتے کھڑے ہونے کے
وقت پھر تکبیر کہتے رکوع کرنے کیوقت پھر کہتے سن لیا اللہ نے جس نے تعریف کی اُس
کی جب بلند کرتے اپنی پیٹھ کی ہڈی کو رکوع سے پھر کہتے کھڑے ہوکے اے رب
ہمارے تجھی کو ہے تعریف پھر تکبیر کہتے جب جھکتے سجدے کو پھر تکبیر کہتے جب
اُٹھاتے سر اپنا پھر تکبیر کہتے جب سجدہ کرتے پھر تکبیر کہتے جب اُٹھاتے سر اپنا پھر
کرتے اسیطرح کل نماز میں اداکرنے تک اوسکی اور تکبیر کہتے جب دم کھڑے ہوتے دو رکعتوں
سے بیٹھنے کے بعد **فائدہ** کہا شوکانی نے **نیل الاوطار** میں کہ امام شافعی
اور امام مالک اور عطا اور ابوداود اور ابو بردہ اور محمد بن سیرین اور اسحق اور
داود نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس بات پر کہ خواہ امام ہو خواہ مقتدی
ہو خواہ اکیلا ہو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ بھی اور رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ بھی کہے امام اور
مقتدی اور اکیلے میں کچھ فرق نہیں۔ اور کہا امام یحیی اور ثوری اور اوزاعی اور روایت
کی گئی ہے مالک سے کہ امام اور اکیلا تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور ربنا لك الحمد دونوں
کو اکٹھا کہیں اور مقتدی فقط ربنا لك الحمد ہی کہے۔ اور کہا امام ابو یوسف اور محمد نے کہ امام
بھی اور اکیلا بھی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اور ربنا لك الْحَمْدُ اکٹھا کہیں لیکن مقتدی
فقط سمع اللہ لمن حمدہ ہی کہے۔ اور کہا ہادی اور قاسم اور امام ابو حنیفہ نے کہ امام اور
اکیلا فقط سمع اللہ لمن حمدہ ہی کہیں اور مقتدی فقط ربنا لك الحمد ہی کہے اور حکایت
کیا ہے اسکو ابن منذر نے ابن مسعود اور ابی ہریرہ اور شعبی اور امام مالک اور امام احمد
سے کہا امام یحیی نے کہ میں بھی قائل اسی کا ہوں انتہی اور یہی ہے مردی ہر ناصر سے تمام ہوئی عبارت نیل الاوطار کی

مسئلہ تیرہواں

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون کے یہ ہے جو کہ در المختار
اور ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار
شرح در المختار اور فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا
ہے وَیُکْرَہُ تَحْرِیْمًا جَمَاعَةُ النِّسَاءِ وَلَوْ فِی التَّرَاوِیْحِ یعنے اور مکروہ تحریمی
ہے جماعت صرف عورتون کی اگرچہ نماز تراویح کی جماعت ہو۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا
ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان چار حدیثون کا **پہلی**
حدیث ابوداود کی روایت ہے ام ورقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ کہا قَ کَانَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَزُوْرُھَا فِیْ بَیْتِھَا وَجَعَلَ لَھَا مُؤَذِّنًا یُؤَذِّنُ
لَھَا وَاَمَرَھَا اَنْ تَؤُمَّ اَھْلَ دَارِھَا یعنے اور تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم زیارت کرتے اُس کی اُسکے گھر مین اور مقرر کیا واسطے اوسکے موذن کہ
اذان دے اُسکے لیے اور حکم کیا اوس سے کہ امامت کرے اپنے گھر والیون کی **فائدہ**
کہا ابوداود نے کہا عبدالرحمن نے مین نے دیکھا ہے موذن ام ورقہ کا شیخ بوڑھا اور
کہا ابن حجر نے بلوغ المرام مین اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اور کہا ابن ہمام نے
فتح القدیر مین کہ کہا سروجی نے کہ اس حدیث کے راویون مین ولید بن جمیع اور عبدالرحمن
بن خلاد انصاری ہین ابن قطان نے کہا ہے کہ حال اُنکا مجھکو معلوم نہین اور ذکر کیا
ہے انکا ابن حبان نے ثقات مین اسیطرح لکھا ہے عینی شرح ہدایہ مین **دوسری**
حدیث عبدالرزاق اور دارقطنی اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ اور حاکم
نے روایت کی ہے حضرت عائشہ سے اِنَّھَا اَمَّتِ النِّسَاءَ فَقَامَتْ وَسْطَ الصَّفِّ یعنے تحقیق اُنھون
نے امامت کی عورتون کی اور کھڑی ہوئین درمیان صف کے **تیسری** حدیث روایت کی ابن
ابی شیبہ نے کہ حدیث کی ہمکو سفیان بن عیینہ نے عمار ذہبی سے اُسنے روایت کی ایک عورت
اپنی قوم کی سے کہ نام اُسکا حجیرہ تھا کہ کہا اوس نے اَمَّتْنَا اُمُّ سَلَمَةَ قَائِمَةً وَسْطَ النِّسَاءِ یعنے امامت

کی ہمارہی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھڑی ہوئیں درمیان عورتوں کے **فائدہ**
کہا شوکانی علیہ نے شرح درر البہیہ میں یہ حدیث مسند شافعی اور مسند عبد الرزاق اور دارقطنی
میں بھی ہے اور **عینی** علیہ **شرح ہدایہ** میں لکھا ہے کہ ابو ثور اور مزنی اور محمد بن جریر
طبری کا بھی مذہب ہے کہ جائز ہے امامت عورتوں کی **چوتھی** حدیث روایت کی **بیہقی** نے
ساتھ سند اپنی کے حضرت عائشہ سے کہ کہا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَاخَیْرَ فِیْ جَمَاعَۃِ النِّسَاءِ اِلَّا فِیْ صَلٰوۃٍ اَوْجَنَازَۃٍ یعنے بہتری نہیں ہے عورتوں
کی جماعت میں یعنے عورتوں کا اکٹھا ہونا اچھا نہیں ہے اگرچہ نماز کے لئے یعنی نماز
پنج وقتی کے لیئے انکا اکٹھا ہونا ، یا جنازے کے لیے ان کا اکٹھا ہونا منع نہیں ہے ۔

مسئلہ ہفتدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف تین حدیثوں کے یہ ہے جو کہ **ہدایہ اور شرح**
وقایہ اور **کنز الدقائق** اور رد المحتار **شرح در المختار** - اور
فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضیخان وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکھا ہے وَیَرْفَعُ یَدَیْہِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِاِبْہَامَیْہِ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ
وَالْمَرْأَۃُ تَرْفَعُ یَدَیْہَا حِذَاءَ مَنْکِبَیْہَا یعنے اور ابھروے) اٹھاوے دونوں
ہاتھ اپنے یہانتک کہ لگاوے دونوں انگوٹھوں کو دونوں کانوں کی لو سے
اور عورت اٹھاوے ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں تک اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ان تین حدیثوں کا **پہلی حدیث بخاری**
اور مسلم میں روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ وَاِذَا
کَبَّرَ لِلرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَہُمَا کَذٰلِکَ وَقَالَ
سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ وَکَانَ لَا یَفْعَلُ ذٰلِکَ فِی السُّجُوْدِ

یعنے تحقیق رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اٹھاتے ہاتھ اپنے برابر مونڈھوں کے جبکہ
شروع کرتے نماز اور جسوقت تکبیر کہتے واسطے رکوع کے اور جسوقت اٹھاتے سر اپنا
رکوع سے اٹھاتے دونوں ہاتھ اسیطرحسے اور کہتے سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک
الحمد یعنے سنا اللہ نے واسطے اوسکے کہ حمد کی اسکی یعنے قبول کی تعریف اسکی اے
رب ہمارے واسطے تیرے ہے حمد اور نہ تھے حضرت نہیں کرتے تھے بیچ سجدوں کے

دوسری حدیث ابوداؤد اور دارمی میں اور ترمذی اور
ابن ماجہ میں روایت ہے ابی حمید ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ سے قال فی
عشرۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا اعلمکم بصلوۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قالوا فاعرض قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا قام الی الصلوۃ رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم یکبر ثم
یقرأ ثم یکبر ویرفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ ثم یرکع
ویضع راحتیہ علی رکبتیہ ثم یعتدل فلا یصبی رأسہ ولا یقنع
ثم یرفع رأسہ فیقول سمع اللہ لمن حمدہ ثم یرفع یدیہ حتی یحاذی
بھما منکبیہ معتدلا ثم یقول اللہ اکبر ثم یھوی الی الارض ساجدا
ثم یجافی یدیہ عن جنبیہ ویفتخ اصابع رجلیہ ثم یرفع رأسہ ویثنی رجلہ
الیسری فیقعد علیھا ثم یعتدل حتی یرجع کل عظم فی موضعہ معتدلا ثم
یسجد ثم یقول اللہ اکبر ویرفع ویثنی رجلہ الیسری فیقعد علیھا
ثم یعتدل حتی یرجع کل عظم الی موضعہ ثم ینھض ثم یصنع فی الرکعۃ
الثانیۃ مثل ذلک ثم اذا قام من الرکعتین کبر ورفع یدیہ حتی یحاذی
بھما منکبیہ کما کبر عند افتتاح الصلوۃ ثم یصنع ذلک فی بقیۃ صلوتہ
حتی اذا کانت السجدۃ التی فیھا التسلیم اخر رجلہ الیسری وقعد

مُتَوَرِّکاً عَلٰی شِقِّہٖ الْاَیْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوْا صَدَقْتَ ھٰکَذَا کَانَ یُصَلِّیْ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا
حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یعنے کہا بیچ دس شخصون کے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کر سے کہ مین خوب
جانتا ہون تمسے نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہا صحابیون نے پس بیان کرو کہا ابی حمید
نے کہتے تہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت کہ کہڑے ہوتے طرف نماز کی اٹہاتے دونون
ہاتہہ اپنے یہانتک کہ برابر کرتے ان کو مونڈہون اپنے کے پہر تکبیر کہتے پہر
قرآن پڑہتے پہر تکبیر کہتے اور اٹہاتے دونون ہاتہہ اپنے یہانتک کہ برابر کرتے ان
دونون کو مونڈہون اپنے کے پہر رکوع کرتے اور رکہتے دونون ہتہیلیان اپنی اپنے
گہٹنون پر پہر سیدہی کرتے پیٹہہ پس نہ جہکاتے سر اپنا اور نہ بلند کرتے یعنے پیٹہہ
اور سر ہموار رکہتے اور پہر اوٹہاتے سر اپنا پس کہتے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ پہر
اٹہاتے دونون ہاتہہ اپنے یہانتک کہ برابر کرتے انکو دونون مونڈہون اپنے کے
درحالیکہ سیدہے کہڑے ہوتے پہر کہتے اَللّٰہُ اَکْبَرُ پہر جہکتے طرف زمین کی سجدہ
کے لیے پس دور رکہتے دونون ہاتہہ اپنے دونون پہلوؤن اپنے سے اور موڑتے
انگلیان پاؤن اپنے کی یعنے اس طرح کہ انگلیان حضرت کی قبلہ کیطرف ہوتین پہر
اٹہاتے سر اپنا سجدے سے اور موڑتے بایان پاؤن اپنا یعنے بچہاتے پس
بیٹہتے اوسپر پہر آرام کرتے یہانتک کہ آجاتی ہر ہڈی طرف ٹہکانے اپنے کی پہر
سجدہ کرتے پہر کہتے اللہ اکبر اور اٹہتے اور موڑتے بایان پاؤن اپنا پہر بیٹہتے اوسپر
یعنے جلسہ استراحت کرلیے پہر آرام کرتے یہانتک کہ آجاتی ہر ہڈی ٹہکانے اپنے پر
پہر کہڑے ہوتے پہر کرتے دوسری رکعت مین مانند اسکی پہر جسوقت کہ کہڑے ہوتے
دو رکعت پڑہ کر یعنے بعد تشہد کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے اور اٹہاتے دونون
ہاتہہ اپنے مونڈہون تک جیسے کہ تکبیر کہی تہی نزدیک شروع کرنے نماز کے پہر کرتے اسی
طرح بیچ باقی نماز اپنی کے یہانتک کہ جب ہوتا وہ سجدہ کہ پیچہے اسکے ہے سلام نکالتے

بایان پاؤن اپنا اور بیٹھتے کولی پر اور پر بائین جانب اپنی کے پھر سلام پھیرتے کہا
ان دس صحابیون نے کہ سچ کہا تون نے اسیطرح تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز
پڑھتے۔ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے **تیسری حدیث** **عن** اَبِیْ حُمَیْدٍ
السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَحْفَظُکُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُهٗ
اِذَا کَبَّرَ جَعَلَ یَدَیْهِ حِذَآءَ مَنْکِبَیْهِ وَاِذَا رَکَعَ اَمْکَنَ یَدَیْهِ مِنْ
رُکْبَتَیْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اسْتَوٰی حَتّٰی یَعُوْدَ کُلُّ فَقَارٍ
مَکَانَهٗ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ یَدَیْهِ غَیْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا
وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَیْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِی
الرَّکْعَتَیْنِ جَلَسَ عَلٰی رِجْلِهِ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْیُمْنٰی فَاِذَا جَلَسَ
فِی الرَّکْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَنَصَبَ الْاُخْرٰی وَقَعَدَ
عَلٰی مَقْعَدَتِهٖ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ روایت ہے ابی حمید ساعدی رضی اللہ تعالی عنہ سے
کہ کہا بیچ ایک جماعت کے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سے مین خوب یاد رکھتا
ہون تم مین سے نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کو دیکھا مین نے انکو جسوقت کہ
تکبیر کہتے کرتے دونون ہاتھ اپنے مقابل دونون مونڈھون اپنے کے اور جسوقت کہ رکوع کرتے
محکم پکڑتے دونون زانو ساتھ دونون ہاتھون کے پھر جھکاتے پیٹھ اپنی یعنی
برابر کردن کو ہوتے اپس جسوقت کہ اٹھاتے سر اپنا کھڑے ہوتے سیدھے یہانتک کہ پھر
آتا ہر جوڑ ہڈی کا اپنے ٹھکانے اپس جسوقت کہ سجدہ کرتے رکھتے دونون ہاتھ اپنے زمین پر اور سامنے
رکھتے انگلیان پاؤن اپنے کی طرف قبلے کے اپس جسوقت کہ بیٹھتے بعد دو رکعت کے بیٹھتے
اوپر بائین پاؤن اپنے کے اور کھڑا کرتے داہنا پاؤن اپنا اپس جسوقت کہ بیٹھتے پیچھے رکعت
اخیر کے آگے نکالتے بایان پاؤن اپنا اور کھڑا کرتے دوسرا یعنی داہنا اور بیٹھتے کولے

اپنے پر **فائدہ** لکھا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ اس سنت مین (یعنے مونڈھون تک اور کانون تک ہاتھہ اٹھانے مین) مرد اور عورتین شریک ہین (یعنے خواہ مرد مونڈھون تک اٹھاوین خواہ کانون تک اسی طرح سے عورتین خواہ مونڈھون تک اٹھاوین خواہ کانون تک) مرد اور عورتون مین فرق ہونا کسی روایت مین نہین آیا۔ اور یہ جو حنفیہ کہتے ہین کہ مرد کانون تک اٹھاوین اور عورتین مونڈھون تک اٹھاوین انکا مونڈھون تک اٹھانا اخر ستر مین داخل ہے یہ بے دلیل بات ہے

مسئلہ ہفتدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہہ ہے جو کہ در مختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَقَدَّمْنَا كَرَاهَةَ الْقِيَامِ فِي صَفٍّ خَلْفَ صَفٍّ فِيهِ فُرْجَةٌ لِلنَّهْيِ وَكَذَا الْقِيَامُ مُنْفَرِدًا وَإِنْ لَمْ يَجِدْ فُرْجَةً بَلْ يَجْذِبُ وَاحِدًا مِنَ الصَّفِّ ذَكَرَهُ ابْنُ الْكَمَالِ لَكِنْ قَالُوا فِي زَمَانِنَا تَرْكُهُ أَوْلَى فَلِذَا قَالَ فِي الْبَحْرِ يُكْرَهُ وَحْدَهُ إِلَّا إِذَا لَمْ يَجِدْ فُرْجَةً ط یعنے ہم پیشتر باب الامامت مین لکھہ آئے مکروہ ہونا قیام کا ایک صف پیچھے ایسے صف کے جس مین فرجہ ہو (یعنے جسمین تہوڑی سی جگہہ بہی ہو) بسبب نہی کے اور اسیطرح مکروہ ہونا قیام کا تنہا اگرچہ صف مین جگہہ نہ پاوے بلکہ ایک نمازی کو صف مین سے اپنے برابر کہینچ لے ذکر کیا ہے اسکو ابن کمال نے۔ لیکن کہا ہے صاحب قنیہ وغیرہ نے کہ ہمارے زمانہ مین نہ کہینچنا بہتر ہے پس ہمین واسطے بحر الرائق مین کہا کہ مکروہ ہے تنہا کہڑا ہونا مگر اسصورت مین کہ صف مین جگہہ نہ پاوے تو تنہا کہڑا ہونا مکروہ نہین۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ اَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا یُصَلِّیْ خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَهٗ اَنْ یُّعِیْدَ الصَّلٰوةَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَهٗ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَلَهٗ عَنْ طَلْقٍ لَا صَلٰوةَ لِمُنْفَرِدٍ خَلْفَ الصَّفِّ وَزَادَ الطَّبَرَانِیُّ فِیْ حَدِیْثِ وَابِصَةَ اَلَا دَخَلْتَ مَعَهُمْ اَوِ اجْتَرَرْتَ رَجُلًا روایت ہے وابصہ بن معبد رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک مرد کو کہ نماز پڑہتا تھا پیچھے صف کے اکیلا پس حکم کیا اُسکو کہ پھر پڑہے نماز کو روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور حسن کہا اسکو اور صحیح کہا اسکو ابن حبان نے اور اس کی حدیث میں طلق سے نماز نہیں ہوتی اکیلے کی پیچھے صف کے اور زیادہ کیا طبرانی نے وابصہ کی حدیث میں کہ کیوں نہ داخل ہوا تو ساتھ انکے صف میں یا کھینچ لیتا تو کسی مرد کو **فائدہ** جو شخص اکیلا صف کے پیچھے نماز پڑہے امام احمد کے نزدیک نماز اُسکی نہیں ہوتی۔ اور دلیل اُنکی یہی حدیث ہے اور امام شافعی اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز ہو جاتی ہے۔ اور دلیل ان تینوں اماموں کی یہ حدیث ہے جو کہ بخاری میں روایت ہے ابی بکرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق وہ پہونچا طرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حال میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں تھے پس رکوع کیا اُس نے پہلے اسکے کہ پہونچے صف کو پس ذکر کیا گیا اس فعل کا واسطے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ کرے تجھکو اللہ تعالی حرص نیکی کی اور مت کر اور زیادہ کیا ابوداؤد نے ہمیں پس رکوع کیا سوا صف کے پھر چلے گئے طرف صف کی سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ جو ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ پھر چلے گئے طرف صف کی ابن سے صاف معلوم ہوا کہ ابی بکرہ بحالت رکوع صف میں چلے گئے تھے اکیلے صف کے پیچھے نماز نہیں پڑہتے رہے

تھے پس حدیث ابی بکرہ کی ہرگز حجت نہیں ہوسکتی ساتھ اس بات پر کہ صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھنی جائز ہے

مسئلہ نوزدہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبرؐ کی دو حدیثوں کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَاَمَّا الْاِسْتِوَاءُ قَائِمًا فَلَيْسَ بِفَرْضٍ وَكَذَا الْجَلْسَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَالطُّمَانِيْنَةُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَهٰذَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَمُحَمَّدٍ یعنے اور بعد اٹھانے سر کے رکوع سے کھڑا ہونا فرض نہیں اور اسیطرح سے بیٹھنا درمیان دونوں سجدوں کے کہ اسکو جلسہ کہتے ہیں فرض نہیں اور اسیطرح رکوع اور سجود کیحالت میں طمانینت فرض نہیں اور یہہ مذہب امام اعظم اور اُنکے شاگرد محمد کا ہے سو امام اعظم اور انکے شاگرد محمد نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلی حدیث بخاری و مسلم میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِي الثَّالِثَةِ اَوْ فِي الَّتِيْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا یعنے یہہ کہ ایک شخص داخل ہوا مسجد میں اور

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کونے مسجد کے بیچ پس نماز پڑھی اس شخص
نے پھر آیا پس سلام کیا حضرت پر پس فرمایا واسطے اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
تجھ پر ہے سلام پھر جا پس نماز پڑھ پس تحقیق تو نے نہیں نماز پڑھی پس پھر گیا وہ پس پھر
نماز پڑھی پھر آیا پس سلام کیا پھر فرمایا حضرت نے اور تجھ پر ہے سلام پھر جا پس نماز
پڑھ پس تحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی پس کہا اس شخص نے بیچ تیسری بار کے یا اس بار پیچھے
کہ بعد تیسری کے ہے یعنی چوتھی بار میں سکھلا دو مجھکو اے رسول خدا تعالی کے پس فرمایا
کہ جسوقت کھڑا ہو تو طرف نماز کی یعنے ارادہ کرے تو نماز کا پس پورا کر وضو پھر سامنے
کھڑا ہو قبلے کے پھر تکبیر کہہ پھر پڑھ جو آسان ہو ساتھ تیرے قرآن سے پھر رکوع کر یہانتک
کہ ٹھیرے تو رکوع میں پھر اٹھا یعنے سر رکوع سے یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہووے تو پھر سجدہ
کر یہانتک کہ خاطر جمع سے کرے تو سجدہ پھر اٹھا سر اپنا یہانتک کہ خاطر جمع سے بیٹھے تو پھر
سجدہ کر یہانتک کہ خاطر جمع سے کرے تو سجدہ پھر اٹھا سر اپنا یہانتک کہ خاطر جمع سے
بیٹھے تو اور بیچ ایک روایت کے یہ ہے کہ پھر اٹھا تو سر یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو تو پھر
دوسری رکعت کے لیے پھر کر یہ اپنی ساری نماز میں دوسری حدیث ہے عن

رِفاعة بن رافع رضي الله تعالى عنه قال جاء رجل فصلى في المسجد
ثم جاء فسلم على النبي صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه
وسلم اعد صلوتك فانك لم تصل فقال علمني يا رسول الله ص
كيف اصلي قال اذا توجهت الى القبلة فكبر ثم اقرأ بام القرآن
وما شاء الله ان تقرأ فاذا ركعت فاجعل راحتيك على ركبتيك
ومكن ركوعك وامدد ظهرك فاذا رفعت فاقم صلبك وارفع راسك
حتى ترجع العظام الى مفاصلها فاذا سجدت فمكن للسجود فاذا رفعت
فاجلس على فخذك اليسرى ثم اصنع ذلك في كل ركعة وسجدة

حتّیٰ تطمئنّ ھٰذا لفظ المصابیح ورواہ ابوداؤد مع تغییر یسیر و
روی الترمذیّ والنسائیّ معناہ وفی روایۃ للترمذیّ قال
اذا قمت الی الصلوٰۃ فتوضّأ کما امرک اللّٰہ بہ ثمّ تشہّد
فاقم فان کان معک قرآن فاقرأ والّا فاحمد اللّٰہ وکبّرہ
وھلّلہ ثمّ ارکع یعنے آیا ایک شخص پس نماز پڑہی مسجد مین پہر آیا پس سلام
کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پس فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہر پڑہ نماز
اپنی اسواسطے کہ تو نے نماز نہین پڑہی پس کہا اُس نے سکہلاؤ مجہکو اے رسول
اللہ کے کہ کس طرح پڑہون مین نماز فرمایا جب وقت متوجہ ہو تو
طرف قبلہ کی پس اللّٰہ اکبر کہہ پہر پڑہ سورۂ فاتحہ اور جو کچہ چاہا
اس نے پہر کر پڑہے تو یعنے سورہ فاتحہ کے ساتھہ اور سورۃ جو چاہے وہ پڑہ) پس
جسوقت کہ رکوع کرے پس رکہہ اپنے ہاتہون کو اپنے زانو نپر اور ٹہر تو رکوع اپنے
مین اور پہیلا اور برابر رکہہ پیٹہہ اپنی کو پس جسوقت اٹہاوے تو سر اپنا پس
سیدہی کر پیٹہہ اپنی اور اُٹہا سر اپنا یعنے سیدہا کہڑا ہو یہانتک کہ پہر آوین
ہڈیان طرف اپنے جوڑون کی پس جسوقت کہ سجدہ کرے تو پس ٹہیر واسطے سجدہ
کے پس جسوقت کہ اٹہاوے تو سر اپنا پس بیٹہہ اوپر بائین ران اپنی کے پہر کر یہہ
بیچ ہر رکوع اور سجدے کے یہانتک کہ اطمینان کرے تو یعنے رکوع اور قومہ اور
سجدہ اور جلسہ مین) یہ لفظ ہین مصابیح کے اور روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ساتھہ
تہوڑے سے تغیر کے اور روایت کی ترمذی اور نسائی نے معنے اسکے اور ترمذی کی
ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کہا جسوقت چاہے تو کہ کہڑا ہو طرف نماز کی پس
وضو کر جیسا کہ حکم کیا تجہکو اللہ تعالے نے ساتھہ اسکے پہر کلمہ شہادت پڑہ (یعنے
جیسا کہ وضو کے بعد پڑہنا آیا ہے) پہر اچہی طرح نماز ادا کر پس اگر ہو ساتھہ تیرے

قرآن (یعنے یاد ہو تو) پس پڑھ قرآن اور اگر نہ ہو یاد قرآن پس الحمد للہ
کہہ اور اللہ اکبر کہہ اور لا الٰہ الا اللہ کہہ پھر رکوع کر **فائدہ**
کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ اس حدیث کو احمد اور ابن حبان بہی لائے
ہین اور یہ دلیل ہی اس بات پر کہ طمانینت واجب ہے اور نیز یہ حدیثین ان لوگونکی رد
مین ہین کہ جنکے نزدیک طمانینت واجب نہین اور مخالفت کی ہے ان حدیثون کی ابو حنیفہ نے

مسئلہ بستم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا اور ان کے شاگرد امام محمد کا مخالف پیغمبر صلعم کی دو
حدیثون کے یہ ہے جو کہ ہدایہ مین لکہا ہے کہ بیٹہنا درمیان دونون سجدون کے
فرض نہین ۔ اور اس باب مین وہی عبارت ہدایہ کی ہے جو کہ مسئلہ نوزدہم مین اوپر
لکہی گئی ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم اور انکے شاگرد امام محمد
نے اس مسئلہ مین بہی خلاف کیا ہے انہین دو حدیثونکا جو کہ مسئلہ نوزدہم مین اوپر مذکور ہو چکین

مسئلہ بست و یکم

اور ایک مسئلہ امام اعظم اور انکے شاگرد امام محمد کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثون کو یہ ہے جو کہ ہدایہ
مین لکہا ہے کہ قومہ مین کہڑا ہونا فرض نہین ۔ اور اس باب مین بہی وہی عبارت ہدایہ
کی ہے جو کہ مسئلہ نوزدہم مین اوپر گذری اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے امام اعظم اور ان کے شاگرد
محمد نے اس مسئلہ مین بہی انہین دو حدیثونکا خلاف کیا ہے جو کہ مسئلہ نوزدہم مین پہلے گذر چکی ہین

مسئلہ بست و دوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوے عالمگیری
وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے واستوی قائما علی صدور قدمیہ کا
بعد دونو سجدہ کے جب سر اٹہادے تو بیٹہے نہین **فائدہ** یعنے پہلی

رکعت اور تیسری رکعت مین بعد سر اٹھانے کے سجدہ دوسرے سے جلسہ استراحت کا
ذکر ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان
چار حدیثون کا پہلی حدیث بخاری اور ترمذی اور نسائی مین روایت ہے
مالک بن حویرث رضی اللہ تعالی عنہ سے اِنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یُصَلِّیْ فَاِذَا کَانَ فِیْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِہٖ لَمْ یَنْھَضْ حَتّٰی یَسْتَوِیَ قَاعِدًا وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ
ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یعنی تحقیق انھون نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ نماز پڑھتے تھے پس جس وقت ہوتے بیچ طاق رکعت کی نماز اپنی سے نہ کھڑے ہوتے
یہانتک کہ سیدھے بیٹھتے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے دوسری
حدیث بخاری مین روایت ہے ایوب سے اس نے نقل کی ابی قلابہ سے کہ کہا
جَآءَنَا مَالِکُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَصَلّٰی بِنَا فِیْ مَسْجِدِنَا ھٰذَا فَقَالَ
اِنِّیْ لَاُصَلِّیْ بِکُمْ وَمَا اُرِیْدُ الصَّلٰوۃَ وَلٰکِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُرِیَکُمْ کَیْفَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ قَالَ اَیُّوْبُ فَقُلْتُ لِاَبِیْ قِلَابَۃَ وَکَیْفَ کَانَتْ
صَلٰوتُہٗ قَالَ مِثْلَ صَلٰوۃِ شَیْخِنَا ھٰذَا یَعْنِیْ عَمْرَو بْنَ سَلِمَۃَ قَالَ اَیُّوْبُ
وَکَانَ ذٰلِکَ الشَّیْخُ یُتِمُّ التَّکْبِیْرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ
عَنِ السَّجْدَۃِ الثَّانِیَۃِ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ قَامَ یعنی آئے
ہمارے پاس مالک بن حویرث رضی اللہ تعالی عنہ پس نماز پڑھائی بیچ مسجد ہماری کے
کہ یہ ہے پس کہا تحقیق مین نماز پڑھاتا ہون تم کو اور نہین ارادہ کرتا مین نماز کا
لیکن ارادہ کرتا ہون یہ کہ دکھلاؤن تمکو جس طرح دیکھا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
نماز پڑھتے کہا ایوب نے پس کہا مینے واسطے ابی قلابہ کے اور کسطرح تھی نماز اسکی کہا ابو قلابہ
نے مثل نماز شیخ ہمارے کی یعنی عمرو بن سلمہ کی کہا ایوب نے اور تھا شیخ پورا کرتا
تکبیر کو اور جسوقت اٹھاتا سر اپنا سجدے دوسرے سے بیٹھتا اور ٹیکتا یعنی ہاتھ اپنے اوپر زمین

پھر کھڑا ہوتا **فائدہ** بخاری اور مسلم کی ایک حدیث اسی مضمون کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کی روایت سے اور ابو داؤد اور دارمی نے اور ترمذی اور ابن
ماجہ کی اسی مضمون کی ایک حدیث رفاعہ ابن رافع کی روایت سے یہ دونو حدیثیں مسئلہ
نو دہم مین پہلے گزر چکی ہین جسکو دیکھنا منظور ہو وہان سے دیکھ لیوے - اور
کہا ترمذی[1] نے بیچ حدیث مالک بن الحویرث کے اسی پر عمل ہے بعض اہل علم کا یعنے
صحابہ کا اور یہی کہتے ہین اصحاب ہمارے اور نزدیک ائمہ ثلاثہ کے بعد سر اٹھانے
کے سجدے دوسرے سے بیٹھکر اٹھنا سنت نہین اور دلیل انکی یہ حدیث ہے جو کہ ترمذی[2]
مین روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے
ہوتے بیچ نماز کے اوپر کنارے قدمون اپنے کے اور کہا ترمذی نے اسی پر عمل
ہے اہل علم کا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث مروی ہے خالد بن ایاس سے اور کہا
ترمذی نے خالد بن ایاس ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک - دلیل دوسری اُن لوگون کی جو کہ
قائل اس جلسہ کے نہین ہین کہتے ہین کہ اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے
کہ وہ اٹھتے تھے نماز مین اوپر کنارے قدمون کے اور نہین بیٹھتے تھے اور تائید اسکی
کی حضرت علی سے اور اسیطرح ابن عمر اور ابن الزبیر اور حضرت عمر رضی سے بھی پائی جاتی ہے
سو پہلا جواب اسکا یہ ہے کہ مرفوع حدیث کے مقابلے مین صحابی کا قول یا فعل حجت
ہو نہین سکتا اور دلائل اس کے مسئلہ چہارم مین پہلے گذرے اور دوسرا جواب
اسکا یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ وغیرہ کتابین کہ جن سے حنفیہ وغیرہ یہ آثار نقل کرتے ہین طبقہ ثالثہ
کی ہین اور حدیث طبقہ ثالثہ کی کتابون کی مقابل مین احادیث صحیحہ مرفوعہ کے لائق ماننے کے نہین
ہوتی پس اسی سبب سے کہا سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے **مسک الختام شرح**
بلوغ المرام مین محدثین کہ بیچ ترک اس جلسہ کے آئی ہین ضعیف ہین جیسا کہ لکھا ناقلو
نے اور جو حدیثین کہ بیچ اثبات اس جلسہ کے وارد ہوئی ہین صحیح ہین پس معارض

نہ ہو گی حدیث ضعیف حدیث صحیح کی اور جب کہ اس جگہ حدیث معارض حدیث کی نہ ہو سکی تو پھر اثر صحابہ
کی کب معارض ہو سکتی ہیں خصوصاً اسباب میں جو حدیث بخاری کی الیلی ہے یہ اثبات اس علیحدہ کی کافی ہو

مسئلہ بست و سوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثون کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوے عالمگیری
اور فتاوی قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَجَلَسَ فِی
الاخیرۃ کما جلس فی الاولی یعنے اور بیٹھے قعدہ اخیرہ مین جیسا کہ بیٹھتا ہے قعدہ
اولی مین ۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف
کیا ہے ابو حمید ساعدی کے ان دو حدیثون کا جو کہ مسئلہ ہفتم مین پہلے گزرین

مسئلہ بست و چہارم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چھ حدیثون کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوے قاضیخان اور
فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا یَتَنَفَّلُ بَعْدَ
الغروب وقبل الفرض لما فیہ من تاخیر المغرب یعنے اور نہ نفل پڑھے بعد غروب
ہونے آفتاب کے پہلے نماز فرض کے اسلیے کہ اس مین مغرب کی نماز کو دیر ہو جاتی ہے ۔
فائدہ یہ عبارت دلیل ہے حنفیہ کی اسپر کہ بعد غروب ہونے آفتاب کے قبل نماز مغرب کے
بھی نفل پڑھنے درست نہین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ
مین خلاف کیا ہے ان چھ حدیثون کا پہلی حدیث بخاری مین روایت ہے عبد اللہ
بن مغفل مزنی رضی اللہ تعالی عنہ سے عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
صَلُّوْا قَبْلَ صَلوٰۃِ الْمَغْرِبِ ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَۃِ لِمَنْ شَاءَ کَرَاهِیَۃَ
اَنْ یَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّۃً یعنے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز

پڑھو پہلے نماز مغرب کے نماز پڑھو پہلے نماز مغرب کے پھر فرمایا تیسری بار اسکو لیے جو چاہے سبب اجان کر
اس بات کو کہ ٹھیراوین اسکو لوگ سنت **فائدہ** یعنے دو بار حضرت نے فرمایا کہ نماز پڑھو پہلے فرض
مغرب کے اور تیسری بار مین یہ بھی فرمایا کہ جو چاہے پڑھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ نماز سنت ہو کہ
نہین مستحب ہے دوسری حدیث **صحیح ابن حبان** مین روایت ہے انہین سے أن النبي
صلى الله عليه وسلم صلى قبل المغرب ركعتين یعنے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑھی پہلے مغرب کے دو رکعت **تیسری حدیث مسلم** مین روایت ہے مختار بن فلفل سے
کہ کہا سألت أنس بن مالك عن التطوع بعد العصر فقال كان عمر يضرب الأيدي
على صلوة بعد العصر وكنا نصلي على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين
بعد غروب الشمس قبل صلوة المغرب فقلت له أكان رسول الله صلى الله
عليه وسلم صلاهما قال كان يرانا نصليهما فلم يأمرنا ولم ينهنا یعنے پوچھا مین نے
انس بن مالک سے حال نفل کا پیچھے عصر کے پس کہا تھے عمر مارتے اسکو ہاتھو نکو کہ نیت باندھتا نماز
کی پیچھے نماز عصر کے اور تھے ہم پڑھتے نماز بیچ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو رکعتین بعد
غروب آفتاب کے پہلے نماز مغرب کے پس کہا مین نے واسطے انس کے کہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پڑھتے ان دونو رکعتون کو کہا کہ تھے دیکھتے ہمکو پس نہ حکم کرتے ہمکو اور نہ منع کرتے ہمکو
چوتھی حدیث مسلم مین روایت ہے انہین سے کہا كنا بالمدينة فإذا أذن
المؤذن لصلوة المغرب ابتدروا السواري فركعوا ركعتين حتى أن الرجل
الغريب ليدخل المسجد فيحسب أن الصلوة قد صليت من كثرة من يصليهما
یعنے تھے ہم مدینہ مین پس جس وقت اذان دیتا اذان دینے والا واسطے نماز مغرب کے دوڑتے یعنے
جلدی جاتے طرف ستونون کی پس پڑھتے دو رکعت یہانتک کہ آدمی مسافر آتا مسجد مین پس گمان کرتا
کہ تحقیق نماز ہو چکی بسبب کثرت ان لوگون کے کہ پڑھتے ان دو رکعتونکو **پانچوین حدیث**
بخاری مین روایت ہے مرثد بن عبد اللہ یزنی سے کہا أتيت عقبة بن عامر

الجہنی فقلت الا اعجبک من ابی تمیم یرکع رکعتین قبل صلوٰۃ المغرب فقال عقبۃ انا کنا نفعلہ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت فما یمنعک الآن قال الشغل یعنے کہا مین عقبہ بن عامر جہنی کے پاس پس کہا مینے کیا نہ تعجب مین ڈالون مین تمکو فعل ابی تمیم کے سے کہ پڑہتا ہی دو رکعتین پہلے نماز مغرب کے پس کہا عقبہ نے تحقیق تھے ہم یعنی صحابہ پڑہتے یہ نماز بیچ زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا مینے کس چیز نے منع کیا تجہکو اب کہا شغل دنیا نے چھٹے حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین کل اذانین صلوٰۃ بین کل اذانین صلوٰۃ ثم قال فی الثالثۃ لمن شاء یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ہر دو اذانون کے نماز ہے درمیان ہر دو اذانون کے نماز ہے پہر فرمایا تیسری بار بیچ واسطے اُس شخص کے کہ چاہیے **فائدہ** مواہب اللدنیہ مین لکھا ہی کہ مذہب امام احمد اور اسحق اور اصحاب حدیث کا یہی ہے کہ قبل نماز مغرب دو رکعتین پڑہنی مستحب ہین اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین جو لوگ کہتے ہین کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب بہ سبب دیر ہو جانے کے یہ دو رکعتین پڑہنی جائز نہین ہین یہ لڑائی انکی ہے ساتھ سنت کے اتہے۔ اور یہہ جو بعض متعصب حنفیہ سوال از آسمان جواب از ریسمان دو رکعت مذکورین کے درست نہونے کے لیے دلیل امام اعظم کے یہہ دو حدیثین پیش کرتے ہین پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی ابی سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نماز پیچہے صبح کے یہانتک کہ بلند ہو آفتاب اور نہین نماز پیچہے نماز عصر کے یہانتک کہ غائب ہو آفتاب سو جواب اسکا یہہ ہے کہ اس حدیث سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ بعد غروب آفتاب قبل نماز مغرب نفل پڑہنے جائز نہین ہین۔ بلکہ اسسے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ بعد نماز عصر آفتاب کی غروب

ہونے تک نماز پڑھنی درست نہیں اور دلیل پکڑنی ساتھ اس حدیث کے واسطے جائز نہ ہونے
دو رکعت نفل کے بعد غروب ہونے آفتاب قبل نماز مغرب لغو ہے دوسری حدیث
مسلم میں روایت ہے عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا تین وقت تھے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے ہمکو کہ نماز پڑھیں ہم ان میں یا دفن کریں ہم اون میں
مردوں اپنے کو وقت نکلنے آفتاب کے ظاہر یہانتک کہ بلند ہو آفتاب اور اسوقت کہ کھڑا ہو سایہ
دوپہر کا یعنے ٹہیک دوپہر کو یہانتک کہ ڈھلے آفتاب اور اسوقت کہ میل کرے آفتاب واسطے
ڈوبنے کو یہانتک کہ ڈوب جاوے آفتاب سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہی سوال از آسمان جواب از
ریسمان ہے دلیل پکڑنی ساتھ اس حدیث کے واسطے جائز نہ ہونے دو رکعت نفل کے بعد غروب آفتاب
قبل نماز مغرب لغو و بیہودہ ہے اسلیے کہ اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ٹہیک دوپہر کے وقت
اور وقت نکلنے آفتاب اور وقت غروب ہونے آفتاب کے نفل پڑھنے درست نہیں۔ اور اس حدیث
سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ بعد غروب ہونے آفتاب کے بھی نفل پڑھنے جائز نہیں ہیں۔

مسئلہ بست و پنجم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثوں کے یہ ہے جو کہ در المختار اور فتاوی
عالمگیری اور ذخیرۃ العقبی وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَلَوْ تَكَلَّمَ بَيْنَ
السُّنَّةِ وَالْفَرْضِ لَا يُسْقِطُهَا وَلَكِنْ يَنْقُصُ ثَوَابُهَا وَقِيلَ تَسْقُطُ یعنی اور اگر کلام
کرے درمیان سنت اور فرض کے نہیں توڑتی سنتوں کو اور لیکن کم ہو جاتا ہے ثواب انکا اور
کہا بعضوں نے ٹوٹ جاتی ہیں اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف
کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلی حدیث صحیح مسلم میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ کہا
كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِي
وَإِلَّا اضْطَجَعَ یعنے تہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت کہ پڑھ چکتے دو رکعتیں فجر کی
یعنے سنتیں پس اگر ہوتی میں جاگتی باتیں کرتے مجھ سے اگر میں ہوتی سوتی لیٹ رہتے

دوسری حدیث دارمی میں روایت ہو انہیں سے کہ کہا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ فَاِنْ کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ کَلَّمَنِیْ بِھَا وَاِلَّا خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ یعنے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے دو رکعتیں پہلے فجر کے پس اگر ہوتی واسطے انکے کوئی حاجت بات کرتے مجھسے ساتھ اس حاجت کے اور اگر نہ ہوتی حاجت نکلتے طرف نماز کی **فائدہ** کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہ یہ حدیث دلیل ہو اسبات پر کہ بعد سنت فجر کے کلام کرنی مباح ہو اور یہی ہو مذہب ہمارا اور مذہب جمہور

مسئلہ بست و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی تین حدیثوں کے یہ ہے جو کہ رد المحتار شرح در المختار میں لکھا ہو وَحَاصِلُہٗ اَنَّ اِضْطِجَاعَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِنَّمَا کَانَ فِیْ بَیْتِہٖ لِلْاِسْتِرَاحَۃِ لَا لِلتَّشْرِیْعِ یعنے حاصل اسکا کہ تحقیق لیٹنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سوای اسکے نہیں تھا بیچ گھر اپنے کے واسطے آرام کے نہ واسطے شرع بنانے کے **فائدہ** یہ عبارت دلیل ہو حنفیہ کی اسبات پر کہ امام اعظم کے نزدیک فجر کی سنت اور فرض کے درمیان لیٹنا سنت نہیں سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہو ان تین حدیثوں کا پہلی حدیث بخاری میں روایت ہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ یعنے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے دو رکعتیں فجر کی لیٹتے اپنے داہنے پہلو پر دوسری حدیث مسند امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی میں روایت ہو ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمُ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ فَلْیَضْطَجِعْ عَلٰی جَنْبِہِ الْاَیْمَنِ یعنے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پڑھے کوئی تم میں دو رکعتیں صبح کی نماز سے پہلے تو لیٹے داہنی کروٹ پر **فائدہ** کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن

۱۴ ستر حدیث دارمی کی چھپی سنہ ۱۲۹۳ ہجری صفحہ ۱۸۶
کتاب شرح مسلم صحیح مسلم چھپی مطبع نول کشور سنہ ۱۲۸۶ صفحہ ۲۵۱
شرح رد المحتار جلد اول صفحہ ۵۵۲
صحیح بخاری چھپی مطبع احمدی سنہ ۱۲۷۰ صفحہ ۱۵۶
مسند احمد جلد دوم صفحہ ۴۱۵ ابوداؤد صفحہ ۱۸۶

صحیح ہو اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہ حدیث صحیح ہے بخاری اور مسلم
کی شرط پر اور کہا ہو کہ اگر کوئی شخص بعد نماز تہجد قبل پڑہنے سنت فجر کے بہی لیٹ
جایا کرے تو یہی کفایت کرتا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے تیسری حدیث مسلم مین روایت
ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ
یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً یُوْتِرُ مِنْہَا بِوَاحِدَۃٍ فَاِذَا فَرَغَ مِنْہَا اضْطَجَعَ
عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَاْتِیَہُ الْمُؤَذِّنُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ یعنے تحقیق
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تہے نماز پڑہتے رات کو گیارہ رکعتین وتر کرتے انمین سے ساتھ ایک
کے پس جب فارغ ہوتے اس سے لیٹتے داہنی کروٹ پر یہانتک کہ آتا انکے پاس موذن پس نماز
پڑہتے دو رکعتین ہلکی **فائدہ** سفر السعادت مین لکھا ہو کہ کہا ابن حزم نے بعد سنتون
فجر کے داہنی کروٹ پر لیٹنا فرض ہے جو شخص سنت و فرض کے درمیان لیٹنا ترک کریگا نماز
اسکی باطل ہوجاویگی۔ اور بعض علما نے اسکی تائید مین ایک بڑی جلد تصنیف کی ہے شیخ ابن عربی
صاحب فتوحات اور سوا اسکے اور اور مشائخ طریقت کا یہی مذہب ہے انتہی۔ اور امام اعظم اور امام
مالک اور جمہور علما جو کہ سنت فجر اور فرض کے درمیان لیٹنا سنت نہین جانتے ہین دلیل انکی
یہ دو حدیثین ہین پہلی حدیث رزین نے روایت کی ہے نافع سے کہ کہا دیکہا ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما نے ایک شخص کو کہ پڑہی دو رکعت فجر کی یعنے سنت پہر لیٹا کہا ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے کیا سبب ہے تیرے لیٹنے کا ای مرد کہا اس شخص نے چاہا مین نے کہ فصل کردون
مین درمیان سنت اور فرض کے کہا ابن عمر نے کونسا فصل سلام سے بڑہکر ہے کہا اس شخص
نے پس تحقیق یہ سنت ہے کہا ابن عمر نے بلکہ یہ بدعت ہے سو **جواب** اسکا دو طرح ہے اول
یہ کہ اس فعل کو بدعت کہنا ابن عمر کا محض اسکا خطا ہے اس لیے کہ **ابوداود** وغیرہ
روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم نے جب نماز پڑہے ایک تمہارا دو رکعتین پہلے صبح کے پس چاہیے کہ لیٹے داہنی کروٹ پر

پس کہا واسطے ابی ہریرہ کے مروان بن الحکم نے کیا نہیں کفایت کرتا ایک جنازہ کو
چلنا اسکا طرف مسجد کی یہانتک کہ لیٹے داہنے کروٹ پر کہا عبید اللہ نے بیچ حدیث اپنی
کے کہ کہا ابو ہریرہ نے نہیں کہا عبید اللہ نے پس پہنچی یہ بات ابن عمر رضہ کو پس کہا ابو
عمر نے بہت کیا ابو ہریرہ نے اوپر نفس اپنے کے کہا عبید اللہ نے پس کہا گیا واسطے ابن
عمر رض کے کیا انکار کرتا ہے تو چیز کو اس چیز سے جو کہ کہتا ہے ابو ہریرہ کہا ابن عمر نے نہیں
ولیکن وہ دلیری کرتا ہے روایت کرنے پر اور ہم دلیری نہیں کرتے کہا عبید اللہ نے
پس پہنچی یہ بات ابو ہریرہ کو پس کہا ابو ہریرہ نے نہیں ہے گناہ میرا اسمین یاد رکھنا
(یعنے حضرت کے اقوال و افعال کو) اور بھلا دیتے وہ دوم مرفوع حدیث کے مقابلے
میں قول یا فعل صحابی کا حجت نہیں ہوسکتا اور دلائل اس کے مسئلہ چہارم میں پہلے گذر
دوسری حدیث ابن ابی شیبہ میں ہے کہ ابن مسعود نے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان
میں داہنے کروٹ پر لیٹنے سے انکار کیا ہے اور ابراہیم نخعی تابعی نے اسکو ضجعت الشیطان
کہا ہے سو جواب اسکا بھی دو طرح پر ہے اول یہ کہ یہ روایت بے سند ہے
دوم کتاب ابن ابی شیبہ کہ جسکی یہ روایت ہے طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے اور روایت طبقہ ثالثہ کی
کتاب کی مقابلہ میں حدیث مرفوع کے لائق حجت پکڑنے کے نہیں ہوتی اور دلائل اسکو مسئلہ چہارم میں پہلے گذر چکے

مسئلہ بست و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوے
عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَمَنِ انْتَهٰى اِلَى الْاِمَامِ
فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اِنْ خَشِيَ اَنْ تَفُوْتَهُ
رَكْعَةٌ وَيُدْرِكُ الْاُخْرٰى يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ عِنْدَ
بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ یعنے فجر کی نماز کے وقت اگر کوئی شخص

مسجد مین آوے اور دیکھے کہ فرضون کی جماعت ہو رہی ہے لیکن اُس شخص نے دو رکعت
سنت نہین پڑھی تھی تو اس صورت مین اگر وہ ڈرتا ہے کہ سنتین پڑھنے سے
ایک رکعت جماعت کی جاتی رہے گی اور ایک رکعت ملجاوے گی تو چاہیے کہ دو رکعت
سنت مسجد کے دروازے پر پہلے پڑھ لے پھر جماعت مین داخل ہو جاوے **فائدہ**
یہ عبارت دلیل ہے حنفیہ کی اس بات پر کہ امام اعظم کے نزدیک اگر صبح کے فرضون کی جماعت
ہو رہی ہو تو جس شخص نے سنتین نہ پڑھی ہون وہ پہلے مسجد کے دروازہ پر سنتین
پڑھ لے بعد اسکے جماعت مین شامل ہو جاوے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم
نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے حدیث کا جو کہ مسلم مین روایت ہے ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلوٰةُ فَلَا
صَلوٰةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ یعنی جس وقت کہ اقامت کہی جاوے نماز یعنی تکبیر ہو فرضون کی پس
نہین ہے کوئی نماز سوا نماز فرض کے **فائدہ** یہ حدیث صحیح دلیل ہے اس پر کہ بعد تکبیر فرض نماز
کے نفل پڑھنی درست نہین اور نہ سنت خواہ وقت فجر کے نماز کا ہو خواہ ظہر کی نماز کا خواہ عصر
وغیرہ کا اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور علما کا اسیطرح لکھا ہے امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین اور حنفیہ جو حدیث مذکور کو نہین مانتے ہین سو وہ اس بات مین دلیل امام اعظم
کی یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ بیہقی مین ہے یہی حدیث اسطرح سے آئی ہے إِذَا أُقِيمَتِ
الصَّلوٰةُ فَلَا صَلوٰةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ إِلَّا رَكْعَتَيِ الصُّبْحِ یعنی جسوقت کہ اقامت کہی جاوے
نماز یعنی تکبیر ہو فرضون کی پس نہین ہے کوئی نماز سوای نماز فرض کے مگر دو رکعتین صبح
کی **سو جواب** اس زیادتی کا یہ ہے کہ نہین قائم ہوتی ہے ساتھ اسکے حجت اس لیے کہ
فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ مین لکھا ہے کہ کہا بیہقی نے یہ زیادتی نہین
ہے اصل اسکا اسلیے کہ اس حدیث مین حجاج بن نصیر اور عباد بن کثیر یہ دونون آدمی ضعیف ہین
اور **تقریب التہذیب** مین لکھا ہے کہ حجاج بن نصیر آدمی ضعیف ہے اور **تقریب**

الشوشر سیٹا ہے یہیں لکھا ہے کہ عباد بن کثیر ثقفی مصری متروک ہے کہا امام احمد نے کہ عباد بن کثیر جھوٹی
حدیثیں روایت کیا کرتا تھا انتہی اور کہا ترمذی نے کہ حجاج بن نصیر کی حدیثیں ضعیف ہیں

مسئلہ پنجاہ وششم

دوسرا ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثوں کے ہے جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور سوا انکے اور فتاوی عالمگیری
وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَإِذَا فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ
لَا يَقْضِيهِمَا قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ لِأَنَّهُ يَبْقَى نَفْلًا مُطْلَقًا وَهُوَ مَكْرُوهٌ
بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَا بَعْدَ ارْتِفَاعِهَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ
یعنے اور اگر سنت فجر کی فوت ہوئی تو قضا نہ کرے جبتک کہ آفتاب نکلے کیونکہ فرض
تو پڑھ چکا صرف نفل باقی ہے اور نفل مکروہ ہیں بعد صبح کے اور بعد نکلنے آفتاب
کے اور یہ مذہب امام اعظم اور ابو یوسف کا ہے سو امام اعظم اور انکے شاگرد ابو یوسف
نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے ان چار حدیثوں کا پہلی حدیث حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُزَيْمَةَ وَوَصِيفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ بِأَنْطَاكِيَةَ
قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ ثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَيْسِ
بْنِ فَهْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الصُّبْحَ وَلَمْ يَكُنْ رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَيْهِ فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ
فِي صَحِيحِهِ التَّقَاسِيمِ وَالْأَنْوَاعِ یعنے حدیث کی ہمکو محمد بن اسحاق بن
خزیمہ اور وصیف بن عبد اللہ حافظ نے بیچ انطاکیہ کے کہا ان دونوں نے حدیث

کی ہمکو ربیع بن سلیمان نے کہا اوس نے حدیث کی ہم کو اسد بن موسیٰ کہا اُس نے حدیث
کی ہم کو لیث بن سعد نے کہا اُس نے حدیث کی ہمکو یحییٰ بن سعید نے اُس نے نقل کی
اپنے باپ سے اُس نے اپنے دادا قیس بن قہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق اُس نے
نماز پڑہی ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صبح کی اور نہ پڑہی تھیں اُس نے
دو رکعت فجر کی یعنی سنتین اپس جب سلام پھیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہڑا ہوا پس پڑہی دو رکعتین فجر کی یعنی سنتین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تھے
طرف اُسکی پس نہ انکار کیا اسپر روایت کیا اس حدیث کو ابن حبان نے بیچ صحیح
اپنی کے کہ نام اسکا تقاسیم والانواع ہے دوسری حدیث عَنْ یَحْیٰی بْنِ
سَعِیْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ جَاءَ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یُصَلِّیْ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَصَلّٰی مَعَهٗ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ فَصَلّٰی رَكْعَتَیِ
الْفَجْرِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا هَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ
قَالَ لَمْ اَكُنْ صَلَّیْتُهُمَا قَبْلَ الْفَجْرِ فَسَكَتَ وَلَمْ یَقُلْ شَیْئًا
رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَقَالَ الْجِیْذِیُّ رُوَاتُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ اور روایت ہے
یحییٰ بن سعید سے نقل کی اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اپنے دادا سے کہ تحقیق وہ آیا حال آنکہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہ رہے تھے نماز فجر کی پس نماز پڑہی اُس نے ساتھ حضرت کے پس جب
سلام پھیرا حضرت نے کہڑا ہوا پس نماز پڑہی اُس نے دو رکعتین فجر کی یعنی سنتین اپس کہا واسطے
اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی ہین یہ دو رکعتین کہا اُس نے نہ پڑہا تہا میں نے ان دونوں کو پہلے
فجر کے یعنی صبح کے فرضوں کے پہلے اپس چپ رہے حضرت اور کچھ نہ کہا روایت کیا اس حدیث کو دار
قطنی نے اور کہا جیذری نے سب راوی اس کے ثقہ ہین تیسری حدیث عَنِ الْحَسَنِ
ابْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بَعْدَ الْغَدَاةِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

لم اکن صلیت رکعتی الفجر فصلیتھما الان فلم یقل لہ شیئا رواہ ابن حزم فی المحلی وقال العراقی و اسنادہ حسن روایت
کی حسن بن ذکوان نے نقل کی اور س نے عطا بن ابی رباح سے اس نے نقل کی
ایک مرد انصار میں سے کہا اس نے دیکھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایک مرد کو کہ نماز پڑھتا تھا بعد نماز فجر کے پس کہا اس نے ای رسول خدا کے
نہ پڑھی تھین مین نے دو رکعتیں فجر کی یعنی سنتین فجر کی پس پڑھا مین نے انکو اب پس
کچھ نہ کہا اس کو حضرت نے روایت کیا اسکو ابن حزم نے محلی مین اور کہا عراقی نے اسناد اسکی
حسن چوتھی حدیث عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلیھما
بعد ما تطلع الشمس رواہ الترمذی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے نہ پڑھی ہون سنتین فجر کی تو پڑھ لے بعد طلوع
آفتاب کے روایت کیا اسکو ترمذی نے **فائدہ** کہا ترمذی نے نہین پہچانتے ہم
اس حدیث کو مگر اسی سند سے اور ابن عمر کے فعل سے بھی یہی مروی ہے اور اسی پر عمل ہے
بعض اہل علم کا اور یہی کہتے ہین سفیان ثوری اور شافعی اور احمد اور اسحق اور ابن مبارک
اور کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ یہ حدیثین یعنی جو کہ اوپر مذکور ہوئین
دلیل ہین اسپر کہ جائز ہے قضا کرنا نفلون راتبہ کا خواہ عذر سے نہ پڑھی گئی ہون خواہ بغیر عذر کے
اور یہی مذہب ہے عبد اللہ کا اور تابعین مین سے ہے عطا اور طاؤس اور قاسم بن محمد
کا اور ائمہ مین سے ابن جریج اور اوزاعی اور قول جدید شافعی اور احمد اور اسحق اور محمد
بن حسن مزنی کا اور میزان شعرانی مین لکھا ہے کہ جس کی فوت ہو گئی ہون سنتین
رواتب مین سے چاہیے کہ ادا کرے انکو اور اگرچہ ہون وہ مکروہ وقتون مین

مسئلہ بست و نہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی آٹھ حدیثوں کے ہے جو کہ درالمختار
اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور فتاوے عالمگیری اور
فتاوے قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ لا یجمع بین
فرضین فی وقتٍ بعذرِ سفرٍ و مطرٍ یعنی اور جمع کرنا دو فرض نماز کا
ایک فرض کے وقت میں جائز نہیں سفر اور بارش کے عذر سے اور یہ مذہب امام اعظم کا
امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان آٹھ حدیثوں کا پہلی حدیث عن ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع
بین صلوٰۃ الظہر والعصر اذا کان علی ظہر سیرٍ ویجمع بین المغرب
والعشاء رواہ البخاری روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تھے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرتے درمیان ظہر کے اور عصر کے جس وقت
کہ ہوتے سفر میں اور جمع کرتے درمیان مغرب کے اور عشا کے روایت کیا اس حدیث کو بخاری
نے **فائدہ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفر میں نماز کا جمع کرنا درست ہے خواہ ظہر
کے وقت میں ظہر کے ساتھ اسی وقت عصر کو پڑھے یا عصر کے وقت میں عصر کے
ساتھ اسی وقت ظہر کو پڑھ لے اسی طرح مغرب کے وقت میں مغرب کے ساتھ اسی وقت
عشا کو پڑھ لے یا عشا کے وقت میں عشا کے ساتھ اسی وقت مغرب کو پڑھ لے اور یہی مذہب
امام شافعی اور امام احمد کا ہے اور نزدیک حنفیہ کے جمع کرنا نماز کا محمول ہے جمع صوری
پر یعنے ظہر آخر وقت میں پڑھے اور عصر اول وقت میں سو یہ بات صریح خلاف اس حدیث
کے ہی اور حدیثوں آئندہ کی بھی ہے دوسری حدیث عن معاذ بن جبل
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ
تبوک اذا ازاغت الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الظہر والعصر و
ان ارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظہر حتی ینزل للعصر وفی

الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ
وَاِنْ اِرْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعِشَاءِ ثُمَّ جَمَعَ
بَيْنَهُمَا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ
حَسَنٌ غَرِيْبٌ اور روایت ہے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا تھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں جس وقت کہ ڈھلتی دوپہر پہلے اس سے کہ کوچ کریں جمع
کرتے درمیان ظہر اور عصر کے اور اگر کوچ کرتے پہلے ڈھلنے دوپہر کے دیر کرتے ظہر
کو یہاں تک کہ اترتے واسطے نماز عصر کے یعنی عصر کے وقت ظہر اور عصر دونوں پڑھتے اور
مغرب میں کرتے مانند اسی کی جب ڈوبتا آفتاب پہلے کوچ کرنے کے جمع کرتے درمیان مغرب
اور عشا کے اور اگر کوچ کرتے پہلے غائب ہونے آفتاب کے دیر کرتے مغرب کو یہاں تک
کہ اترتے عشا کے لیے پھر جمع کرتے درمیان دونوں نمازوں کے روایت کیا اس حدیث
کو ابوداؤد اور ترمذی نے۔ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے +
تیسری حدیث وَعَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا
وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے انہیں سے کہا نکلے ہم ساتھ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ تبوک میں پس تھے پڑھتے نماز ظہر اور عصر کی اکٹھی
اور مغرب اور عشا کی اکٹھی روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے چوتھی حدیث
وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى وَقْتِ
الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ
صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ الْحَاكِمِ فِي الْاَرْبَعِيْنَ
بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ ثُمَّ رَكِبَ وَلِاَبِيْ نُعَيْمٍ فِيْ مُسْتَخْرَجِ

پہونچتی تھی جیسا کہ محدث سلام اللہ نے محلی شرح موطا امام مالک میں لکھا ہی کہ دیکھا پیغمبر
مسند ابی یعلی میں طریق ابی لیلے سے اس نے روایت کی ابی قیس ازدی سے اس نے ابو
مسعود کہ تھے حضرت جمع کرتے درمیان دو نمازون کے سفر مین انتہی دوسری
دلیل فرمایا اللہ تعالی نے إِنَّ الصَّلَوٰةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَٰبًا مَّوْقُوتًا
یعنے تحقیق نماز ہی اوپر مسلمانون کے لکھی ہوئی وقت مقرر کی ہوئی سو جواب اسکا چار
طرح ہی اول یہ کہ تعیین اوقات نماز جس طرح سے حضرت کے قول اور فعل سے ہی اسیطرح سے
جمع کرنا بھی حضرت کے فعل سے ہی جب کہ جمع کی حضرت نے سو جو کوئی دلیل پکڑے ساتھ اس آیت
کے واسطے منع جمع کرنے نماز کے سفر مین پس ٹھیک نہین ہے اسیطرح لکھا ہے سبل السلام
شرح بلوغ المرام مین دوم یہ کہ عمل کلام اللہ پر اگر حدیث پر مقدم ہے تو
پھر قصر کرنا نماز کا بالکل درست نہین حالانکہ قصر کرنا نماز کا تمہارے نزدیک واجب ہے
اور کلام اللہ کے خلاف ہے کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے اگر خوف کافرون کا ہو تب قصر کرو اور اگر کوئی
یہ کہے کہ قصر کرنا نماز کا اللہ کا صدقہ قبول کرنا ہے اور نہ قصر کرنا اس کا احسان رد کر دینا
ہے اور یہ گناہ ہی تو اسکا جواب یہ ہی کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اللہ تعالی کا قول
نہین ہے۔ اور یہی ہمارا دعوی ہی کہ مضامین کلام اللہ کی حضرت کے فرمانے یا عمل کرنے پر ہے
حصر ہین اور جمع کرنا نماز کا حضرت کے فعل سے خوب ثابت ہی پس معلوم ہوا کہ آیت اِنَّ
الصَّلَوٰةَ الخ سے اوپر جائز نہ ہونے جمع کرنے نماز کے حجت پکڑنی نامقبول ہے سوم یہ کہ کلام
اللہ کے مضامین سے واقف حضرت سے زیادہ اور کوئی نہین اور حضرت خدائے تعالی
کے حکم کے خلاف ذرہ کے برابر بھی کوئی کام نہین کرتے تھے پس جمع کرنا نماز کا سفر مین اگر
خدائے تعالے کی مرضی اور آیت مذکور کے خلاف ہوتا تو اسیوقت وحی نازل ہوتی اور جمع
کرنے سے منع کیا جاتا اس سے معلوم ہوا کہ جمع کرنا نماز کا سفر مین خدا کے نزدیک بھی ناپسند
نہین چہارم یہ کہ مجمل آیت مذکور اگر جمع کرنا نماز کا تمہارے نزدیک منع ہے تو پھر مزدلفہ مین

[illegible]

[illegible]

جو تم جمع کرنے سے ٹہینگے قائل ہو سکتی کیا وجہ ہے قرآن سے تو یہ ثابت ہی نہیں اور اگر یہ کہو کہ
حدیث سے ثابت ہے تو جواب یہ ہے کہ سفر میں جمع کرنا بہی حدیث صحیح سے ثابت ہے پہر تم اس کو کیوں
نہیں درست جانتے اور اس کا کیوں انکار کرتے ہو غرض کہ پیغمبر کی اتباع کو چہوڑنے اور غیر
کی تقلید کرنے سے پیچ خرابیاں لازم آتی ہیں اور حق یہ ہے کہ سفر میں جمع کرنا نماز کا تو ایک
حیلہ ہے اگر کسی بڑی ضرورت کے لیے گہر میں بہی کوئی کبہی جمع کرلے تو بہی گناہ نہیں ہے
جیسا کہ دلالت کرتی ہیں اسبات پر حدیثیں جو کہ اب آتی ہیں چہٹی حدیث عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ
وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ
فَسَأَلْتُ سَعِيْدًا لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمَا سَأَلْتَنِيْ
فَقَالَ اَرَادَ اَنْ لَّا يُحْرِجَ اَحَدًا مِّنْ اُمَّتِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ روایت
ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا نماز پڑہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور
عصر کی اکٹہی مدینہ میں سوائے خوف اور سوائے سفر کے کہا ابو الزبیر نے میں نے پوچہا سعید سے کس واسطے کیا
حضرت نے اسکو یہی کہا سعید نے پوچہا میں نے ابن عباس سے جیسا کہ پوچہا تو نے مجہ سے پس کہا ابن
عباس نے ارادہ کیا حضرت نے یہ کہ نہ حرج ہو کسیکا میری امت میں روایت کیا اسحدیث کو مسلم نے
ساتوین حدیث وَعَنْهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الظُّهْرِ
وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا مَطَرٍ فِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ
قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَالَ كَيْلَا يُحْرِجَ اُمَّتَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِ
اَبِيْ مُعَاوِيَةَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا اَرَادَ اِلٰى ذٰلِكَ قَالَ اَرَادَ اَنْ لَّا يُحْرِجَ
اُمَّتَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے انہیں سے کہ کہا جمع کی نماز رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم نے درمیان ظہر اور عصر کے اور مغرب اور عشا کے مدینہ میں سوائے خوف
اور سوائے مینہ کے اور بیچ حدیث وکیع کے ہے کہا کہا میں نے واسطے ابن عباس

کے کسو سطے کیا حضرت نے اسکو کہا ابن عباس نے تاکہ تکلیف نہ ہو حضرت کی امت کو اور بیچ
حدیث ابی معاویہ کے ہے کہ کہا گیا واسطے ابن عباس کے کیا ارادہ کیا حضرت نے
اس سے کہا ابن عباس نے ارادہ کیا حضرت نے یہ کہ نہ حرج ہو میری امت کا روایت کیا اس
حدیث کو مسلم نے آٹھوین حدیث **وَعَنْهُ اَيْضًا** قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ سَبْعًا وَّثَمَانِيًا اَلظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَ
الْعِشَاءَ قَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ لَعَلَّهٗ فِيْ لَيْلَةٍ مَّطِيْرَةٍ قَالَ عَسٰى رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
وَمُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَمَالِكٌ **ترجمہ** اور روایت
ہے بھی انہین سے کہ کہا نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین سات اور آٹھ
ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کہا ابو ایوب (سختیانی) نے واسطے جابر کے (شاید
یہ ہو بیچ رات مینہ کے کہا جابر نے) شاید روایت کیا اسحدیث کو بخاری اور مسلم نے
اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور مالک نے **فائدہ** مراد سات سے سات رکعتین ہین
تین تو مغرب کی اور چار عشا کی اور مراد آٹھ سے آٹھ رکعتین ہین چار تو ظہر کی اور چار عصر کی
اور امام **نووی** نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ائمہ مین سے ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ گھر مین
جمع کرنا نمازونکا ضرورت کے لیے جائز ہے واسطے اس شخص کے جو نہ پکڑے اسکو عادت اور یہ قول ابن
سیرین اور اشہب کا اصحاب مالک سے ہے اور حکایت کیا ہے اسکو خطابی نے قفال شاشی کبیر سے
اسنے اصحاب شافعی سے اسنے ابی اسحاق مروزی سے اسنے جماعت اصحاب حدیث سے
اور اختیار کیا ہے اسکو ابن المنذر نے اور مدد دیتا ہے اسکو ظاہر قول ابن عباس کا اَرَادَ
اَنْ لَّا يُحْرِجَ اُمَّتَهٗ یعنے ارادہ کیا حضرت نے یہ کہ نہ حرج ہو میری امت کا پس
علت بیان کی (ابن عباس نے) ساتھ مرض کے اور ساتھ کسی اور چیز کے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ
انتہی اور امام **شعرانی** نے کشف الغمہ مین لکھا ہے کہ جمع کرنا حضرت کا ظہر اور
عصر اور مغرب اور عشا کو مدینہ مین سوائے خوف اور سوائے سفر کے ۔ اور ایک روایت

مین سوا تمیند کے جو وارد ہوا ہے سو نہین پہونچی ہے یہ بات بعض صحابہ کو انتہی اور جو
لوگ کہ بڑی ضرورت کیوقت گھر مین نماز جمع کرنے کے قائل نہین ہین دلائل اُن کے
یہ ہین پہلی دلیل ترمذی مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے
اس نے نقل کی نبی صلی اللہ تعالے علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو جمع کرے درمیان دو نمازون
کے سواے عذر کے پس تحقیق لایا ایک دروازہ دروازون بڑے گناہون سے
سو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہی کیونکہ اس حدیث کے راویون مین حنش
بن قیس ہے ۔ اور کہا ترمذی نے یہ ضعیف ہی نزدیک اہل حدیث کے ضعیف
کہا اسکو امام احمد وغیرہ نے اور محلی شرح موطا امام مالک مین
لکہا ہے کہ حنش بن قیس واہی ہے یعنے ضعیف ہی اور کہا حافظ ابن حجر نے
کہ لانا حاکم کا اس حدیث کو باعث اس کی غفلت کا ہے اور لایا ہی ابن جوزی اس
حدیث کو موضوعات مین انتہی دوسری دلیل موطا امام محمد مین ہی کہ کہا محمد نے
پہنچی ہمکو عمر بن الخطاب سے یہ بات کہ تحقیق حضرت عمر نے لکہا ملکون مین ساتھ منع کرنے
آنکے کے یہ بات کہ جمع کرین درمیان دو نمازون کے اور خبر کی انکو کہ جمع کرنا درمیان دو
نمازون کے ایک وقت مین بڑا گناہ ہے گناہون سے خبر کی ہمکو ساتھ اس بات کی بیکجشون نے
علی بن حارث سے اس نے مکحول سے سو جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو یہ روایت موقوف
ہی حضرت عمر پر اور روایت موقوف قابل حجت کے نہین ہوتی اور بیان اسکا مسئلہ چہارم مین
گذرا دوسرے روایت موطا امام محمد کی اگر مرفوع بھی ہوتی تو بھی صحیح مسلم کی مرفوع
حدیثون کے ساتھ ہرگز معارضہ نہ کرسکتی اور روایت موقوف کی تو اس کے سامنے
حقیقت ہی کیا ہے اور کب معارض ہو سکتی ہی

مسئلہ سی ام

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیثون صحیحہ کے یہ ہی جبکہ ہدایہ

میں کہا ہے وحکی الحسن اجماع المسلمین علی الثلث یعنے اور حکایت کی حسن نے
کہ اجماع ہے مسلمانوں کا اس بات پر کہ وتر تین ہی رکعت ہیں (یعنے نہ
کم ہیں اور نہ زیادہ) اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ
میں خلاف کیا ہے ان تین حدیثوں کا پہلی حدیث عن سعد بن ہشام
قال انطلقت الی عائشة رضی اللہ تعالی عنہا فقلت یا ام المؤمنین
انبئینی عن خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت الست تقرأ
القرآن قلت بلی قالت فان خلق نبی اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان القرآن قلت یا ام المؤمنین انبئینی عن وتر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت کنا نعد لہ سواکہ وطہورہ فیبعثہ
اللہ ما شاء ان یبعثہ من اللیل فیتسوک ویتوضأ ویصلی تسع رکعات لا یجلس
فیہا الا فی الثامنة فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم ینہض ولا یسلم
فیصلی التاسعة ثم یقعد فیذکر اللہ ویحمدہ ویدعوہ ثم یسلم تسلیما
یسمعنا ثم یصلی رکعتین بعد ما یسلم وہو قاعد فتلک احدی عشرة رکعة
یا بنی فلما اسن صلی اللہ علیہ وسلم واخذ اللحم اوتر بسبع وصنع فی
الرکعتین مثل صنیعہ فی الاولی فتلک تسع یا بنی وکان نبی اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا صلی صلوة احب ان یداوم علیہا وکان اذا غلبہ نوم
او وجع عن قیام اللیل صلی من النہار ثنتی عشرة رکعة
ولا اعلم نبی اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قرأ القرآن
کلہ فی لیلة ولا صلی لیلة الی الصبح ولا صام شہرا کاملا
غیر رمضان رواہ مسلم اور روایت ہے سعد بن ہشام سے کہا گیا میں
طرف حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پس کہا میں نے اے ماں مسلمانوں کی خبر دو

مجھکو خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے

کیا نہین پڑہا تونے قرآن کہا مین کہ ہان پڑہا ہے کہا حضرت عائشہ رضہ نے پس

تحقیق خلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تہا قرآن یعنے جو کچھ کہ قرآن مین اچہے

اخلاق و صفات مذکور ہین حضرت سے وہ اپنے مین حاصل کئے تہے کہا مین نے ہم

ہان ہمشون کی خبر دو مجھکو وتر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سے یعنے وقت

اور کیفیت اور تعداد رکعات اسکی سے پس کہا تہی ہم طیار کرتی واسطے حضرت

کے مسواک ان کی اور پانی وضو ان کے کا پس اٹہاتا انکو اللہ جب چاہتا یہہ کہ اٹہا وے

آخر رات کو پس مسواک کرتے اور وضو کرتے اور نماز پڑہتے نو رکعتین نہ بیٹہتے

ان مین مگر آٹہوین رکعت مین پس یاد کرتے اللہ کو اور تعریف کرتے اللہ کی اور

دعا مانگتے یعنے التحیات پڑہتے کہ التحیات مین ذکر اور حمد اور دعا ہے پہر کہڑے

ہوتے اور سلام نہ پہیرتے پس پڑہتے نوین رکعت پہر بیٹہتے پس یاد کرتے اللہ کو

اور تعریف کرتے اسکی اور دعا مانگتے اس سے پہر پہیرتے سلام کہ سناتے ہمکو یعنے

پکار کر سلام پہیرتے کہ ہم سنتے پہر پڑہتے دو رکعت بعد سلام کے بیٹہے ہوے پس

ہوئین گیارہ رکعتین اے بیٹے میرے پس جبکہ بڑی عمر کو پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بہاری ہو

گیا گوشت پڑہتے وتر سات رکعتین اور کرتے دو رکعتون مین مانند کرنے انکی پہلی

صورت مین یعنے اسیطرح بیٹہکر پڑہتے پس یہہ ہوئین نو رکعتین اے بیٹے میرے اور تہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑہتے کوئی نماز دوست رکہتے یہہ کہ ہمیشگی کرین اسپر اور

تہے جبکہ غالب ہوتی انپر نیند یا بیماری یعنی مانع ہوتی کہڑے ہونے سے رات کو پڑہتے دن کو

بارہ رکعتین اور نہین جانتی مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ پڑہا ہو قرآن سارا ایک

رات مین اور نہین جانتی مین کہ نماز پڑہی ہو کسی رات مین صبح تک یعنے اول سے آخر

تک اور نہین جانتی ہین کہ روزے رکہے ہون سارا مہینہ سوا رمضان کے روایت کیا اسحدیث کو مسلم نے

دوسری حدیث عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ
لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے رات مین تیرہ رکعت وتر
پڑھتے ان مین ساتھ پانچ رکعت کے نہ بیٹھتے کسی رکعت مین (یعنے تشہد کے لیے) مگر بیچ
آخر اسکے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے تیسری حدیث عَنْ
اَبِيْ اَيُّوْبَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ
حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِثَلَاثٍ
فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَ
النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ روایت ہے ابو ایوب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر حق ہے ہر مسلمان پر پس جو شخص چاہے کہ
پڑھے وتر پانچ رکعت پس چاہیے کہ کرے اور جو کوئی چاہے کہ وتر پڑھے تین رکعت پس چاہیے کہ
کرے اور جو کوئی چاہے کہ وتر پڑھے ایک رکعت پس چاہیے کہ کرے روایت کیا اس حدیث کو ابو داود
اور نسائی اور ابن ماجہ نے فائدہ کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ اس حدیث کو ابن حبان اور
دارقطنی اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے اسکو ابو حاتم نے اور ذہلی اور دارقطنی نے
علل مین اور موقوف ٹھیرایا اسکو بیہقی اور بہت لوگون نے کہا حافظ (یعنے ابن حجر نے)
کہ حق یہی ہے کہ یہ موقوف ہے ایک حدیث بخاری اور مسلم کی ابن عمر کی روایت سے اور ایک
حدیث بھی بخاری اور مسلم کی حضرت عائشہ کی روایت سے اور ایک حدیث بخاری کی نافع کی روایت
سے اور ایک حدیث سعید بن منصور کی بکر بن عبد اللہ مزنی کی روایت سے اور ایک حدیث طحاوی کی ا[illegible]
کی روایت سے اور ایک حدیث صحیح مسلم کی بھی ابن عمر کی روایت سے اور ایک حدیث طبرانی کی [illegible]
عباس کی روایت سے اور ایک حدیث بخاری کی بھی ابن عباس کی روایت سے یہ سات حدیثین مخالف

الامر تقسیم اور آگے تشہد نکر کی تین رکعت وتر پڑھنے کے باب میں صحابی کی روایتیں آگے آتی ہیں ۔

مسئلہ [illegible]

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہے جو کہ عینی شرح ہدایہ وغیرہ
فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے بَلْ يَتَشَهَّدُ عِنْدَ الثَّانِيَةِ وَلَا يُسَلِّمُ وَيَتَشَهَّدُ عِنْدَ الثَّالِثَةِ
وَيُسَلِّمُ یعنی نماز وتر میں دو رکعت پڑھ کر تشہد میں بیٹھے اور سلام نہ پھیرے تیسری رکعت پڑھ کر
تشہد میں بیٹھے اور سلام پھیرے ۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف
کیا ہے احادیث کا جو آگے آتی ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يَقْعُدُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ
روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
تھے وتر کرتے ساتھ تین رکعت کے نہ بیٹھتے کسی میں مگر ان کے آخر میں **فائدہ**
ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل میں لکھا ہے کہ کہا محمد بن نصر نے نہیں پائی ہم نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر ثابت صحیح کہ تحقیق حضرت نے وتر پڑھے ہوں ساتھ تین
رکعت کے ملی ہوئی ۔ بعد اس کے کہا ہاں ثابت ہوا حضرت سے کہ تحقیق انہوں نے وتر
پڑھے تین ولیکن نہیں بیان کیا راوی نے کہ آیا وہ اکٹھی تین رکعتیں یا جدا جدا ساتھ
بیچ یا دو سلام سے پڑھیں اور جو حدیثیں کہ تین رکعت وتر پڑھنے کے باب میں وارد ہوئی ہیں
اور جو حدیثیں کہ تین وتر پڑھنے سے منع کے باب میں آتی ہیں حافظ ابن حجر نے ان میں
یوں تطبیق دی ہے کہ نہ پڑھی جاویں تین رکعت ساتھ دو تشہد کے کہ مشابہت ہے ساتھ
نماز مغرب کے اور کہا کہ حدیثیں تین رکعت وتر پڑھنے کے حمل کی گئی ہیں ساتھ ایک تشہد کی جو کہ آخر
میں ہو اور روایت اس فعل کی جماعت سلف کی ہے انتہی راقم کہتا ہے کہ ابن حجر کا اس طرح
کہنا یعنی تین رکعت وتر کے بیچ میں نہ بیٹھنا اور اخیر ہی رکعت میں بیٹھنا موافق ہے
اس حدیث کے جو کہ حضرت عائشہ کی روایت سے اوپر مذکور ہوئی ۔ انتہی

امام اعظم کے نزدیک تین رکعت وتر جو دو تشہد کے ساتھ ہین تو اسباب مین دلیل انکی انکے مقلد
یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ دارقطنی[له] نے اور بیہقی نے روایت کی ہے عبد اللہ بن مسعود
سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر رات کی تین رکعت ہین مانند ان
کے وتر مغرب کی نماز کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے نہین قائم ہوتی ہے
ساتھ اسکے حجت اس لیے کہ عینی شرح ہدایہ مین لکھا ہے کہ کہا دارقطنی نے کہ
نہین روایت کیا اس حدیث کو اعمش سے مرفوعا سواے یحیی بن زکریا کے اور وہ ضعیف
ہے اور کہا بیہقی نے کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ موقوف ہے ابن مسعود پر اور کہا شوکانی نے نیل[له]
الاوطار مین کہ اس حدیث کے راویون مین یحیی بن زکریا بن ابی الحواجب ضعیف ہے

مسئلہ دوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیثون صحیحہ کے یہ ہے جو کہ درالمختار[له]
مین لکھا ہے کہ لم یفصل بسلام یعنے وتر کی نماز مین فرق کرے ساتھ سلام کے اور یہ
مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلہ مین ان پانچ حدیثون کا
پہلی حدیث عن ابن عمر[له] رضی اللہ تعالی عنہما قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم صلوۃ اللیل مثنی مثنی فاذا خشی احدکم الصبح صلی
رکعۃ واحدۃ توتر له ما قد صلی متفق علیہ روایت ہے ابن عمر رضی
اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز رات کی دو دو رکعت ہے
پس جب ڈرے ایک تمہارا ہونے سے صبح کے سے پڑھے ایک رکعت طاق کر دیگی اس
کے لیے اسکو کہ نماز پڑھی ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے دوسری حدیث
عن عائشۃ[له] رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوۃ العشاء الی الفجر احدی عشرۃ
رکعۃ یسلم من کل رکعتین و یوتر بواحدۃ متفق علیہ

روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز
پڑھتے درمیان اس کے کہ فارغ ہوں نماز عشا سے فجر تک گیارہ رکعتیں سلام پھیرتے
ہر دو رکعت پر اور وتر کرتے ساتھ ایک رکعت کے روایت کیا اس حدیث کو بخاری و
مسلم نے تیسری حدیث عن نافع ان عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کان یسلم بین الرکعۃ والرکعتین فی الوتر حتی یامر ببعض
حاجتہ رواہ البخاری روایت ہے نافع سے کہ تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما تھے سلام پھیرتے درمیان ایک رکعت کے اور دو رکعتوں کے بیچ وتر کے یہانتک
کہ حکم کرتے ساتھ بعض حاجت اپنی کے یعنے ایک رکعت اور دو رکعتوں کے درمیان
سلام پھیر کر بوقت ضرورت باتیں بھی کر لیتے تھے روایت کیا اس کو بخاری نے
چوتھی حدیث عن بکر بن عبد اللہ المزنی قال صلی ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما رکعتین ثم قال یا غلام ارحل لنا ثم قام فاوتر برکعۃ رواہ
سعید بن منصور باسناد صحیح روایت ہے بکر بن عبد اللہ مزنی سے کہ کہا نماز پڑھی
ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو رکعتیں پھر کہا اے غلام کوچ کرو واسطے ہمارے پھر کھڑے
ہوئے اور وتر پڑھا ساتھ ایک رکعت کے روایت کیا اس حدیث کو سعید بن منصور نے ساتھ
اسناد صحیح کے پانچویں حدیث عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ کان یفصل
بین شفعہ ووترہ بتسلیمۃ واخبر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یفعلہ رواہ
الطحاوی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تحقیق تھے فرق کرتے درمیان دو رکعت کے اور وتر کے
سلام سے اور خبر دی انہوں نے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ کرتے اسی طرح روایت
کیا اس کو طحاوی نے کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں اور اسناد اس حدیث کی قوی ہے
ترمذی نے کہا ہے کہ عمل اوپر اسی کے ہے نزدیک بعض اہل علم کے صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور تابعین سے اعتقاد کرتے تھے یہ کہ فصل کرے مرد درمیان دو رکعتوں کے اور تیسری کی وتر کرے ساتھ ایک

رکعت کا ادنیٰ کہتے ہیں امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور اکثر کہتا ہے

اگر کوئی شخص چاہے یکہ ایک رکعت وتر پڑھ لیا ہے تو درست ہے اور کوئی بھی شخص نہ پڑھے

تو بھی جائز ہے [illegible] چھٹی حدیث عن ابن عمر رضی

الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الوتر ركعة

من آخر الليل رواه مسلم روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وتر ایک رکعت ہے آخر رات کو روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے

ساتویں حدیث عن ابی ایوب رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حق على كل مسلم فمن احب ان يوتر بخمس

فليفعل ومن احب ان يوتر بثلث فليفعل ومن احب ان يوتر بواحدة

فليفعل رواه ابو داود والنسائي وابن ماجة روایت ہے ابی ایوب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر

حق ہے ہر مسلمان پر پس جو شخص چاہے کہ پڑھے وتر پانچ رکعت پس چاہیے کہ کرے اور جو

کوئی چاہے کہ وتر پڑھے تین رکعت پس چاہیے کہ کرے اور جو کوئی چاہے کہ وتر پڑھے ایک

رکعت پس چاہیے کہ کرے روایت کیا اس حدیث کو ابو داود اور ابن ماجہ نے آٹھویں

حدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال امر رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم بصلوة الليل ورغب فيها حتى قال عليكم بصلوة الليل

ولو ركعة رواه الطبراني روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا حکم کیا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ نماز رات کے اور رغبت دی اس میں یہاں تک کہ

فرمایا کہ تمہاری اوپر نماز رات کی ہے اگرچہ ہو ایک ہی رکعت روایت کیا اس حدیث کو طبرانی

نے نویں حدیث عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قيل له هل لك

في امير المؤمنين معاوية ما اوتر الا بواحدة قال اصاب انه فقيه

وفی روایة قال ابن ابی ملیکة اوتر معاویة بعد العشاء برکعة و
عنده مولی لابن عباس فاتی ابن عباس فاخبره فقال دعه فانه قد
صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواه البخاری روایت ہے ابن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہا گیا واسطے ان کے کیا ہے واسطے تمہارے بیچ امیر المومنین معاویہ
کے یعنے کیا فتوی دیتے ہو ان کے اس فعل میں کہ نہیں وتر پڑھتے مگر ایک رکعت
کہا ابن عباس نے اچھا کیا انہوں نے تحقیق وہ فقیہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کہا
ابن ابی ملیکہ نے کہ وتر پڑھے معاویہ نے پیچھے عشا کے ایک رکعت اور نزدیک اسکے تھا مولی
ابن عباس کا پس آیا وہ ابن عباس کے پاس پس خبر دی انکو کہا ابن عباس نے چھوڑ دے
انکو اس لیے کہ انہوں نے صحبت رکھی ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا
اسکو محمد بن اسمعیل بخاری نے **فائدہ** یہ حدیثیں صریح دلیل ہیں اس بات پر کہ ایک رکعت
وتر کہ جسکے پہلے کچھ بھی نہ پڑھا جاوے درست ہے اور جائز ہے اور اس باب میں اور بھی
حدیثیں ہیں اور اصل وتر ایک ہی رکعت ہے جیسا کہ احمد اور ابو داؤد
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے حضرت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوتروا یا اهل القرآن
فان اللہ تعالیٰ وتر یحب الوتر یعنے وتر پڑھو اے قرآن والو پس تحقیق
اللہ تعالیٰ طاق ہے دوست رکھتا ہے طاق کو اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اگرچہ وتر
کے معنی ایک اور تین اور پانچ اور سات اور نو بھی ہیں اور سب صحیح اور درست اور
حضرت کے اقوال و افعال سے ثابت لیکن خدا کے نزدیک زیادہ تر پسندیدہ وتر ایک ہی
ہے کیونکہ خدا بھی ایک ہی ہے اور ایک ہی رکعت وتر کو دوست رکھتا ہے پس ایسی
وتر پڑھنا حضرت کا ایک ہی رکعت ثابت ہوتا ہے جیسا کہ گذرا اور سید محمد صدیق حسن
نے ہدایۃ السائل الی ادلۃ المسائل میں لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے جمہور علما کا

عراقی الہلو صحابہ کہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے وہ یہ ہیں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت
عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور سعد بن ابی وقاص اور معاذ بن جبل اور ابی بن کعب
اور ابوموسی الاشعری اور ابوالدرداء اور حذیفہ اور ابن مسعود اور ابن عمر اور ابن عباس
اور معاویہ اور تمیم الداری اور ابوایوب الانصاری اور ابوہریرہ اور فضالہ بن عبید
اور عبداللہ بن الزبیر اور معاذ بن الحارث قاری اور وہ مختلف ہیں بیچ صحت اسکی کے اور
تابعین میں سے سالم بن عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ اور حسن بصری
اور محمد بن سیرین اور عطا بن ابی رباح اور عقبہ بن عبدالغافر اور سعید بن جبیر اور
نافع بن جبیر بن مطعم اور جابر بن زید اور زہری اور ربیعہ ابن ابی عبدالرحمان اور
سوا ان کے اور بھی ائمہ میں سے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور اوزاعی
اور اسحق اور ابوثور اور داؤد اور ابن حزم ہیں اور مجلی شرح موطا امام مالک میں
لکھا ہے کہ روایت کیا شافعی نے کہ تحقیق حضرت عمر رضہ داخل ہوئے مسجد میں پس نماز پڑھی ایک رکعت
پس کہا سوا اسکی نہیں کہ یہ نفل ہے پس جو چاہے زیادہ کرے اور جو چاہے کم کرے اور دلیل پکڑی
ہے ساتھ اسکے شافعی نے کہ تحقیق امر بیچ نفلوں کے فراخ ہے یعنے پڑھنے والے کو اختیار ہے
خواہ کم پڑھے خواہ زیادہ اور زرقانی شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ یہ
بات صحت کو پہنچ چکی ہے کہ صحابہ کی جماعت نے وتر فقط ایک ہی رکعت پڑھا ہے اور پہلے
اسکی کوئی نہیں پڑھتا اور تحقیق محمد بن نصر وغیرہ نے روایت کی ہے کہ تحقیق حضرت
عثمان نے پڑھا قرآن رات کو ایک ہی رکعت میں اور نہ پڑھی کوئی اور رکعت اور بخاری
میں ہے کہ سعد نے وتر پڑھا ایک ہی رکعت اور معاویہ نے وتر پڑھا ایک ہی رکعت اور اچھا
جانا اسکو ابن عباس نے اور کہا کہ تحقیق وہ (یعنے معاویہ) فقیہ ہے اور یہ
رد نہیں [illegible] ابن تیمیہ کے قول کا اسلیے کہ کہا اس نے کہ فقہا نے معاو
پہ عمل نہیں کیا۔ اور کہا ابن حجر نے فتح الباری شرح صحی

البخاری میں کہ ابن تین نے جو کہا ہے کہ فقہا ایک رکعت وتر پڑھنے کے قائل نہیں
ہوئے ہیں اُن کے اس قول کی طرف التفات نہ کی جاوے ۔ اور کہا نووی نے
شرح صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث کے نیچے کہ یہ حدیث
دلیل ہے اس بات پر کہ کم سے کم وتر ایک ہی رکعت ہے اور جو شخص فقط ایک ہی رکعت
وتر پڑھا کرے نماز اُس کی درست ہے اور یہی مذہب ہے ہمارا اور جمہور علماء کا اور
ابو حنیفہ جو کہتے ہیں کہ ایک رکعت وتر جائز نہیں اور ایک رکعت وتر پڑھنے والے
کی نماز ہوتی ہی نہیں سو رد کرتی ہیں اُن کے اس قول کو یہ حدیثیں صحیحہ جو کہ اوپر
مذکور ہوئیں) اور امام اعظم جو ایک رکعت وتر پڑھنے کے قائل نہیں ہیں تو دلیل
اُن کی اُن کے مقلد اس باب میں یہ حدیث پیش کرتے جو کہ محلی شرح موطا
امام مالک میں ہے کہ روایت کی عبد الحق نے بیچ احکام کے جہت ابن عبد البر
سے اُس نے روایت کی خدری سے کہ تحقیق حضرت نے منع کیا ایک رکعت پڑھنے سے یعنی
کہ نماز پڑھی مرد وتر کرے ایک سے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے نہیں
قائم ہوتی ہے ساتھ اس کے حجت اس لیے کہ محلی شرح موطا امام مالک میں کہا ہے
کہ بیچ اسناد اس حدیث کے عثمان بن ربیعہ ہے اور وہ ضعیف ہے) کہا اور غالب یہ حدیث اگر وہ کم

مسئلہ سی و سوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثوں کے ہے جو کہ عینی نے
شرح ہدایہ میں کہا ہے ولا تجب الشفعۃ الواجبۃ [illegible]
کہ حکم پیغمبر صلعم [illegible] اور یہ مذہب ہے امام [illegible] کا سو امام اعظم نے خلاف
اس مسئلہ میں ایک تو حدیث کا جو کہ مسئلہ سی و یکم میں پہلے گذر چکی اور نہ
[illegible] کا جو کہ مسئلہ سی اور دوم میں اوپر مذکور ہوئیں ۔

مسئلہ سی وچہارم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثون کے یہ ہے جو کہ عینی شرح
ہدایہ اور رد المحتار اور فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون
مین لکھا ہے فِي الْمُحِيطِ لَا يَجُوزُ أَنْ يُوتِرَ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ
وَلَا عَلَى الرَّاحِلَةِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ یعنے محیط مین ہے کہ وتر بیٹھ کر پڑھنے بھی اور
سواری پر پڑھنی بھی بغیر عذر کے جائز نہین ہین اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو
امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلے مین ان دو حدیثون کا پہلی حدیث عن
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي
فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ يُومِئُ إِيمَاءً صَلَاةَ اللَّيْلِ
إِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے ابن عمر رضی
اللہ تعالی عنہما سے کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے سفر مین اپنی
سواری پر جس طرف متوجہ کرتی سواری انکو اشارہ کرتے اشارہ کرتا پڑھتے سفر مین سواری
پر نماز شب کی سوا فرض کے اور وتر بھی پڑھتے سواری پر روایت کیا اسحدیث
کو بخاری اور مسلم نے دوسری حدیث وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت
ہے انہی سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے وتر پڑھتے اونٹ پر روایت
کیا اسحدیث کو مسلم نے **فائدہ** کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہہ حدیث دلیل
ہے واسطے مذہب ہمارے یعنی شافعیہ اور مذہب امام مالک اور امام احمد
اور جمہور علماء کی اسبات پر کہ سفر مین سواری پر وتر پڑھنے جائز ہین خو
کا خواہ کسی طرف کو ہو اور وتر سنت مین نہین ہین واجب اور کہا ابوحنیفہ نے وتر و
نہین جائز ہے پڑھنا انکا سواری پر اور دلیل ہماری یہہ حدیثین ہین جو کہ مذکور ہو

مسئلہ سی و پنجم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ اِنْ صَلّٰی ثَمَانَ رَکَعَاتٍ بِتَسْلِیْمَةٍ جَازَ وَتُکْرَہُ الزِّیَادَةُ عَلٰی ذٰلِکَ یعنے کہا ابو حنیفہ نے کہ اگر آٹھ رکعت نماز نفل ایک سلام سے پڑھے تو جائز ہے اور آٹھ سے زیادہ نفل پڑھنے ایک سلام سے مکروہ ہیں۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے صحیح مسلم کی حدیث کا جو کہ سعد بن ہشام کی روایت سے مسئلہ سی ام میں مذکور ہو چکی

مسئلہ سی و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثوں کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے لَا یَقْنُتُ فِیْ صَلٰوةٍ غَیْرِهَا یعنے نہ قنوت پڑھے سوائے (نماز وتر کے) اور نمازوں میں۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلی حدیث عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقْنُتُ فِی الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ روایت ہے براء بن عازب رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے قنوت پڑھتے بیچ نماز صبح کے اور مغرب کی روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابوداود اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ دوسری حدیث عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سُئِلَ هَلْ قَنَتَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَقَالَ نَعَمْ فَقِیْلَ لَہٗ قَبْلَ الرُّکُوْعِ اَوْ بَعْدَہٗ

الرکوع قال بعد الرکوع رواہ ابوداود روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے
کہ تحقیق وہ پوچھے گئے کیا قنوت پڑہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ نماز صبح کے پس
کہا ہان پس کہا گیا واسطے ان کے قبل رکوع کے یا بعد رکوع کے کہا بعد رکوع کے روایت کیا
اس حدیث کو ابوداود نے **فائدہ** کہا نووی نے شرح صحیح مسلم میں ہے ایسا ہے مستحب
ہونے قنوت کا سب نمازون میں جب نازل ہوتا ہے مسلمانون کے کوئی حادثہ اور پناہ
دے اللہ اس سے اور مستحب ہے پڑہنا قنوت کا بیچ نماز صبح کے ہمیشہ اور محل اس کے
پڑہنے کا رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے اخیر رکعت میں اور مستحب ہے بلند پڑہنا قنوت
کا مذہب امام شافعی کا یہی ہے کہ تحقیق سنت ہے پڑہنا قنوت کا بیچ نماز صبح کے ہمیشہ
اور شیخ ابن ہمام نے **فتح القدیر** میں لکھا ہے کہ کہا حازمی نے بیچ کتاب ناسخ اور
منسوخ کے کہ تحقیق روایت کی گئی ہے یعنی قنوت بیچ نماز فجر کے خلفاء اربعہ وغیرہ
لوگون سے مثل عمار بن یاسر اور ابی بن کعب اور ابی موسے اشعری اور ابن عباس
اور ابی ہریرہ اور براء بن عازب اور انس اور سہل بن سعد ساعدی اور معاویہ بن ابی
سفیان اور حضرت عائشہ کے اور کہا گئے ہین طرف اسکی اکثر صحابہ اور تابعین اور ذکر
کیا تابعین مین سے ایک جماعت کا انتہی۔ اور حنفیہ وغیرہ جو کہ قائل اس کے نہین ہین تو دلیل
ان کی یہ حدیث ہے جو کہ **احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ**
مین روایت ہے سعید بن طارق اشجعی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہا مین نے اپنے
باپ کو اے باپ میرے تحقیق نماز پڑہی تو نے پیچھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابی بکر
اور عمر اور عثمان اور علی کے کیا قنوت پڑہتے تھے وے بیچ نماز فجر کے کہا اے بیٹے
میرے یہ بدعت ہے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے سو **جواب** اسکا یہ ہے
کہ کہا طیبی نے نفی کرنا اس صحابی کا نہین لازم آتا نفی قنوت پر کیونکہ اس نے شہ
اسکی نفی کی دی ہے اور جماعت دوسری مثل حسن اور ابی ہریرہ اور

اور ابن عباس وغیرہ صحابہ نے شہادت اسکی اثبات کی دی ہے اور سبل میں کہا ہے اور مروی ہے خلاف اسکا خلفا اربعہ سے اور تطبیق ان دونوں کی اسطرح ہے کہ حضرت کبھی صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے اور کبھی نہین پڑھتے تھے اسی طرح لکھا ہے مسک الختام شرح بلوغ المرام

مسئلہ سی و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے لَا تَجُوْزُ فِي الْقُرٰى یعنے جمعہ نہین جائز ہے گاؤن مین اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ اَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ لَجُمُعَةٌ جُمِّعَتْ بِجُوَاثَا قَرْيَةٍ مِّنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ قَالَ عُثْمٰنُ قَرْيَةٌ مِّنْ قُرٰى عَبْدِ الْقَيْسِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْدَاؤدَ وَاللَّفْظُ لَهٗ اور روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق اول جمعہ کہ جمعہ پڑھا گیا اسلام مین پیچھے جمعہ کے کہ جمعہ پڑھا گیا بیچ مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ مدینہ کے البتہ جمعہ ہی کہ جمعہ پڑھا گیا بیچ مسجد جواثی کے کہ گاؤن ہے گاؤن بحرین سے کہا عثمان نے وہ ایک گاؤن ہے گاؤن عبد القیس سے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور ابو داؤد نے اور لفظ اسکے ابو داؤد کے ہین **فائدہ** بخاری نے اس حدیث پر یون باب باندھا ہے کہ یہ باب ہے جمعے کا بیچ قری یعنے گاؤن کے انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ پڑھنا گاؤن مین درست ہے اور جواثی گاؤن ہے شہر نہین اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مسجد عبد القیس بیچ بحرین کے گاؤن مین ہے کہ نام اس گاؤن کا جواثی ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ جواثی گاؤن ہے شہر نہین اور مولوی سلام اللہ حنفی نے محلی شرح موطا امام مالک میز

لکھا ہے کہ جواثی نام گاؤن کا ہے گاؤن بحرین سے اسیطرح ہے بیچ روایت وکیع کے ابن طہمان
سے نزدیک ابو داود کے اور دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے امام شافعی اور امام احمد اور
اسحاق نے اوپر پڑھنے جمعہ کے گاؤن میں **فائدہ** ابو داؤد کی حدیث جو اوپر مذکور ہوئی
وکیع اسکا راوی ہے اور وہ اس حدیث کے یہ تفسیر کرتا ہے کہ جواثی گاؤن ہے اور قسطلانی
شرح صحیح بخاری میں ہے کہ کہا نووی نے کہ مذہب امام شافعی اور محققین اصولیین کا
یہ ہے کہ تحقیق تفسیر راوی کی مقدم ہے جس وقت کہ نہ مخالف ہو ظاہر کے اس سے بھی معلوم
ہوا کہ جواثی گاؤن ہے شہر نہیں اور شوکانی نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ بیچ
روایت ابن ابی شیبہ کے ہے کہ عمر بن الخطاب نے طرف اہل بحرین کے لکھا کہ جمعہ پڑھو
جہان کہ ہو تم اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ نے اور یہ شامل گاؤن اور شہرون
دونون کے لیے ہے اور بیہقی لیث بن سعد سے لایا ہے کہ جمعہ پڑھتے تھے اہل
شہر کے اور اس کے گرد کے رہنے والے بیچ عہد حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ساتھ
حکم انکے اور بیچ انکے جماعت صحابہ کی تھی اور عبد الرزاق ساتھ اسناد صحیح کے ابن عمر سے لایا
ہے کہ وہ دیکھتے تھے اہل میاہ کو درمیان مکہ اور مدینہ کے کہ جمعہ پڑھتے تھے اور عیب نہیں کرتے
تھے اوپر انکے اور بیچ وقت اختلاف صحابہ کے مقرر رجوع طرف مرفوع کی ہے اور بیچ اس باب کے سوا
اسکے اور بھی حدیثین ہیں انتہی اور محلی شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ روایت کیا
بیہقی نے کہ تحقیق ابا ہریرہ نے لکھا طرف حضرت عمر کی کہ پوچھتے تھے ان سے جمعہ سے اور وہ بحرین
میں تھے پس لکھا حضرت عمر نے طرف ابا ہریرہ کی کہ جمعہ پڑھو جسجگہ کہ ہو تم اور امام شعرانی
نے میزان شعرانی میں لکھا ہے کہ بیہقی نے روایت کی ہے ام عبد اللہ دوسیہ سے رضی اللہ تعالی
عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ واجب ہے اوپر ہر ایک گاؤن کے اور اگرچہ
نہوین بیچ اسکے مگر چار یعنی جس گاؤن میں فقط چار آدمی رہتے ہون وہان بھی اوپر جمعہ فرض ہے اور
انہین نے کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ کہتے تھے ابن مسعود کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کو فرماتے تھے جمعہ واجب ہے ہر گاؤن پر اور اگرچہ نہ ہون بیچ اس کے مگر چار اور کہا شاہ
ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ جمعہ واجب ہے ہر گاؤن پر فائدہ
پس معلوم ہوا کہ گاؤن مین جمعہ پڑہنا بیشک سنت اور مستحب ہے اور جو گاؤن مین جمعہ نہ پڑہتے
یا اور مکروہ و بدعت جانتے وہ قرآن اور حدیث اور اجماع کے مخالف ہین اس لیے کہ جمعہ فرض ہے
فرضون خدا تعالی کے سے ثابت ہے ساتھ کلام اللہ اور حدیث اور اجماع کے ۔

مسئلہ سی و ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف ہے پیغمبر کی صحیح حدیثون کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور کنز الدقائق
اور رد المحتار اور فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے
قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ لَیْسَ فِی الْاِسْتِسْقَاءِ صَلوٰةٌ مَسْنُوْنَةٌ فِی الْجَمَاعَةِ یعنی کہا ابو حنیفہ
نے کہ نماز استسقا مین جماعت کے ساتھ نماز پڑہنی سنت نہین ہے اور یہ مذہب امام اعظم
کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان تین حدیثون کا پہلی حدیث
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ اِلَی الْمُصَلّٰی یَسْتَسْقِیْ فَصَلّٰی بِهِمْ رَکْعَتَیْنِ جَهَرَ فِیْهِمَا بِالْقِرَاءَةِ وَ
اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ یَدْعُوْ وَرَفَعَ یَدَیْهِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ مُتَّفَقٌ
عَلَیْهِ روایت ہے عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا نکلے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ لوگون کے
طرف عیدگاہ کی واسطے طلب مینہ کے پس پڑہی ساتھ صحابہ کے دو رکعت پکار کر پڑہی انہین قراءۃ اور
سامنے ہوے قبلے کے دعا کرتے تھے اور اٹہائے دونون ہاتھ اپنے دعا کے لیے اور پہیر چادر اپنی جس وقت
سامنے ہوے قبلے کے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے دوسری حدیث عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ
تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَاضِعًا مُتَبَذِّلًا مُتَخَشِّعًا
مُتَضَرِّعًا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَمَا یُصَلِّیْ فِی الْعِیْدِ لَمْ یَخْطُبْ خُطْبَتَکُمْ هٰذِهٖ رَوَاهُ
اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ عَوَانَةَ

و ابن حبان روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا نکلے نبی صلی اللہ [illegible] کپڑے
اچھے نہ پہنے ہوئے خشوع کرتے عاجزی کرتے گڑگڑاتے پھر پڑھی دو رکعتین جیسا پڑھتے ہین عید مین
نہ خطبہ پڑھا جیسا خطبہ تمہارا یہ ہے [illegible] روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اسکو ترمذی اور ابو عوانہ اور ابن حبان نے عن

عائشة رضي الله تعالى عنها قالت شكا الناس إلى رسول الله صلى الله
وآله وسلم قحوط المطر فأمر بمنبر فوضع له في المصلى ووعد
الناس يوما يخرجون فيه فخرج حين بدا حاجب الشمس فقعد على
المنبر فكبر وحمد الله ثم قال إنكم شكوتم جدب دياركم وقد أمركم الله
أن تدعوه ووعدكم أن يستجيب لكم ثم قال الحمد لله رب العالمين
الرحمن الرحيم مالك يوم الدين لا إله إلا الله يفعل ما يريد اللهم أنت
الله لا إله إلا أنت الغني ونحن الفقراء أنزل علينا الغيث واجعل
ما أنزلت علينا قوة وبلاغا إلى حين ثم رفع يديه فلم يزل حتى
رأى بياض إبطيه ثم حول إلى الناس ظهره وقلب رداءه وهو رافع
يديه ثم أقبل على الناس ونزل وصلى ركعتين فأنشأ الله سحابة
فرعدت وبرقت ثم أمطرت رواه أبو داود وقال غريب و
إسناده جيد روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا شکایت کی
لوگون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ برسنے پانی کی پس حکم کیا منبر کا پھر رکھا
گیا ان کے واسطے عیدگاہ مین اور وعدہ کیا لوگون سے ایک دن کا کہ نکلین اسمین پس
نکلے جب ظاہر ہوا کنارہ آفتاب کا پھر بیٹھے منبر پر پھر تکبیر کہی اور تعریف کی اللہ کی [illegible]
شکوہ کیا تمنے اپنے ملک کی خشک سالی کا اور البتہ حکم فرمایا اللہ نے دعا
اور وعدہ فرمایا کہ قبول فرماویگا تمسے پھر فرمایا سب تعریف اللہ کو ہے جو

ساری جہان کا بڑا مہربان نہایت رحم والا مالک ہے انصاف کے دن کا نہیں کوئی لائق پوجنے کے کوئی کرتا ہے جو چاہے اور اسکو پرواہ نہیں لائق پوجنے کے مگر تو بے پروا ہے اور ہم فقیر ہین بھیج ہمپر باران اور کر جو اتارا تو نے ہمپر قوت اور پہنچنا ایک وقت تک پھر کہا حضرت نے ہاتھ اپنے پھر اوپر کی طرف کیا اُن کو یہانتک کہ نظر آتی تھی سفیدی اُن کی بغلون کی پھر پھیری لوگون کیطرف پیٹھ اپنی اور پلٹ کی اور پھیری اپنی چادر اور حالانکہ اٹھائے ہوئے تھے اپنے ہاتھ پھر متوجہ ہوئے لوگون پر اور نیچے اُترے اور پڑھی دو رکعتین پھر خدا نے کیا ابر پاک اور برق کی اور گرجکا پھر برسا روایت کیا اسحدیث کو ابو داؤد نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور اسناد اسکی صحیح ہے **فائدہ** کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ابو حنیفہ نے کہ استسقا مین نماز پڑھنی سنت نہین ہے (بلکہ اتنا کافی ہے کہ استسقا کیا جاوے ساتھ دعا کے بغیر پڑھنے نماز کے اور کہا تمام علمانے سلف اور خلف صحابہ اور تابعین نے اور جو بعد انکے تھے استسقا مین نماز پڑھنی سنت ہے اور اور اسبات مین سواے ابو حنیفہ کے کسی نے بھی مخالفت نہین کی

مسئلہ دہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف بہت سی صحیح حدیثون کے ہے جو کہ **شرح وقایہ** اور ہدایہ اور در المختار اور فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے بلا قلب ذرایۃ یعنے استسقا مین پلٹ کر چادر نہ اوڑھے۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا پہلی حدیث ابو داؤد کی حضرت عائشہ کی روایت سے مسئلہ ہشتم مین اوپر مذکور ہوئی دوسری

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَسْقٰى لَنَا أَطَالَ الدُّعَاءَ وَأَكْثَرَ الْمَسْأَلَةَ قَالَ ثُمَّ تَحَوَّلَ إِلَى الْقِبْلَةِ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ

فَقَلَّبَهٗ ظَهْرَ الْبَطْنِ وَتَحَوَّلَ النَّاسُ مَعَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ روایت ہے عبد اللہ بن
زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کہ مینہ
مانگا واسطے ہمارے لینی کی دعا اور بہت کیا سوال کہا راوی نے پھر پھرے قبلے کیطرف
اور پلٹ کر اوڑھی چادر اپنی یس ظاہر چادر کا باطن کر دیا (یعنے چادر کو الٹا دیا) اور
پھرے لوگ ساتھ حضرت کے روایت کیا اس حدیث کو احمد نے **فائدہ** کہا شوکانی
نے نیل الاوطار میں کہ اصل حدیث کی صحیح بخاری میں ہے کہا نووی نے شرح
صحیح مسلم میں کہ امام شافعی اور امام مالک اور جمہور علماء نے دلیل پکڑی ہے
ساتھ اس حدیث کی اس بات پر کہ استسقا میں چادر پلٹ کر اوڑھنی مستحب ہے لیکن ابو حنیفہ
اس بات سے قائل نہیں ہیں اور نزدیک شافعیہ کے مثل امام کے مقتدیونکو بھی امام کے
ساتھ ہی چادر پلٹ کر اوڑھنی مستحب ہے اور یہی بات کے قائل ہیں امام مالک وغیرہ اور مخالف
اس بات کے (یعنے مقتدیونکو چادر پلٹ کر اوڑھنے کے باب میں) اکثر احادیث علماء کوفہ ہیں اور حدیث
اس شخص کے رد میں ہے جو انکار کرتا ہے اس بات کا اسیطرح لکھا ہے شوکانی نے نیل الاوطار میں

مسئلہ چہلم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثوں کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور
کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی
کتابون میں باب الاستسقاء میں لکھا ہے کہ لَاخُطْبَةَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی
نماز استسقا میں خطبہ پڑھنا نہیں جائز ہے امام اعظم کے نزدیک سو امام اعظم نے اس مسئلے
میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلی حدیث ابو داؤد کی اس باب میں پہلے
ہے جو کہ حضرت عائشہ کی روایت سے مسئلہ سی و هفتم میں پہلے گزری دوسری
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ خَرَجَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا یَسْتَسْقِیْ فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ بِلَا اَذَانٍ

وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ خَطَبَنَا وَدَعَا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ ثُمَّ قَلَبَ رِدَاءَهُ فَجَعَلَ الْأَيْمَنَ عَلَى الْأَيْسَرِ وَالْأَيْسَرَ عَلَى الْأَيْمَنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا نکلے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم ایک دن مینہ مانگنے کو پس نماز پڑھائی ہمکو دو رکعتیں بغیر اذان اور بغیر تکبیر کے پھر خطبہ سنایا ہمکو اور دعا مانگی اللہ عزوجل سے اور پھیرا منہ اپنا طرف قبلہ کی دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے پھر پلٹ کر اوڑھی چادر اپنی پس کیا داہنی طرف کو بائیں طرف اور بائیں طرف کو داہنی طرف روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ روایت کیا اسکو ابو عوانہ اور بیہقی نے اور کہا بیہقی نے اکیلا ہوا ہے ساتھ اسکے نعمان بن راشد اور کہا خلال نے باب میں کہ راوی اسکے ثقہ ہیں تیسری حدیث عن عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِينَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَدَعَا رَوَاهُ أَحْمَدُ روایت ہے عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف عیدگاہ کی پس مینہ مانگا اور پلٹ کر اوڑھی چادر اپنی جب سامنے ہوئے قبلے کے اور شروع کی نماز پہلے خطبہ کے پھر سامنے ہوئے قبلے کے پھر دعا مانگی روایت کیا اس حدیث کو احمد نے

مسئلہ چہل و یکم

ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی پانچ حدیثوں کے ہے جو کہ ہدایہ اور رد المحتار شرح در المختار میں گہن کی نماز کے باب میں لکھا ہے مسئلہ يُصَلِّي الْإِمَامُ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ كَهَيْئَةِ النَّافِلَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ رُكُوعٌ وَاحِدٌ یعنی نماز پڑھائے

امام ساتھ آدمیوں کے دو رکعتیں پانچ ہیئت لفظوں کی ذکر ہے ہر رکعت میں ایک
رکوع اور سجدہ سب اماموں کا ہے سوا امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان
پانچ حدیثوں کا پہلی حدیث عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَهَرَ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهِ فَصَلّٰى
اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَفِيْ
رِوَايَةٍ لَهُ فَبَعَثَ مُنَادِيًا يُنَادِيْ اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ روایت ہے حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار کر پڑھی گہن کی نماز
میں قراءت اسکی پس ادا کیے چار رکوع دو رکعت میں اور چار سجدے روایت کیا اس
کو بخاری اور مسلم نے اور یہ لفظ مسلم کے ہیں اور اسکی ایک روایت میں ہے پس بھیجا پکارنے والا
کو کہ پکار دی اور نماز جماعت کے لیے دوسری حدیث عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ
عَنْهُمَا قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
فَصَلّٰى فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا
ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا
وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ
الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ
رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ
دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ
فَخَطَبَ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے
کہا گہن میں آیا آفتاب زمانے میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس
اور کیا قیام طویل بمقدار سورہ بقرہ کے قراءۃ کی پھر رکوع کیا لمبا پھر اٹھایا سر
طویل اور وہ کم تھا پہلے قیام سے پھر کیا رکوع طویل اور وہ کم تھا پہلے رکوع

سجدہ کیا پھر اٹھایا سر پھر کیا قیام طویل اور وہ کم تھا پہلے قیام سے پھر کیا رکوع طویل
اور وہ کم تھا اس پہلے رکوع سے پھر سر اٹھایا پھر کیا قیام طویل اور وہ کم تھا اس پہلے
قیام سے پھر رکوع کیا طویل اور وہ کم تھا اس پہلے رکوع سے پھر سر اٹھایا پھر سجدہ کیا
پھر سلام پھیرا اسوقت کہ روشن ہو چکا تھا آفتاب پھر خطبہ سنایا لوگونکو روایت کیا
اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے **تیسری حدیث** وَعَنْهُ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ صَلَّى فِي زَلْزَلَةٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَقَالَ هٰكَذَا صَلٰوةُ
الْآيَاتِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَذَكَرَ الشَّافِعِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
مِثْلَهُ دُونَ آخِرِهِ روایت ہے اسی سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز
پڑھی زلزلے میں چھ رکوع اور چار سجدے سے اور فرمایا اسیطرح ہے نماز نشانیون
کے ظہور کی روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے اور ذکر کیا شافعی نے علی بن ابی طالب
رضی اللہ تعالی عنہ سے اوس کی مانند اوسکی آخر کے سوا **چوتھی حدیث** عَنْ
جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَصَلَّى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِأَرْبَعِ سَجَدَاتٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ روایت ہے جابر رضی
اللہ تعالی عنہ سے کہا گہن میں آیا سورج بیچ زمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
جسدن کہ مرے ابراہیم بیٹے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کیا نماز پڑھی (حضرت نے)
ساتھ لوگون کے چھ رکوع ساتھ چار سجدون کے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے
پانچوین حدیث عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ انْكَسَفَتِ
الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَقَرَأَ سُورَةً
مِنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ الثَّانِيَةَ فَقَرَأَ
سُورَةً مِنَ الطُّوَلِ ثُمَّ رَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا

هُوَ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ يَدْعُوْ حَتّٰى انْجَلٰى كُسُوْفُهَا رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ روایت ہے
ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا گہن ہوا آفتاب کا بیچ زمانے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے پس نماز پڑھائی حضرت نے صحابہ کو پس پڑھی ایک سورۃ لمبی سورتون
مین سے اور رکوع کیے پانچ اور سجدے کیے دو سجدے پھر کھڑے ہوئے دوسری
رکعت مین پھر پڑھی ایک سورۃ لمبی سورتون مین سے پھر رکوع کیے پانچ اور سجدے
کیے دو پھر بیٹھے وہ جیسے کہ تھے بیٹھے ہیئت نماز پر سامنے قبلے کے دعا مانگتے رہے یہان
تک کہ جاتا رہا گہن آفتاب کا روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے **فائدہ**
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ہے
کہ گہن کی نماز مین ہر رکعت مین دو قیام اور دو قرات اور دو رکوع کرے اور سجدے
دو ہی کرے مثل اور نمازون کی اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام مالک اور امام احمد
اور ابو ثور اور جمہور علما اور کہا کوفیون نے دو رکعتین پڑھے اور نفلون کی طرح اور
دلیل ان کی جو روایتین کہ خلاف ان حدیثون کے آئی ہین وہ سب مخالف اور معلل
اور ضعیف ہین اور کہا ایک جماعت نے علماؤن مین سے کہ جن مین سے ہین اسحاق
بن راہویہ اور ابن خزیمہ اور ابن منذر کہ جس جس طرح سے حضرت سے پڑھنا اس نماز کا ثابت
ہوا ہر ان سب طرح سے پڑھنا اس نماز کا جائز ہے پھر کہا نووی نے کہ قوی بات یہی ہے انتہی مختصرا

مسئلہ چہل و دوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثون کے یہ ہے کہ ہدایہ اور
کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی
کتابون مین لکھا ہے لَيْسَ فِي الْكُسُوْفِ خُطْبَةٌ لِاَنَّهُ لَمْ يُنْقَلْ یعنی گہن کی
مین خطبہ نہین ہے اس لیے کہ نہین نقل کیا گیا۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے
امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا پہلی حد

بخاری اور مسلم کی ابن عباس کی روایت سے مسئلہ چہل و یکم میں اوپر مذکور
ہوئی دوسری حدیث عن اسماء رضی اللہ تعالی عنہا قالت
فانصرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد تجلت الشمس فخطب
فحمد اللہ بما هو اهله ثم قال اما بعد رواه البخاری ومسلم وا
اللفظ للبخاری روایت ہے اسما رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا انہوں نے پھرے
رسول خدا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یعنے نماز گہن کی سے اور تحقیق روشن
ہوا آفتاب پس خطبہ پڑہا حضرت نے پس تعریف کی اللہ کی ساتھہ اُس تعریف کے کہ وہ لائق
ہے اُسکے۔ پھر کہا اما بعد روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور لفظ اسکے واسطے بخاری کے ہیں

مسئلہ چہل و سوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث صحیح کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری
میں لکھا ہے ویطول القراءة فیهما ویخفی عند ابی حنیفة یعنی اور لمبی کرے
قراءت گہن کی دو رکعتوں میں اور خفیہ پڑہے نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے
سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے بخاری اور مسلم کی بہی
اُس حدیث کا جو کہ حضرت عائشہ کی روایت سے مسئلہ چہل و یکم میں پہلے گذر چکی ہے۔

مسئلہ چہل و چہارم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا اور اُن کے شاگرد ابو یوسف اور محمد کا مخالف صحیح حدیث کے
یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور
فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے فان قید
الخامسة بسجدة بطل فرضه عندنا یعنے اگر اس نے پانچویں رکعت کا سجدہ
کیا باطل ہوگا فرض اس کا ہمارے نزدیک فائدہ یعنے نزدیک امام اعظم اور انکے شاگردوں کے

دیکھنا کا یہ ہے کہ کسی نے چار رکعت نماز پڑھنی تھی اور بھول کر پانچ رکعت پڑھ گیا تو اس
صورت میں نماز اسکی باطل ہو جاوے گی از سر نو پڑھنی چاہیے سو اس مسئلہ میں امام
اعظم اور انکے شاگرد ابو یوسف اور محمد نے خلاف کیا ہے حدیث کا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّی الظُّهْرَ
خَمْسًا فَقِیْلَ لَهٗ اَزِیْدَ فِی الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّیْتَ خَمْسًا
فَسَجَدَ سَجْدَتَیْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ روایت ہے عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ظہر کی پانچ
رکعت پس کہا گیا واسطے ان کے کیا زیادتی کی گئی نماز میں پس فرمایا تمہارے پوچھنے
کا کیا سبب ہے عرض کیا صحابہ نے پڑھی آپ نے نماز پانچ رکعت پس سجدے
کیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سجدے بعد سلام پھیرنے کی روایت کیا اس
حدیث کو بخاری اور مسلم نے **فائدہ** کہا ترمذی نے حدیث ابن مسعود کی
حدیث حسن صحیح ہے اور عمل اوپر اس کے ہے بعض اہل العلم کا کہتے ہیں کہ جب نماز پڑھی کوئی شخص
ظہر کی پانچ رکعت بھول کر پس نماز اسکی جائز ہے پس سجدے کرے سہو کے دو سجدے
اور اگرچہ نہ بیٹھے چوتھی رکعت میں اور یہی قول ہے امام شافعی اور امام احمد اور اسحق
کا اور کہا بعض اہل کوفہ نے جبکہ نماز پڑھے ظہر کی کوئی شخص پانچ رکعت اور نہ بیٹھے چوتھی
میں بمقدار تشہد کی فاسد ہوتی ہے نماز اسکی اور یہ قول سفیان ثوری اور بعض اہل
کوفہ کا ہے۔ اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہ یہ حدیث دلیل
ہے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور جمہور سلف اور خلف کے مذہب کی کہ جو
شخص کہ بھول کر اپنی نماز میں ایک رکعت زیادہ پڑھ جاوے نماز اسکی باطل نہیں
اور کہا ابو حنیفہ اور اہل کوفہ نے کہ اگر بھول کر ایک رکعت زیادہ پڑھ جاوے تو نماز اس
باطل ہو جاتی ہے اور لازم ہے اسکو اعادہ اسکا اور یہ حدیث رد اس مسئلہ میں

ابوحنیفہ اور کوفیوں کے مذہب کے رد میں ہے ٭

مسئلہ چہل و پنجم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثوں سے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے لَا یُصَلّٰی عَلٰی مَیِّتٍ فِیْ مَسْجِدِ جَمَاعَۃٍ یعنی نہ پڑھی جاوے میت پر نماز جنازہ کی مسجد میں اور یہ مذہب امام اعظم کا اور ان کے شاگردوں امام محمد اور ابو یوسف کا ہے سوا امام اعظم اور ان کے شاگرد امام محمد و ابو یوسف نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان تین حدیثوں کا پہلی حدیث عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا لَمَّا تُوُفِّیَ سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَتْ اُدْخُلُوْا بِہِ الْمَسْجِدَ حَتّٰی اُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَاُنْکِرَ ذٰلِکَ عَلَیْہَا فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی ابْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ سُہَیْلٍ وَاَخِیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت ہے ابی سلمہ بن عبد الرحمان رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ جب وفات ہوئی سعد بن ابی وقاص کی کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے داخل کرو انکو مسجد میں تاکہ نماز پڑھوں میں انپر پس انکار کیا گیا یہ حضرت عائشہ پر پس فرمایا حضرت عائشہ نے قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق نماز پڑھی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر دونوں بیٹوں بیضا کے مسجد میں یعنی سہیل اور بھائی اس کے کی روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے **فائدہ** یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ جنازہ کی نماز پڑھنی عورتوں کو بھی جائز ہے اور زرقانی شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے جمہور علماء نے اوپر جائز ہونے نماز کو اوپر جنازہ کے مسجد میں اور نووی شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے شافعی اور اکثر لوگوں کی بیچ جائز ہونے نماز کے اوپر میت کی مسجد میں اور جواز

کہ اسکے قائل ہین اونہین مین سے ہین امام احمد اور اسحاق اور ساتھہ انکے قائل ہین ابن
حبیب مالکی اور کہا ابن ابی ذیب اور ابی حنیفہ اور مالک نے کہ نہین جائز ہے نماز جنازے
کی مسجد مین دوسری حدیث عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی
اللہ تعالی عنہما انہ قال صلی علی عمر ابن الخطاب فی المسجد رواہ
مالک روایت ہے نافع سے اور انہون نے نقل کی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما
کہ تحقیق اونہون نے کہا کہ نماز پڑھی گئی اوپر عمر بن خطاب کے مسجد مین روایت کیا
اس حدیث کو مالک نے تیسری حدیث وروی ابن ابی شیبۃ
وغیرہ ان عمر صلی علی ابی بکر فی المسجد وان صہیبا صلی علی عمر فی
المسجد ووضعت الجنازۃ تجاہ المنبر روایت کی ابن ابی شیبہ وغیرہ نے کہ نماز پڑھی
جنازہ کی حضرت عمر نے ابوبکر پر مسجد مین اور صہیب نے نماز پڑھی جنازے کی حضرت
عمر پر مسجد مین اور رکہا گیا جنازہ سامنے منبر کے فائدہ زرقانی نے شرح
موطا امام مالک مین لکہا ہے کہ کہا ابن عبد البر نے کہ یہہ معاملہ صحابہ کے سامنے
ہوا اور کسی نے انکار اسکا نہ کیا پس ہوگیا اس بات پر اجماع صحابہ کا سکوتی اور امام
اعظم کے نزدیک ہے نماز جنازے کی مسجد مین پڑھنی جائز نہین ہے تو دلیل انکی اس باب
مین اونکے مقلد یہ حدیث پیش کرتے ہین جو کہ ابوداود اور ابن ماجہ مین آئی
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص نماز پڑہے اوپر جنازے کے مسجد مین پس نہین ہے کوئی چیز واسطے اس کے
سو جواب اسکا یہہ ہے کہ کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین یہہ حدیث ضعیف ہے
نہین قائم ہوتی ہے ساتھہ اسکے حجت کہا امام احمد نے کہ یہہ حدیث ضعیف ہے [illegible]
ہوا ہے ساتھہ اس کے صالح مولی توأمہ اور وہ ضعیف ہے انتہی اب اگر کوئی
[illegible] کی حدیث جو اوپر گذری اسمین ذکر ہے انکار کا کہ حضرت عائشہ

کیا صحابہ نے اور یہ دلیل ہے اوسپر کہ مسجد مین جنازے کی نماز پڑہنا سنت نہین کیونکہ
اگر سنت ہوتی تو صحابہ انکار نہ کرتے سو اسکا جواب دو طرح پر ہے اول یہ کہ جب صحابہ
نے انکار کیا تب حضرت عائشہ نے حضرت صلعم کا سہیل پر اور اسکے بہائی پر مسجد مین جنازے
کی نماز پڑہنے کا قصہ صحابہ کو یاد دلایا تو صحابہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا
کو کچہہ جواب نہ دیا یعنی لاجواب ہوگئے دوم بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد مین
صحابہ کا جنازے کی نماز پڑہنا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازے پر ثابت ہے جیسا کہ
موطا امام مالک مین روایت ہے نافع سے اوس نے نقل کی عبد اللہ بن عمر سے کہ تحقیق
اوس نے کہا کہ نماز پڑہی گئی اوپر عمر بن الخطاب کی مسجد مین اور حضرت ابوبکر پر مسجد
مین جنازے کی نماز پڑہنے کی حدیث اوپر مذکور ہولی۔

مسئلہ چہل و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثون کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور
کنز الدقائق اور فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے
وَلَوْ كَبَّرَ الْإِمَامُ خَمْسًا لَمْ يُتَابِعْهُ الْمُؤْتَمُّ ط یعنے جنازے کی نماز مین اگر امام
پانچ تکبیرین کہے تو مقتدی متابعت اوس کی نہ کرے۔ اور یہ مذہب امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا پہلی
حدیث عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ زَيْدُ بْنُ
أَرْقَمَ يُكَبِّرُ عَلٰى جَنَائِزِنَا أَرْبَعًا وَإِنَّهُ كَبَّرَ عَلٰى جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَبُو دَاوُدَ وَ
التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہے عبد الرحمن بن ابی لیلے رضی اللہ
عنہ سے کہا کہ زید بن ارقم تکبیر کہتے تہے ہمارے جنازے پر چار تکبیر اور بیشک اوس
نے ایک جنازے پر پانچ تکبیر پہر پوچہا مین نے اوسکو پس کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم تکبیرین کہتے تھے اسی طرح روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور
ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے دوسری حدیث عن علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ انہ کبر علی سہل بن حنیف ستا قال انہ بدری رواہ سعید بن
منصور واصلہ فی البخاری روایت ہے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں
نے تکبیر کہی سہل بن حنیف پر چھہ اور کہا کہ وہ جنگ بدر کے مجاہدوں میں سے ہے
اور روایت کیا اس کو سعید بن منصور نے اور اصل اس کی بخاری میں ہے **فائدہ**
زرقانی شرح موطا امام مالک میں ہے کہ ابن مسعود نے جنازہ کی نماز میں پانچ
تکبیرین کہیں اور حضرت علی اہل بدر پر چھہ تکبیرین کہا کرتے تھے اور اور صحابہ پانچ
اور صحابہ کے سوای اور لوگوں پر چار اور ابن عباس تین کہتے تھے اور انس کبھی تین
کبھی چار اور کہا ترمذی نے کہ اہل علم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اصحاب وغیرہ میں سے بعض
لوگوں کا یہی مذہب ہے کہ جنازہ کی نماز میں پانچ تکبیرین کہنی چاہئیں اور کہا امام احمد اور
اسحاق نے کہ اگر جنازہ کی نماز میں امام پانچ تکبیرین کہے تو اس کی متابعت کی جاوے

مسئلہ چہل و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثوں کے یہ ہے کہ فتاوے
قاضیخان اور شرح وقایہ اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ
فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے ویدعو فی صلوۃ الجنازۃ بالادعیۃ المعروفۃ
ولا یقرأ بفاتحۃ الکتاب یعنی دعا کرے جنازہ کی نماز میں ساتھ دعائیں مشہورہ
کے اور نہ پڑھے جنازہ کی نماز میں سورہ فاتحہ - اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام
اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان پانچ حدیثوں کا پہلی حدیث عن
طلحۃ بن عبد اللہ بن عوف قال صلیت خلف ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
علی جنازۃ فقرأ بفاتحۃ الکتاب فقال لتعلموا انہا سنۃ

رواہ البخاری روایت ہے طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے کہ کہا نماز پڑھی میں نے پیچھے ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے جنازے پر پس پڑھی سورۂ فاتحہ اور کہا کہ جان رکھو کہ وہ سنت
ہے روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے دوسری حدیث **وعنہ**
قال صلیت خلف ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما علی جنازۃ فقرأ بفاتحۃ
الکتاب وسورۃ وجہر حتی اسمعنا فلما فرغ اخذت بیدہ فسألتہ فقال
سنۃ وحق رواہ النسائی اور روایت ہے انہی سے کہ کہا نماز پڑھی میں نے پیچھے
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے اوپر جنازے کے پس پڑھی سورۂ فاتحہ اور سورۃ
اور پکار کر پڑھی یہاں تک کہ سنا ہمیں پس جب فارغ ہوئے پکڑا میں نے انکو ساتھ ہاتھ کے
پس پوچھا میں نے ان کو اپنے حال پکار کر پڑھنے سورۂ فاتحہ اور سورۃ کا پس کہا
سنت اور حق ہے روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے **فائدہ** یہ حدیث صریح
دلیل ہے اس پر کہ جنازے کی نماز میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورۃ قرآن
کی بھی پکار کر پڑھنی سنت ہے تیسری حدیث عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالی
عنہ قال السنۃ فی الصلوۃ علی الجنازۃ ان یقرأ فی التکبیرۃ الاولی
بام القرآن مخافتۃ ثم یکبر ثلثا والتسلیم عند الآخرۃ رواہ النسائی
روایت ہے ابی امامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا سنت ہے بیچ نماز کے اوپر جنازے
کے پڑھے بیچ تکبیر پہلی کے سورۂ فاتحہ آہستہ پھر تکبیر کہے تین اور سلام پھیرے
نزدیک آخر تکبیر کے چوتھی حدیث عن ابی امامۃ بن سہل انہ اخبرہ
رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان السنۃ فی الصلوۃ علی
الجنازۃ ان یکبر الامام ثم یقرأ بفاتحۃ الکتاب بعد
التکبیرۃ الاولی سرا فی نفسہ ثم یصلی علی النبی صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم فی نفسہ رواہ الشافعی فی مسندہ روایت ہے ابی امامہ بن

سہل ہے کہ تحقیق خبر دی اُسکو ایک مرد نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سے
کہ تحقیق سنت ہے بیچ نماز کے یہ کہ تکبیر کہے امام پھر پڑھے فاتحہ الکتاب پیچھے تکبیر
پہلی کے آہستہ بیچ دل اپنے کے پھر درود بھیجے اوپر نبی صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے بیچ
دل اپنے کے یعنی آہستہ روایت کیا اس حدیث کو شافعی نے اپنی مسند مین **فائدہ**
کہا شوکانی نے دراری مضیہ شرح درر البہیہ مین کہ کہا ابن حجر نے بیچ فتح یعنی
فتح الباری شرح صحیح البخاری کے کہ اسناد اس حدیث کی صحیح ہے راقم کہتا ہے کہ
جسطرح سے نسائی کی حدیث سے جنازے کی نماز مین سورہ فاتحہ اور کسی اور سورہ کا
پکار کر پڑھنا سنت ہے معلوم ہوتا ہے اسی طرح سے آہستہ پڑھنا بھی سنت ہے غرض کہ
پکار کر پڑھنا اور آہستہ پڑھنا دونو طرح سے جائز ہے **پانچوین حدیث فی**
البخاری قَالَ الْحَسَنُ يَقْرَأُ عَلَى الطِّفْلِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ
اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَسَلَفًا وَاَجْرًا صحیح بخاری مین ہے بطریق تعلیق کے کہا حسن
بصری نے پڑھتے تھے اوپر جنازے لڑکے کے سورہ فاتحہ اور کہتے یا الہی گردان
اسکو ہمارے لیے پیشرو اور پیشوا اور ثواب **فائدہ** قسطلانی شرح صحیح البخاری
مین لکھا ہے کہ وصل کیا اس حدیث کو عبد الوہاب بن عطا خفاف نے بیچ کتاب الجنائز اپنی کے

مسئلہ چہل و ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کا یہ ہے جو کہ ہدایہ اور رد
المحتار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوے قاضیخان وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہے يَجُوزُ دَفْعُهَا اِلٰى مَنْ يَّمْلِكُ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ
صَحِيْحًا مُكْتَسِبًا یعنی جائز ہے دینی زکوۃ اوس شخص کو کہ صاحب نصاب نہو اور اگرچہ تندرست اور کسب
کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس
مسئلے مین خلاف کیا ہے ان حدیثون کا **پہلی حدیث** عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

کے دوسرے فصل مین اور منتقی الاخبار مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے صفحہ ۱۳۱ مین ہے ۱۲

عن عدی بن الخیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اخبرنی رجلان انهما اتیا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی حجة الوداع وهو یقسم الصدقة فسألاه
منها فرفع فینا النظر وخفضه فرآنا جلدین فقال ان شئتما اعطیتکما
ولا حظ فیها لغنی ولا لقوی مکتسب رواه ابوداود والنسائی

ترجمہ روایت ہے عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
کہا مجھ کو خبر دی دو شخصوں نے کہ تحقیق وہ دونوں آئے نبی صلی اللہ علیہ و
سلم کے پاس اور حضرت تھے حجۃ الوداع میں اور وہ بانٹتے تھے مال زکوۃ پس مانگا
ان دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ میں سے پس وہ دونوں کہتے
ہیں کہ بلند کی حضرت نے نظر ہم میں اور پست کی (یعنے سر سے پاؤں تک ہمیں
دیکھا) پس دیکھا ہم کو قوی پس کہا اگر چاہو تم تو دوں میں تم کو اور نہیں ہے حصہ اس
صدقہ میں واسطے غنی کے اور نہ واسطے قوی کے کہ قدرت رکھتا ہو کسب کی روایت
کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے **فائدہ** کہا منتقی الاخبار میں کہ کہا
امام احمد نے کہ اسناد اسکی بہت کھری ہے انتہے اور لایا ہے اس حدیث کو ابن حجر
بلوغ المرام میں صرف سند امام احمد ہی کی روایت سے اور کہا کہ قوی کہا اس حدیث
کو ابوداؤد اور نسائی نے دوسری حدیث **عن عبد اللہ بن عمرو**
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحل
الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی رواه الترمذی وابوداود و
الدارمی ورواه احمد والنسائی وابن ماجة عن ابی هریرة وقال الترمذی
حدیث حسن روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں حلال ہے زکوۃ غنی کے لیے اور
واسطے صاحب قوت تندرست کے کہ قوت رکھتا ہو کسب کرنے کی روایت

کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابوداود اور دارمی نے اور روایت کی احمد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ابی ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے **فائدہ** شیخ محمد طاہر حنفی نے مجمع البحار میں لکھا ہے کہ مذہب اکثر علما کا یہی ہے کہ قوی کسب کرنیوالے کے لیے صدقہ حلال نہیں لیکن مخالف ہوگئے ہیں اس کے ابو حنیفہ

مسئلہ جہل و تعصب

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے مَنْ کَانَ لَہٗ نِصَابٌ فَاسْتَفَادَ فِیْ اَثْنَاءِ الْحَوْلِ مِنْ جِنْسِہٖ ضَمَّہٗ اِلَیْہِ وَزَکَّاہُ یعنے جو شخص کہ ہو صاحب نصاب پس جو مال کہ سال کے بیچ میں اصل نصاب سے بڑھ جاوے اپنی قسم میں ملاوے گا اور زکوۃ اس کی ادا کرے **مثلاً** اس کے پاس اوس سال میں ایک سو روپیہ رکھا تھا جب چھ مہینے یا آٹھ مہینے گزر گئے تو سو روپیہ اور اسکے پاس آگیا تو یہ سو بھی اس پہلے سو کے ساتھ ملاوے اور زکوۃ دو سو کی دے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتْ لَکَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَیْہَا الْحَوْلُ فَفِیْہَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَیْسَ عَلَیْكَ شَیْءٌ حَتّٰی یَکُوْنَ لَکَ عِشْرُوْنَ دِیْنَارًا وَحَالَ عَلَیْہَا الْحَوْلُ فَفِیْہَا نِصْفُ دِیْنَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذٰلِکَ وَلَیْسَ فِیْ مَالٍ زَکٰوۃٌ حَتّٰی یَحُوْلَ عَلَیْہِ الْحَوْلُ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَهُوَ حَسَنٌ وَقَدِ اخْتَلَفُوْا فِیْ رَفْعِہٖ وَلِلتِّرْمِذِیِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَکٰوۃَ عَلَیْہِ حَتّٰی یَحُوْلَ عَلَیْہِ الْحَوْلُ وَالرَّاجِحُ وَقْفُہٗ روایت ہے حضرت علی رضی عنہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ہوں تیرے پاس دو سو

۱ مجمع البحار [illegible] چھاپہ نولکشور جلد [illegible] صفحہ ۲۹۰ [illegible] ۲ ہدایہ چھاپہ [illegible] فارسی [illegible] نولکشور جلد اول صفحہ ۱۸ [illegible] وقایہ چھاپہ [illegible] صفحہ [illegible] کنز الدقائق [illegible] دہلی [illegible] رد المحتار [illegible] جلد دوم [illegible] فتاوی عالمگیری [illegible] جلد اول [illegible] ۳ [illegible] صفحہ [illegible] باب الزکوۃ [illegible]

اور گذر جاوے اوسپر ایک برس تو اُس مین پانچ درہم ہین اور نہین ہے تجھپر کچھ
یہانتک که ہو تیری پاس بیس دینار اور گذرے اوسپر ایک سال سو اُس مین آدہا دینار ہے
پہر جو زیادہ ہو تو اُسی حساب سے اور نہین ہے مال مین زکوة جبتک که گذرے اوسپر
ایک برس روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے اور وہ حسن ہے اور تحقیق اختلاف
کیا مرفوع ہونے مین اوس کے اور ترمذی کی روایت ہے ابن عمر سے جس نے حاصل کیا
مال تو زکوة نہین ہے اوس پر جب تک که گذرے اُسپر ایک سال اور راجح ہے موقوف ہونا
اُسکا **فائدہ** ایک دینار ساڑہے چار ماشے کا ہوتا ہے اور بیس دینار اس ملک
کے حساب سے ساڑہے سات تولے ہوتے ہین سو جسکے پاس ساڑہے سات تولہ سونا ہو اُسکا چالیسوان
حصہ زکوة دے اور جس کے پاس اس سے کم سونا ہو اوسپر زکوة نہین اور یہ حدیث دلیل
ہے اسپر که نصاب سونے کے ساڑہے سات تولے سونا ہے اور ذکر نصاب زکوة چاندی کا مسئلہ پنجاہم مین آگے آویگا

مسئلہ پنجاہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے که ہدایہ اور شرح
وقایہ اور ردالمحتار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوے
قاضیخان وغیرہ کی فقہ کی کتابون مین لکہا ہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ فِی
قَلِیْلِ مَا اَخْرَجَتْهُ الْاَرْضُ وَکَثِیْرِهٖ الْعُشْرُ یعنے کہا امام اعظم نے
که زمین مین سے خواہ تہوڑی چیز نکلے خواہ بہت زکوة کا اُس مین ہے دسوان حصہ
اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ مِّنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا
دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِّنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِّنَ الْاِبِلِ
صَدَقَةٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ روایت ہے ابی سعید خدری رضی الله تعالیٰ عنه سے که کہا فرمایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین بیچ کم پانچ وسق کے کھجور دانا ہین سے زکوۃ اور
نہین پانچ اوقیہ سے کم مین بیچ چاندی کے زکوۃ اور نہین بیچ کم کے پانچ راس اونٹون
سے زکوۃ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے **فائدہ** پانچ وسق کے تیس
من ہوتے ہین زکوۃ کے دسوین حصہ کو اسمین بیت من ہوئی اگر پانچ وسق یعنی تیس من سے
کم کھجور ہون تو ان مین زکوۃ واجب نہین اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے پانچ اوقیہ
کے دو سو درہم ہوئے اور دو سو درہم کے ساڑھے باون روپیہ چہرہ شاہی کہ بارہ ماشہ
کا ہوتا ہے ہوئے ہین سو جسکے پاس اسقدر چاندی یا روپیہ ہون تو وہ چالیسوان حصہ یعنی ایک
روپیہ پانچ آنہ زکوۃ کے بہین سے دیوی اور جسکے پاس اسقدر چاندی یا روپیہ نہین تو اسپر زکوۃ واجب نہین

مسئلہ پنجاہ و یکم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور رد المحتار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے لَا یَصُوْمُ عَنْہُ
الْوَلِیُّ وَلَا یُصَلِّی یعنی میت کیطرف سے ولی نہ روزہ رکھے اور نہ نماز پڑھے اور یہ مذہب امام
اعظم اور امام مالک کا ہے سو امام اعظم اور امام مالک نے اس مسئلہ مین مخالفت کیا ہے
اسحدیث کا عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَعَلَیْہِ صَوْمٌ صَامَ عَنْہُ وَلِیُّہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ روایت ہے حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص کہ مرے اور
اوسپر روزہ رہ گیا ہو تو رکھے اوسکیطرف سے وارث اوسکا روایت کیا اسحدیث کو بخاری اور مسلم نے

مسئلہ پنجاہ و دوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح و
اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوے عالمگیری اور
قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے اِنْ لَمْ یَنْوِ حَتّٰی اَصْبَحَ

اجزتہ النیۃ ما بینہ وبین الزوال یعنے اگر رات کا فرض روزہ کی نیت نہ کرے
تو دن کو زوال کیوقت تک نیت کرنی جائز ہے۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم نے
اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا عن حفصۃ ام المؤمنین رضی اللہ
تعالی عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ومن لم یبیت الصیام قبل الفجر
فلا صیام لہ رواہ احمد وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ
وقال الترمذی والنسائی الی ترجیح وقفہ وصححہ مرفوعا
ابن خزیمۃ وابن حبان وللدارقطنی لا صیام لمن لم یفرضہ من
اللیل روایت ہے حفصہ ام المومنین رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جس نے نہ ٹھہرایا روزہ پہلے فجر کے تو اوس کا روزہ نہیں روایت کیا
اس حدیث کو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی
اور نسائی اوس کی وقف کی ترجیح کیطرف اور صحیح کہا اسکو مرفوع کرکے ابن خزیمہ اور ابن
حبان نے اور واسطے دارقطنی کے ہے نہیں ہے روزہ اوس کا جس نے نہ ٹھہرایا اوسی رات سے

مسئلہ پنجاہ وسوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے جو کہ فتاوی عالمگیری
اور فتاوی قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وکذا ھذا
فی الایام الکثیرۃ یدخل قبل غروب الشمس یعنے اور اسیطرح ہے یہ حکم بیچ
دنون کثیر داخل ہو یعنے بیچ جگہہ اعتکاف کے پہلے ڈوبنے آفتاب کے فائدہ نووی نے
صحیح مسلم مین اور شیخ عبدالحق نے ترجمہ مشکوۃ مین اور علامہ محمد نے زرقانی
موطا امام مالک مین لکھا ہے کہ معتکف نہین بیٹھنے والا داخل ہو بیچ جگہہ
کے پہلے غروب ہونے آفتاب سے اور یہ مذہب امام اعظم اور مالک اور شافعی
امام احمد بن حنبل کا ہے امام اعظم اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل

نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا **عن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا**
قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر ثم
دخل معتکفہ متفق علیہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہا
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب چاہتے تھے کہ اعتکاف کریں نماز پڑھتے فجر کی پھر داخل
ہوتے اپنے اعتکاف کی جگہہ میں روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے **فائدہ**
یہ حدیث صاف دلیل ہے اسپر کہ ابتدا اعتکاف کی بعد نماز فجر کی ہے اور یہی مذہب ہے
اوزاعی اور ثوری اور لیث کا بیچ ایک قول کے اور ائمہ اربعہ جو قائل اس کے نہیں ہیں پھر
سو انھون نے بکی تاویل اس کی یہ ہے کہ حضرت ساتھ نیت اعتکاف کے پہلے غروب ہونے آفتاب
کے مسجد میں آتے تھے اور شب کو وہان رہتے جب نماز صبح کی پڑھتے تو اس حجرے میں کہ
اعتکاف کے لیے پردے کا بنایا جاتا تھا داخل ہوتے تا الگ رہیں لوگون سے پس ابتدا
اعتکاف کا مغرب کے وقت سے ہوتا اور داخل ہونا اعتکاف کی جگہہ میں صبح کو اسیطرح لکھا ہے
شیخ عبد الحق نے **ترجمہ مشکوۃ** میں سو جواب اسکا یہ ہے کہ تاویل باطل اور بالکل خلاف
ہے ظاہر حدیث کا اور سنت مقدم ہے احتمال عقلی پر اسیطرح لکھا ہے **مسک الختام** شرح بلوغ المرام میں

مسئلہ پنجاہ و چہارم

اور ایک مسئلہ **امام اعظم** کا مخالف پیغمبر کی حدیث صحیح کے یہ ہے جو کہ **ہدایہ** اور **کنز الدقائق**
اور **رد المحتار** اور **فتاوے عالمگیری** وغیرہ فقہ کی کتابون میں لکھا ہے
لا یلبس قمیصا ولا سراویل ولا عمامۃ یعنے محرم نہ پہنے کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ
عمامہ **فائدہ** ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ جس محرم
کے پاس تہ بند نہ ہو پاجامہ ہی ہو تو وہ پاجامہ کو توڑ کر اس کا تہ بند بنا لیوے اور
اگر پاجامہ ہی پہنا رہے گا تو اوسپر دم آویگا یعنے جانور ذبح کرے اور یہ مذہب امام اعظم
ہے سو **امام اعظم** نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا **عن ابن عباس**

رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب
وہو یقول اذا لم یجد المحرم نعلین لبس خفین واذا لم یجد ازارا لبس
سراویل متفق علیہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا سنا
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ فرماتے تھے کہ جس وقت نہ پاوے محرم پاپوش تو
پہنے موزے اور جس وقت کہ نہ پاوے تہ بند پہنے پائجامہ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے

مسئلہ پنجاہ و پنجم

اور ایک یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوے
عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے من اخر الحلق حتی مضت ایام
النحر فعلیہ دم عند ابی حنیفة یعنی جو شخص کہ تاخیر کرے سر منڈانے میں یہاں تک
کہ قربانی کے دن گذر جاویں پس اوسپر دم لازم آتا ہے امام اعظم کے نزدیک سو امام
اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے حدیث صحیح کا عن عبد اللّٰہ ابن عمرو بن العاص
رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقف فی
حجة الوداع بمنی للناس یسألونہ فجاءہ رجل فقال لم اشعر فحلقت
قبل ان اذبح فقال اذبح ولا حرج فجاء آخر فقال لم اشعر فنحرت قبل
ان ارمی فقال ارم ولا حرج فما سئل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن شیء
قدم ولا اخر الا قال افعل ولا حرج متفق علیہ وفی روایة لمسلم اتاہ
رجل فقال حلقت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج واتاہ آخر
فقال افضت الی البیت قبل ان ارمی قال ارم ولا حرج روایت ہے
عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرے
حجة الوداع میں بیچ منا کے واسطے لوگوں کے پوچھتے تھے مسائل حضرت سے پس آیا حضرت

کے پاس ایک شخص اور کہا نہ جانتا تھا مین پس منڈوایا مینے سر اپنا پہلے ذبح کرنے کے پس
فرمایا کہ ذبح کر اب اور نہین گناہ پھر آیا ایک اور شخص اور کہا کہ نہین جانتا تھا مین
پس نحر کی مینے پہلے کنکریون مارنے کے سو فرمایا اب پھینک کنکریان اور
نہین گناہ پس نہ پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے کہ مقدم ہوئی یا موخر ہوئی
مگر کہ فرمایا کر اور نہین گناہ روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ایک
روایت مسلم کی مین یہ ہے کہ آیا حضرت کے پاس ایک شخص اور کہا کہ سر منڈوایا مینے پہلے پھینکنے
کنکریون کے فرمایا پھینک اب نہین گناہ اور آیا ایک اور شخص اور کہا طواف فرض کیا مینے
خانہ کعبہ کا پہلے پھینکنے کنکریون کے فرمایا اب کنکریان پھینک لے اور نہین گناہ

مسئلہ پنجاہ و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ
اور کنز الدقائق اور در المختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے
وَلَا یُشْعَرُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی نہ زخم کیا جاوے اونٹ کو نزدیک ابی حنیفہ کے اس
لیے کہ انکے نزدیک اشعار مثلہ ہے یعنی تکلیف دینا ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے
وَلِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ اَنَّہٗ مُثْلَۃٌ وَاَنَّہٗ مَنْھِیٌّ عَنْہُ یعنی نزدیک ابی حنیفہ کے تکلیف دینا
ہے اور تکلیف دینے سے منع کیا گیا ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلہ مین اس
حدیث کا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّہْرَ بِذِی الْحُلَیْفَۃِ ثُمَّ دَعَا بِنَاقَتِہٖ فَاَشْعَرَہَا فِیْ
صَفْحَۃِ سَنَامِہَا الْاَیْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْہَا وَقَلَّدَہَا نَعْلَیْنِ ثُمَّ رَکِبَ رَاحِلَتَہٗ
فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِہٖ عَلَی الْبَیْدَاءِ اَہَلَّ بِالْحَجِّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَ
التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَمَالِکٌ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا انہو نے
پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی بیچ ذی الحلیفہ کے پھر منگوائی اونٹنی

اپنے پاس نحر کیا اونٹنی کو بیچ کنارے کوہان داہنی اوس کی کے اور پونچھ ڈالا خون
اوس کا اور ہار ڈالا گلے مین دو جوتیون کا پھر سوار ہوئے اپنی اونٹنی پر جسکا نام قصوا
تہا پس جب کہ اوٹھایا اونٹنی نے آنحضرت کو بیدا پر کہ نام ایک جگہہ کا ہے احرام باندھا ساتھ
حج کے روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ماجہ نے

فائدہ ترمذی نے کہا سنا مین نے ابا سائب کو کہتے تھے کہ ہم بیٹھے تھے ایک
جگہہ وکیع کے پاس پس حدیث بیان کی انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
اشعار کیا آپنے یعنے اونٹنی کی کوہان کو زخم کیا بائین طرف سے اور کہا کہ ابو حنیفہ
کہتے ہین کہ اشعار مثلہ ہے یعنے تکلیف دینا ہے اور کہا ایک شخص نے ابراہیم نخعی سے
بہی یہی مروی ہے کہ اشعار مثلہ ہے تو دیکہا مین نے سخت غصہ ہوئے وکیع اور کہا کہ مین
تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تجکو سناتا ہون اور تو حضرت کی حدیث کے
مقابلہ مین ابراہیم نخعی کا قول بیان کرتا ہے لائق اس بات کے ہے تو کہ قید کیا جاوے پہر نہ چہوڑا صح
جاوے تو جبتک کہ باز نہ آوے تو اس بات کے کہنے سے اور کہا ترمذی رح نے کہ
سنا مین نے یوسف بن عیسی سے اس نے سنا وکیع سے کہا جس وقت کہ روایت کیا اس
حدیث کو یعنے جس حدیث مین کہ حضرت کے اشعار کرنے کا ذکر ہے پس کہا نہ دیکہو طرف
قول اہل رائے کی اس مقدمہ مین اسلیے کہ اشعار سنت ہے اور قول اہل رائے کا بدعت ہے

مسئلہ پنجاہ و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون کے ہے کہ جسکو شیخ عبد الحق
محدث دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکہا ہے کہ مدینہ حرم نہین ہے اور یہ مذہب
[illegible] کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان چار حدیثونکا پہلی
عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَلْمَدِیْنَۃُ حَرَامٌ مَا بَیْنَ عَیْرٍ اِلٰی ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِیْہَا حَدَثًا

اَوْ اٰوٰی مُحْدِثًا فَعَلَیْہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ
مِنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ روایت ہے حضرت علی رضی اللہ
تعالی عنہ سے کہا فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ حرام ہے (یعنے مانند حرم مکہ
کی ہے جو چیزین کہ حرم مکہ مین کرنی حرام ہین مدینہ مین بھی حرام ہین) درمیان عیر
کے ثور تک ہیں جو شخص کہ پیدا کرے مدینہ مین بدعت (یعنے جو چیز کہ مخالف ہو کتاب و
سنت کی) یا جگہ دیوے بدعتی کو پس اوسپر لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی
نہین قبول کریگا اللہ اوسکے دن قیامت کے فرض اور نہ نفل روایت کیا اس حدیث کو بخاری
اور مسلم نے دوسری حدیث عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ اَنْ یُّقْطَعَ
عِضَاهُهَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُهَا وَقَالَ الْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّهُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ
لَا یَدَعُهَا اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰہُ فِیْهَا مَنْ هُوَ خَیْرٌ
مِنْهُ وَلَا یَثْبُتُ اَحَدٌ عَلٰی لَاْوَائِهَا وَجَهْدِهَا اِلَّا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا
اَوْ شَهِیْدًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ روایت ہے سعد بن ابی وقاص رضے اللہ
تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق مین حرام کرتا ہون
درمیان دونون کنارون سنگستان مدینہ کے یہ کہ کاٹی جاوین درخت خاردار اوس کے
یا مارا جاوے شکار اسکا اور فرمایا مدینہ بہتر ہے واسطے انکے یعنے واسطے رہنے والے شہر
اوسکے دنیا اور عقبی مین اگر جانین یعنے اسکی بھلائی کو نہ چھوڑین اوسکو اور نہ جاوین باہر
سے اور کہین واسطے فراغت نیک نہ چھوڑیگا کوئی اسکو بے رغبتی سے مگر بدل لیگا اللہ بہتر اوس
شخص کو کہ بہتر ہوگا اوس سے یعنے نہین صبر کرے گا مدینہ کو نہ ہونا اسکا بلکہ مفید ہوگا ا
اور نہین ثابت رہیگا یعنے نہین صبر کرے گا کوئی اسکی سختی اور بھوکھ پر اور اوسکی مشقت
مگر ہونگا مین واسطے اوس کے شفاعت کرنے والا یا گواہ ہون گا یعنے اسکی اطاعت

قیامت کے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے تیسری حدیث عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَہٗ اُحُدٌ فَقَالَ ھٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ وَاِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیْھَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر ہوا پہاڑ احد پس فرمایا یہ پہاڑ ہے دوست رکھتا ہے ہمکو اور دوست رکھتے ہیں ہم اسکو یا الٰہی تحقیق ابراہیم نے حرام کیا مکہ کو دیعنے ظاہر کیا حرام ہونا اسکا اور تحقیق میں حرام کرتا ہوں اسجگہہ کو کہ درمیان دونوں طرفوں سنگستان مدینہ کے ہے روایت کیا اسحدیث کو بخاری اور مسلم نے چوتھی حدیث عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَاَیْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ اَخَذَ رَجُلًا یَّصِیْدُ فِیْ حَرَمِ الْمَدِیْنَۃِ الَّذِیْ حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَبَہٗ ثِیَابَہٗ فَجَآءَ مَوَالِیْہِ وَکَلَّمُوْہُ فِیْہِ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَرَّمَ ھٰذَا الْحَرَمَ وَقَالَ مَنْ اَخَذَ اَحَدًا یَّصِیْدُ فِیْہِ فَلْیَسْلُبْہُ وَلَا اَرُدُّ عَلَیْکُمْ طُعْمَۃً اَطْعَمَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلٰکِنْ اِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُ اِلَیْکُمْ ثَمَنَہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ روایت ہے سلیمان بن ابی عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا دیکھا میں نے سعد بن ابی وقاص کو کہ پکڑا ایک شخص کو کہ شکار کرتا تھا بیچ حرم یعنے گرد مدینے کے وہ حرم کہ حرام ٹہیرایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پس چھین لیے سعد نے کپڑے اسکے پس آئے مالک اسکے اور کلام کیا سعد سے اسکے حق میں پس کہا سعد نے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حرام ٹہیرایا اسکو اور فرمایا ہے کہ جو شخص پکڑے اسکو کہ شکار کرتا ہو اسمین پس چاہیے کہ لے اسباب اسکا پس نہین پھیرونگا میں تمپر وہ بخشش کہ دلوائی ہے مجھکو وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ولیکن اگر چاہو تم دون میں تمکو مول اسکا یعنے ہر جانہ اسکا روایت کیا اسحدیث کو ابوداود نے

قیامت | حدیث اوّل | سعد بن ابی وقاص | حدیث دوم | حدیث ابو داؤد | پس کہا سعد نے کہ

مسئلہ پنجاہ و ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثوں کے یہ ہے کہ ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابوں میں لکھا ہے حيلة المصري اذا اراد التعجيل ان يبعث بها الى
خارج المصر فيضحي كما طلع الفجر یعنے شہر والے اگر گاؤن میں اپنی قربانی بھیج
دیوین تو اس بستی کے انکو بعد صبح قبل نماز عید قربانی کر لی جاتی ہے - اور یہ مذہب
امام اعظم اور ان کے شاگرد محمد کا ہے سو امام اعظم اور انکے شاگرد محمد نے اس
مسئلے میں خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلی حدیث عن جندب بن سفيان رضي
الله تعالى عنه قال شهدت الاضحى مع رسول الله صلى الله عليه
وسلم فلما قضى صلوته بالناس نظر الى غنم قد ذبحت
فقال من ذبح قبل الصلوة فليذبح شاة مكانها ومن لم يكن
ذبح فليذبح على اسم الله متفق عليه روایت ہے جندب بن سفیان
رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا حاضر تھا میں عید اضحے کو پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ سو جب ادا کر چکے حضرت نماز اپنی لوگوں کے ساتھ دیکھا بکریوں کی طرف
کہ تحقیق ذبح ہو چکی تھیں سو فرمایا جس نے ذبح کر لی پہلی نماز کے تو ذبح کرے وہ دوسری بکری
اور جس نے نہ ذبح کی ہو تو ذبح کرے نام خدا کے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور
مسلم نے دوسری حدیث عن البراء رضي الله تعالى عنه
قال خطبنا النبي صلى الله عليه وسلم يوم النحر فقال ان اول ما نبدأ
به في يومنا ان نصلي ثم نرجع فننحر فمن فعل ذلك فقد اصاب سنتنا
ومن ذبح قبل ان نصلي فانما هو شاة لحم عجله لاهله ليس من النسك
في شيء متفق عليه روایت ہے براء رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا خطبہ فرمایا
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دن نحر کے پس فرمایا تحقیق اول جس چیز کا کہ شروع کرین

ہم بیچ اس دن اپنے کے یہ ہے کہ نماز پڑھیں ہم پھر پھریں اور ذبح کریں پس جس شخص نے کہ کیا یہ یعنے تقدیم نماز اور خطبہ کی ذبح پر پس تحقیق پہونچا سنت ہماری کو اور جس شخص نے کہ ذبح کیا پہلے نماز عید سے پس سوا اس کے نہیں کہ وہ بکری گوشت کی ہے جلدی کی اوسکو واسطے اہل اپنے کے نہیں ہے قربانی سے کچھ روایت کیا اسحدیث کو بخاری اور مسلم نے تیسری

حدیث وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ذبح قبل الصلوٰۃ فانما یذبح لنفسہ ومن ذبح بعد الصلوٰۃ فقد تم نسکہ واصاب سنۃ المسلمین متفق علیہ اور روایت ہے اوسی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ذبح کرے پہلے نماز کے پس سوا اسکے نہیں کہ ذبح کرتا ہے واسطے نفس اپنے کے (یعنی اپنے کہانے کے لیے ذبح کی ثواب قربانی کا نہ ہوا) اور جس نے ذبح کی پیچھے نماز کے پس تحقیق پوری ہوئی قربانی اسکی اور پہونچا سنت مسلمین کو یعنے موافقت کی انکے طریقہ کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے چوتھی حدیث

وعنہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب فقال ان اول ما نبدأ بہ فی یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل فقد اصاب سنتنا رواہ البخاری اور روایت ہے اوسی سے کہ کہا سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطبہ پڑھتے ہوئے پس فرمایا تحقیق اول اوس چیز کا کہ شروع کریں ہم ساتھ اسکے بیچ اس دن اپنے کے یہ ہے کہ نماز پڑھیں ہم پھر پھریں ہم پس ذبح کریں ہم پس جو شخص کہ کرے پس تحقیق پہونچا سنت ہماری کو روایت کیا اسحدیث کو بخاری نے

مسئلہ بیاسی و ششم

ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثوں کے یہ ہے جو کہ فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے ذُکِرَ فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَلَا یُعَقُّ عَنِ الْغُلَامِ وَلَا عَنِ الْجَارِیَةِ وَاَنَّہٗ اِشَارَةٌ اِلَی الْکَرَاهِیَةِ کَذَا فِی

البدائع فی کتاب الاضحیۃ یعنے ذکر کیا جامع صغیر مین اور نہ عقیقہ کیا جاوے
لڑکے کیطرف سے اور نہ لڑکی کیطرف سے اور تحقیق یہ اشارہ ہے طرف مکروہ ہونے اسکے
کی اسلیے کہ بدل التے مین بیچ کتاب تضحیہ کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم
نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان چار حدیثون کا پہلی حدیث عن ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن الحسن و
الحسین کبشا کبشا رواہ ابوداود وصححہ ابن خزیمۃ وابن الجارود
وعبد الحق لکن رجح ابوحاتم ارسالہ واخرج ابن حبان من حدیث
انس نحوہ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے عقیقہ کیا حسن اور حسین کا ایک ایک دنبہ سے روایت کیا اسحدیث کو ابوداود نے
اور صحیح کہا اسحدیث کو ابن خزیمہ اور ابن جارود اور عبد الحق نے لیکن ترجیح دیا ابوحاتم
نے ارسال کو اسکے اور نکالا ابن حبان نے حدیث سے انس کے اسی طرح دوسری حدیث
عن یوسف بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ انہم دخلوا علی حفصۃ
بنت عبد الرحمن فسألوھا عن العقیقۃ فاخبرتہم ان عائشۃ رضی اللہ
تعالی عنہا اخبرتہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرہم عن الغلام
شاتان مکافئتان وعن الجاریۃ شاۃ رواہ الترمذی روایت ہے یوسف
بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ وہ آئے حفصہ عبد الرحمن کی بیٹی کے پاس پس پوچھا اُن
سے مسئلہ عقیقہ کا کہ خبر دی انہون نے کہ خبر دی انکو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہ تحقیق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا لڑکے کے عقیقہ مین دو بکریون کا کہ سن مین برابر ہون
اور لڑکی کے عقیقہ مین ایک بکری کا روایت کیا اسحدیث کو ترمذی نے **فائدہ**
کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب مین علی اور ام کرز اور بریدہ
اور ابی ہریرہ اور عبد اللہ بن عمرو اور انس اور سلمان بن عامر اور ابن عباس سے بھی

روایت ہے تیسری حدیث عن سمرۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کل غلام مرتھن بعقیقتہ تذبح عنہ یوم سابعہ ویحلق ویسمی رواہ احمد وابوداود والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وصححہ الترمذی روایت ہے سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب لڑکے گروہین عقیقہ مین اپنے ذبح کیا جاتا ہے اسکے لیے ساتویں دن اوسکو اور سر منڈایا جاتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اسکو ترمذی نے چوتھی حدیث عن ام کرز رضی اللہ تعالی عنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اقروا الطیر علی مکناتہا قالت وسمعتہ یقول عن الغلام شاتان وعن الجاریۃ شاۃ ولا یضرکم ذکرانا کن او اناثا رواہ ابوداود والترمذی والنسائی من قولہ یقول عن الغلام الی اخرہ وقال الترمذی ھذا حدیث صحیح روایت ہے ام کرز رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے قرار دو تم جانوروں کو بیچ بچوں کو انکے گھونسلوں پر کہا ام کرز نے اور سنا میں نے حضرت سے کہ فرماتے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں (یعنی عقیقہ مین) اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور نہیں ضرر کرتا تم کو نر ہوں وہ یا مادہ (یعنی خیال نکرو کہ بیٹے کی طرف سے نر دیا جاوے اور بیٹی کی طرف سے مادہ) روایت کیا اس حدیث کو ابوداود نے اور واسطے ترمذی اور نسائی کے ہے قول راوی سے یقول عن الغلام آخر تک اور کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے

مسئلہ ششم

یہ مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا کی تین حدیثوں کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقایق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وہ بیع

الكلب الفهد والسباع المعلم وغير المعلم في ذلك سواء یعنی جائز ہے بیچ
کتے کی اور چیتے کی اور درندوں کی برابر ہے کہ سکھائے ہوئے ہوں یا بے سکھائے ہوئے
فائدہ جس درندے کو شکار کی تدبیر اور ادب سکھا لیتے ہیں اسکو معلم کہتے ہیں
درندہ غیر معلم غرضکہ کتا خواہ چیتا خواہ درندہ ہو خواہ معلم ہو یا نہ ہو امام اعظم اور امام مالک کے
نزدیک بیع اسکی درست ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد کے نزدیک بیع اسکی حرام ہے سو اس
مسئلے میں بھی امام اعظم نے خلاف کیا ہے ان چار حدیثوں کا جو کہ مسئلہ نود و چہم میں اس کتاب
میں آگے آوینگی انشاء اللہ تعالی اور دلیل امام اعظم کی اس مسئلے میں یہ حدیثیں پیش کرتے
ہیں پہلی حدیث مسند امام اعظم میں ہے کہ روایت کی ابو حنیفہ نے ہیثم سے
انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے کہ رخصت دی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے قیمت میں کتے شکاری کی **فائدہ** کہا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں کہ سند
اس حدیث کی جید ہے اسواسطے کہ ہیثم ذکر کیا اس کو ابن حبان نے ثقات میں جواب
اسکا یہ ہے کہ اس سند کی حدیثوں کی سند جید ٹھہرانا اور اسکی حدیثوں کے راویوں کو ثقہ کہنا
ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص موضوع یعنے بناوٹی حدیثوں کی اسناد میں بعض راوی ثقہ دیکھکر
یہ کہدے کہ سند انکی جید ہے اور راوی اسکے ثقہ ہیں اور یہ حدیثیں لائق عمل کے ہیں کیونکہ
اس سند کی حدیثیں چار وجہ سے قابل اعتبار و لائق حجت پکڑنے کے نہیں ہیں وجہ اول
یہ ہے کہ اس سند کو امام اعظم کی جمع کی ہوئی کہنا محض کذب ہے اس لیے کہ اس سند کو محمود
بن محمد خوارزمی نے امام اعظم کے وفات اپنے سے بعد پانچ سو چھبیس برس کے تالیف کیا
اور اسکو امام اعظم کے نام پر لگادیا ہے اور سلسلہ انکی اسناد کا محمود بن محمد خوارزمی سے لیکر امام
اعظم تک پانچسو چھپن برس کے فاصلے تک کا بالکل نادرست ہے کیونکہ امام اعظم سنہ ایکسو پچاس
ہجری میں اس جہان سے رحلت فرما گئے ہیں چنانچہ کہا ابن حجر نے تقریب التہذیب میں
النعمان بن ثابت الكوفي ابو حنيفة الامام يقال اصله من فارس ويقال مولى بني

فقیہ مشہور من السادسۃ مات بسنۃ خمسین ومائۃ علی الصحیح وله
سبعون سنۃ یعنی نعمان بیٹا ثابت کا کوفہ کا رہنے والا امام ابو حنیفہ کوئی کہتا ہے کہ یہ اصل
میں فارسی ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ یہ بنی تیم کے آزاد کردہ غلام ہیں یہ فقیہ مشہور
ہیں چھٹے طبقہ سے صحیح مذہب یہ ہے کہ سنہ ۱۵۰ ایک سو پچاس ہجری میں فوت ہوئے ہیں اور انکی
عمر ستر برس کی ہوئی۔ اور مسند خوارزمی مشہور مسند امام اعظم سنہ ۶۷۴ چھ سو چوہتر ہجری
میں انجام ہوئی ہے چنانچہ کہا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین
میں کہ مسند امام اعظم کہ بالفعل مشہور ست تالیف قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد
الخوارزمی ست کہ در سنہ ششصد و ہفتاد و چہار آنرا انجام ساختہ است۔ اب غور کیجیے کہ جس
حدیث میں سے فقط ایک ہی راوی چھوٹا ہوا ہو وہ حدیث مرسل یعنی ضعیف کہلاتی
ہے اور لائق اعتبار اور حجت پکڑنے کے ہوتی ہی نہیں بھلا جس کتاب کی حدیثوں کے
پانچسو چھبیس برس بیچ کے عرصہ کے راویوں کا پتہ ہی ندارد ہو اُس کتاب کی حدیثوں کا تو کیا ہی ٹھکانا
ہے اور ہماری دانست میں حنفیہ نے مسند خوارزمی مشہور مسند امام اعظم کو اپنے دل کی
تسکین کے لیے امام اعظم کے نام پر اس لیے نسبت کر دیا ہے تاکہ امام مالک اور امام شافعی
اور امام احمد بن حنبل کی طرح یہ بھی حدیث کے جمع کرنے والے لوگوں میں شمار کیے جاویں۔
نقل مشہور ہے «پیران نمی پرند مریدان می پرانند» امام اعظم کو تو بجز سترہ حدیثوں کے
اور کوئی روایت ہی نہیں ملی تھی چنانچہ عبد الرحمن بن محمد بن خلدون حضرمی نے کتاب
تاریخ عبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر میں
لکھا ہے اعلم ان الائمۃ المجتہدین تفاوتوا فی الاکثار من ہذہ الصناعۃ
والاقلال فابو حنیفۃ یقال بلغت روایتہ الی سبعۃ عشر حدیثا او نحوها
ومالک انما صح عنده ما فی کتاب الموطا وغایتہا ثلث مائۃ حدیث
او نحوها واحمد بن حنبل فی مسندہ خمسون الف حدیث ولکل ما ادّاہ

اجتہاد کا بعض [illegible]

کہ امام ابوحنیفہ کی روایتین حدیث کی سترہ ہوئی ہیں یا [illegible] اور امام [illegible]

ہی حدیثین صحت کو پہنچی ہیں جو موطا مین ہین اور وہ بہت تھوڑی ہین بمثل اس کی

اور احمد بن حنبل کے مسند مین پچاس ہزار حدیثین ہین - اور [illegible]

حدیثین بہم ہین ان کے اجتہاد نے بہم پہنچائی ہین اسکے سبب [illegible] مسند [illegible]

ابوحنیفہ کا کہین نام بھی نہین اور کتب صحاح ستہ مین انکی روایت کا کہین نشان بھی

نہین لیکن یہ جو بعض حنفیہ نے لکھا ہی کہ امام اعظم کے پاس کئی صندوق حدیث کی کتابون

کے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ امام اعظم نے چار سو مشائخ سے سماع حدیث کی کی ہی اور انکی

مسند روایت پانچ آدمیون نے ان سے کی ہے اور سب امام اعظم کے استاد علم کے

چار ہزار آدمی ہین یہ تو حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو کوئی نہین مانتا اور ایسی بناوٹی دل

سے تراشی ہوئی باتون کو سچا کوئی نہین جانتا بلکہ حق گو بعض حنفیہ بھی ایسی باتون کے قائل

نہیں اور اپنے حنفیون بھائیون کی ایجاد انکو سمجھتے ہین اور بیان اسکا اس کتاب کی تیرھوین

مغالطے کے جواب مین آگے آویگا انشاء اللہ تعالی غرضکہ مسند خوارزمی مشہور بمسند امام اعظم کو امام

اعظم کیطرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا ہی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین

مین پس این مسند را نسبت بحضرت امام کردن ازان بابت است کہ مسند ابی بکر را مثلاً از

مسند امام احمد نسبت بحضرت ابو بکر صدیق نمائیم و از تصانیف ایشان انگاریم دوم مسند

خوارزمی مشہور بمسند امام اعظم طبقہ رابعہ کی کتاب ہی چنانچہ کہا شاہ ولی اللہ صاحب محدث

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ مین کہ مسند خوارزمی کتاب طبقہ رابعہ کی

ہے - اور کہا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عجالہ نافعہ مین - و طبقہ رابعہ

احادیثی کہ نام و نشان آنہا در قرون سابقہ معلوم نبود و متاخران آنرا روایت کردہ

اند پس حال آنہا از دو شق خالی نیست یا سلف تفحص کردند و آنہا را اصلی نیافتند

مشغول بروایت انہا میشوند و یا افتند و سالی [illegible] ندند کہ باعث شد سہو

آنہا شد [illegible] آنہا [illegible] قدر این احادیث قابل اعتماد نیستند و در اثبات

عقیدہ یا شئی بانہا تمسک کردہ نشود انتہی - اور کہا شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ

البالغہ میں حدیثیں طبقہ [illegible] کی جو کتب ستہ [illegible] ہیں [illegible] محتمل ہیں اور بعض

[illegible] موضوع یا مقلوب سخت انکار کی گئی ہیں اور مادہ کتاب موضوعات

ابن جوزی کا [illegible]

امام اعظم کی [illegible]

کی [illegible]

اور وہ ضعیف [illegible] اور بیان اسکا [illegible]

اللہ تعالی [illegible] حدیثوں کو تحقیق کی [illegible]

سو ہی ان کو مقدم سمجھنا بجز تعصب کے [illegible]

ہی چاہیے [illegible] مقلدین کو خواہ کوئی [illegible] قرآن اور حدیث [illegible]

یہ حضرات تو اپنے مذہب کا خلاف کبھی کرینگے اور قرآن اور حدیث [illegible] اور

یہ وہ بات ہی کہ دین جاتے [illegible] دوسری حدیث ترمذی میں

روایت ہی ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قیمت کتے کی مگر کتے شکاری کی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ حدیث ضعیف ہی اسلیے کہ کہا

ترمذی نے یہ حدیث اس وجہ سے نہیں ہے صحیح اور ابو المہزم [illegible] جو کہ اس حدیث کے

راویوں میں سے ہے نام اسکا یزید بن سفیان ہے اور کلام کی ہے اس میں شعبہ بن حجاج

اور تقریب التہذیب میں لکہا ہے کہ ابو المہزم تمیمی بصری کہ نام اس کا

[illegible] ہے اور کہا گیا ہے عبد الرحمن بن سفیان متروک ہے تیسرے طبقہ سے تیسری

نسائی میں روایت ہے ابی الزبیر سے اور اس نے نقل کی جابر بن عبد اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا بیچ کتی کی سے اور
بلی کی سے مگر کتے شکاری کی جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ یہ حدیث صحیح
نہیں اس لیے کہ اس حدیث کے راویوں میں سے حجاج بن محمد اور حماد بن سلمہ یہ دونوں اگرچہ
ثقہ تو ہیں لیکن اخیر عمر میں حافظہ ان کا خلط ملط ہو گیا تھا اسیطرح لکھا ہے تقریب
التہذیب میں۔ اور کہا ابو عبد الرحمن نسائی نے اس حدیث کو اخیر میں کہ (یہ حدیث)
منکر ہے۔ اور کہا ترمذی نے (کہ یہ جو) روایت کی گئی ہے جابر سے نقل کی اوس نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل اس کی (یعنے جو حدیث کہ ابی ہریرہ کی روایت ہے اوپر مذکور
ہوئی) اسناد اس کی صحیح نہیں دوم یہ حدیث مخالف ہے جابر ہی کی اس حدیث صحیح کے
جو کہ مسلم میں روایت ہے ابی الزبیر سے کہ کہا اس نے پوچھا میں نے جابر سے مول بلی اور
کتے کے پس کہا جابر نے جھڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے چوتھی حدیث
دارقطنی میں روایت ہے ابی الزبیر سے نقل کی اونہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا منع کیا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت سے بلی کے اور کتے کے مگر شکاری کتے کے جواب
اسکا تین طرح پر ہے اول یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اسلیے کہ اس حدیث کے راویوں میں ایک تو حماد
بن سلمہ ہے اور حال اوسکا اوپر کی حدیث میں گذر چکا اور دوسرا سوید بن عمر ہے اور تقریب
التہذیب میں لکھا ہے کہ سوید بن عمر کلبی ابو الولید کوفی عابد ہے اور تحقیق ابن حبان نے
بہت برا کلمہ کہا ہے دوم یہ حدیث بھی مخالف ہے صحیح مسلم کے اوس حدیث کو جو کہ جابر ہی کی روایت
سے اور اوپر مذکور ہوئی سوم دارقطنی کہ جس کی یہ حدیث ہے طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے اور کتاب طبقہ
ثالثہ مخالف حدیث صحیح کے ہرگز قابل اعتبار اور لائق حجت پکڑنے کے نہیں ہوتی چنانچہ
شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں۔ و طبقہ ثالثہ احادیثی کہ جماعہ
از علما مستقدمین بعد بزمان بخاری و مسلم یا معاصرین آنہا یا لاحقین آنہا در تصانیف خود
روایت کردہ اند التزام صحت نمودہ و کتب آنہا در شہرت و قبول در مرتبہ طبقہ اولی و ثانیہ

نیست پس ہر چند مصنفین آن کتب بالا موصوف بودند بتبحر در علوم حدیث و ورع و تقوی و عدالت
و ضبط و احادیث صحیح و حسن و ضعیف بلکہ متہم بالوضع نیز در آن کتب یافتہ میشوند
و رجال آن کتب بعضی موصوف بعدالت اند و بعضی مستور و بعضی مجہول و اکثر آن حدیثہا
معمول بہا نزد فقہاء نشدہ اند بلکہ اجماع بر خلاف آنہا منعقد گشتہ انتہی پانچویں
حدیث بیہقی نے روایت کی ہے حسن بن ابی جعفر سے نقل کی اوس نے
ابی الزبیر سے اوس نے جابر سے اوس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی
حدیث کو یعنی جو کہ دارقطنی کی روایت ہو اوپر گذری ہے جواب اس کا بھی
تین طرح پر ہے اول یہ کہ کہا سید محمد مرتضی حسینی حنفی نے عقود الجواہر
المنیفہ میں کہ اس حدیث کا راوی حسن بن ابی جعفر نہیں ہے قوی اور تقریب
التہذیب میں کہا ہے کہ حسن بن ابی جعفر جفری البصری ضعیف الحدیث ہو
دوم یہ حدیث بھی مخالف ہے جابر کی اس حدیث صحیح کے جو کہ مسلم کی روایت سے
اوپر مذکور ہوئی سوم بیہقی کہ جس کی یہ حدیث ہو کتاب طبقہ ثالثہ کی ہے اور
حدیث کتاب طبقہ ثالثہ کی مخالف حدیث صحیح کے قابل اعتبار اور لائق حجت کے
نہیں ہوتی اور بیان اسکا اوپر گذرا ہے اسی واسطے کہا علامہ محمد نے زرقانی شرح
موطا امام مالک میں کہ حدیث جابر کی شکاری کتے کی بیع جائز ہونے میں جو آئی ہے
سو ضعیف ہو ساتھ اتفاق آئمہ حدیث کے ایسے چھٹی حدیث طحاوی نے
روایت کی ہے عمرو بن شعیب سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے کہ
عبداللہ بن عمرو بن عاص نے حکم کیا ایک شکاری کتے کے قاتل پر چالیس روپے
اور کھیت کے کتے پر ایک مینڈھا جواب اسکا تین طرح پر ہے اول یہ کہ یہ حدیث
موقوف ہو اور روایت موقوف مقابل میں مرفوع حدیثوں کے لائق حجت پکڑنے کے
نہیں ہوتی اور دلائل اس کے اس کتاب میں پہلے گذرے دوم یہ کہ اس کے

راویون مین ابن جریج راوی ضعیف ہے اس لیے کہ تقریب التہذیب مین
لکہا ہے کہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج اموی چہٹے طبقے سے مدلس ہے اور مرسل
روایتین بیان کیا کرتا تہا سو ھم یہ کہ طحاوی کتاب طبقہ ثالثہ کی ہے اور روایت طبقہ
ثالثہ کی کتاب کی مقابل روایت صحیح کے قابل اعتبار اور لائق حجت پکڑنے کی نہین ہو سکتی
اور بیان اسکا قریب گذرا راقم کہتا ہے کہ حنفیہ نے کتے اور بلی کی بیع جائز کرنے کو
لیے اور اپنے مذہب کے بنانے اور بخاری اور مسلم وغیرہ صحیح صحیح حدیثون کے
باطل کرنے کے واسطے زور تو بہت ہی لگایا لیکن آخر کار کسی سے کچہہ بن نہ آیا اس
لیے کہ اس باب مین حنفیہ جتنی حدیثین لائے ہین ان سب حدیثون سے شکاری کتے کی
بیع کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو مگر انکو ثابت ہو اور
عجوبہ بات یہ ہے کہ ان مین سے بہی کوئی حدیث ثابت نہین ہے سب ضعیف اور واہی
ہی ہین چنانچہ بیان انکا اوپر گذرا ایسی ہی سبب شیخ ابن الہمام رئیس حنفیہ کو جس
نے تائید مذہب حنفی کی اپنے اوپر لازم و واجب قبول ہوئی تہی اور جہانتک اس سے
ہو سکتا تہا حنفی مذہب کے بنانے اور صحیح صحیح حدیثون کے باطل کرنے کے واسطے روایات ضعیفہ
اور واہیہ سے حجت پکڑ کر مسئلہ سازیان کیا کرتا تہا وہ بہی اس مقدمہ مین لاچار ہو کر فتح
القدیر مین لکہہ گیا ہے کہ احادیث صحیحہ مین اس کا استثنا مذکور نہین - اور کہا امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہ جو حدیثین کہ شکاری کتے کی بیع کے جائز ہونے مین وارد ہوئی
ہین بالاتفاق ضعیف ہین ذکر کیا ہے ان کو شرح مہذب مین بیچ باب ما یجوز بیعہ کے

مسئلہ شصت و نہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے یہ ہے جو کہ فتاوی
قاضیخان اور فتاوی عالمگیری مین لکہا ہے بیعُ السُّنُّورِ
السِّبَاعِ وَالْوَحْشِ وَالطَّيْرِ جَائِزٌ عِنْدَنَا مُعَلَّمًا كَانَ اَوْ لَمْ يَكُنْ یعنی بیع

اور درندے وحشی اور جانور کا جائز ہے نزدیک ہمارے سکھایا ہوا ہو یا بے سکھایا ہوا

فائدہ یہ عبارت دلیل ہے حنفیہ کی اس پر کہ بلی کا بیچنا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے سو امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلہ میں اس حدیث کا عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرًا عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ فَقَالَ زَجَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت ہے ابی الزبیر سے کہا پوچھا میں نے جابر سے مول لینے سے بلی اور کتے کو پس کہا جابر نے جھڑکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے **فائدہ** کتے اور بلی کی بیع کے جائز ہونے میں دلیل امام اعظم کی جو کہ حدیثیں غیر صحیح اور واہیہ حنفیہ لائے ہیں وہ سب حدیثیں ہیں اور اسکے جواب بھی مسئلہ شصتم میں قریب گذر چکی ہیں یہاں حاجت انکو نقل کرنیکی نہیں جسکو دیکھنا منظور ہو وہاں دیکھ لے

مسئلہ شصت و دوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہے جو کہ درالمختار میں لکھا ہے بِخِلَافِ النَّاقَۃِ الْمُصَرَّاۃِ فَلَا یَرُدُّھَا مَعَ لَبَنِھَا وَصَاعِ تَمْرٍ بَلْ یَرْجِعُ بِالنُّقْصَانِ یعنی بخلاف بکری بندی گئی کے پس نہ واپس کرے خریدار اسکو ساتھ دودھ اسکے کے اور ساتھ ایک صاع کھجوروں کے بلکہ لیوے اسکو کم قیمت کر کے **فائدہ** اس مسئلہ میں امام اعظم اور امام محمد نے جن احادیث کا خلاف کیا ہے وہ حدیثیں قریب آوینگی اور انہیں فرمایا ہے پیغمبر نے کہ اونٹنی اور بکری کے تھن میں نہ جمع رکھو دودھ کو تاکہ دکھلانا نہ ہووے سو جو انکو مول لیوے وہ بعد دوہنے کے دو کام میں مختار ہے خواہ رکھے خواہ پھیر دیوے تین سیر کھجور عوض دودھ کے ساتھ دیکر سو کہا امام اعظم اور امام محمد انکے شاگرد نے کہ مخالفت کیجاوے اس حدیث کی اور اس اونٹنی یا بکری کو مشتری واپس نہ دیوے بلکہ اپنی قیمت مقررہ سے کچھ کم کر دیوے اور اس حدیث کی مخالفت کرنیکی وجہ انکی یہ ہے کہ انکے نزدیک یہ حدیث مخالف انکے اصول کے ہے چنانچہ رد المحتار شرح درالمختار میں لکھا ہے وَقَدْ تُخَالِفُ

ابو حنیفہ نے ترک کیا ہے اسکو بلکہ لانہ مخالف للاصول یعنے اور نہیں لیا یعنی نہیں
عمل کیا ابو حنیفہ اور محمد نے ساتھ حدیث کو اس لیے کہ وہ حدیث مخالف ہے اصول کے
فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ جو حدیث کہ حنفیہ کی اصول کے موافق ہو اسکو تو حنفیہ مانتے ہیں
اور جو اسکے اصول کے خلاف ہو اسکو لیتے اور مردود جانتے ہیں لیکن تعجب ہے کہ اس پر سو بہ
سے سیان [illegible] لوگ بھی پیغمبر سے محبت اور انکی حدیث پر چلنے کا دعوی کرتے ہیں اور اپنے
آپکو سنت جماعت اہل سنت محمد کہلاتے ہیں اللہ اپنی پناہ میں رکھے ایسے مذہب سے ان لوگوں
کو پیغمبر سے کچھ بھی محبت نہیں بلکہ یہ لوگ پیغمبر کے صاف صاف دشمن ہیں اور اپنے کو
سنت جماعت اہل سنت محمد کہلانا انکا زبانی جھوٹا دعوی ہے اگر انکو پیغمبر سے محبت
ہوتی تو پیغمبر کی حدیث کو اپنے امام کے قول اور اصول کے خلاف ہونیکی تہمت سے کبھی ترک
نہ کرتے اور اپنے آپکو دشمن پیغمبر کی طرف لیجانیکی راہ کبھی صاف نہ کرتے اس لیے کہ فرمایا اللہ تعالی وما کان
لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم
ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا یعنے اور نہیں لائق
ہے واسطے کسی مرد مسلمان کے اور نہ عورت مسلمان کے جس وقت کہ مقرر کرے خدا اور رسول
اسکا کوئی کام یہ کہ ہو واسطے انکے اختیار کام اپنے سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ کی
اور رسول اسکے کی پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہی ظاہر سو جاننا چاہیے کہ مسئلہ مذکور میں امام اعظم
اور انکے شاگرد امام محمد نے خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلی حدیث عن ابی ہریرۃ رضی
الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم لا تصروا الابل والغنم فمن
ابتاعها بعد فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها ان شاء امسكها وان شاء
ردها وصاعا من تمر متفق عليه روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کی انہوں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ نہ تھن میں جمع رکھو دودھ اونٹنی اور بکری
کا پس جو کوئی خریدے ان کو مول لیوے وہ بعد دوہنے کے دو کام میں مختار ہے خواہ رکھے خواہ پھیر دے

اسکو ایک صاع کھجور عوض اسکے دودھ کے ساتھ دیکر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور
مسلم نے دوسری حدیث بخاری میں روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ
سے کہا مَنِ اشْتَرٰى شَاةً مُحَفَّلَةً فَرَدَّهَا فَلْيَرُدَّ مَعَهَا صَاعًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَزَادَ
الْاِسْمٰعِيْلِيُّ مِنْ تَمْرٍ یعنے جو مول لیوے بکری تھن میں دودھ بھرے کو پس پھیر دے
اُسکے ساتھ ایک صاع (یعنے عوض اسکے دودھ کے) اور زیادہ کیا اس حدیث میں (
اسمٰعیلی نے کھجور سے فائدہ دغاباز لوگ کئی دن کا دودھ تھن میں بند رکھتے ہیں
تا مول لینے والا دھوکے سے مول لیوے سو فرمایا کہ بعد لینے کے اُس کو اختیار ہے خواہ
رکھے خواہ پھیر دے ایک صاع کھجور دودھ کے عوض ہو دیکر کہا ترمذی نے ذکر اس باب
میں انس اور ایک مرد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے بھی روایت ہے اور اسی پر عمل
ہے ہمارے اصحاب کا کہ انہیں میں سے ہیں امام شافعی اور امام احمد اور اسحاق اور کہا
امام نووی نے کہ یہی مذہب ہے ہمارا اور اس کے قائل ہیں امام مالک اور لیث اور
ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور ابو ثور اور فقہاء محدث اور یہ بات صحیح موافق سنت کے ہے
اور کہا جمہور علما نے اسکی مخالفت کرنیوالوں کے جواب میں کہ جب کوئی بات سنت سے
ثابت ہو جاوے تو نہ رد کیا جاوے اُسکو ساتھ عقل کے انتہی مختصرا

مسئلہ شصت و سوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبرؐ کی صحیح حدیث کے یہ ہے کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز الدقایق اور رد المحتار شرح در المختار
اور فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے اِذْ قَالَ الْمَوْلٰى
لِعَبْدِهٖ اِذَا مِتُّ فَاَنْتَ حُرٌّ عَنْ دُبُرٍ مِّنِّيْ اَوْ اَنْتَ مُدَبَّرٌ اَوْ قَدْ دَبَّرْتُكَ فَقَدْ
صَارَ مُدَبَّرًا ثُمَّ لَا يَجُوْزُ بَيْعُهٗ یعنے جب مولے نے اپنے مملوک سے کہا
جب میں مروں تو آزاد ہے بعد میرے یا تو مدبر ہے یا میں نے تجھکو مدبر کیا پس ہوا وہ مدبر پھر

نہیں جائز ہے بیع اُس کی **فائدہ** مدبر اُسکو کہتے ہیں کہ جسکو کہے مولا کہ میرے مرنے
کے بعد تو آزاد ہے مذہب امام اعظم کا یہی ہے کہ مدبر کی بیع جائز نہیں سو امام اعظم نے
اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا **عَنْ** جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ اَنَّ
رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوكًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِيهِ مِنِّي فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِ مِائَةِ
دِرْهَمٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْعَدَوِيُّ
بِثَمَانِ مِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَاءَ بِهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ
ثُمَّ قَالَ اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ
فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِي قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِي قَرَابَتِكَ شَيْءٌ
فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُولُ فَبَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ
روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہ ایک شخص نے انصار میں سے مدبر کیا غلام کو اور
نہ تھا اُس کے پاس کچھ مال سوا اُس غلام کے پس پہنچی یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پس فرمایا
کون شخص ہے کہ خریدے اسکو مجھسے پس خرید اسکو نعیم بن نحام نے بدلے آٹھ سو درہم کے
روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے پس خریدا
اُسکو نعیم بن عبداللہ عدوی نے آٹھ سو درہم کو پس لایا نعیم آٹھ سو درہم سو دیدو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پس دی حضرت نے وہ درہم اُس شخص کو پھر فرمایا خرچ کر پہلے اپنی جان پر پس
ثواب حاصل کر سبب اسکے پھر اگر کچھ رہے تو کچھ پس خرچ کر اپنے اہل و عیال پر پس اگر کچھ رہے اہل و
عیال تیرے سے کچھ پس واسطے ناتے داروں تیرے کے ہے پھر اگر کچھ رہے ناتے داروں تیرے سے کچھ
پس اسطرح اسطرح کہتا ہے راوی یعنی تفسیر کرتا ہے اسطرح اور اسطرح کی کہ خرچ کر آگے
اپنے اور داہنے اپنے اور بائیں اپنے یعنی اپنے سائلوں کو کہ آگے اور داہنے اور بائیں تیرے جمع ہوں
فائدہ کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ کہا نووی نے کہ مذہب جمہور علما کا یہ ہے کہ نہیں

ہو بیع مدبر کی کسی طرح سے بہی اور یہ حدیث اُن کے رد میں ہے اور مطلق ہا جت کے لیے جائز ہے
بیع مدبر کی نزدیک عطا اور مجاہدی اور قتادہ اور سعید بن المسیب اور ابو طالب کی اور سہیا شافعی کی
طرف میل کی ہو ابن دقیق العید نے اور کہا کہ جو کوئی منع کرے مطلق بیع مدبر کی بیچ کو یہ حدیث اسپر حجت ہو

مسئلہ شصت وچہارم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی پانچ حدیثوں کے یہ ہے جبکہ ہدایہ شرح وقایہ اور کنز الدقایق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوے قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکہا ہے اِذَا حَصَلَ الْاِیْجَابُ وَالْقَبُوْلُ لَزِمَ الْبَیْعُ وَلَا خِیَارَ لِوَاحِدٍ مِّنْهُمَا اِلَّا مِنْ عَیْبٍ اَوْ عَدَمِ رُؤْیَةٍ یعنی جب ایجاب وقبول دونوں پائے گئے تو بیع لازم ہو گئی اب کسیکو اختیار نہیں مگر خریدی ہوئی چیز میں) اگر کچہ عیب نکل آوے یا اسکو دیکہا نہ ہو تو بیع ٹوٹ سکتی ہے۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان پانچ حدیثوں کا پہلی حدیث عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُتَبَایِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِیَارِ عَلٰی صَاحِبِهٖ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچنے والا اور مول لینے والا ہر ایک اُن میں سے اختیار رکہتا ہے اور صاحب اپنے کے یعنی اسکا کہ ثابت رکہے بیع کو یا فسخ کرے جبتک کہ جدا نہ ہوں مگر بیع خیار میں۔ یعنی جس بیع میں شرط کی ہوگی کہ اختیار ہے مجہے چاہونگا رکہونگا اور جس چیز کو اور چاہونگا نہ رکہونگا تو اوسمیں باوجود جدا ہونے کے اختیار باقی رہتا ہے) روایت کیا اس حدیث کو بخاری ومسلم نے دوسری حدیث وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَایَعَ الْمُتَبَایِعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِیَارِ مِنْ بَیْعِهٖ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا اَوْ یَكُوْنُ بَیْعُهُمَا عَنْ خِیَارٍ فَاِذَا كَانَ بَیْعُهُمَا عَنْ خِیَارٍ فَقَدْ وَجَبَ

رواه مسلم روایت ہے اسی سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت
خرید و فروخت کریں بائع اور مشتری پس ہر ایک ان میں سے اختیار رکھتا ہے اپنی بیع
میں جب تک کہ نہ جدی ہو وین یا ہو بیع انکی ساتھ اختیار کے پس جس وقت کہ ہو گی بیع
انکی بشرط خیار کہ پس تحقیق واجب ہوا اختیار روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے تیسری
حدیث **وعنه** قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم البيعان
بالخيار ما لم يتفرقا او يختارا رواه الترمذي وقال هذا حديث حسن
صحيح اور روایت ہے اوسی سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بائع
اور مشتری ساتھ اختیار کے ہیں جب تک کہ نہ جدی ہوں مگر یہ کہ شرط کریں اختیار کی
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے چوتھی حدیث **عن** عمرو بن شعيب
رضي الله تعالى عنه عن ابيه عن جده ان النبي صلى الله عليه وسلم قال
البائع والمبتاع بالخيار حتى يتفرقا الا ان تكون صفقة خيار ولا يحل له ان
يفارقه خشية ان يستقيله رواه احمد وابو داود و
الترمذي والنسائي والدارقطني وابن خزيمة وابن الجارود
وفي رواية حتى يتفرقا من مكانهما روایت ہے عمرو بن
شعیب رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کی اوسنے اپنے باپ سے اوسنے اسکے دادا سے مقرر نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا مختار ہیں بیع کے جب تک کہ جدی ہوں
مگر یہ کہ ہو بیع خیار اور حلال نہیں اوسکو کہ جدا ہو اوس شخص سے ڈر کر کہ پھیر دے اسکو روایت
کیا اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور دارقطنی اور ابن خزیمہ اور ابن
جارود نے اور ایک روایت میں ہے جب تک کہ جدی ہوں جگہ سے اپنی **فائدہ** کہا ترمذی نے
یہ حدیث حسن ہے پانچویں حدیث **عن** حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فان صدقا وبينا

بُورِكَ لَهُمَا فِي بَيْعِهِمَا وَإِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

روایت ہے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بائع اور مشتری ساتھ خیار کے ہیں جب تک کہ نہ جدا ہوں اور اگر سچ کہیں بائع اور مشتری یعنی بیچ صفت مبیع اور ثمن اسکے کے اور بیان کریں عیب مبیع اور ثمن کے برکت دی جاتی ہے واسطے ان دونوں کے بیچ سودا بیچنے خریدنے ان کے اور اگر چھپایا عیب اور جھوٹ بولے دور کی جاتی ہے برکت انکے بیچنے خریدنے کی روایت کیا اس حدیث کو بخاری

مسئلہ شصت و پنجم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا خلاف پیغمبر کی تین حدیثوں سے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور کنز الدقائق وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَمَنْ بَاعَ ثَمَرَةً لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهَا أَوْ قَدْ بَدَا جَازَ الْبَيْعُ یعنی جو شخص کہ بیچے پھل کہ نہیں ظاہر ہوئی اب تک بہتری اسکی یا ظاہر ہو چکی اسکی جائز ہے بیع اس کی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان تین حدیثوں کا پہلی حدیث عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ وَكَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ حَتَّى تَذْهَبَ عَاهَتُهُ ترجمہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ سے میووں کی جب تک کہ ظاہر ہو بہتری اسکی منع فرمایا بیچنے والے اور خریدنے والے کو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ جب پوچھے جاتے بہتری سے فرماتے جب تک کہ جاتی رہے آفت اسکی دوسری حدیث عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ فَقِيلَ وَمَا زَهْوُهَا قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ

للبخاري روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع سے خرما کی جبتک نہ ہو سوے کسی نے پوچھا اور کیا ہے نہ ہونا اسکا فرمایا سرخ ہو اور زرد ہو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور عبارت بخاری کی ہے

تیسری حدیث وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْعِنَبِ حَتّٰی یَسْوَدَّ وَعَنْ بَیْعِ الْحَبِّ حَتّٰی یَشْتَدَّ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ اور روایت ہے اسی سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بیع سے انگور کے جبتک سیاہ ہو اور بیع سے غلہ کی جبتک پختہ ہو روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور حاکم نے

مسئلہ شصت و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے یَجُوْزُ بَیْعُ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ یعنی جائز ہے بیع تر کھجوروں کی ساتھ سوکھی کھجوروں کے برابر برابر نزدیک امام اعظم کے سوا امام اعظم نے اس مسئلے میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنِ اشْتِرَاءِ الرُّطَبِ بِالتَّمْرِ فَقَالَ اَیَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا یَبِسَ قَالُوْا نَعَمْ فَنَهٰی عَنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ روایت ہے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا سنا میں نے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پوچھے گئے بیچنے سے تر کھجور کے ساتھ سوکھی کھجور کے پس فرمایا کیا کم ہوجاتی ہے تر کھجور جب خشک ہوجاوے کہا گیا البتہ پھر منع فرمایا اس سے روایت کیا

اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اسکو
ابن ملقن (?) اور ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے

مسئلہ شصت و ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثوں کے ہے جو کہ ہدایہ اور
کنز الدقائق اور رد المحتار وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے تلقی
الجلب فی هذا اذا کان یضرّ باهل البلد فان کان لا یضرّهم فلا باس به
یعنی اناج لینے کو آگے سے جو آتے ہیں تو شہر کے باہر جا کر ان سے غلہ خرید کرنا مکروہ ہے
جب شہر والوں کو ضرر پہنچے اور اگر ضرر نہ پہنچے تو کچھ قباحت نہیں ہے اور یہ مذہب
امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اور حدیثوں کا رسول ﷺ کی
حدیث عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلقوا الرکبان ولا یبیع حاضر لباد قلت
لابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ما قوله لا یبیع حاضر لباد قال
لا یکون له سمسارا متفق علیه واللفظ للبخاری روایت کی طاؤس
نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہ آگے جا کر خرید کرنا سواروں سے اور نہ بیچے واسطے شہری گاؤں کے رہنے والے کی کہا
میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا ہے اسکی یہ بات نہ بیچے واسطے شہری
گاؤں کے رہنے والے کی کہا نہ ہووے اسکا وہ دلال روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور
مسلم نے اور عبارت بخاری کی ہے دوسری حدیث عن ابی ہریرۃ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلقوا الجلب
فمن تلقاه فاشتری منه فاذا اتی سیده السوق فهو بالخیار رواه مسلم
روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لہذا آگے جا کر تم فائدے میں ذکر کیا ہو علاوہ غیرہ کے پھر جو جا ملا اُس کو اور تحریر اثبات
ہیں جو وقت کہ دو بار ہیں پس وہ مختار ہے درمیان پھیرنے اور رکھنے کے روایت کیا اسکو مسلم نے

مسئلہ شصت و ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا حدیثوں کے برخلاف ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق
اور در مختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے ینعقد نکاح الحرۃ
العاقلۃ البالغۃ برضاھا وان لم یعقد علیھا ولی بکرا کانت او ثیبا عند ابی حنیفۃ و
ابی یوسف فی ظاہر الروایۃ یعنے منعقد ہوتا ہے نکاح عورت آزاد عاقلہ بالغہ کا اسکی مرضی
کے ساتھ اور اگرچہ اسکا نکاح ولی نے نہ کیا ہو عورت خواہ باکرہ ہو خواہ ثیبہ ہو امام اعظم اور
ابی یوسف کے مذہب میں ظاہر روایت کے اور امام اعظم اور انکے شاگرد ابی یوسف
نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان صحیح حدیثوں کا پہلی حدیث عن عائشۃ رضی
اللہ تعالی عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ
نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل فان دخل بھا فلھا المھر بما
استحل من فرجھا فان اشتجروا فالسلطان ولی من لا ولی لہ رواہ احمد
وابو داود والترمذی وابن ماجہ والدارمی وابن حبان والحاکم
روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جس عورت نے نکاح کیا بغیر اذن اپنے ولی کے تو نکاح اسکا باطل ہے پھر اگر صحبت کی
اس سے تو اسکو مہر ہے بسبب اس کے کہ حلال کی فرج سے اسکی پھر اختلاف کریں
ولی تو سلطان ولی ہے جسکا کوئی ولی نہیں روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابو داود اور
ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی اور ابن حبان اور حاکم نے **فائدہ** ابو داود اور
ترمذی نے ... روایت کیا ہے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور
روایت کیا یحیی بن سعید انصاری اور یحیی بن ایوب اور سفیان ثوری نے بہت حافظوں نے

ابن جریج سے مانند اسکی دوسری حدیث عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُزَوِّجُ الْمَرْاَۃُ الْمَرْاَۃَ وَ
لَا تُزَوِّجُ الْمَرْاَۃُ نَفْسَھَا فَاِنَّ الزَّانِیَۃَ ھِیَ الَّتِیْ تُزَوِّجُ نَفْسَھَا رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ
وَالدَّارَقُطْنِیُّ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ نکاح کرے عورت کسی عورت کا اور نہ نکاح کرے عورت اپنا اس
لیے کہ تحقیق زنا کرنیوالی وہ ہے کہ نکاح کرتی ہے اپنا آپ روایت کیا اسحدیث کو ابن ماجہ اور
دارقطنی نے اور راوی اس کے معتبر ہیں فائدہ کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ
اسحدیث کو بیہقی نے بھی روایت کیا ہے کہا ابن کثیر نے کہ صحیح موقوف ہونا اسکا ہے ابوہریرہ پر
اور دارقطنی میں ہے کہ جو عورت کہ نکاح اپنا آپ ہی یعنے بدون اذن ولی کے کرتی تھی اس
کو ہم زانیہ گنتے تھے اور کہا حافظ یعنے ابن حجر نے اکلایا ہے بیہقی اسحدیث کو ایک
طریق سے موقوف اور ایک طریق سے مرفوع تیسری حدیث عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ رَوَاہُ اَحْمَدُ
وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارَمِیُّ روایت ہے ابی موسی
رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نہیں نکاح بغیر ولی کے
روایت کیا اسحدیث کو احمد اور ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ اور دارمی نے فائدہ
کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ روایت کیا اسحدیث کو بھی ابن حبان اور حاکم نے
اور صحیح کہا ان دونوں نے اور ذکر کیا حاکم نے اسحدیث کی بہت طرق اور کہا کہ تحقیق صحیح ہوئی
ہے روایت اس کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں سے اور وہ یہ ہیں حضرت
عائشہ اور ام سلمہ اور زینب بنت جحش سے اور ذکر کیا اوس نے اس باب میں تیس صحابہ
چوتھی حدیث عَنْ عِکْرَمَۃَ بْنِ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ جَمَعَتِ الطَّرِیْقُ
رَکْبًا فَجَعَلَتِ امْرَاَۃٌ مِنْھُنَّ ثَیِّبٌ اَمْرَھَا بِیَدِ رَجُلٍ غَیْرِ وَلِیٍّ فَاَنْکَحَھَا فَبَلَغَ

ذٰلِکَ عُمَرُ فَجَلَدَ النَّاکِحَ وَالْمُنْکِحَ وَرَدَّ نِکَاحَھَا رَوَاہُ الشَّافِعِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ روایت
ہے عکرمہ بن خالد رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا اُس نے اکٹھے ہوئے سوار راہ مین پس کیا ایک عورت
ثیبہ نے کام اپنا بیچ ہاتھ ایک مرد کے بدون ولی کے پس نکاح کیا اُس نے پس پہنچی خبر
حضرت عمر کو پس کوڑے مارے حضرت عمر نے اس شخص کو جس نے نکاح کیا اور کوڑے مارے اس
شخص کو جس نے ہو کر نکاح کروایا اور توڑ دیا نکاح انکا روایت کیا اس حدیث کو شافعی
اور دارقطنی نے پانچوین حدیث عَنِ الشَّعْبِیِّ[له] قَالَ مَا کَانَ اَحَدٌ مِّنْ
اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ فِی النِّکَاحِ بِغَیْرِ وَلِیٍّ مِّنْ
عَلِیٍّ کَانَ یَضْرِبُ فِیْہِ رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ روایت ہے شعبی سے کہ کہا اس
نے نہ تھا کوئی شخص اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بہت سختی کرنیوالا بیچ نکاح کے
بغیر ولی کے حضرت علی سے تھے حضرت علی مارتے بغیر ولی کے نکاح کرنیوالی کو روایت کیا اس حدیث
کو دارقطنی نے **فائدہ**[له] کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ گئے ہین اسطرف حضرت
علی اور حضرت عمر اور ابن عباس اور ابن عمر اور ابن مسعود اور ابو ہریرہ اور عائشہ اور حسن
بصری اور ابن المسیب اور ابن شبرمہ اور ابن ابی لیلے اور عترۃ اور امام احمد اور اسحق اور
شافعی اور اہل علم کہتے ہین کہ نہین جائز ہے نکاح بغیر ولی کے کہا ابن منذر نے کہ اس باب
مین کسی صحابہ سے بھی خلاف اسکا مجھے معلوم نہین ہوا انتہے اور امام اعظم جو قائل اس کے
نہین ہین تو دلیل انکی اسباب مین کہ منعقد ہے پیش کرتے ہین جو کہ مسلم مین روایت ہے ابن
عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم[له] نے فرمایا اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِھَا مِنْ
وَلِیِّھَا وَالْبِکْرُ تُسْتَاْذَنُ فِیْ نَفْسِھَا وَاِذْنُھَا صُمَاتُھَا یعنی عورت شوہر دیدہ لائق تر ہے ساتھ نفس
اپنے کے اپنے ولی سے اور کنواری سے اذن لیا جاوے بیچ ذات اپنی کے اور اذن اسکا چپ رہنا
ہے سو جواب اسکا دو طرح ہے اول یہ کہ اس حدیث سے مراد نہین کہ بدون ولی کے عورت شوہر
دیدہ اگر نکاح اپنا آپ ہی کرلے تو جائز ہے بلکہ مراد اس سے یہ ہے کہ نکاح اسکا ولی بدون اسکی رضا

---

۱ له دارقطنی ... منتقی الاخبار ... صفحہ ...
۲ له ... صفحہ ...
۳ له نیل الاوطار ...
۴ له صحیح مسلم ... صفحہ ...

نہین کر سکتا ہی دوم عورت کو ولی سے نکاح کا اذن لینے کے باب مین صاف صاف اور صریح صریح حدیثین ہین اور یہ حدیث صریح نہین ہے اور حدیث صریح کے ہوتے ہوئے غیر صریح پر عمل جائز نہین ہوتا اسیطرح لکھا ہی نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور شوکانی نے نیل الاوطار مین اور زرقانی نے شرح موطا امام مالک مین

مسئلہ شصت و نہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کی یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے اِذَا خَرَجَ اَحَدُ الزَّوْجَیْنِ اِلَیْنَا مِنْ دَارِ الْحَرْبِ مُسْلِمًا وَقَعَتِ الْبَیْنُوْنَۃُ بَیْنَھُمَا یعنے اگر کافر مرد یا اسکی عورت مسلمان ہو کر دار الحرب سے دار الاسلام میں چلا آوے تو انکا نکاح آپسمین نہین رہتا ٹوٹ جاتا ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے حدیث کا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ رَدَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابْنَتَہٗ زَیْنَبَ عَلٰی اَبِی الْعَاصِ بْنِ الرَّبِیْعِ بَعْدَ سِتِّ سِنِیْنَ بِالنِّکَاحِ الْاَوَّلِ وَلَمْ یُحْدِثْ نِکَاحًا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَصَحَّحَہٗ اَحْمَدُ وَالْحَاکِمُ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ پھیر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی زینب ابی العاص بن ربیع کو بعد چھ برس کے ساتھ پہلے نکاح کے اور نہ نکاح نیا کیا اور اسکو روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اسکو احمد اور حاکم نے

مسئلہ ہفتادم

ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثوں کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوے قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابونمین

مین لکھا ہے اذا کان للرجل امرأتان حرتان فعلیہ ان یعدل بینہما فی
القسم بکرین کانتا او ثیبین او احدہما بکرا والاخری ثیبا یعنے اگر کسی
کی دو عورتین ہون آزاد بیبیں (وہ جبیہ ہو اور سپر) کہ برابری کرے درمیان اُنکے بیچ
نوبت کے خواہ وہ دونون باکرہ ہون خواہ ہون شوہر دیدہ یا ہو اُن مین سے ایک باکرہ
اور دوسری شوہر دیدہ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم رحمہ اللہ نے اس
مسئلے مین خلاف کیا ہے ان چار حدیثون کا **پہلی حدیث** عن ابی قلابۃ عن
انس رضی اللہ تعالی عنہ قال من السنۃ اذا تزوج الرجل البکر علی الثیب
اقام عندہا سبعا وقسم واذا تزوج الثیب اقام عندہا ثلاثا ثم
قسم قال ابو قلابۃ ولو شئت لقلت ان انسا رفعہ الی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم متفق علیہ روایت ہے ابو قلابہ سے کہ نقل کی اُس نے انس رضی
اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا سنت ہے جس وقت کہ نکاح کرے مرد عورت باکرہ سے ثیبہ
رہے باکرہ کے پاس سات رات پھر تقسیم کرے یعنے نوبت درمیان انکی اور برابری کرے اور جس وقت
کہ نکاح کرے ثیبہ سے رہے اُسکے پاس تین رات پھر تقسیم کرے کہا ابی قلابہ نے اگر چاہتا مین کہتا
مین کہ انس نے پہونچائی ہے یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم نے **دوسری حدیث** عن ابی بکر بن عبد الرحمن
رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین تزوج ام سلمۃ
واصبحت عندہ قال لہا لیس بک علی اہلک ہوان ان شئت سبعت عندک
وسبعت عندہن وان شئت ثلثت عندک ودرت فقالت ثلث وفی روایۃ
انہ قال لہا للبکر سبع وللثیب ثلث رواہ مسلم روایت ہے ابی بکر
بن عبد الرحمن رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ
نکاح کیا ام سلمہ سے اور صبح کی ام سلمہ نے حضرت کے پاس فرمایا انکو کہ نہیں ہے بسبب تیرے

اور پاس ثیبہ کے بدلے اگر چاہے تو سات رات رہوں تیرے پاس اور سات سات رہوں

اور سب بیبیوں کے پاس اور اگر چاہے تو تین رات رہوں تیرے پاس اور دورہ کروں سب بیبیوں میں

[illegible] اس حدیث سے ثابت ہوا کہ [illegible] باکرہ اور ثیبہ کے

باکرہ کے پاس سات راتیں اور ثیبہ کے پاس تین راتیں رہنا [illegible]

حدیث عن انس رضی اللہ تعالی عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يقول للبكر سبعة أيام وللثيب ثلاث ثم يعود إلى نسائه [illegible]

روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے

واسطے باکرہ کے سات راتیں ہیں اور واسطے ثیبہ کے تین ہیں پھر عود کرے اپنی عورتوں پر

یہی کے روایت کیا اس کو دارقطنی نے چوتھی حدیث [illegible] قال لما تزوج النبی صلی

اللہ علیہ وسلم صفية أقام عندها ثلاثا وكانت ثيبا رواه احمد وابو داود

روایت ہے اسی سے کہا جب کہ لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو رہے ان کے پاس تین رات

اور تھی وہ ثیبہ روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداود نے فائدہ کہا شوکانی نے نیل الاوطار

میں کہ ابوداود کی اس حدیث کو مرد صحیح ہیں اور نیز کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہا [illegible]

[illegible] ابن حجر نے کہ حدیث انس کی حجت ہے کوفیوں پر اسلیے کہ انکے نزدیک [illegible] باکرہ اور

شوہر دیدہ یکسان ہیں اور یہی یہ حدیث حجت ہے اوزاعی پر اسلیے کہ اسکے نزدیک [illegible] شوہر دیدہ

کے پاس تین راتیں ہیں شوہر دیدہ کے پاس دو راتیں انتہی

مسئلہ ہفتاد و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور کنز الدقائق

اور رد المحتار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوے

قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وان تزوج حر امرأة على

خدمته إياها سنة أو على تعليم القرآن فلها مهر مثلها یعنی اور اگر آزاد مرد نے

نکاح کیا عورت کو اور بدلے خدمت اسکی کے یہ کہ خدمت کرے اسکی ایک برس یا اوپر تعلیم کرنے
قرآن کے پس واسطے اسکے ہو مہر مثل اسکا **فائدہ** یعنے اگر نکاح کرے کسی عورت سے
اور مہر مقرر کرے اسکے برس دن کی خدمت کرنی اپنی یا تعلیم قرآن دینا اسکو تو یہ مہر باندھنا اسکو
کافی نہ ہوگا۔ اور مہر مثل اسکو دینا آویگا۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام شافعی
نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے حدیث کا۔ عن سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاءته امرأة فقالت یا رسول اللہ انی وهبت
نفسی لک فقامت طویلا فقام رجل فقال یا رسول اللہ زوجنیها ان لم یکن لک
بها حاجة فقال هل عندک من شیء تصدقها قال ما عندی الا ازاری
هذا قال فالتمس ولو خاتما من حدید فالتمس فلم یجد شیئا فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل معک من القرآن شیء قال نعم سورة
کذا وسورة کذا فقال قد زوجتکها بما معک من القرآن
وفی روایة قال انطلق فقد زوجتکها فعلمها من القرآن متفق علیه
روایت ہے سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئی ایک عورت اور کہا اسنے یا رسول اللہ تحقیق بخشی میں نے جان اپنی واسطے آپ
کے اور کھڑی رہی دیر تک یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے کچھ جواب اس
کا نہ دیا پس کھڑا ہوا ایک شخص اور کہا یا رسول اللہ نکاح کر دو میرا اس سے یعنی حکم کرو اسکو نکاح
کرنے کا مجھ سے اگر نہیں ہے آپکو اس میں کچھ حاجت پس فرمایا حضرت نے کیا ہے تیرے پاس کچھ
چیز کہ مہر میں دیوے تو اسکو کہا اس شخص نے کہ نہیں میرے پاس کچھ مگر تہبند میرا یہ
فرمایا حضرت نے پس ڈھونڈ لا یعنے کوئی چیز اور اگرچہ ہو ایک انگوٹھی لوہے کی پس ڈھونڈا
اسنے اور نہ پائی کوئی چیز پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ساتھ تیرے
قرآن میں کچھ یعنے تجھکو کچھ قرآن یاد ہے یا نہیں کہا اس شخص نے کہ ہاں سورہ فلانی اور فلانی

پس فرمایا نکاح کر دیا میں نے تیرا اس کے سبب سے جو کچھ کہ ساتھ تیرے ہے قرآن سے اور ایک روایت
میں ہے کہ کہا جا پس تحقیق نکاح کر دیا میں نے تیرا اس سے پس سکھلا اوس کو قرآن سے روایت کیا
اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے **فائدہ** کہا نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہ یہ حدیث دلالت
اسپر کرتی ہے کہ جائز ہے مقرر کرنا مہر کا قرآن کی سورتیں پڑھا دینے پر اور یہی جائز ہے قرآن پڑھا کر
اسکی پڑھوائی لینا اور یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور اسی بات کے قائل ہیں عطا اور حسن
بن صالح اور مالک اور اسحق وغیرہ اور ایک جماعت قائل اسکی نہیں ہوئی ہے اور
انہیں میں سے ہیں زہری اور ابو حنیفہ اور یہ حدیث اور حدیث صحیح اِنَّ اَحَقَّ مَا اَخَذْتُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ یعنی تحقیق زیادہ تر لائق ہے وہ چیز کہ لو تم اوسپر اجر کو
وہ اسکی کتاب ہے یہ دونوں حدیثیں رد کرتی ہیں اس شخص کے قول کو جو منع کرتا ہے
اس کو اور نقل کیا قاضی عیاض نے کہ جائز ہے مزدوری لینا قرآن کے پڑھانے پر نزدیک تمام
علما کے سوا ابو حنیفہ کے اور زرقانی نے **شرح موطا** امام مالک میں کہا ہے کہ قرآن
کی پڑھائی لینی جائز ہے اور اسی کے قائل ہیں جمہور اور تینوں امام مالک شافعی احمد اور سوا
ابو حنیفہ اور اسکے شاگردوں اور ایک جماعت کے انتہی ۔ اور زہری اور ابو حنیفہ وغیرہ جو لوگ
کہ عورت کا مہر قرآن کی سورتیں اسکو پڑھا دینی باندھنے کے قائل نہیں ہیں تو لا کر
اونکے اسباب میں ہیں **پہلی دلیل** سعید نے اپنی سنن میں روایت کی
ہے ابی النعمان ازدی سے کہ نکاح کر دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کا اوپر
پڑھا دینے سورتوں کے قرآن سے پھر فرمایا نہ ہوگا کسی کو بعد تیرے یہ مہر سو
جواب اس کا یہ ہے کہ کہا ابن تیمیہ نے منتقی الاخبار میں کہ یہ حدیث مرسل ہے
اور کہا شوکانی نے **نیل الاوطار** میں کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اسکے بعض راویوں میں
جہالت ہے اور حدیث مرسل لائق حجت پکڑنے کے نہیں ہوتی **دوسری**
دلیل ابو داؤد میں کہ کہا محمد بن راشد نے کہا کہتا مکحول کہ قرآن کی

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور
[illegible] حدیث [illegible] اسکی ہو جواب اسکا یہ ہے کہ
[illegible] کے مرگ لات
[illegible] الا وطی کا سین

مسئلہ ہفتاد و دوم

اور ایک مسئلہ [illegible] کیا ہے اور
[illegible] میں لکھا ہے ان یجعل المتزوج بنتہ او
اختہ [illegible] عوضا عن الآخر فالعقدان جائزان ولکل
واحدۃ منہما مہر مثلہا یعنی اگر کوئی شخص اپنی بیٹی یا اپنی بہن کا نکاح اس شرط
پر کسی سے کر دے [illegible] کہ وہ اپنی بیٹی یا بہن اپنی اسکے نکاح میں دیوے اور
مہر کچھ نہ باندھیں تو اس صورت میں نکاح دونوں کا صحیح ہے لیکن دونوں کو مہر مثل دینا ہو
گا اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے حدیث
کا حدیث نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما قال نہی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عن الشغار ان یزوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ الآخر
ابنتہ ولیس بینہما صداق متفق علیہ واتفقا من وجہ آخر علی ان
تفسیر الشغار من کلام نافع روایت ہے نافع سے نقل کی انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالی
عنہما سے کہا منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شغار سے اور شغار یہ ہے کہ نکاح کر دے مرد اپنی بیٹی کا
اس شرط پر نکاح کر دے اس کا دوسرا اپنی بیٹی کو اور نہ ہو انکے درمیان مہر روایت کیا اسکو
بخاری اور مسلم نے اور اتفاق کیا دونوں نے دوسری وجہ سے اسپر کہ تحقیق تفسیر شغار کی کلام نافع کی ہے

مسئلہ ہفتاد و سوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن و حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ

اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری
وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے مُدَّةُ الرَّضَاعِ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا عِنْدَ اَبِیْ
حَنِیْفَةَ یعنی مدت دودھ چھوڑانے کی تیس مہینے ہے نزدیک ابی حنیفہ کے اور لفظ
ہدایہ کے یہ ہیں انتہی اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس
مسئلے میں کلام اللہ کی تین آیتوں کا بھی اور حدیث کا بھی اسلئے کہ بچے کو دودھ
پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو برس ہے پہلی آیت فرمایا اللہ تعالے نے
حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا
یعنی پیٹ میں رکھا اسکو اسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اسکو تکلیف سے اور حمل میں
رہنا اوسکا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے **فائدہ** موضح القرآن میں لکھا ہے
پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے لڑکا اگر قوی ہو تو اکیس مہینے میں دودھ
چھوڑتا ہے اور نو مہینے میں حمل ہے اور تفسیر کبیر اور تفسیر بیضاوی اور
تفسیر مدارک میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ کمتر مدت حمل کی چھ مہینے
ہیں اسلیے کہ مدت دودھ پلانے کی جبکہ ہوئی دو برس بسبب فرمانے اللہ تعالے کے حَوْلَيْنِ
كَامِلَيْنِ (یعنی جو آیت کہ آگے آتی ہے) تو باقی رہے حمل کے لیے چھ مہینے اور تفسیر
معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ارادہ کیا ہے اللہ تعالی نے
اس آیت کا کہ اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہے اور اکثر مدت (بچے کو) دودھ پلانے کی
چوبیس مہینے ہیں اور تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اقل مدت
حمل کی چھ مہینے ہیں اور باقی رہے چوبیس مہینے (بچے کو) دودھ پلانے کی اکثر مدت ہے
اسیطرح لکھا ہے اور تفسیروں میں بھی دوسری آیت فرمایا اللہ تعالے نے
سورہ بقرہ میں وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ
اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ یعنی اور بچے والیاں دودھ پلاویں اولاد اپنی کو دو برس پورے اسکے

اُس کے جو ارادہ کرے یہ کہ پورا کرے دودھ پلانا **فائدہ** تفسیر بیضاوی میں اس آیت
کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ نہایت مدت ارضاع کی (دودھ پلانے کی) دو برس
ہے اور نہیں اعتبار ہے بعد دو برس کے دودھ پلانے کا اور **تفسیر فتح البیان** ۱۲
فی مقاصد القرآن اور **نیل المرام** میں **تفسیر آیات الاحکام** میں بیچ اس آیت
کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس آیت میں رد ہے ابو حنیفہ کے قول کا اس لیے کہ ابو حنیفہ کے
نزدیک مدت دودھ پلانے کی اڑھائی برس کی اور اس میں رد ہے ابو حنیفہ کے شاگرد (زفر)
زفر کے قول کا بھی اس لیے کہ اس کے نزدیک مدت دودھ پلانے کی تین برس ہے **تیسری آیت**
فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ
یعنے اٹھاتی ہے اس کو ماں اس کی سستی پر سستی اور دودھ چھوڑنا اُس کا بیچ دو برس
کے ہے **وعن ابن عباس** رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال لا رضاع الا فی الحولین
رواه الدارقطنی وابن عدی مرفوعا وموقوفا ورجحا الموقوف اور
روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنهما سے کہا نہیں دودھ چھڑانا مگر دو برس
میں روایت کیا اس حدیث کو دارقطنی اور ابن عدی نے بسند مرفوع کے اور موقوف
کے اور ترجیح دی دونوں نے موقوف کو **فائدہ** کہا ترمذی نے دودھ پینا نہیں
حرام کرتا مگر جو کم ہو دو برس سے اور جو ہو بعد دو برس پورے کے پس تحقیق نہیں حرام
کرتا کسی چیز کو اور عمل اسی پر اکثر اہل علم کا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب وغیرہ لوگوں کا
(یعنے تابعین اور تبع تابعین کا) اور کہا ابن ہمام نے **فتح القدیر** میں کہ مدت دودھ
چھوڑانے کی نزدیک امام محمد اور ابو یوسف اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن
حنبل کے دو برس ہے اور کہا امام نووی نے **شرح صحیح مسلم** میں کہ تمام علما
صحابہ اور تابعین اور علما مشہورین سے جو پہلے گذر چکے ہیں اور اس وقت میں موجود ہیں
کہتے ہیں کہ نہیں ثابت ہوتی حرمت مگر ساتھ دودھ پلانے کے کم دو برس میں لیکن رضا

جیسا کہ خلاف ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ شافعی کی بہن میں حرمت ثابت ہوتی ہے انتہی

مسئلہ ہفتاد و چہارم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ اور فتاوی عالمگیری اور شامی وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے
وَلَا یُقْبَلُ فِی الرَّضَاعِ شَهَادَةُ النِّسَاءِ یعنے واسطے ثبوت رضاع کے عورتوں کی گواہی قبول نہ ہوگی... سوا امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ يَحْيَى بِنْتَ أَبِي إِهَابٍ فَجَاءَتْ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ قَدْ أَرْضَعْتُكُمَا فَسَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَيْفَ وَقَدْ قِيلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ روایت ہے عقبہ بن الحارث رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق اس نے نکاح کیا یحیے کی ماں کو جو بیٹی تھی ابی اہاب کی پھر آئی ایک عورت اور بولی میں نے دودھ دیا ہے تم دونوں کو پھر پوچھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سو فرمایا کہ کیا ہوگا اور تحقیق کہا گیا سو کہا گیا پھر جدا کر دیا عقبہ نے اور نکاح کیا عورت نے دوسری کو روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ واسطے ثبوت رضاع کے ایک اکیلی عورت کی گواہی بھی قبول ہے اور ذہب ہے عمل اسپر اور یہی مروی ہے عثمان اور ابن عباس اور زہری اور حسن اور اسحاق اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور ابی عبید لیکن کہا ابی عبید نے کہ جب یہ عمل کر دیا گواہی دینے عورت کو پس جدا کر دی خود ہی عورت کو اور نہیں ہے واجب حکم اس کا حاکم پر یعنے حاکم کے کہنے پر حصر نہ رکھے خود ہی اسکو جدا کر دے

مسئلہ ہفتاد و پنجم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلعم کی صحیح حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح

وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوے قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے قَلِيلُ الرَّضَاعِ وَكَثِيرُهُ سَوَاءٌ إِذَا حَصَلَ فِي مُدَّةِ الرَّضَاعِ يَتَعَلَّقُ بِهِ التَّحْرِيمُ یعنے تہوڑا اور بہت دودہ پینا برابر ہے جبکہ مدت رضاع کے اندر ہووے تعلق رکہتا ہے ساتہہ اسکے حرام ہونا اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کے اکثر علمانے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے اندو حدیثون کا پہلی حدیث عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین حرام کرتا ہے ایکبار چوسنا اور دوبار چوسنا روایت کیا اسحدیث کو مسلم نے دوسری حدیث وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے اسی سے بولی نہین اس چیز مین جو اتری ہے قرآن سے دس رضاعتین جو معلوم ہین حرام کرتی ہین پہر منسوخ ہوئین ساتہ پانچ کے جو معلوم ہین پہر وفات پائی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور وہ اس مین ہے جو پڑہا جاتا ہے قرآن سے روایت کیا اسحدیث کو مسلم نے **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ ابن مسعود اور حضرت عائشہ اور عبد اللہ ابن الزبیر اور عطا اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور عروہ بن زبیر اور لیث بن سعد اور شافعی اور احمد بیچ ظاہر مذہب انکے اور اسحاق اور ابن حزم اور جماعت اہل العلم کا یہی مذہب ہے کہ پانچ بار دودہ چوسنا حرام کرتا ہے اور پانچ بار سے کم چوسنا حرام نہین کرتا اور دلیل انکی یہی حدیثین ہین یعنے جو کہ اوپر مذکور ہوئی اور روایت کی گئی ہے یہی بابت امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالے عنہ سے

مسئلہ ہفتاد و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور درر اور رد المحتار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوی قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے اِذَا قَالَ الزَّوْجُ لَیْسَ حَمْلُکِ مِنِّیْ فَلَا لِعَانَ وَ هٰذَا قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَ زُفَرَ یعنے جب کہے خاوند عورت کو کہ حمل تیرا مجھسے نہیں ہے تو نہیں ہے لعان اور یہ قول یعنے یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے حدیث کا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اِنَّ عُوَیْمِرَ الْعَجْلَانِیَّ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَیَقْتُلُهٗ فَیَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ فَاذْهَبْ فَاْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا فِی الْمَسْجِدِ وَاَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَیْمِرٌ کَذَبْتُ عَلَیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَکْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرُوْا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَیْنَیْنِ عَظِیْمَ الْاَلْیَتَیْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَیْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَیْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَیْهَا وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اُحَیْمِرَ کَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَیْمِرًا اِلَّا قَدْ کَذَبَ عَلَیْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلَی النَّعْتِ الَّذِیْ نَعَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِیْقِ عُوَیْمِرٍ فَکَانَ بَعْدُ یُنْسَبُ اِلٰی اُمِّهٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔ روایت ہے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تحقیق عویمر عجلانی صحابی نے کہا یا رسول اللہ خبر دو مجھکو حکم اس شخص کے سے کہ پاوے ساتھ عورت اپنی کے ایک شخص اجنبی کو (یعنے اور یقین کرے کہ اس نے زنا کیا ہے اسکی عورت سے) کیا قتل کرے اسکو (یعنے جائز ہے قتل اسکا) پس قتل کرینگے وارث مقتول

اُس قائل کو کہا کیا کرے (یعنی آیا صبر کرے یا رپیہ یا کچہہ اور کرے) پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق وحی اوتاری گئی بیچ قضیہ تیرے کے اور عورت تیری کے پس جا اور بلالا عورت اپنی کو کہا سہل نے پس لعان کی دونون نے (یعنی بیان ہوی سے مسجد مین) اور مین تہا ساتہہ اور لوگون کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جب فارغ ہوگئے دونو لعان سے کہا عویمر نے جہوٹ بولا مین اسپر یا رسول اللہ اگر رکہون مین اُسکو پہر طلاق دی اُسکو تین بار پہر فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکہو اگر لاوے یہ عورت بچہ کو (یعنی جو اس کے حمل مین ہے) سیاہ رنگ بہت کالی ہون آنکہین اُسکی اور بڑی ہون کولی اور بہرا ہوا ہو گوشت دونون پنڈلیون مین پس نہین گمان کرونگا مین عویمر کو مگر یہ کہ سچ کہا اس نے اوپر بیبی جس شخص کیطرف نسبت زنا کی تہی وہ ایسا ہی تہا پس اگر بچہ اس طرحکا پیدا ہوگا تو معلوم ہوگا کہ اوس کے نطفے سے ہے اور اگر لاوے بچہ سرخ رنگ گویا کہ باہنی کے رنگ کا ہے پس نہین گمان کرونگا عویمر کو مگر کہ جہوٹ بولا اسپر یعنے عویمر سرخ رنگ کا تہا اگر بچہ سرخ رنگ کا ہوا تو عویمر ہی کا ہوگا پس معلوم ہوگا کہ جہوٹا ہے بہتان کیا بیوی پر پس لائی بچہ کو اس صفت پر کہ بیان کیا تہا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سچی کرنے عویمر کی سے (یعنی اس زانی کی صورت کا جنا) پس تہا لڑکا پیچہے اسکو نسبت کیا جاتا تہا طرف ماں اپنی کی (یعنے بموجب فرمانے حضرت کے اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ یعنی بیٹا صاحب فرش کا ہے اور زانی کو محرومی ہے) روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے

مسئلہ ہفتاد و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثون کے ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے فَاِنْ کَانَتْ اَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ عَرَّفَهَا اَيَّامًا وَاِنْ كَانَتْ عَشَرَةً فَصَاعِدًا عَرَّفَهَا حَوْلًا وَقِيْلَ الصَّحِيْحُ اِنَّ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الْمَقَادِيْرِ لَيْسَ بِلَازِمٍ وَيُفَوَّضُ اِلٰى رَاْيِ الْمُلْتَقِطِ يُعَرِّفُهَا اِلٰى اَنْ يَغْلِبَ عَلٰى ظَنِّهِ

صاحبها لا يطلبها بعد ذلك ثم يتصدق به۔ یعنی اگر کوئی شخص چیز پڑی ہوئی پاوے دو اگر
قیمت میں کم دس درہم سے ہو تو مشہور کرے لوگوں میں چند روز اور اگر قیمت میں دس درہم یا دس درہم سے زیادہ ہو
تو مشہور کرے لوگوں میں برس دن تک اور بعضوں نے لکھا صحیح یہ ہے کہ ان مقداروں
میں لازم ایک بھی نہیں اور یہ موقوف ہے پڑی ہوئی چیز پانے والے کی رائے
پر سو مشہور کرے لوگوں میں اتنی مدت کہ ظن غالب ہو کہ اب کوئی نہیں اسکا
اور نہیں طلب کرے گا تب اس مدت کے پیچھے صدقہ کرے اسکو اور یہ مذہب امام اعظم
رحمۃ اللہ تعالے علیہ کا ہے سو امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس
مسئلے میں خلاف کیا ہے ان تین حدیثوں کا پہلی حدیث عن زيد بن خالد
رضي الله تعالى عنه قال جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله
عن اللقطة فقال اعرف عفاصها ووكاءها ثم عرفها سنة فان
جاء صاحبها والا فشانك بها قال فضالة الغنم قال هي لك او لاخيك
او للذئب قال فضالة الابل قال ما لك ولها معها سقاؤها و
حذاؤها ترد الماء وتاكل الشجر حتى يلقاها ربها متفق عليه
روایت ہے زید بن خالد رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا ایک شخص آیا رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس اور پوچھا اوس نے حضرت سے حال پڑی ہوئی چیز پانے کا پس فرمایا
پہچان رکھ ظرف اسکا یعنے جسمیں پڑی ہوئی چیز پائی ہو اور پہچان رکھ سربند
اسکا پھر مشہور کر اسکو لوگوں میں ایک برس پس اگر آوے مالک اس کا دیدے
اس کو اور اگر نہ آیا مالک اسکا پس اپنے کام میں لا اس کو کہا اس شخص نے پس
گم ہوئی بکری کا کیا حکم ہے فرمایا کہ وہ واسطے تیرے ہے یا واسطے بھائی تیرے
کے یا واسطے بھیڑیے کے کہا اوس نے پس گم ہوئے اونٹ کا کیا حکم ہے فرمایا کیا کام ہے تجھ کو
اوس سے یعنے چھوڑ دے اسکو اور نہ لے اسلیے کہ وہ ضائع نہیں ہوتا اسکے ساتھ مشک

اوس کی مشک اور موزے اسکے وارد ہوتے ہیں پانی پر اور کہاتا ہے درخت میں سے یہانتک
کہ ملے اُس سے مالک اُسکا دوسری حدیث **وعنه** انّه قال جاء رجل
الى النبي صلى الله عليه وسلم فسأله عن اللقطة فقال عرّفها سنة ثم اعرف
وكاءها وعفاصها ثم استنفق بها فان جاء ربها فادّها اليه رواه مسلم اور روایت
ہے اسی سے کہ تحقیق اُس نے کہا کہ آیا ایک مرد طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پس پوچھا اُسنے
حال گری ہوئی چیز کے پانے کا پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر پاوے کوئی شخص
پڑی ہوئی کوئی چیز تو مشہور کرے لوگوں میں اُسکو ایک برس تک پھر پہچان رکھو سر بند
اُسکا اور ظرف اُسکا پھر خرچ کرے اُسکو پس اگر آیا مالک اُسکا پس دیوے اُسکو
تیسری حدیث **وعن** عمرو بن شعيب عن ابيه عن جدّه رضي
الله تعالى عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سئل عن الثمر المعلّق
فقال من اصاب منه من ذي حاجة غير متّخذ خبنة فلا شيء عليه ومن
خرج بشيء منه فعليه غرامة مثليه والعقوبة ومن سرق منه شيئا
بعد ان يؤويه الجرين فبلغ ثمن المجنّ فعليه القطع وذكر في ضالة الابل
والغنم كما ذكر غيره قال وسئل عن اللقطة فقال ما كان منها في الطريق
الميتاء والقرية الجامعة فعرّفها سنة فان جاء صاحبها فادفعها اليه وان لم
يأت فهو لك وما كان في الخراب العادي ففيه وفي الركاز الخمس رواه
النسائي وروى ابو داود عنه من قوله وسئل عن اللقطة الى آخره روایت
ہے عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے شعیب سے اور
شعیب نے اپنے دادا سے اُسنے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ آپ سوال
کیے گئے میوے لٹکے ہوئے سے یعنے درخت میں (پس فرمایا حضرت نے کہ جو صاحب حاجت
کا ہو کچھ اُس سے اُس حال میں کہ نہ پھر نیوالا ہو جہولی کو پس نہیں گناہ اوسپر

شخص کو نکالے کچھ میوے سے یعنے کہا وے اور جھولی باندھکر نکلے) پس اُسپر بدلہ ہے
دو مثل اُس کے اور سزا اور جو شخص کہ چراوے کچھ میووں سے بعد اوس کے کہ ٹھکانا دیا
ہو اوسکو کھلیان نے پس پہونچے سپر کے مول کو پس اُسپر ہے ہاتھ کاٹنا اور ذکر کیا راوی
نے بچھڑ گم ہوئے اونٹ اور بکری کے جیسا کہ ذکر کیا اور راویوں نے کہا راوی نے اور
سوال کیے گئے حضرت صلعم پڑی ہوئی چیز کے بابت سو پس فرمایا جو چیز پڑی ہوئی ہو بیچ
راہ آمد و رفت کے اور گاؤں آباد کے کہ لوگ وہان رہتے ہون پس لوگون میں مشہور کر
اوس کو برس روز تک پس اگر آوے مالک اُسکا دیدے اُسکو اور اگر نہ آیا پس وہ واسطے
تیرے ہی اور جو چیز پڑی ہوئی ہو بیچ ویرانہ قدیم کے پس اوسمین اور مال گڑے ہوئے
مین پانچوان حصہ خدا کی راہ مین ہے روایت کیا اسحدیث کو نسائی نے اور روایت
کی ابو داؤد نے بھی سے قول اُسکے سے اور سوال کیے گئے حضرت ﷺ لقطے سے
آخر حدیث تک **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ روایت کیا اسحدیث
کو حاکم نے اور صحیح کہا اسکو اور حسن کہا اسکو ترمذی نے

مسئلہ ہفتاد و ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوے
عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے یَجُوْزُ الْاِلْتِقَاطُ فِی الشَّاۃِ
وَالْبَقَرِ وَالْبَعِیْرِ یعنے جائز ہے پکڑنا بکری اور گائے اور اونٹ کا **فائدہ**
یعنے اگر کسی کی بکری یا گائے یا اونٹ گم ہو جاوے تو اُسکا پکڑ لینا جائز ہے اور
رد المحتار مین ہے کہ پکڑنا اُنکا مستحب ہے اور فتاوی عالمگیری مین ہے کہ پکڑنا انکا افضل ہے اور یہ
مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے بخاری اور مسلم
کی اس حدیث کا جو کہ زید بن خالد کی روایت سے مسئلہ ہفتاد و ہفتم مین اوپر مذکور ہوئی

مسئلہ نہنا دو نہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہی ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَاِنْ كَانَ الْمُلْتَقِطُ غَنِيًّا لَمْ يَجُزْ لَهُ اَنْ يَّنْتَفِعَ بِهَا یعنے اگر پڑی ہوئی چیز کو غنی نے اٹھا لیا ہے تو اسکو اپنے کام میں لانا جائز نہیں ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں بھی خلاف کیا ہے انہیں تین حدیثوں کا جو کہ مسئلہ نہنا دو ہشتم میں پہلے گذر چکی ہیں ۔ اور کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ مذہب جمہور علماء کا یہی ہے کہ پڑی ہوئی چیز کو خواہ غنی نے اٹھا لیا ہو خواہ فقیر نے ہر ایک کو بعد مشہور کرنے کے اپنے کام میں لانا جائز ہے اسلیے کہ حدیثیں جو اس باب میں روایت کی گئی ہیں ان میں یہ مذکور نہیں کہ فقیر تو پڑی ہوئی چیز کو اپنے کام میں لاوے لیکن غنی اپنے کام میں نہ لاوے حکم حضرت کا خواہ فقیر ہو خواہ غنی ہو

مسئلہ نہشتادم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلعم کی صحیح حدیث کے یہی ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے لُقْطَةُ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ سَوَاءٌ یعنی حکم پڑی ہوئی چیز کے پانے کا حل اور حرم میں برابر ہے اور یہ مذہب امام اعظم اور ان کے شاگردوں ابو یوسف و محمد کا ہے سو امام اعظم اور ان کے شاگردوں نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے حدیث کا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ التَّيْمِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُقْطَةِ الْحَاجِّ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔ روایت ہے عبد الرحمن بن عثمان تیمی رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا حاجیوں کی گری ہوئی چیز کے لینے سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے فائدہ کہا شوکانی

نیل الاوطار میں کہ مذہب جمہور علماء کا یہ ہے کہ مکہ میں پڑی ہوئی چیز کا اپنے ملک میں
لانے کے لیے اٹھا لینا درست نہیں ہے خاص مشہور کرنے کے لیے اٹھا لینا جائز ہے۔

مسئلہ ہشتاد و یکم

اور ایک مسئلہ امام اعظم اور ان کے شاگرد ابو یوسف کا مخالف حدیث صحیح کی اور حدیثوں کے
یہ ہے جیسا کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح
در المختار اور فتاوے عالمگیری اور فتاوے قاضیخان وغیرہ
کتب فقہ میں لکھا ہے وَالْعَصِيرُ إِذَا طُبِخَ حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثَاهُ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ
حَلَالٌ وَإِنِ اشْتَدَّ وَهٰذَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ یعنی اور شیرہ انگور کا جب
پکایا جاوے یہاں تک کہ اسکی دو تہائی جل جاوے اور ایک تہائی رہ جاوے تو
حلال ہے اور اگرچہ اس میں شدت ہو جاوے (یعنی سکر پیدا ہو جاوے) اور یہ مذہب
ابی حنیفہ اور ابو یوسف کا ہے **فائدہ** نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ میں لکھا ہے
کہ مثلث انگور کا اس کو کہتے ہیں کہ انگور کا پانی لیکر پکایا جاوے یہاں تک کہ اس کی
دو تہائی جل جاوے اور ایک تہائی رہ جاوے پھر اسکو رکھ چھوڑیں یہاں تک کہ
اس میں شدت ہو جاوے اور جھاگ اٹھنے لگے (یعنی شراب بن جاوے) اسی طرح
اسمیں بعد جلانے کے پتلا کرنے کے لیے تھوڑا سا پانی ڈالکر پھر پکا دیں اور اسکو
رکھ چھوڑیں تو درست ہیں یہ مثلث (یعنی پینا اس شراب کا) ابو حنیفہ اور ابو یوسف
کے نزدیک اور ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ کتب مذکور میں لکھا ہے۔
وَنَبِيذُ التَّمْرِ وَالزَّبِيبِ مَطْبُوخًا أَدْنَى طَبْخَةٍ وَإِنِ اشْتَدَّ إِذَا شُرِبَ مَا لَمْ يُسْكِرْ
بِلَا لَهْوٍ وَطَرَبٍ **ش** بَلْ لِقَصْدِ التَّقَوِّي یعنی اسی طرح نبیذ کھجور کا اور انگور خشک
کا جب تھوڑا سا پکا لیا جاوے اگرچہ اسمیں نشہ پیدا ہو جاوے لیکن ان تینوں قسم کی
شراب کا اس مقدار تک پینا درست ہے کہ نشہ نہ کرے اور لہو و طرب کے قصد سے نہ ہو بلکہ

قوت کر لیے پیجے **فائدہ** فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے کہ نبیذ کہتے ہین سوکھی دا کہ
انگور کے پانی کو کچا ہو خواہ پکا یا ہوا ہو اور ہدایہ وغیرہ کتب مذکورہ مین لکھا ہے کان
المفسد هو القدح المسكر فهو حرام عندنا یعنے اس لیے کہ فساد کرنے والا وہ پیالہ
پیالہ ہے جو کہ نشہ لانے والا ہے اور وہ حرام ہے نزدیک ہمارے یعنی اخیر کا پیالہ جو کہ نشہ لاتا
ہے وہی حرام ہے اور **فتاوی عالمگیری** مین لکھا ہے اذا شرب تسعة
اقداح من نبيذ التمر فاوجب اليه العاشر فسكر لم يحد كذا في السراجية
یعنے کھجور کی نبیذ کے اگر نو پیالے پیے اور نشہ نہ آوے دسوان پیالہ پینے کے بعد نشہ
آوے تو حد نہ ماری جاوے **فائدہ** یعنے نو پیالون تک تو یہ شراب پینی حلال ہے
لیکن اگر دسوان پیالہ پینے کے بعد نشہ آوے تو حد اسوقت بھی واجب نہ ہوگی بلکہ حد اس
وقت واجب ہوگی کہ شراب اسقدر پیے کہ زمین اور آسمان کو بھی نہ پہچان سکے اور شراب پینی حرام
اسوقت ہوگی جبکہ بیہودہ بکنے لگ جاوے چنانچہ **شرح وقایہ** اور **در المختار** اور
فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے اعلم ان السكر عند ابي حنيفة في حق
وجوب الحد ان لا يعرف شيئا حتى الارض من السماء وفي حق حرمة
الاشربة ان يهذي وعندهما ان يهذي مطلقا واليه مال اكثر
المشائخ یعنے جان تو کہ حد نشہ کی نزدیک ابی حنیفہ کے اسوقت ہوتی ہے کہ کچھ نہ پہچانے
یہانتک زمین کو آسمان سے فرق نہ کر سکے اور حرمت مین شرابون کے یہ ہے کہ
بیہودہ بکنے لگ جاوے اور یہی مذہب ہے ابو یوسف و محمد کا اور اسیطرف مائل ہوئے ہین
اکثر مشائخ سوا **امام اعظم** اور ان کے شاگرد ابو یوسف و محمد نے اس مسئلہ مین
خلاف کیا ہے ان آٹھ حدیثون کا **پہلی حدیث** عن عمر رضي الله تعالى عنه قال
تحريم الخمر هي من خمسة العنب والتمر والعسل والحنطة والشعير
والخمر ما خامر العقل متفق عليه روایت ہے عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا نازل

انگور شراب کو حرام کرنے کی جبکہ وہ پانچ چیز سے بنتی تھی انگور اور کھجور اور شہد اور گیہوں اور جو
اور خمر سب وہ ہے جو چھپا دے عقل کو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے دوسری
حدیث عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
کل مسکر خمر وکل مسکر حرام رواہ مسلم روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما سے نقل کی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جو چیز نشہ لاتی ہے وہ شراب ہے اور جو
نشہ لاتی ہے وہ حرام ہے تیسری حدیث عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام رواہ احمد وابو داود
والترمذی والنسائی وابن ماجہ وصححہ ابن حبان روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز کہ بہت نشہ لاتی ہے سو اسکا تھوڑا بھی حرام ہے
روایت کیا اسکو احمد اور ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اس حدیث
کو ابن حبان نے چوتھی حدیث عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت سئل رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن البتع وھو نبیذ العسل فقال کل شراب اسکر
فھو حرام متفق علیہ ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا
پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتع سے اور وہ ہے شیرہ شہد کا فرمایا جو چیز کہ پینے
کی نشہ کرے پس وہ حرام ہے **فائدہ** زرقانی شرح موطا امام مالک میں اس حدیث کی شرح
میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو تیس صحابہ سے بھی زیادہ صحابہ نے روایت کیا ہے پانچویں
حدیث وعنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر منہ الفرق
فملء الکف منہ حرام رواہ احمد والترمذی وابو داود اور روایت ہے اسی
سے نقل کی اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جو چیز کہ نشہ لاوے بقدر فرق کے یعنی آٹھ سیر کے
تو ہر بھرا ہوا چلو بھی اس میں سے حرام ہے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی اور ابو داود
نے چھٹی حدیث ابو داود میں روایت ہے دیلم حمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہا میں نے

یا رسول اللہ ہم ایسی زمین مین رہتے ہین جو سرد ہے اور ساتھ زور و قوت کے کام کرتے ہین ہم اُس مین
کام محنت کہ بدون قوت بدن کے اُس کو نہین کر سکتے اور ہم بناتے ہین ایک شراب اُس گیہون
سے قوت حاصل کرتے ہین ہم ساتھ اُسکے اوپر کامون اپنے کے اور قوت پاتے
ہین اور غالب آتے ہین اوپر سردی شہرون اپنے کے فرمایا حضرت نے کیا نشہ لاتی
ہے وہ شراب کہا مین نے کہ ہان فرمایا پس بچو اُس سے کہا مین نے کہ تحقیق لوگ نہین چھوڑنے
والے اُس کو فرمایا اگر نہ چھوڑین اُس کو تو قتل کرو اُنکو ساتوین حدیث
مسلم مین روایت ہے جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کہ آیا ایک شخص یمن سے اور پوچھا
اُس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احوال شراب کا کہ پیتے تھے یمن کے ملک مین جیسی
کی کہا جاتا تھا اُس کو مزر پس فرمایا آنحضرت نے کیا نشہ لاتی ہے وہ کہا اُس نے ہان فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چیز نشہ لانے والی حرام ہے تحقیق اللہ پر عہد ہے واسطے اُس
شخص کے کہ پیوے نشے کی چیز یہ کہ پلاوے گا اُسکو طینۃ الخبال فرمایا خبال پسینہ ہے دوزخیون کا
یا فرمایا خبال پیپ لہو ہے بہتا ہے دوزخیون کے زخمون سے آٹھوین حدیث مسلم
مین روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ حضرت عمر نے منبر پر کھڑے ہو کر یہ بات
صحابہ مین پکار کر کہہ دی کہ اے لوگو اللہ تعالی نے حکم پہنچایا شراب کے حرام
کرنے کا اور وہ پانچ چیزون سے بنتی ہے انگور اور کھجور اور شہد اور گیہون اور جو
سے اور شراب وہ ہے جو زائل کرے اور ڈھانپ دے عقل کو فائدہ کہا ترمذی
نے کہ اس باب مین حضرت عمر اور حضرت علی اور ابن مسعود کی طرف قائل ہوئے ہین رضی
اور اشج عصری اور دیلم اور میمونہ اور حضرت عائشہ اور انس و محمد نے اس مسئلہ مین
اور نعمان بن بشیر اور معاویہ اور عبداللہ بن مغفل اور انس رضی اللہ تعالی عنہ قائل
اور وائل بن حجر اور قرۃ المزنی سے بھی حدیثین آئی ہین والحنطۃ والشعیر
مین لکھا ہے جو چیز پینے کی نشہ کرے اسکا تھوڑا اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ کہا

بہی حرام ہے اسلیے کہ وہ شراب ہو اور جو نشہ کرے اسکا چہوڑنا واجب ہے خواہ شراب انگور سے بنائی گئی ہو خواہ منقی سے خواہ کہجور سے خواہ جو سے خواہ جوار سے خواہ چاول سے خواہ شہد سے خواہ دودہ سے خواہ کسی اور چیز سے کچا ہو خواہ پکا یا گیا ہو اور اسپر سب علماء کا اتفاق ہے لیکن مخالف ہوگئے ہین اسکے ابو حنیفہ اور زرقانی شرح موطا امام مالک مین لکہا ہے کہ سب شیرے نشہ لانیوالے حرام ہین اور اسیکے قائل ہین امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور جمہور علماء اسلیے کہ مضمون ان سب حدیثون کا یہی ہے کہ نشہ لانے والی چیز کا کہانا حلال نہین اور جو شخص کہ اسکو نہین مانتا کافی ہے رد اسکا یہی حدیثین اور شیخ محمد طاہر حنفی نے مجمع البحار مین اور محمد بن علی الشوکانی نے فوائد المجموعہ مین لکہا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے عبد الرحمان اوسط کو کہ کنیت اسکی ابا شحم تہی بسبب پینے نبیذ کے حد ماری اور وہ اس صدمہ سے بیمار ہوگئے اور مر گئے اور مجد الدین فیروزآبادی نے قاموس مین لکہا ہے کہ خمر اس چیز کو کہتے ہین کہ مستی لاوے اور ہونا شیرہ انگور کا عام ہے کہ شیرہ انگور کا ہو یا سوا اسکے اور کہا کہ عموم صحیح تر ہے اسلیے کہ خمر مدینے مین حرام ہوئی اور مدینہ مین خمر انگور کے اسوقت نہین تہی بلکہ کہجورون کی تہی اور وجہ تسمیہ خمر کی یہ ہے کہ خمر لغت مین بمعنی ڈہانکنے اور خلط کرنے کے ہے اور خمر ڈہانک دیتی ہے عقل کو اور خلط وخبط کر دیتی ہے اسکو انتہی اور دلیل اسکی کہ شراب جو [حضرت عمر کے وقت حر]ام ہوئی اور اسوقت مدینہ مین انگور کی شراب نہین تہی

فملء الکف منه حرام رو[اہ]
نقل کی اسنے نبی صلے اللہ علیہ و[سلم]
[سے ...] بہرا ہوا چلو بہی اسمین سے حرام
[ہے ...] ستی حدیث ابوداود مین وارد

روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا البتہ تحقیق نازل ہوئی تحریم اسوقت کہ نہ تہی مدینہ مین شراب کہ پی جاتی تہی [...] کہ اس باب مین جسقدر حدیثین وارد ہوئی ہین سبکی [حرام] کرنے والی ہین کیونکہ کوئی اسبات کا قائل نہین کہ شراب [انگور] کے سوا اور جن چیزون سے شراب بنائی جاتی ہے اسکو

کوئی نہ تو شراب سمجھتے ہیں اور نہ اسکو شراب کہتے ہیں اور یہ بات انکی مخالف ہی عرب کے
لغت کے بھی اور سنت صحیحہ کے بھی اور سمجھہ صحابہ کے بھی اسلیے کہ حضرت عمر اور حضرت
علی اور سعد اور ابن عمر اور ابوموسی اشعری اور ابوہریرہ اور ابن عباس اور حضرت عائشہ یہ
سب صحابہ اور ابن مسیب اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحق اور سوا ان کے بہت
محدثین اور امام مالک اور اوزاعی ہر چیز نشہ لانے والی کو شراب ہی سمجھتے ہیں ایسا ہی
اسیطرح لکھا ہے مسک الختام شرح بلوغ المرام میں اور ابوداؤد
اور ابن ماجہ میں روایت ہی ابی مالک اشعری سے یہ کہ انہوں نے سنا پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے البتہ پیویں گے لوگ میری امت سے شراب کو نام رکھیں
گے اس شراب کا ساتھ غیر نام اسکے کے اور دارمی میں روایت ہی حضرت عائشہ رضی
اللہ تعالی عنہا سے کہ [illegible] میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
تحقیق اول [illegible] کا کہا زید بن یحیی راوی نے یعنی اسلام جیسا کہ [illegible]
جاتا ہے [illegible] پینے شراب [illegible] کس طرح لیجاویگی شراب اور تغیر کیا جاوے
کا [illegible] رسول اللہ حالانکہ تحقیق [illegible] نے بیچ اسکے وہ چیز کہ بیان کی اپنے
[illegible] ساتھ تشدد و تغلظ وغیرہ کے [illegible] افرمایا آنحضرت نے کہ جلیہ
[illegible] پینے میں [illegible] کہ نام رکھیں [illegible]

مسئلہ [illegible]

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف قرآن اور حدیث [illegible] ہدایہ میں لکھا ہی
اگر کوئی شخص اپنے محرمات ابدی مثل ماں اور بہن او [illegible] بیٹی سو جسکو حرام کیا
ہے خدا نے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے ان سے تو بھی [illegible] نہیں آتی اسلیے کہ
نص ثابت ہے کیونکہ تمام بیٹیاں آدم کی موضوع ہیں اولاد کے [illegible] لیے اور وہ مقصود
اسجگہ بھی حاصل ہے اور عبارت ہدایہ کی یہ ہے [illegible] لا احتمال النکاح

فوطیها لا یجب علیه الحد عند ابی حنیفة رحمه لکنه یوجع عقوبة اذا کان علم بذلک
وقال ابو یوسف و محمد و الشافعی رح علیه الحد اذا کان عالما بذلک لانه عقد
لم یصادف محله فیلغو کما اذا اضیف الی الذکور وهذا لان محل التصرف
ما یکون محلا لحکمه وحکمه الحل وهی من المحرمات ولابی حنیفة رح ان العقد
صادف محله لان محل التصرف ما یقبل مقصوده والانثی من بنات بنی ادم
قابلة للتوالد وهو المقصود فکان ینبغی ان ینعقد فی حق جمیع الاحکام الا
انه تقاعد عن افادة حقیقة الحل فیورث الشبهة لان الشبهة ما یشبه
الثابت لا نفس الثابت الا انه ارتکب جریمة ولیس فیها حد مقدر فیعزر یعنی اور جس
شخص نے اس عورت سے نکاح کیا جو اسکو حلال نہ تھی پھر اس سے صحبت کی تو ابو حنیفہ کے
نزدیک اسپر حد واجب نہیں ہے ولیکن مار پیٹ ہو اگر اس نے جانکر کیا ہے تو ابو یوسف
اور محمد اور شافعی نے کہا ہے کہ اس پر حد ہے اگر اس نے عمدا کیا ہے اسلیے کہ اس عقد
نے محل نہیں پایا پس لغو ہوا جیسے کہ لڑکوں کے ساتھ نکاح اور یہ محل ہونا اسلیے ہے
کہ محل وہ ہے جس میں حکم اسکا (یعنے اثر و فائدہ شرعی نکاح) متحقق ہو اور حکم حلت ہے اور
وہ عورت حرام ہے (یعنے وہ محل تحقق حکم نہیں ہے) ابو حنیفہ کی یہ دلیل ہے کہ اس عقد نے
محل کو پایا اسلیے کہ محل وہ ہے جسمیں مقصود حاصل ہو اور مقصود آدم کی بیٹیوں سے
توالد تناسل ہے پس لائق تو یہ تھا کہ نکاح سب احکام کی نظر سے صحیح ہو جاتا ولیکن وہ
اصلی حلت پیدا کرنے سے رہ گیا پر اس نے شبہہ (یعنے شبہہ نکاح) پیدا کر دیا اسلیے
کہ شبہہ اسی کا نام ہے جو امر اصلی کی مثل ہو نہ یہ کہ بعینہ امر اصلی ہو اور جبکہ اس نکاح
نے شبہہ پیدا کر دیا تو اس کے سبب حد جاتی رہی) ولیکن وہ شخص گناہ کا مرتکب ہوا اور
چونکہ اسمیں حد مقرر نہیں اسلیے وہ تعزیر یعنے مار پیٹ کیا جاوے گا سو امام اعظم نے
خلاف کیا ہے اس مسئلے میں کلام اسد کا بھی اور حدیث کا بھی اسلیے کہ جو شخص اپنی

محرمات ابدی مثل ماں اور بہن وغیرہ سے نکاح کرے تو اسکو قتل کرنا چاہیے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَاَخَوَاتُكُمْ یعنے حرام کی گئی ہیں تم پر
مائیں تمہاری اور بیٹیاں تمہاری اور بہنیں تمہاری وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ مَرَّ بِيْ خَالِيْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ وَمَعَهُ لِوَاءٌ فَقُلْتُ
اَيْنَ تَذْهَبُ فَقَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ
امْرَاَةَ اَبِيْهِ اٰتِيْهِ بِرَاْسِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ
لَهٗ وَلِلنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيِّ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهٗ وَ
اٰخُذَ مَالَهٗ وَفِيْ هٰذِهِ الرِّوَايَةِ قَالَ عَمِّيْ بَدَلَ خَالِيْ اور روایت ہے براء
بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا گذرا مجھپر ماموں میرا ابو بردہ بن نیار اور تھا ساتھ
اُس کے نشان پس کہا میں نے کہاں جاتے ہو پس کہا بھیجا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے طرف ایک شخص کے کہ نکاح کیا ہے اُس نے اپنے باپ کی بیوی سے لاؤں میں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سر اُسکا روایت کیا اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے
اور ایک روایت ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی کے روایت میں
یوں آیا ہے کہ پس حکم کیا مجھکو حضرت نے یہ کہ ماروں میں گردن اُسکی اور لے آؤں میں
مال اُسکا اور اس روایت میں کہا چچا میرا بدلے ماموں میرے کے **فائدہ**
خلاف کیا ہے امام اعظم کا اس مسئلہ میں ابو یوسف اور محمد نے اور کہا موافق شافعی
کے کہ واجب ہے حد اُسپر جیسا کہ اوپر کی عبارت میں اوپر گذرا اور حنفیہ کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے
محرم کے ساتھ نکاح کر لے اُسپر امام اعظم کے نزدیک ایسی صورت میں حد نہیں ہے کہ اُسکو نکاح
میں شبہ پڑ گیا جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ ایسا نکاح ہرگز ہرگز محل ح[د]
نہیں مثل شبہ جیسے ہوتا کہ اسکو یہ نہ معلوم ہوتا کہ جس عورت سے میں نے نکاح کیا ہے وہ میری ماں ہے
اور جبکہ ایک شخص نے عمداً اپنی ماں سے نکاح کر لیا اور اس سے صحبت کرنے لگا

نہ پہچانا ہو اس باپ کا اسم یا بنسبت شبہ ہے ہاں اگر کوئی شخص نکاح کرے اپنی مان یا اپنی بیٹی کو
سمجھکر اور جان بوجھ کے اور دانستہ اسکے ساتھ صحبت کرے یا اگر کسی کو کسی وجہ سے شبہ ہوگیا
ہو کہ یہ میری مان نہیں ہے اور اسکے ساتھ نکاح کرے تو ان صورتوں میں البتہ محل شبہ ہے اور اگر
کسی نے عمدا اپنی مان سے نکاح کر لیا تو محل شبہ نہیں ہے اور جو شخص اپنی مان کے ساتھ
نکاح کر لیوے تو اسپر واجب القتل ہونا ... معاذ اللہ پیغمبر کے حق میں یہ اعتقاد کرنا ہے کہ
انہوں نے اس مسئلہ کو نہیں سمجھا تھا اگر سمجھتے تو بے محل شبہ ہونیکی وجہ سے قتل کا حکم نہ دیتے
غرض کہ حنفیہ نہ تو قرآن کی مخالفت سے ڈرتے ہیں اور نہ حدیث کی مخالفت
سے کیونکہ اگر انکو قرآن اور حدیث کی مخالفت کا ڈر ہوتا تو قرآن کے مخالف یہ اعتقاد
نہ رکھتے کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ اور نیز قرآن کے مخالف یہ نہ کہتے کہ بچہ کو دودھ پلانے
کی مدت اڑھائی برس کی ہے دو برس نہیں اور بعضے تین برس کے قائل نہ ہوتے جیسا
کہ پہلے گذرا اسی طرح سے اگر حدیثوں کو مانتے تو صدہا حدیثوں کا انکار کبھی نہ کرتے
اور یہ جو کہا کہ مان کے ساتھ نکاح کرنیوالے کو قتل کرو یہ حدیث ہے ... اعتقاد ... [illegible]

مسئلہ ہشتاد و سوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ
اور کنز الدقائق اور در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ
فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَاِحْصَانُ الرَّجْمِ اَنْ یَّکُوْنَ حُرًّا عَاقِلًا بَالِغًا مُسْلِمًا
قَدْ تَزَوَّجَ امْرَأَۃً نِکَاحًا صَحِیْحًا وَدَخَلَ بِہَا وَہُمَا عَلٰی صِفَۃِ الْاِحْصَانِ یعنی اور
محصن جو سنگسار کیا جاتا ہے یہ ہے کہ ہو زانی آزاد عاقل بالغ مسلمان اور نکاح صحیح کر
چکا ہو اور زنا کرنے والا اور زنا کرنے والی اور صفت محصن کے ہوں فائدہ
یہ عبارت دلیل ہے حنفیہ کی اس بات پر کہ امام اعظم کے نزدیک آزاد عاقل بالغ مسلمان زنا کرے تو سنگسار

کرنا چاہیے اور اگر سواے مسلمان کے اور کوئی زنا کرے تو اسکو سنگسار کرنا چاہیے اور امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ الْیَہُوْدَ جَاءُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرُوْا لَہٗ اَنَّ رَجُلًا مِنْہُمْ وَامْرَأَۃً زَنَیَا فَقَالَ لَہُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرٰىۃِ فِیْ شَاْنِ الرَّجْمِ قَالُوْا نَفْضَحُہُمْ وَیُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ کَذَبْتُمْ اِنَّ فِیْہَا الرَّجْمَ فَاَتَوْا بِالتَّوْرٰىۃِ فَنَشَرُوْہَا فَوَضَعَ اَحَدُہُمْ یَدَہٗ عَلٰی اٰیَۃِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَہَا وَمَا بَعْدَہَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ یَدَکَ فَرَفَعَ فَاِذَا فِیْہَا اٰیَۃُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ یَا مُحَمَّدُ فِیْہَا اٰیَۃُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِہِمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ یہودی یعنے ایک جماعت ان میں سے آئی طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ذکر کیا انہوں نے روبرو حضرت کے کہ ایک مرد نے ان میں سے اور ایک عورت نے زنا کیا ہے پس فرمایا ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا پاتے ہو تم توراۃ میں بیچ مقدمہ رجم کے کہا یہودیوں نے فضیحت کرتے ہیں ہم زنا کرنے والوں کو اور درے مارے جاتے ہیں وہ کہا عبد اللہ بن سلام نے جھوٹ بولتے ہو تم تحقیق توراۃ میں بھی رجم ہے پس لاؤ توراۃ پس کھولا اسکو اور رکھدیا ایک نے ان میں سے ہاتھ اپنا رجم کی آیت پر یعنے چھپا لیا ہاتھ کے نیچے اور پڑھ گیا اسکے پہلے سو اور اسکے پیچھے سے پس کہا عبد اللہ بن سلام نے اٹھا ہاتھ اپنا پھر اٹھایا ہاتھ پس ناگہاں اس میں تھی آیت رجم کی پس کہا یہودیوں نے کہ سچ کہا اے محمد اسمیں ہے آیت رجم کی پھر حکم فرمایا ان دونوں کے لیے سنگسار کرنیکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس سنگسار کیے گئے دونوں روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے **فائدہ** کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہ یہ حدیث صریح دلیل ہے اسپر کہ حد ذمی کافر پر واجب ہے

مسئلہ پنجاہ و چہارم

اور سایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثون کے یہہ جو کہ ہدایا اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور در المختار وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے وَلَا يُقِيمُ الْمَوْلَى الْحَدَّ عَلَى عَبْدِهِ إِلَّا بِإِذْنِ الْإِمَامِ یعنے اور نہ مارے حد مولا غلام اپنے کو مگر ساتھ اذن امام کے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان تین حدیثون کا پہلی حدیث عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا زَنَتْ أَمَةُ أَحَدِكُمْ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ وَلَا يُثَرِّبْ ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے جس وقت کہ زنا کرے لونڈی ایک تمہاری کی اور ظاہر ہو زنا اسکا پس مارے اسکو حد اور نہ عار دلاوے اوسپر پھر اگر زنا کرے پس مارے اسکو حد اور نہ عار دلاوے پھر اگر زنا کرے تیسری بار اور ظاہر ہو زنا اوسکا پس چاہیے کہ بیچ ڈالے اسکو اگرچہ بدلے بالونکی رسی کے ہو یعنے بدلے حقیر چیز کے) روایت کیا اسحدیث کو بخاری اور مسلم نے اور لفظ اوسکے مسلم کے ہین دوسری حدیث عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقِيمُوا الْحُدُودَ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَهُوَ فِي مُسْلِمٍ مَوْقُوفٌ روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کرو حد اپنی لونڈی غلامون پر روایت کیا اسحدیث کو ابو داود نے اور وہ مسلم مین موقوف ہے تیسری حدیث عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ خَطَبَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقِيمُوا

عَلٰی اَرِقَّائِکُمُ الْحَدَّ مَنْ اَحْصَنَ مِنْھُمْ وَمَنْ لَمْ یُحْصِنْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت
ہے ابی عبد الرحمن رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا اوس نے خطبہ پڑھا حضرت علی نے پھر
کہا ای لوگو قائم کرو اپنے غلاموں پر حد خواہ وہ محصن ہوں خواہ نہ ہوں روایت کیا اس حدیث کو

مسئلہ ہشتاد و پنجم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثوں کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری
وغیرہ فقہ کی کتابوں مین لکھا ہے وَلَا یُجْمَعُ فِی الْبِکْرِ بَیْنَ الْجَلْدِ وَالنَّفْیِ
یعنے جب عورت کی شادی نہ ہوئی ہو اگر وہ زنا کرے تو اسکو شہر سے نکالدینا اور
دُرّے مارنے دونو کام جائز نہیں۔ اور یہی مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلے
مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثوں کا پہلی حدیث عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذُوْا عَنِّیْ خُذُوْا عَنِّیْ
قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لَھُنَّ سَبِیْلًا اَلْبِکْرُ بِالْبِکْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبُ عَامٍ وَالثَّیِّبُ بِالثَّیِّبِ
جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت ہے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی
عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو مجھسے یعنے یہ حکم مجھ سے مقدمہ زنا انکے
کہ تحقیق مقرر کی اللہ تعالی نے واسطے عورتوں کے راہ غیر محصن مرد کہ زنا کرے ساتھ عورت غیر محصنہ
کے سو دُرّے مارنے چاہیں اور نکالدینا وطن سے برس دن تک اور محصن مرد کہ زنا کرے محصنہ
عورت سے سو کوڑے مارنے چاہییں اور سنگسار کرنا روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے
دوسری حدیث عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا
اَنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا
اقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ
اللّٰہِ وَائْذَنْ لِّیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ قَالَ تَکَلَّمْ قَالَ اِنَّ ابْنِیْ کَانَ

عَسِيفًا عَلَى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِي ثُمَّ إِنِّي سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيبَ عَامٍ وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہی ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ کہ تحقیق دو شخص جھگڑتے آئے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا ایک نے ان دونوں میں سے کہ حکم کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے اور کہا دوسرے نے کہ ہاں یا رسول اللہ پس حکم کرو درمیان ہمارے ساتھ کتاب اللہ کے اور پروانگی دیجیے مجھکو کہ کلام کروں میں کہ صورت قضیے کی کیا ہے فرمایا کہ کلام کر کہا اس شخص نے کہ تحقیق تھا بیٹا میرا مزدور اس شخص کے ہاں پس زنا کیا اسکی عورت سے پس خبر دی مجھکو لوگوں نے یہ کہ اوپر بیٹے میرے کے سنگساری ہی پس بدلہ دیا میں نے اوسکی طرف سے سو بکریاں اور ایک لونڈی اپنی (یعنے اسکے سنگسار ہونیکا بدلہ یہ دیا) پھر تحقیق میں نے پوچھا عالموں سے پس خبر دی مجھکو یہ کہ اوپر بیٹے میرے کے سو درے ہیں اور برس روز کا نکالدینا (یعنے بسبب محصن نہونے اوس کے) اور سوا اسکی نہیں کہ سنگساری اوسکی عورت پر ہی (یعنی اس لیے کہ وہ محصنہ تھی) پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار ہو قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ میں ہے حکم کروں گا میں درمیان تمہارے ساتھ کتاب اللہ کے ایسے بکریاں تیری اور لونڈی تیری پس پھر آدینگی تیری پاس اور بیٹے تیرے پر سو درے ہیں اور برس دن کا نکالدینا۔ اور خطاب کیا حضرت صلعم نے انیس کو کہ اے انیس جا اوسکی عورت پاس اگر اقرار کرے زنا کا سنگسار کر اوسکو پس اقرار کیا

اُس عورت کے پس سنگسار کیا انہیں نے اُس عورت کو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے

مسئلہ ہشتاد و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے لَا یُقْتَلُ الرَّجُلُ بِعَبْدِہٖ یعنے جو شخص اپنے غلام کو قتل کر ڈالے اسکو نہ قتل کرنا چاہیے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَتَلَ عَبْدَهٗ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهٗ جَدَعْنَاهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَهُوَ مِنْ رِوَايَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ عَنْ سَمُرَةَ وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي سَمَاعِهٖ مِنْهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِيِّ وَمَنْ خَصَى عَبْدَهٗ خَصَيْنَاهُ وَصَحَّحَ الْحَاكِمُ هٰذِهِ الزِّيَادَةَ روایت ہے سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قتل کریگا اپنے غلام کو ہم قتل کریں گے اسکو اور جو شخص کہ کاٹیگا اعضا اپنے غلام کے کاٹیں گے ہم اعضا اوسکے روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور وہ روایت حسن بصری کی ہے سمرہ سے اور اختلاف کیا گیا ہے سننے میں اوسکی اوس سے اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جو خوجا کرے گا اپنے غلام کو خوجا کر ڈالیں گے ہم اسکو اور صحیح کہا حاکم نے اس زیادتی کو

مسئلہ ہشتاد و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے لَا قَطْعَ فِي

اِنَّما قَطعَ عَلَی الشَّجَرِ وَلَا فِی الزَّرعِ الَّذِی لَمْ یُحصَدْ یعنے درخت پر میوہ چرانیوالے کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے بسبب چرانے میوے کے کہ درخت اور کھیتی مین جو کہ ہنوز نہین کاٹی گئی ہو اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ابوداود اور نسائی کی اس حدیث کا جو عمرو بن شعیب کی روایت سے مسئلہ ہفتاد و ہفتم مین پہلے مذکور ہوئے

مسئلہ ہفتاد و ہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیثون کے ہے جو کہ رد المحتار شرح در المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہی فَلَا قَطْعَ بِنُقْرَةٍ وَزْنُهَا عَشْرَةٌ لَا تُسَاوِی عَشْرَةً مَضْرُوبَةً وَلَا بِدِینَارٍ قِیمَتُهُ دُونَ عَشْرَةٍ یعنے بس ہاتھ کاٹنا نہین جائز ہے بسبب چرانے چاندی کی اس ڈلی سے جو بوزن دس درم ہے مگر دس درم مضروب کے برابر نہین قیمت مین اور قطع نہین اُس دینار سے جسکی قیمت دس درم سے کم ہے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہی ان تین حدیثون کا پہلی حدیث عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُقْطَعُ یَدُ السَّارِقِ اِلَّا بِرُبْعِ دِینَارٍ فَصَاعِدًا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا کہا اونہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کاٹا جاوے ہاتھ چور کا بسبب چرانے چوتھائی دینار کے یا زیادہ کے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے دوسری حدیث عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا قَالَ قَطَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَ سَارِقٍ فِی مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلٰثَةُ دَرَاهِمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا کاٹا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ چور کا چرانے ایک سپر کے کہ قیمت اُسکی تین درہم تھی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم تیسری حدیث عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ عَنِ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فتقطع یدہ ویسرق الحبل فتقطع یدہ متفق علیہ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا لعنت کرے اللہ چور کو کہ چراتا ہے بیضہ پس کاٹا جاتا ہے ہاتھ اسکا اور چراتا ہے رسی پس کاٹا جاتا ہے ہاتھ اسکا روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے

مسئلہ ہشتاد و نہم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کا یہ ہے جو کہ ہدایہ اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے اذا قضی علی رجل بالقطع فی سرقۃ فوہبت لہ لم یقطع یعنے جب حکم کیا قاضی نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا بعد اسکے جس کی چوری ہوئی وہ اگر چور کو بخشدے تو قاضی کو ہاتھ کاٹنا درست نہیں ہے اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا عن صفوان بن امیۃ رضی اللہ تعالی عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ لما امر بقطع الذی سرق ردائہ فشفع فیہ ہلا کان ذلک قبل ان تأتینی بہ رواہ احمد و ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وصححہ ابن الجارود والحاکم روایت ہے صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالی عنہ سے منقول نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو جب حکم فرمایا ہاتھ کاٹنیکا اوسکے جس نے چرائی چادر اسکی پھر سفارش کی حقمیں اوسکے کیوں نہوئی یہ سفارش پہلے اسکے کہ لادے تو میرے پاس اوسکو روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اسکو ابن جارود اور حاکم نے فائدہ کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو مالک نے موطا میں اور شافعی اور حاکم نے بہت طرق سے اور یہہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ چور کو امام کے پاس لیجانے کے بعد اوسکو اپنی چیز بخشدینے سے حد نہیں ساقط ہوتی اور اسپر اجماع کیا گیا ہے اور یہہ جو روایت کی گئی ہے ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ مطلق بخشدینے سے چور پر حد نہیں آتی سو یہہ حدیث اسباب میں انکے رد میں ہے

مسئلہ نودم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کی یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المختار اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے اِن وَهَبَ هِبَةً لِذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ لَمْ يَرْجِعْ فِيهَا یعنے اگر کوئی شخص ذی محرم کو کوئی چیز بخشدے تو اسکو واپس لینی نہیں آتی۔ اور یہہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ يُعْطِيَ عَطِيَّةً ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا اِلَّا الْوَالِدُ فِيمَا يُعْطِي وَلَدَهُ وَمَثَلُ الَّذِي يُعْطِي الْعَطِيَّةَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِيهَا كَمَثَلِ الْكَلْبِ اَكَلَ حَتّٰى اِذَا شَبِعَ قَاءَ ثُمَّ عَادَ فِي قَيْئِهِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَصَحَّحَهُ التِّرْمِذِيُّ روایت ہے ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں حلال واسطے آدمی کے یہ کہ دیوے کچھ پھر رجوع کرے اوس میں مگر باپ کو رجوع کرنا درست ہے اوس چیز میں کہ دے بیٹے اپنے کو اور مثل اوس شخص کی کہ دیتا ہے کچھ پھر رجوع کرتا ہے اسمیں مانند کتے کی ہے کہ کھایا یہانتک کہ جسوقت پیٹ بھر آئی کر ڈالی پھر چاٹنے لگا اپنی قے روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور صحیح کہا اس کو ترمذی نے **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے اور صحیح کہا ان دونوں نے اسکو اور یہہ حدیث دلیل ہے اوپر اسکے کہ حرام ہے رجوع کرنا بعد بخشدینے کے پھر کہا بعد اسکی نقل کرکے فتح الباری سے کہ یہی مذہب ہے جمہور علما کا اور کہا کہ دلیل ہے کہ نہیں جائز ہے رجوع کرنا باپ کو بعد بخشدینے کے خواہ بیٹا چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو جبکہ قبض کر چکا ہو سو یہ انکی دلیل بات ہے

مسئلہ نود و یکم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف حدیث کے یہ ہے کہ حکم قاضی کا تمام عقود اور فسوخ مثل نکاح

یعنی ہدایہ کتاب الہبہ جلد سوم صفحہ ۲۸۳ و شرح وقایہ ... صفحہ ... کنز الدقائق ... صفحہ ... رد المختار جلد ... صفحہ ... عالمگیری جلد ... صفحہ ... نیل الاوطار جلد ... صفحہ ...

اور طلاق اور بیع اور اقالہ مین امام اعظم کے نزدیک نافذ ہے ظاہرا و باطنا چنانچہ ہدایہ
اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور فتاوی
عالمگیری اور در مختار اور فتاوی قاضیخان وغیرہ
مین لکھا ہے کل شئی قضی بہ القاضی فی الظاہر بتحریمہ فہو فی الباطن
کذالک عند ابی حنیفۃ وکذا اذا قضی بالحلال یعنے اور جو چیز کہ حکم کرے
ساتھ اسکے قاضی ظاہر مین ساتھ حرام کرنے اسکے کے پس وہ (حکم) باطن مین بھی
اسیطرح ہے نزدیک ابی حنیفہ کے اور اسیطرح ہے جبکہ حکم کرے قاضی ساتھ حلال کرنے
کے مثلا اگر کوئی شخص کسی عورت پر دعوی کرے کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے
سامنے جھوٹے گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اسکو ملجاوے تو وہ عورت بحسب
ظاہر بھی اسکی بی بی ہے اور اس سے صحبت کرنا بھی اس شخص کو حلال ہے یعنے خدا
کے نزدیک بھی اسیطرح ہو گیا اور مرد کو اس عورت کے لینے کا خدا کے نزدیک کچھ
مواخذہ نہ ہوگا اور یہی حکم ہے عورت کے لیے بھی چنانچہ ہدایہ وغیرہ فقہ
کی کتابون مین لکھا ہے ومن ادعت علیہ امراۃ انہ تزوجہا واقامت
بینۃ فجعلہا القاضی امراتہ ولم یکن تزوجہا وسعہا المقام معہ
وان تدعہ یجامعہا وھذا عند ابی حنیفۃ یعنے اگر عورت دعوی
کرے کسی شخص پر اسبات کا کہ میرا اس سے نکاح ہے اور گواہ لے آوے یعنے جھوٹے اور
قاضی حکم کردے کہ اسکی عورت ہوگئی اور نہ تھا نکاح اس مرد کا عورت کے ساتھ تو جائز ہے اسکو
عورت کو جماع کروانا انتہی اور یہ مذہب ابی حنیفہ کا ہے انتہی اسیطرح ہے اگر کسی کے مکان کا
کسی نے جھوٹا دعوی کیا کہ مینے اس سے خریدا ہے اور جھوٹے گواہ گذرانے اور قاضی نے حکمدیا
اسکی بیع کا تو ہو گیا اسیطرح ہے امام اعظم نے خلاف کیا ہے اس مسئلہ مین اس حدیث کا
عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالی عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قال انما انا بشر و انکم تختصمون الی و لعل بعضکم ان یکون الحن
بحجته من بعض فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له بشیء
من حق اخیه فلا یاخذنه فانما اقطع له قطعة من النار متفق علیه

روایت ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے
نہیں کہ میں آدمی ہوں اور تحقیق تم جھگڑتے آتے ہو طرف میری اور شاید کہ بعض
تمہارا ہووے خوب تقریر کرنے والا ساتھ دلیل اپنی کے بعض سے پس حکم کرتا ہوں میں
واسطے اوسکے اوپر مانند اس چیز کے کہ سنتا ہوں میں اس سے پس وہ شخص کہ حکم کروں میں
واسطے اوس کے ساتھ کسی چیز کے حق بھائی اوسکے سے پس نہ لیوے اسکو سوا اس کے
نہیں کہ حکم کرتا ہوں میں واسطے اوسکے ایک ٹکڑا آگ سے روایت کیا اس حدیث کو
بخاری اور مسلم نے **فائدہ** خلاف کیا ہے ہمیں امام اعظم کا امام ابو یوسف اور
امام محمد نے اور کہا موافق شافعی کے **معدن شرح کنز الدقائق** اور
مستخلص میں لکھا ہے وقال ابو یوسف و محمد و الشافعی لا ینفذ باطنا یعنی
اور کہا ابو یوسف اور محمد اور شافعی نے کہ نہیں جاری ہوتی قضا باطن میں یعنی اللہ
تعالی کے نزدیک اور اسیطرح سے خلاف کیا ہے امام اعظم کا امام زفر نے اور امام
مالک اور امام احمد بن حنبل نے اس مسئلہ میں اور کہا موافق حدیث ام سلمہ کے جو کہ اوپر مذکور
ہوئی اور دلیل امام اعظم رح کی حنفیہ یہ پیش کرتے ہیں کہ جب ذکر کیا امام محمد نے مبسوط
میں کہ پہنچا ہم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص نے انکے پاس گواہ قائم کر دیے
ایک عورت کو نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علی نے حکم دیدیا عورت کو کہ جاوے
مرد پاس تو کہا عورت نے کہ اس مرد نے نہیں نکاح کیا ہے مجھ سے اب اگر آپ نے
ایسا ہی حکم کیا ہے تو آپ نکاح تو پڑھوا دیجیے فرمایا حضرت علی نے میں نہیں تجدید کرتا
نکاح کی نکاح کر دیا تیرا دو نو شاہدوں نے سو **جواب** اس کا دو طرح پر ہے

اول یہ کہ یہ حدیث بلا اسناد ہو اور حدیث بلا اسناد جسکے مبدا اسناد مین سقوط و انقطاع ہو سو معلق کہلاتی ہے اور وہ ضعیف اور مردود شمار کی جاتی ہے چنانچہ نخبۃ الفکر مین لکھا ہے ثُمَّ الْمَرْدُوْدُ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ لِسَقْطٍ اَوْ طَعْنٍ فَالسَّقْطُ اِمَّا اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ مَبَادِي السَّنَدِ مِنْ مُصَنِّفٍ اَوْ مِنْ اٰخِرِهٖ بَعْدَ التَّابِعِيِّ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ فَالْاَوَّلُ الْمُعَلَّقُ یعنے پھر مردود یا یہ کہ ہو واسطے گر جانے راوی اسناد کے یا طعن راوی کے سو گرنا اسناد کا یا یہ ہو کہ ہو ابتدا اسناد سے مصنف تک یا آخر سند سے بعد تابعی کے یا سوا اسکے پس اول معلق ہے اور منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول مین لکھا ہے کہ اکثر محدثین نے ذکر حدیث معلق کا قسم مردود مین (شمار) کیا ہے انتہی۔ اب اگر کوئی کہے کہ نخبۃ الفکر اور منہج الوصول کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیثین معلق جو کہ بخاری مین ہین وہ بھی ضعیف ہی ہونگی سو جواب اسکا یہ ہے کہ منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول مین لکھا ہے کہ بخاری جسقدر حدیثین معلق لایا ہے اُن سبکو ابن حجر نے اپنی کتاب التوفیق الے وصل التعلیق مین وصل کر دیا ہے علاوہ اسکے فتح الباری اور قسطلانی اور کرمانی وغیرہ بخاری کی شرحون مین بخاری کی معلق حدیثون کا وصل ہونا ثابت ہے اور بالفرض اگر اوسکی کسی حدیث معلق کا وصل ہونا پایہ ثبوت کو نہ پہنچ سکے اور معارض ہو حدیث صحیح کے تو اسکو بھی لائق عمل کے نہ سمجھا جاویگا دوم یہ روایت موقوف ہے حضرت علی پر اور روایت موقوف قابل حجت کے نہین ہوتی اور بیان اسکا مسئلہ چہارم مین پہلے گذرا

مسئلہ نود و دوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار شرح در المختار اور فتاوے عالمگیری وغیرہ مین لکھا ہے

وَمَنْ اَفْلَسَ عِنْدَہٗ مَتَاعٌ لِرَجُلٍ بِعَیْنِہٖ اِبْتَاعَہٗ مِنْہُ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ اُسْوَۃٌ لِلْغُرَمَاءِ فِیْہِ یعنے ایک شخص مفلس ہوگیا اور اُسکے پاس وہ چیز ہے جو اُس نے خرید کی تو اُسکا بائع اور قرضخواہوں کے ساتھ مساوی ہے بیچ اس کے اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَدْرَکَ مَالَہٗ بِعَیْنِہٖ عِنْدَ رَجُلٍ اَفْلَسَ اَوْ اِنْسَانٍ قَدْ اَفْلَسَ فَھُوَ اَحَقُّ بِہٖ مِنْ غَیْرِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پاوے اپنا بعینہ مال کسی مفلس ہوئے کے پاس یا آدمی مفلس کے پاس تو اُس مال کا وہی زیادہ تر لائق ہے اور قرضداروں کی بنسبت یعنے جس نے اپنا مال کسی کے ہاتھ بیچا اور مول لینے والا مفلس اور قرضدار ہوگیا قیمت نہیں دے سکتا تو وہ اپنے مال کو اگر بعینہ پاوے تو لے لیوے اور بیع کو باطل کر دیوے اور قرضداروں کا اُس میں حق نہیں) روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور کہا ترمذی نے اس باب میں سمرہ اور ابن عمر سے بھی روایتیں آئی ہیں۔ اور کہا امام شعرانی نے میزان شعرانی میں کہ یہی مذہب ہے امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا اور کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہ امام ابو حنیفہ جو قائل اس کے نہیں ہیں سو اسباب میں تاویلیں انکی مردود اور ضعیف ہیں اور جو کہ اس باب میں حضرت علی اور ابن مسعود کی روایت کی سند لیتے ہیں سو وہ ثابت نہیں انتہے

مسئلہ نود و سوم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر صلعم کی صحیح حدیثوں کے یہ ہے کہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے لَا تُرَدُّ الْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعِیْ یعنے مدعی کو قسم نہ دی جاوے۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا ہے سو امام اعظم نے اس

مسئلے مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا پہلی حدیث عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِیَمِیْنٍ وَّشَاہِدٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَّاَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِیُّ وَقَالَ اِسْنَادُہٗ جَیِّدٌ ۔ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے کہ مقرر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا قسم اور گواہ پر روایت کیا اسحدیث کو مسلم اور ابوداؤد اور نسائی نے اور کہا اسناد اسکی جید ہے دوسری حدیث عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاہِدِ الْوَاحِدِ قَالَ وَقَضٰی بِہَا عَلِیٌّ فِیْکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا اَصَحُّ روایت ہے جعفر بن محمد سے اُس نے نقل کی اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ساتھ قسم کے ساتھہ ایک گواہ کے کہا اور حکم کیا ساتھہ اسکے حضرت علی نے بیچ تمہارے روایت کیا اسحدیث کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث اصح ہے **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ دلیل پکڑی ہے ساتھہ حدیثون باب کے جماعت اصحاب اور تابعین نے اور جو لوگ کہ بعد اون کے ہوئے ہین کہتے ہین کہ جائز ہے حکم ساتھہ گواہ اور قسم مدعی کے اور حکایت کیا ہے اسکو صاحب بحر نے امیر المومنین علی اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور ابی اور ابن عباس اور عمر بن عبدالعزیز اور شریح اور شعبی اور ربیعہ اور فقہاء مدینہ اور ناصر اور ہادویہ اور مالک اور شافعی سے

مسئلہ دو چہارم

اور ایک مسئلہ امام اعظم اور اُنکے شاگردون ابو یوسف و محمد کا مخالف پیغمبر کی حدیثون کی یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق وغیرہ مین لکھا ہے مَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْیَۃِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰی بِمُسْلِمَۃٍ لَمْ یَنْتَقِضْ عَہْدُہٗ یعنے جو ذمی جزیہ دینے والا جزیہ دینے سے انکار کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا گالی دے نبی علیہ السلام کو یا کسی مسلمان عورت کے

[margin notes, written sideways: references to مسلم، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، نیل الاوطار، ہدایہ، شرح وقایہ، کنز الدقائق with page numbers, e.g. صفحہ ۱۹۵ میں]

زنا کرے تو ان امور سے اُسکا عہد نہین ٹوٹتا اور ردّ المحتار شرح درّ مختار
مین ہے وَاَمَّا اَبُوْ حَنِیْفَۃَ وَاَصْحَابُہٗ فَقَالُوْا لَا یَنْقُضُ الْعَھْدُ بِسَبٍّ وَّلَا یُقْتَلُ
الذِّمِّیُّ بِذٰلِکَ یعنی اور لیکن ابو حنیفہ اور اصحاب اُسکے یعنے ابو یوسف و محمد پس
کہتے ہین کہ نہین ٹوٹتا عہد ساتھ گالی دینے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے) اور نہ قتل
کیا جاوے ذمی بسبب اس بات کے انتہے امام اعظم اور اُن کے شاگردون ابو یوسف
و محمد نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان صریح دو حدیثون کا پہلی حدیث عَنْ
عَلِیٍّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ یَھُوْدِیَّۃً کَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَتَقَعُ فِیْہِ فَخَنَقَھَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَاَبْطَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
دَمَھَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاؤدَ روایت ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا تحقیق ایک
عورت یہودیہ تھی کہ گالی دیتی تھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عیب و طعن کرتی تھی حضرت
مین پس گلا گھونٹا اوسکا ایک شخص نے یہانتک کہ مر گئی پس معاف فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے خون اُسکا روایت کیا اس حدیث کو ابو داؤد نے دوسری حدیث
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ اَعْمٰی کَانَتْ لَہٗ اُمُّ وَلَدٍ تَشْتُمُ النَّبِیَّ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِیْہِ فَیَنْھَاھَا فَلَا تَنْتَھِیْ فَلَمَّا کَانَ
ذَاتَ لَیْلَۃٍ اَخَذَ الْمِعْوَلَ فَجَعَلَہٗ فِیْ بَطْنِھَا وَاتَّکَأَ عَلَیْھَا فَقَتَلَھَا فَبَلَغَ ذٰلِکَ
النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا اشْھَدُوْا اَنَّ دَمَھَا ھَدَرٌ رَوَاہُ
اَبُوْ دَاؤدَ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ تحقیق ایک اندھا کہ تھے اوس کی یار
حرم گالی دیتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عیب و طعن کرتی تھی حضرت مین پھر منع کرتا
تھا وہ اندھا اوسکو اس بات سے پس باز نہ آتی تھی وہ اوس جب ہوئی ایک رات لی اُس اندھے نے
ایک لکڑی سیخ لگی ہوئی پس رکھا اسکو اوسکے پیٹ مین اور تکیہ کیا اُسپر یعنے زور سے دبایا
اُسکو پس قتل کیا اُسکو پس پہنچی خبر اوسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پس فرمایا خبردار گواہ

ہو تحقیق خون اسکا رائگان ہے روایت کیا اسحدیث کو ابو داؤد نے **فائدہ** کہا
ابن حجر نے بلوغ المرام میں کہ راوی اس حدیث کے معتبر ہیں - اور یہ دونون حدیثین دلیل
ہین اسپر کہ ذمی جب برا کہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو توڑ دیتا ہے عہد و ذمہ کو پس وہ
حربی ہے مباح الدم اور **مسک الختام شرح بلوغ المرام** میں لکھا ہے
یہ دونون حدیثین دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے
والا لائق قتل کے ہے ساتھ حد شرعی کے اور خون اسکا رائگان ہے یعنی اسکو قتل
کرنا گناہ نہیں پس اگر مسلمان ہو تو گالی دینی اسکی اسکا مرتد ہونا ہے - اگر اوس نے
توبہ نہیں کی ہے تو قتل کیا جاوے کہا ابن بطال اور ابن منذر نے کہ اجماع ہو چکا ہے
اس بات پر کہ جو شخص گالی دے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب ہے قتل کر دینا اسکا
اور حکایت کی گئی یہی بات اوزاعی اور لیث اور شافعی اور احمد اور اسحاق سے
اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسکو قتل کرنا چاہیے اور اگر وہ ذمی ہے تو بھی قتل کیا جاوے انتہی
اسی کے قائل ہوا ہے شیخ ابن ہمام حنفی بھی چنانچہ **فتح القدیر** میں ہے کہ اگر
ذمی جزیہ دینے والا انکار کرے جزیہ سے اور بسبب شرارت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے
تو عہد ٹوٹ جاوے گا - اور وہ قابل قتل ہے کیونکہ ذمی سے جزیہ حقیر سمجھ کر لیا جاتا
ہے اور جب وہ ہمارے پیغمبر کو برا کہنے لگے تو گویا ہم اسسے عاجز ہوئے انتہی

مسئلہ نود و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی چار حدیثون کے یہ ہے جو کہ **حلبی حاشیہ
شرح وقایہ** میں محیط سے نقل کرکے لکھا ہے اِذَا اَخَذَتْهُ الزَّانِيَةُ اِنْ كَانَ
بِعَقْدِ الْاِجَارَةِ فَحَلَالٌ عِنْدَ الْاَعْظَمِ لِاَنَّ اَجْرَ الْمِثْلِ طَيِّبٌ وَاِنْ كَانَ
السَّبَبُ حَرَامًا یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کرنے والی بدلے زنا کرنے کے اگر لیا
ہے مقرر کرکے یعنی جسطرح سے کسبیان اپنی خرچی زنا کرنے سے پہلے مقرر کر لیتی ہیں

تو حلال ہے امام اعظم کے نزدیک اسلئے کہ تحقیق خرید و فروخت نہیں شامل کی گئی ہے جو خواہ وہ سبب اسکے جسکے بدلے وہ خرید و فروخت ہے حرام ہو۔ اسیطرح اسی سبب سے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک جو شخص کہ خرچی دیکر کسی عورت سے زنا کرے اوسپر حد نہیں چنانچہ فتاوی قاضی خان اور کنز الدقائق میں لکھا ہے ولو استاجر امرأۃ لیزنی بہا فزنی لا یحد یعنی اگر خرچی دیکر عورت کو واسطے زنا کرنے کے اپنے پاس کر لیا اور حق ساتھ اسکے زنا کیا تو اوسکو حد ماری جاویگی موجب قول ابو حنیفہ کے سوا امام اعظم نے اس مسئلہ میں خلاف کیا ہے ان چار حدیثوں کا بھی خلاف

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ثَمَنِ الْکَلْبِ وَمَہْرِ الْبَغِیِّ وَحُلْوَانِ الْکَاہِنِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

روایت ہے ابی مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مول کتے کے سے اور خرچی عورت زانیہ کی سے اور اجرت کاہن کی سے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے دوسری حدیث صحیح ابن حبان میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حرام ہے خرچی زانیہ کی اور قیمت کتے کی اور کمائی پچھنے لگانے والے کی

تیسری حدیث عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَمَنُ الْکَلْبِ خَبِیْثٌ وَمَہْرُ الْبَغِیِّ خَبِیْثٌ وَکَسْبُ الْحَجَّامِ خَبِیْثٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

روایت ہے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مول کتے کا حرام ہے اور خرچی زنا کار عورت کی حرام ہے اور کمائی سینگی کھینچنے والے کی حرام ہے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے

چوتھی حدیث عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَہٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْکَلْبِ وَکَسْبِ الْاَمَۃِ

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ روایت ہی ابی جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے منع فرمایا مول خون کے سے اور کتے کے سے اور خرچی لونڈی زانیہ کی سے
روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے **فائدہ** مجمع البحار مین لکہا ہے کہ مراد نسبت
سے حرام ہونا ہے مول کتے کا اور خرچی عورت زانیہ کی اس لیئے کہ کتا پلید ہے اور
زنا حرام ہے اور بدلا دینا اوسپر اور لینا اوسپر حرام ہے اور **زرقانی شرح**
موطا امام مالک مین لکہا ہے کہ خرچی عورت زانیہ کی حرام ہے اور اسپر
اجماع ہے ۔ اور امام نووی علیہ الرحمۃ نے **شرح صحیح مسلم** مین لکہا ہے
کہ مول کتے کا اور خرچی عورت زانیہ کی حرام ہے اور اوسپر اتفاق ہی تمام مسلمانون کا
اور کہا **ترمذی** نے اس باب مین حضرت عمر اور ابن مسعود اور جابر اور ابی ہریرہ اور
ابن عباس اور ابن عمر اور عبد اللہ بن جعفر سے بہی روایتین آئی ہین انتہی اب رہا
ایک مسئلہ تو کاہن کی اجرت کا اور دوسرا سینگی کہینچنے والے کی کمائی کا سو بیان
ان کا بلاغ المبین کے دوسرے جلد مین کیا گیا ہے جسکو دیکہنا منظور ہو وہان سے دیکہہ لے

مسئلہ نود و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثون کے یہہ ہے جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز الدقایق اور رد المحتار اور فتاوے
عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ اَلْمُزَارَعَۃُ
بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَاطِلَۃٌ یعنی کہا ابو حنیفہ نے کہ مزارعت ساتہہ تہائی اور چوتہائی کے
باطل ہے **فائدہ** یعنے اگر کوئی شخص اپنی زمین اس غرض سے کسی کو دیوے کہ وہ اس
مین کہیتی کرے اور اوس مین اپنا حصہ مقرر کر لیوے تو جائز نہین ہے ۔ اور یہ مذہب امام اعظم کا
ہے سو امام اعظم نے اس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا **پہلی حدیث**
عن عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّے

اللہ علیہ وسلم دفع الی یہود خیبر نخل خیبر وارضہا علی ان یعتملوہا من
اموالہم ولرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شطر ثمرہا رواہ مسلم ترجمہ
روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دیے یہود خیبر کو درخت کہجور خیبر کے اور زمین اوسکی اس شرط پر کہ محنت کرین اسمین
اپنے مالون سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو آدہا میوہ اوسکا روایت کیا اس
حدیث کو مسلم نے دوسری حدیث وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اعطی خیبر الیہود ان یعملوہا ویزرعوہا ولہم شطر ما یخرج
منہا رواہ البخاری ترجمہ روایت ہے اوسی سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا
خیبر یعنی درخت اور زراعت خیبر کی یہود کو اس شرط پر کہ محنت کرین اسمین اور
کہیتی کرین اسمین اور یہود کے لیے آدہا اوس چیز کا کہ نکلے اس سے روایت کیا اس
حدیث کو بخاری نے فائدہ کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہ کہا ابن ابی لیلی
اور ابو یوسف اور محمد اور باقی کے کوفیون اور فقہاء محدثین اور احمد اور ابن خزیمہ
اور ابن شریح اور دوسرون نے کہ کسی سے حصہ مقرر کر کے خواہ کوئی کسیکو فقط درخت دیدے
خواہ فقط زمین ہی دے خواہ درخت بہی اور زمین بہی یعنی دونون چیزین دیدین جائز ہے اسلیے
کہ ظاہر حدیث سے یہی ثابت ہے اور یہی بہتر ہے اور اسکے جواز کے باب مین ابن خزیمہ نے ایک
کتاب بنائی ہے اور جو حدیثین کہ اسکے منع کرنے مین وارد ہوئی ہین اونکا جواب اسمین دیا ہے

مسئلہ نود و ہفتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی تین حدیثون کے ہے جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور کنز الدقائق اور فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ کے
کتابون مین لکہا ہے اذا حلف الکافر ثم حنث فی حال کفرہ او بعد
اسلامہ فلا حنث علیہ یعنی جب کافر قسم کہاکر خواہ حالت کفر مین توڑدے خواہ اسلام لاکر توڑدے

وفا کرنا اُس کا اُسپر لازم نہین **فائدہ** کہا طیبی نے نہین صحیح ہے نذر ادس کی۔ اور یہ
مذہب امام اعظم کا ہے سوا امام اعظم کے اوس مسئلہ مین خلاف کیا ہے ان تین حدیثون کا۔
پہلی حدیث **عن** ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما ان عمر سال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نذرت فی الجاہلیۃ ان اعتکف لیلۃ
فی المسجد الحرام قال فاوف بنذرک متفق علیہ روایت ہے ابن عمر رضی اللہ
تعالی عنہما سے یہ کہ حضرت عمر نے پوچھا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نذر
کی تھی مین نے جاہلیت مین کہ اعتکاف کرون کا مین ایک رات مسجد الحرام مین فرمایا
پوری کر نذر اپنی روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے **دوسری**
حدیث **عن** ثابت بن الضحاک رضی اللہ تعالی عنہ قال نذر
رجل علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ینحر ابلا ببوانۃ
فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسالہ فقال ہل کان فیہا وثن
یعبد قال لا قال فہل کان فیہا عید من اعیادہم فقال لا فقال اوف
بنذرک فانہ لا وفاء لنذر فی معصیۃ اللہ ولا فی قطیعۃ رحم ولا فیما
لا یملک ابن آدم رواہ ابوداود والطبرانی وہو صحیح الاسناد
وله شاہد من حدیث کردم عند احمد روایت ہے ثابت بن ضحاک رضی اللہ
تعالی عنہ سے کہا کہ نذر کی ایک مرد نے عہد مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کہ قربانی
کرے اونٹ بوانہ مین پھر آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر پوچھا انہون نے فرمایا کیا
ہے اُسمین بت کہ پوجا جاتا ہے بولا نہین فرمایا پھر کیا ہوتا ہے اوس مین میلا میلون
مین سے کافرون کے سو بولا نہین پھر فرمایا پوری کر نذر اپنی سو بیشک پوری نہین کیجاتی ہے
نذر گناہ مین اللہ تعالی کے اور نہ کاٹنے مین صلہ رحم کے اور نہ اُس کام مین کہ نہین اختیار
رکھتا ہے آدمی روایت کیا اس حدیث کو ابوداود اور طبرانی نے اور وہ صحیح الاسناد ہے

اور انکا شاہد ہی حدیث سے کردم کے و باپ احمد کی تیسری حدیث عَنْ مَیْمُوْنَۃَ بِنْتِ
کَرْدَمٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ اَبَاھَا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اِنِّیْ نَذَرْتُ اَنْ اَنْحَرَ بِبُوَانَۃَ فَقَالَ اَبِھَا وَثَنٌ اَوْ طَاغِیَۃٌ قَالَ لَا قَالَ اَوْفِ بِنَذْرِکَ
رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ وَرِجَالُ اِسْنَادِہٖ رِجَالُ الصَّحِیْحِ روایت ہی میمونہ بنت کردم
رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ تحقیق اوسکے باپ نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پس کہا یا رسول اللہ
تحقیق نذر مانی تھی مینے یہ کہ ذبح کروں مین بوانہ مین پس فرمایا کیا اسمین ہے بت یا طاغیہ کہا نہین
فرمایا حضرت نے پوری کر نذر اپنی روایت کیا یہ حدیث کو احمد اور ابن ماجہ اور راوی اسکی سند کے صحیح ہین

مسئلہ نود وہشتم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہی جو کہ ہدایہ اور شرح
وقایہ اور کنز الدقائق اور رد المحتار اور فتاوی
عالمگیری اور فتاوے قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکہا ہے مَنْ نَحَرَ نَاقَۃً اَوْ ذَبَحَ بَقَرَۃً فَوَجَدَ فِیْ بَطْنِھَا جَنِیْنًا مَیِّتًا لَمْ یُوْکَلْ اَشْعَرَ
اَوْ لَمْ یُشْعِرْ یعنے جو شخص اونٹنی یا گائی کو ذبح کرے اور اوسکے پیٹ مین سے مرا ہوا بچا نکلے
تو نہ کہاوی خواہ اوسکے بال ہون خواہ نہ ہون - اور یہ مذہب امام اعظم اور انکے شاگرد
زفر اور حسن بن زیاد کا ہے سو امام اعظم اور ان کے شاگردون نے اس مسئلہ
مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَاۃُ الْجَنِیْنِ ذَکَاۃُ
اُمِّہٖ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَصَحَّحَہُ ابْنُ حِبَّانَ روایت ہی ابی سعید خدری رضی اللہ تعالی
عنہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذبح کرنا پیٹ کی بچہ کا ذبح کرنا اوسکی
مان کا ہی روایت کیا یہ حدیث کو احمد نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان نے **فائدہ**
کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان اور ابن دقیق العید نے

اور حسن کہا اسکو ترمذی نے اور کہا حاکم نے اسباب مین حضرت علی اور ابن مسعود اور ابی
ایوب اور براء اور ابن عمر اور ابن عباس اور کعب بن مالک سے بھی روایتین آئی ہین اور
زیادہ کیا مختصر مین یعنے ابن حجر نے کہ جابر اور ابی امامہ اور ابی الدرداء اور ابوہریرہ
سے بھی روایتین ہین اور جس طریقے کے ساتھ احمد نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اوس
مین کوئی بھی ضعیف راوی نہین ہے اور ذبح کرنا پیٹ کے بچے کا ذبح کرنا اسکی مان کا ہے
یہ مذہب ہے ثوری اور شافعی کا اور حسن بن زیاد اور ابو یوسف اور محمد ابو حنیفہ کے شاگردون
کا اور یہی مذہب ہے مالک کا لیکن انکے نزدیک شرط یہ ہے کہ اگر بچے کے بال نکلے ہون تو ہین
تو حلال ہے ورنہ نہین اور دلیل مالک کی یہ حدیث ہے جو کہ موطا امام مالک مین روایت
ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تھے کہتے عبد اللہ بن عمر جب ذبح کیجائے اونٹنی
تو اوسکے پیٹ کے بچے کی بھی ذکات ہو جائیگی بشرطیکہ اوس بچے کے تمام اعضا پورے
ہو گئے ہون اور بال نکل آئے ہون اور موطا امام مالک مین روایت ہے سعید بن المسیب
سے کہ تھے کہتے سعید بن المسیب کہ ذکاۃ پیٹ کے بچے کی اوسکی مان کی ذکات سے ہو جاویگی
جب وہ بچہ پورا ہو گیا ہو اور بال نکل آئے ہون سو **جواب** ان دونون حدیثون کا
یہ ہے کہ یہ دونون صحابہ کے قول ہین مرفوع حدیثین نہین ہین اور قول صحابی کا مقابلے مین حدیث
مرفوع کے لائق اعتبار اور قابل حجت پکڑنے کے نہین ہوتا اور دلائل اسکے مسئلہ چہارم مین اس کتاب کے گزرے

مسئلہ نود و ششم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی دو حدیثون کے یہ ہے جو کہ **ہدایہ** اور **شرح وقایہ** اور **کنز الدقائق** اور **رد المحتار** اور **فتاوی عالمگیری** اور **فتاوی قاضیخان** وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے یُکْرَہُ لَحْمُ الْفَرَسِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَھُوَ قَوْلُ مَالِکٍ یعنی مکروہ ہے گوشت گھوڑے کا امام اعظم کے نزدیک اور
وہی قول ہے مالک کا سوا امام اعظم اور امام مالک نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے ان دو حدیثون کا

دہلی کے جلد پانچوین کے صفحہ ۱۱۱ مین اور فتاوی قاضیخان چھاپہ نولکشور کے جلد چوتھے کے صفحہ ۳۶۶ مین ہے ۱۲

پہلی حدیث عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ الْخَيْبَرِ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَاَذِنَ فِي لُحُوْمِ الْخَيْلِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دن خیبر کے کہانے گوشت گدہون گہر کے پلے ہوئے سے اور اذن فرمایا بیچ کہانے گوشت گہوڑون کے روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے دوسری حدیث عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَحَرْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا فَاَكَلْنَاهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے اسما بیٹی ابی بکر رضی اللہ عنہما سے کہا ذبح کیا ہمنے بیچ زمانے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گہوڑا پس کہایا ہمنے اسکو روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے فائدہ کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہ مذہب شافعی اور جمہور سلف و خلف کا یہی ہے کہ گوشت گہوڑیکا مباح ہے مکروہ نہین اور اسی بات کے قائل ہین عبد اللہ بن زبیر اور فضالہ بن عبید اور انس بن مالک اور اسما بنت ابی بکر اور سوید بن غفلہ اور علقمہ اور اسود اور عطا اور شریح اور سعید بن جبیر اور حسن بصری اور ابرہیم نخعی اور حماد بن سلیمان اور احمد اور اسحق اور ابو یوسف اور محمد اور داؤد اور جمہور محدثین وغیرہ اور مکروہ جانا ہے اسکو ایک طائفہ نے کہ انہین سے ہین ابن عباس اور حکم اور مالک اور ابو حنیفہ اور کہا ابو حنیفہ نے کہانا اسکا حرام نہین لیکن جو کہاوے وہ گنہگار رہے انتہی ابو حنیفہ کے نزدیک گہوڑیکا گوشت کہانا جو مکروہ ہے اسباب ہین اُنکے مقلد یہ دلائل پیش کرتے ہین پہلی دلیل فرمایا اللہ تعالی نے وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً یعنے اور گہوڑے بنائے اور خچرین اور گدہے کہ ان پر سوار ہو اور زینت سو جواب اسکا یہ ہے کہ اس آیت مین تو اللہ تعالی نے یہی فرمایا ہے کہ گہوڑا سوار ہونے اور زینت کے لیے بنایا گیا ہے یہ نہین فرمایا کہ اُسکا کہانا بھی مکروہ ہے اور اگر کہانا اسکا مکروہ ہوتا تو آنحضرت

خلاف قرآن اور سے کہا ہیگا لوگوں کو کبھی بشارت فرماتے دوسری دلیل ابوداود

اور نسائی کی یہ روایت ہو خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے منع فرمایا کہانے گوشت گہوڑے سے اور خچرون سے اور گدہون سے

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہو نہین قائم ہوتی ہو ساتہہ اسکے حجت کہ

کہا نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہ اتفاق کیا ہے علماء حدیث کا اماموں وغیرہ

نے کہ یہ حدیث ضعیف ہو اور کہا بعضوں نے کہ یہ منسوخ ہو روایت کیا دارقطنی اور بیہقی

نے موسی بن ہارون جمال حافظ سے کہا اُنہون نے یہ حدیث ضعیف ہو اسلیے کہ اس حدیث کی اسناد مین

جو صالح بن یحیی ہے وہ بھی اور اسکا باپ بھی پہچانا نہین جاتا اور کہا بخاری نے اس حدیث

مین نظر ہو اور کہا بیہقی نے اسناد اسکی مضطرب ہو اور کہا خطابی نے (بھی) کہ اسکی

اسناد مین نظر ہے اور صالح بن یحیی کا سماع اپنے باپ سے اور اُسکا اپنے دادا سے پہچانا نہین جاتا اور

کہا ابوداود نے یہ حدیث منسوخ ہے اور کہا نسائی نے حدیث گہوڑے کا گوشت (مباح ہونے)

کی بہت صحیح ہے اور حدیث خالد کی (یعنے گہوڑے کا گوشت منع ہونے کی) اگر صحیح بھی ہو تو بھی

اُسکو منسوخ ہونے کا شبہ پڑتا ہے انتہی اور کہا ابن حجر نے تقریب التہذیب

مین کہ صالح بن یحیی بن مقدام بن معدی کرب کندی شامی (یعنے جو کہ گہوڑے کا گوشت

منع ہونے کی حدیث کے راویون مین سے ہے) لین ہے چہٹے طبقے مین سے

مسئلہ صدم

اور ایک مسئلہ امام اعظم کا مخالف پیغمبر کی صحیح حدیث کے یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح

وقایہ اور کنز الدقایق اور ردالمحتار اور فتاوی عالمگیری

اور فتاوی قاضیخان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے یکرہ اکل

الطافی منہ یعنے جو مچہلی کہ خود بخود مر کر اُلٹی ہوجاوے کہانا اُسکا مکروہ ہے

اور یہ مذہب امام اعظم کا ہو سو امام اعظم نے اس مسئلے مین خلاف کیا ہے اس حدیث کا

صفحہ ۱۱۰ مین اور فتاوی قاضیخان چہاپہ نولکشور کے جلد چوتہی کے صفحہ ۳۳۵ مین ہے ۱۲

عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم فی البحر هو الطهور ماؤه والحل میتته رواه ابو داود
والترمذی والنسائی وابن ابی شیبة واللفظ له وصححه ابن خزیمة والترمذی
ورواه مالك والشافعی واحمد روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ دریا کے پاک کرنے والا ہے پانی اوسکا
اور حلال ہے مردہ اوسکا روایت کیا اسکو ابو داود اور ترمذی اور نسائی اور
ابن ابی شیبہ نے اور لفظ اوسی کے ہیں اور صحیح کہا اسکو ابن خزیمہ اور ترمذی نے روایت کیا
اسکو مالک نے اور شافعی اور احمد نے **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں صحیح
کہا اس حدیث کو ابن منذر اور طحاوی اور بغوی نے اور کہا بغوی نے اتفاق کیا
ہے صحت پر اور کہا ابن اثیر نے شرح مسند میں کہ یہ حدیث صحیح مشہور ہے روایت کیا
ہے ائمہ نے اپنی کتابوں میں اور دلیل پکڑی ہے ساتھ اسکے اور مرد اسکی ثقہ ہیں
اور کہا ابن ملقن نے البدر المنیر میں کہ یہ حدیث صحیح بزرگ ہے اور پھر کہا شوکانی نے
نیل الاوطار میں کہ مذہب جمہور علماء کا یہی ہے کہ مردہ دریا کا خواہ خود بخود مر جاوے
خواہ شکار کیا جاوے یکساں ہے لیکن کہا حنفیہ اور ہادی اور قاسم اور امام یحییٰ نے اور ایک
بالہ نے ایک قول میں کہ جبتک اسکو کوئی آدمی نہ مار دیا پانی اوسکو نہ پھینک دیوے یا اس کو پانی
چھوڑ کر نہ چلا جاوے تب تک حلال نہیں اور جو مچھلی خود بخود مر جاوے دریا میں اسکو کوئی حیوان
مار ڈالے وہ حلال نہیں ہے اور دلیل انکی اسباب میں یہ دو حدیثیں ہیں **پہلی حدیث**
ابو داود میں روایت ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز کہ پھینک دے اسکو دریا یا جسکو پانی چھوڑ کر چلا جاوے پس
کھاؤ اسکو اور جو مر کر اوپر تیرے اور تیرتی رہیں پس نہ کھاؤ اسکو سو **جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث
ضعیف ہے نہیں قائم ہوتی ہے ساتھ اسکے حجت اسلیے کہ کہا شوکانی نے نیل الاوطار

مین کہ اس حدیث کے راویون مین یحیی بن سلیم راوی ہے جو وہ سچا تو ہے لیکن حافظہ اسکا برا ہے اور کہا نسائی نے نہین ہے قوی اور کہا یعقوب نے جب وہ حدیث بیان کرے اپنی کتاب سے تو حدیث اسکی حسن ہے اور جب وہ حدیث بیان کرے حفظ سے پس حدیث اسکی ٹہیک بہی سمجھی جاویگی اور انکار بہی کیا جاوے گا اور کہا ابو حاتم نے وہ نہ تہا حافظ اور کہا ابن حبان نے کہ معتبرون مین تو تہا لیکن خطا کرتا تہا اور حرص کرتا تہا حدیثونکے مرفوع کرنے پر اور کہا ابن حجر نے کہ یہ حدیث مرفوع تو نہین لیکن موقوف صحیح ہے اور معارض ہے اسکی قول ابوبکر وغیرہ صحابہ کا یعنی جنکے نام اوپر مذکور ہوئے اور **تقریب التہذیب** مین کہا ہے کہ یحیی بن سلیم طائفی نزیل مکہ سچا ہے برے حفظ والا نوین طبقے مین سے انتہی **دوسری حدیث دار قطنی** نے روایت کی ہے ابی احمد زبیری سے اسنے ثوری سے مرفوعا بہی اسی مضمون کی سو **جواب** اسکا یہ ہے کہ کہا شوکانی نے **نیل الاوطار** مین کہ کہا دارقطنی نے مخالف ہوا ہے اسکو وکیع وغیرہ پس موقوف کیا ان سب نے اس حدیث کو ثوری پر اور صواب یہی ہے انتہی یعنی ٹہیک بات یہی ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہین موقوف ہی ہے اور روایت موقوف مقابلے مین حدیث صحیح مرفوع کے قابل اعتبار و لائق حجت پکڑنے کے نہین ہوتی اور بیان اسکا اس کتاب مین مسئلہ چہارم مین پہلے گذرا —

تیرہوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنیوالونکو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کے پاس حدیثونکے کتا بونکی کئی صندوق تہے اور امام اعظم کے سوای جماعت صحابہ کے تین سو تابعین مشایخ سے سماع حدیث کی ہے اور انکی مسند کی بہت پانچسو آدمیون نے انسے کی ہے اور سب امام اعظم کے استاد علم کے چار ہزار آدمی ہین اس بات کو شیخ عبدالحق حنفی دہلوی نے **شرح سفر السعادت** مین نقل کیا ہے سو **جواب** اسکا یہ ہے کہ یہ تو شیخ عبدالحق وغیرہ حنفیہ کی خانہ ساز باتین ہین انکو بجز بعض متعصب امام اعظم کے مقلدونکے کوئی نہین مانتا اور ایسی بناوٹی دل سے تراشی ہوئی باتون کو سچا کوئی نہین جانتا بلکہ بعض حنفیہ بہی ایسی باتونکو قابل نہین جانتے حنفی بہائیونکی ایجاد انکو سمجہتے ہین دیکہو صحابہ سے امام اعظم کا سماع

ثابت ہونیکو علما محققین نے انکار کر دیا ہے اور انکار و لکھ دیا ہے چنانچہ ملا علی قاری حنفی نے
شرح مختصر الفکر میں عن السخاوی ان المعتمد انہ لا روایۃ
للامام عن احد من الصحابۃ للصغیر فی زمن ادراکہ ایاھم
یعنے روایت ہے سخاوی سے کہ لائق اعتماد کے یہ بات ہے کہ امام ابوحنیفہ کو کسی صحابہ
سے انکو زمانہ صحابہ میں صغیر ہونے کے سبب روایت نہیں ہے۔ اور کہا امام نووی شارح
صحیح مسلم نے تہذیب الاسماء میں قال الشیخ ابو اسحاق فی الطبقات ھو
النعمان ابن ثابت بن زوطی بن ماہ مولی لتیم اللہ بن ثعلبۃ ولد سنۃ
ثمانین من الھجرۃ وتوفی ببغداد سنۃ خمسین ومائۃ وھو
ابن سبعین سنۃ اخذ الفقہ من حماد بن ابی سلیمان
وکان فی زمانہ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک وعبد اللہ
بن ابی اوفی وسھل بن سعد وابو الطفیل ولم یاخذ عن احد
منھم ترجمہ یعنے کہا شیخ ابو اسحاق نے طبقات میں کہ وہ نعمان بن
ثابت بن زوطی بن ماہ مولی تیم اللہ بن ثعلب کے ہیں سنہ اسی ہجری میں پیدا ہوئے اور
بغداد میں سنہ ایک سو پچاس میں فوت ہوئے اور انکی عمر ستر برس کی تھی سیکھا علم فقہ کا
حماد بن ابی سلیمان سے اور انکے زمانہ میں چار اصحاب موجود تھے۔ انس بن مالک اور
عبد اللہ بن ابی اوفے اور سہل بن سعد اور ابو الطفیل ولیکن ابوحنیفہ نے ان میں سے
کسی سے کچھ نہیں لیا اور کہا شیخ ابن طاہر حنفی نے تذکرہ موضوعات
میں وکان فی ایام ابی حنیفۃ اربعۃ من الصحابۃ انس بن مالک بالبصرۃ
وعبد اللہ ابن ابی اوفی بالکوفۃ وسھل بن سعد الساعدی
بالمدینۃ وابو الطفیل عامر بن واثلۃ بمکۃ ولم یلق واحدا منھم
ولا اخذ عنہ واصحابہ یقولون انہ لقی جماعۃ من الصحابۃ وروی

عَنْهُمْ وَلَمْ يَثْبُتْ ذٰلِكَ عِنْدَ اَهْلِ النَّقْلِ یعنے ابوحنیفہ کے زمانہ مین چار صحابی
موجود تھے انس بن مالک بصرہ مین اور عبد اللہ بن ابی اوفی کوفہ مین اور سہل بن سعد
ساعدی مدینہ مین اور ابوطفیل عامر بن واثلہ مکہ مین۔ لیکن ملاقات ابوحنیفہ کی اُن مین سے
ایک سے بھی ثابت نہین اور نہ اُن سے اونہون نے کچھہ لیا ہے اور جو ابوحنیفہ کے اصحاب
کہتے ہین۔ کہ اونہون نے ایک جماعت صحابہ سے ملاقات کی ہے۔ اور اُن سے روایت
بھی اونہون نے کی ہے سو یہ بات ائمہ نقل کے نزدیک ثبوت کو نہین پہنچی اسیطرح لکھا ہے
قاضی علامہ شمس الدین ابن خلکان نے **وفیات الاعیان** مین بھی اور
حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی نے امام اعظم کو چھٹے طبقے مین شمار کیا ہے چنانچہ
تقریب التہذیب مین لکھا ہے اَلنُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ الْكُوْفِيُّ
اَبُوْحَنِيْفَةَ الْاِمَامُ يُقَالُ اَصْلُهٗ مِنْ فَارِسَ وَيُقَالُ مَوْلٰى بَنِيْ تَيْمٍ فَقِيْهٌ
مَشْهُوْرٌ مِّنَ السَّادِسَةِ یعنے نعمان بیٹا ثابت کوفی کا رہنے والا امام ابوحنیفہ کوئی
کہتا ہے کہ یہ اصلمین فارسی ہین اور کوئی کہتا ہے کہ بنی تیم کے آزاد کردہ غلام ہین
یہ فقیہ مشہور ہین چھٹے طبقے سے اور چھٹا طبقہ اُن لوگون کا ہے جنکو کسی صحابی کی ملاقات
نہین ہوئی چنانچہ خود ابن حجر مقدمہ کتاب مذکور مین فرماتے ہین اَلسَّادِسَةُ طَبَقَةٌ
عَاصَرُوا الْخَامِسَةَ لٰكِنْ لَمْ يَثْبُتْ لَهُمْ لِقَاءُ اَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ كَابْنِ جُرَيْجٍ
یعنے طبقہ چھٹا پانچوین طبقے کا معصر ہے لیکن کسی صحابہ سے ملاقات کرنی چھٹے طبقے کے
لوگون کی ثابت نہین مثل ابن جریج کی انتہے اب اگر کوئی کہے کہ ملاقات کرنی امام ابوحنیفہ
کی صحابہ مذکورین سے بروایت اعلام الاخبار اور طحاوی وغیرہ کے ثابت ہے سو
جواب اسکا یہ ہے کہ اسبابمین جتنی روایتین حنفیہ لائے ہین سب واہیات اور ہزلیات اور
موضوع ہین صحیح ایک بھی نہین اور بیان اسکا معیار الحق مین مفصل موجود ہے جسکو تحقیق
منظور ہو وہان سے دیکھہ لے اور یہ جو حنفیہ کہتے ہین کہ امام اعظم نے تین سو تابعین مشائخ سے سماع

حدیث کی کی ہے اور سب کے سب امام اعظم کے استاد علم کے چار ہزار آدمی ہیں سو اس بات
کو محمد صدیق حسن خان صاحب جو آجکل بباعث کثرت تصانیف تالیفات کے پہلے علماؤں پر
سبقت لیگئی ہیں اپنی کتاب اتحاف النبلاء[۱] میں ذکر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں وآنچہ
جمعے از اہلحدیث گفتہ اند کہ بضاعت او در حدیث مزجاۃ است یعنی قلیل او آنکہ
گفتہ اند کہ مشایخ وی چہار ہزار کس بودند محتاج سند ست و اندر ہمین مبالغہ است
کہ خطیب و ابن جوزی وغیرہما بروی طعن کردہ اند و ابو نعیم در حلیہ ذکر او نمودہ۔ انتہی
اور کہیں جو شیخ عبد الحق نے لکھا ہے کہ امام اعظم کے پاس حدیث شریف کی کتابوں
کی کئی صندوق تھے یہ سب جھوٹ اور بناوٹ ہے بھلا اگر امام اعظم کے پاس حدیث کی کتابوں کے
صندوق ہوتے تو کیا اون کے مقلدوں میں سے کسی کے پاس نہ پہنچتے کیا ان کو
کیڑا کھا گیا یا دریا برد ہو گئیں یا ہمراہ امام قشیری کے صندوق کے دریا میں
ڈالکر خواجہ خضر کے پاس کہیں گئیں۔ تاکہ جس وقت عیسی علیہ السلام قیامت کے قریب
نزول فرمائیں تو انکو دستور العمل بنائیں جسکا قصہ طحطاوی نے شرح در المختار[۲]
میں بعض جہلاء حنفیہ سے نقل کیا ہے اور اسکو بوجوہ عدیدہ باطل کیا ہے اور اسکی ابتدا
میں کہا ہے وَالَّذِي يَنْبَغِي لِلطَّائِفَةِ الْحَنَفِيَّةِ أَلَّا يَتَكَلَّمُوا بِمِثْلِ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ
الْمُوهِمَةِ فَإِنَّهَا مُوجِبَةٌ لِلتَّكَلُّمِ فِيهِمْ بَلْ إِنَّ بَعْضَ الْحُسَّادِ يَسُبُّونَ الْإِمَامَ
وَيَنْفُونَ عَنْهُ الْاِجْتِهَادَ یعنے طائفہ حنفیہ کو لائق ہے کہ ایسے الفاظ وہم
انداز نہ بولیں کیونکہ لوگوں کے برا کہنے کا سبب ہوتے ہیں بلکہ بعض احمق
امام کو گالیاں دینگے اور ان کے اجتہاد کو مٹائینگے اور طحطاوی[۳] نیز
لکھا ہے اِنَّ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ الْجَهَلَةِ لِفَرْطِ تَعَصُّبِهِمْ وَعِنَادِهِمْ لَيْسَ مَطْمَحُ نَظَرِهِمْ
إِلَّا تَفْضِيلَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَلَوْ بِمَا لَا أَصْلَ لَهُ وَلَوْ بِمَا يُؤَدِّي إِلَى
الْكُفْرِ وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ عِلْمٌ بِمَنَاقِبِهِ الْجَمِيلَةِ الَّتِي أُلِّفَتْ فِيهَا الْكُتُبُ

۱ دیکھو دیباچہ اتحاف النبلاء مطبوعہ نظامی کانپور صفحہ ۲۰۲ سطر ۱۸ میں
۲ دیکھو عبارت طحطاوی جلد ۱ صفحہ ۵۲ میں
۳ دیکھو عبارت طحطاوی جلد ۱ صفحہ ۵۲ میں

فیحکمون بالآثار التی لا یعرفها الله ولا رسوله ولا ابو
حنیفة ولو سمعها ابو حنیفة لافتی بکفر قائلها یعنی بہتیرے ان
جاہلوں جیسے اپنے بہت تعصب اور عناد کے سبب باوجود اس کے کہ ابو حنیفہ کو اور ان
پر بزرگی دیتے ہیں اکثر مسئلوں میں مگر ابو حنیفہ بزرگ کی روایت کی طرف اگرچہ ایسی
چیزیں ہیں جن کے لیے کچھ اصل نہیں۔ اور اگرچہ یہ تفصیل اکثر لیطرت ان کو
پہنچاوے ان کو ابو حنیفہ کے ان اقوال کا حکم نہیں جن میں کتابیں تصنیف ہو چکی
ہیں۔ اور وہ جھوٹ اور افترا سے خوش ہوتے ہیں جس کو خدا اور رسول ص
پسند نہیں کرتے اور نہ ابو حنیفہ پسند کرتے بلکہ ابو حنیفہ اگر ان باتوں کو سنتے
تو ان کے قائل پر کفر کا فتوے لگاتے غرضکہ امام اعظم کے کئی صندوق
کتابوں کے تو ایک طرف رہے اگر حدیث کی ایک کتاب بھی انکی جمع کی ہوئی ہوتی
تو اسکا اثر ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں ضرور پایا جاتا حضور صاحب طحاوی
اور عینی اور ابن ہمام تو ضرور ہی اس سے نقل لاتے بلکہ انکی ذات سے تو یہ بھی امید تھی کہ
اس کے مقابل میں بخاری اور مسلم اور موطا وغیرہ کتابوں کی صحیح صحیح حدیثیں جو کہ اسوقت
میں بھی موجود ہیں سب کو رد کر دیتے۔ اور کسیکو بھی نہ مانتے۔ لیکن اللہ کا بڑا
شکر ہے کہ انکی جمع کی ہوئی نہ چھوٹی نہ بڑی کوئی کتاب بھی حدیث کی نہیں لیکن باوجود
اس بات کو بھی حنفیہ بھی کہے جاتے ہیں کہ جن کتابوں کی حدیثیں ہمارے مذہب
کی دلیل ہیں وہ کتابیں جو سب میں موجود ہیں چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح
سفر السعادت میں لکھا ہے کہ آنچہ در کتب حنفیہ که در دیار عرب مشہور است باید
اندر حقیقت حال منکشف گردد مذہب الحنفی کتابیست درین مذہب ساخته
اند ایراد کرده که دلیل از آیات قرآن و احادیث صحیحین بیارد۔ سید یحیی صاحب وغیره
امام اعظم کے مقلدوں کی خانہ ساز بات ہے۔ کتاب برہان شرح مواہب الرحمن لاہور میں

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے پاس موجود ہے اور وہ اپنے ضمیمہ کے ضمیمہ نمبر ۸ کو بھی لکھتے ہیں کہ اس میں حنفی اور فتح القدیر والا بھی اسکے شاگرد غلطی سے تر بکر کوئی بات بھی نہیں غرضکہ اب انکا کوئی حاکم کا صحیح حدیث پر عمل کرنے میں پیش نہیں جا سکتا اور اتباع سنت کی نسبت کوئی عذر معقول خیال میں نہیں آسکتا بجز اس کے یہ خام خیال اب تک بھی ایک گمان پر خیالی پلاؤ پکاتے ہیں جو نفس کے ہیں اور عذر بدتر از گناہ پیش کئے جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا

یعنی اور تحقیق گمان نہیں کفایت کرتا حق سے کچھ

حسن ظن سے بغیر تحقیقات
وہم سے جا بجا دکھاتے ہیں
دین کی تحقیق میں مگر بالکل
ہے تمہارے امام کے نزدیک
عکس اسکے جو ہو حدیث نبی
ہم کو قول رسول سے کیا کام
ہے یہی دین انکا اور یہ اسلام
سو کہا ہمنے گر خلاف نبی
پر پسران رہ تقلید
چلنے اسپر بھی یہ نہیں ناکام
لیک معلوم ہمکو اب یہ ہوا
ہوتے ان سو اگر نہ بیزار
اور نہ تقلید کرتے انکی کبھی
شیفتہ جس پہ ہیں یہ سودائی

مانتے ہیں نہیں کسی کی بات
کہ سوا انکے ہیں یہ جو کھوٹا
ہو گئے انکے چراغ عقل کے گل
پھر نہ پوچھیں کسی سے یہ نادان
چھوڑ دیں انکو یہ غضب دینی
ہم مقلد ہیں ہم کو ہے انکا
یہ عقیدہ ہے انکا اور یہ کلام
مطلقا کچھ تم نہ اسپہ عمل
ہونگے نادان ایسے بے فہمید
ہم سمجھتے تھے ہے جو تقلید
ہیں یہ منکر امام کے بھی سدا
تھے مقلد یہ جب سے کہلاتے
دیکھتے ہیں ہے خطا انکی
نفس شیطان کے دام میں آگئے

ایک وہ ہیں کہ ہیں جو بانی دین
تو سراسر غلط ہیں لوٹا
کوئی کہدے کہ مسئلہ یہ ٹھیک
لیں وہی مان دلمیں بیشک وہ
اور کہیں ہم نہ مجتہد نہ امام
ہے کفایت امام کی گفتار
کہہ گئے ہیں یہ خود امام سبھی
جان لیجو کہ ہو وہ ایک کل
کہہ گئے ہیں نہیں جو انکو امام
ہیں فقط منکر حدیث نبی
ہے دلیل اسکی ہم سے انکو تو
انکا کہنا سر آنکھوں پر کہتے
کرتے تقلید ایسی شبانی
انکی ہیں اسکا ہی ہو ... گا

چودہوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جو مرتبہ امام اعظم کا ہے ائمہ مین سے اور کسیکا بھی نہین ہے اسلیے کہ امام اعظم کی فضیلت مین انکا نام لیکر صریح چار حدیثین آچکی ہین پہلی حدیث یکون فی امتی رجل یقال لہ ابوحنیفۃ وھو سراج امتی یعنے ہوگا بیچ امت میری کے ایک مرد کہا جاویگا واسطے اوسکے ابوحنیفہ اور وہ چراغ ہے امت میری کا سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع یعنے جھوٹی بناوٹی دل سے گھڑی ہوئی ہے کہا امام شوکانی نے فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین کہ یہ حدیث موضوع ہے اس لیے کہ بیچ اسناد اس حدیث کے ایک تو مامون بن احمد سلمی ہے اور دوسرا احمد بن عبداللہ جویباری ہے۔ اور یہ دو شخص حدیثون کے بنانے والے ہین اور بنایا ہے اسکو ان دونون مین سے ایک نے۔ اور کہا شیخ ابن طاہر حنفی نے مجمع البحار مین کہ کہا صغانی نے (حدیث) سراج امتی ابوحنیفۃ موضوع یعنی ابوحنیفہ میری امت کا چراغ ہے موضوع ہے یعنے جھوٹی بناوٹی دل سے گھڑی ہوئی حدیث ہے۔ اور کہا ملا علی قاری حنفی نے موضوعات کبیر مین (حدیث) ابوحنیفۃ سراج امتی موضوع باتفاق المحدثین یعنی ابوحنیفہ میری امت کا چراغ ہے موضوع حدیث ہے اور اسپر محدثین کا اتفاق ہے۔ اور کہا شیخ عبدالحق حنفی نے تحصیل التعرف مین وقد یروی احادیث فی فضلہ حکم المحدثون بوضعھا واشھرھا ابوحنیفۃ سراج امتی وسیکون فی امتی رجل یقال لہ ابوحنیفۃ ھو سراج امتی الی یوم القیمۃ یعنے اور تحقیق جو حدیثین کہ روایت کی گئی ہین امام ابوحنیفہ کی بزرگی مین حکم کیا ہے محدثین نے ساتھ موضوع ہونے انکے کے اور بہت مشہور ہونا انکا ابوحنیفہ چراغ ہے میری امت کا

اور ہوگا میری امت مین ایک مرد کہ کہا جائیگا واسطے اوسکے ابو حنیفہ کہ وہ چراغ ہے
میری امت کا قیامت کے دن تک ۔ اور نیز شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت
مین لکھا ہے کہ در سفر السفر نقل از انس آرد یکون فی امتی رجل یقال له محمد
ابن ادریس اضر علی امتی من ابلیس + ویکون فی امتی رجل یقال
له ابو حنیفة وهو سراج امتی وگفتہ کہ جوزقانی این حدیث را از انس
آوردہ ودر اسناد وی احمد جوئباری ست وراوی دیگر مامون سلمی ست
ویکے ازین دو وضع کردہ اینحدیث را علیه من الله ما یستحقه یعنے
جس چیز کا جو مستحق ہے اللہ اسکو ویسا ہی کرے ۔ اور کہا ملا علی قاری حنفی نے
زین العلم شرح عین العلم مین قد ورد من طرق
لکنها کلها واهیة ابو حنیفة سراج امتی حدیث موضوع
کما قال الصغانی وغیره یعنے ابو حنیفہ چراغ ہے میری امت کا جو کہ
وارد ہوا ہے بہت طریقون سے لیکن وہ سب کے سب واہی ہین اور یہ حدیث
موضوع ہے جیسا کہ کہا ہے صغانی وغیرہ نے دوسری حدیث سیاتی
بعدی رجل یقال له النعمان بن ثابت الکوفی ویکنی بابی حنیفة
لیحیین دین الله وسنتی علی یده یعنے آویگا میرے پیچھے ایک مرد کہا جائے
گا واسطے اوس کے نعمان بن ثابت رہنیوالا کوفے کا اور کنیت کیا گیا ساتھ ابو حنیفہ
کے تاکہ بہترائی کرے اللہ کی دین کی اور میری سنت کے اوپر ہاتھ اپنے کے
سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حدیث بھی جہوٹی بناوٹی دل سے گھڑی ہوئی ہے
کہا نور الدین علی نے کتاب مختصر تنزیہ الشریعة المرفوعة عن
الاخبار الشنیعة الموضوعة مین کہ یہ حدیث ایک ٹکڑا ہے اس حدیث
کا طریق ابان سے روایت کی اس سے ابو یعلی بن مہاجر مجہول نے اور روایت کی

اس کے محمد بن یزید بن عبد اللہ سلمی متروک ہے اور پایا اس نے طریق جوئباری سے اور
کافی ہے تجھکو اس حدیث کے موضوع ہونے کی دلیل اسکا جھوٹا ہونا۔ اور کہا
شیخ عبد الحق نے شرح سفر السعادت میں کہ یہ حدیث بھی اسی قسم
کی یعنی جھوٹی بناوٹی دل سے گھڑی ہوئی ہے جیسے کہ حدیث سراج امتی ہے
جو کہ اوپر مذکور ہوئی تیسری حدیث یخرج فی امتی رجل یقال لہ
ابو حنیفۃ بین کتفیہ خال یحیی اللہ تعالیٰ علی یدیہ سنتی
یعنی نکلیگا میری امت میں ایک مرد کہا جاویگا واسطے اوسکے ابو حنیفہ
اور ہوگا درمیان مونڈھوں اس کے ایک خال زندہ کریگا اللہ تعالیٰ اوپر ہاتھ
اس کے میری سنت کو چوتھی حدیث حضرت علی سے روایت ہے الا انبئکم
برجل من کوفتکم ہذہ یکنی بابی حنیفۃ قد ملئ قلبہ علما و
حکما وسیہلک بہ قوم فی آخر الزمان الغالب علیہم التنافر یقال لہم
البنانیۃ کما ہلکت الروافض بابی بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہما ترجمہ یعنی کیا نہ خبر دوں میں تجھکو حال ایک شخص تمہارے کوفے کے
رہنے والے سے کہ جو کنیت کیا جاویگا ساتھ ابو حنیفہ کے تحقیق بھرا جاویگا اوسکا
دل علم اور حکمتوں سے اور قریب ہے کہ ہلاک ہوگی قوم بیچ زمانے آخر کے
کہ ہوگی انکو ابو حنیفہ سے بہت الفت کہا جاویگا واسطے اونکے بنانیہ ہلاک ہونگے وہ جیسے
ہلاک ہوئے رافضی ساتھ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے۔ جواب ان دونوں حدیثوں
کا یہ ہے کہ یہ بھی موضوع ہیں اسلئے کہ کہا شیخ عبد الحق نے تحصیل التعرف
میں وقد یروی احادیث فی فضلہ حکم المحدثون بوضعہا
یعنی اور تحقیق جو حدیثیں کہ روایت کی گئی ہیں امام ابو حنیفہ کی بزرگی میں
حکم کیا ہے محدثین نے ساتھ موضوع ہونے انکے۔ یعنی امام ابو حنیفہ کے

بزرگی مین جتنی حدیثین آئی ہین محدثین کے نزدیک سب موضوع ہین کوئی بھی صحیح نہین ۔ اور کہا ملا علی قاری حنفی نے موضوعات کبیر[۵۹] مین وَمِنْ ذٰلِکَ مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ فِیْ مَنَاقِبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ عَلَی التَّنْصِیْصِ عَلٰی اِسْمَیْہِمَا وَکَذَا مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ اَیْضًا فِیْ ذَمِّہِمَا ۞

یعنے انہین مین سے ہے وہ جو بنایا ہے اُسکو جھوٹون نے بیچ تعریف ابوحنیفہ اور شافعی کے انکا نام لیکر اور اسیطرح کی حدیثین بنائی ہین جھوٹون نے بیچ مذمت ان دونون کے اور کہا مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس نے سفر السعادت[۶۰] مین کہ

در باب فضائل شافعی و ابی حنیفہ و ذم ایشان چیزے صحیح نشدہ و ہرچہ دران باب آمدہ مجموع مفتری و موضوع ست ۔ اور کہا سید محمد نذیر حسین صاحب نے معیار الحق[۶۱] میرے یہ سب روایتین جو کہ ابوحنیفہ کی تعریف مین لوگون نے لکھی ہین واہیات اور مفتریات اور موضوعات ہین اور واضعین اسکے (یعنے ان روایتون کے بنانیوالے مصداق ہین اس حدیث کے جو کہ بخاری[۶۲] مین روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے اسنے نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ یعنے جو جھوٹ بولے مجھپر جانکر بس ٹھکانا بنجہ اپنا دوزخ ۔ اور ناقلین اُسکے نے اگر باوجود علم بالوضع کے اُنکو نقل کی ہین تو فاسق ہین بالاجماع کیونکہ روایت کرنا حدیث موضوع کا حرام ہے اتفاقًا اور اگر بسبب جہل کے اون کے موضوع ہونیسے نقل کی ہین تو جاہل اور معذور ہین اور موضوع ہونا ان روایات کا اونکے الفاظ اور معنی سے ظاہر ہے اور محدثین نے بھی تصحیح کی ہے اور بیان اسکا اوپر گذرا

چھبیسوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ امام اعظم کے بزرگی اور الکے اپر دلیل یہ ہے کہ انہون نے چالیس برس تک ایک وضو سے نماز

عشا اور صبح کی پڑھی ہے اور ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اس بات
کو خطیب نے تاریخ بغداد مین نقل کیا ہے اور تحفطاوی مین ہے کہ جس مقام پر امام
اعظم نے وفات پائی ہے وہان اُنہون نے ستر ہزار ختم کیے ہین سو جواب
اس کا دو طرح پر ہے اول یہ کہ یہ بات بالکل غلط اور واہیات اور موجب مذمت
امام اعظم کے ہے نہ یہ کہ اُنکی تعریف کے باعث ہو اُنہون نے جو اپنے آپکو ایک بہاری
تکلیف اور مشقت مین ڈال رکہا تھا کیا اُن کو اتنی بہی خبر نہ تھی کہ یہ بدعت ہے کیونکہ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بہر مین کبہی شب کو تیرہ رکعت سے زیادہ نوافل نہین پڑھے
اور نہ کبہی تمام شب جاگے بلکہ تیسرا حصہ شب کا جاگتے اور دو حصے سویا کرتے
اور جو سے زیادتی کرنیوالے کو فرماتے کہ یہ شخص میری سنت سے نفرت کرتا ہے اور
ہم مین سے نہین اور ایسا ہی ختم کرنا قرآن کا بہی سات دن سے دوری درست نہ کہتے
اور فرماتے کہ تین دن سے کم مدت مین قرآن پڑہنیوالا تو قرآن کو سمجھتا ہی نہین
چنانچہ مسلم مین روایت ہے ہشام سے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے
لَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلَّى
لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ یعنی نہین جانتی مین پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ پڑہا ہو قرآن سارا ایک رات مین اور نہین جانتی مین کہ نماز
پڑہی ہو کسی رات مین صبح تک یعنی اول سے آخر تک اور نہین جانتی مین کہ روزے
رکہے ہون سارا مہینہ سوا رمضان کے اور بخاری اور مسلم مین روایت ہے
انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
أُخْبِرُوا بِهَا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا أَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَحَدُهُمْ

اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّی اللَّیْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّہَارَ اَبَدًا وَلَا اُفْطِرُ وَ
قَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اِلَیْہِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِیْنَ قُلْتُمْ کَذَا وَکَذَا اَمَا وَاللّٰہِ اِنِّیْ
لَاَخْشٰکُمْ لِلّٰہِ وَاَتْقٰکُمْ لَہٗ لٰکِنِّیْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّیْ وَاَرْقُدُ
وَاَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی آئے تین شخص طرف
بیبیون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوچھتے ہوئے عبادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
پس جبکہ خبر دیے گیے ساتھ اسکے گویا کہ کم جانا اسکو پس کہا انھون کہان ہین ہم
بہ نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تحقیق بخشے اللہ نے واسطے اون کے جو پہلے کیے
گناہ اور پچھلے پس کہا ایک نے اُن مین سو پس مین نماز پڑہا کرون گا تمام رات ہمیشہ اور
کہا دوسرے نے مین روزے رکہا کرون گا دن کو ہمیشہ اور نہ افطار کرون گا۔ اور کہا تیسرے
نے پس مین الگ رہون گا عورتون سے پس نہ نکاح کرونگا کبھی۔ پس تشریف
لائے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم طرف انکی پس فرمایا حضرت نے تمنے کہا تہا
ایسا اور ایسا اور ایسا خبردار ہو قسم ہے خدا کی کہ تحقیق مین البتہ بہت ڈرتا ہون بہ نسبت
تمہاری اللہ تعالے سے اور بہت تقوی کرتا ہون بہ نسبت تمہارے واسطے اللہ تعالی کے
لیکن مین روزے بھی رکہتا ہون اور افطار بھی کرتا ہون اور نماز بھی پڑہتا ہون رات کو اور
سوتا بھی ہون اور نکاح بھی کرتا ہون عورتون سے پس جس شخص نے اعراض کیا طریقہ
میرے سے پس نہین ہے مجہسے لشیری حدیث بخاری اور مسلم مین عبد اللہ
بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ کہا قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّکَ تَصُوْمُ النَّہَارَ وَتَقُوْمُ اللَّیْلَ فَقُلْتُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ وَاَفْطِرْ وَقُمْ وَنَمْ فَاِنَّ لِجَسَدِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَ
اِنَّ لِعَیْنِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّہٗ لِجَسَدِکَ عَلَیْکَ حَقًّا وَاِنَّ لِزَوْرِکَ عَلَیْکَ حَقًّا

لا صام من صام الدهر صوم ثلاثة ايام من كل شهر صوم الدهر
كله صم كل شهر ثلاثة ايام واقرأ القرآن في كل شهر قلت
اني اطيق اكثر من ذلك قال صم افضل الصوم صوم داود
صيام يوم وافطار يوم واقرأ في كل سبع ليال مرة
ولا تزد على ذلك يعنے فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اے
عبد اللہ کیا نہیں خبر دیا گیا ہوں (یعنے خبر پہنچی ہے مجھکو) یہ کہ تو روزہ
رکھتا ہے دن کو (یعنے ہر دن) اور قیام کرتا ہے تمام رات (یعنے ہر شب)
پس کہا میں نے مقرر یا رسول اللہ کرتا ہوں فرمایا نہ کر روزے کبھی رکھ
اور افطار بھی کر اور قیام بھی کر اور سو بھی رہ اس واسطے کہ واسطے بدن تیرے
کے تجھپر حق ہے (یعنے بہت مشقت میں نہ ڈال تا بیمار و ہلاک نہ ہو جاوے) اور
واسطے آنکھوں تیری کے تجھپر حق ہے (یعنے کبھی سو یا بھی کر تا آنکھیں آرام پاویں)
اور تحقیق تیری بی بی کا بھی تجھپر حق ہے (یعنے اُس کے ساتھ سو اور صحبت اور
مخالطت کر) اور تحقیق تیرے مہمان کا بھی تجھپر حق ہے (یعنی کلام کر اُن سے اور
خاطر داری اور کھانا اُنکے ساتھ) نہ روزہ رکھا جس نے کہ روزہ رکھا ہمیشہ روزہ
تین دن کے ہر مہینے روزے ہمیشگی کے ہیں روزے رکھ ہر مہینے میں تین دن (یعنی
ایام بیض کے یا مطلق تین روزے) اور پڑھ قرآن مہینے میں (یعنے ہر مہینے میں ایک ختم
کر لیا کر) کہا میں نے طاقت رکھتا ہوں میں زیادہ اس سے فرمایا روزہ رکھ بہتر
روزہ روزہ داود کا روزہ رکھنا ایک دن اور افطار کرنا ایک دن اور پڑھ قرآن بیچ
سات راتوں کے ایک بار اور نہ زیادہ کر اُس پر یعنے جیسا کہ مذکور ہوا روزوں اور ختم کا
یہ حدیث بخاری اور مسلم میں عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے
کہا اُس نے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الصلوة الى

اللہِ صلوٰۃُ داوٗدَ وَ احَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللہِ صِیَامُ دَاوٗدَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ
اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَّ یُفْطِرُ یَوْمًا ۔
یعنے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین نمازون مین طرف اللہ تعالی کی
نماز داود علیہ السلام کی ہے اور بہترین روزون مین طرف اللہ تعالی کی روزے
داود علیہ السلام کے تھے وہ سوتے آدہی رات اور قیام کرتے تہائی رات اور پہر سوتے
چھٹے حصہ رات کی مین اور روزہ رکھتے ایک دن اور افطار کرتے ایک دن پانچوین
حدیث بخاری اور مسلم مین روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا
سے کہا کَانَ تعنی رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنَامُ اَوَّلَ اللَّیْلِ وَ
یُحْیِیْ اٰخِرَہٗ ثُمَّ اِنْ کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ اِلٰی اَھْلِہٖ قَضٰی حَاجَتَہٗ
ثُمَّ یَنَامُ فَاِنْ کَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْاَوَّلِ جُنُبًا وَثَبَ فَاَفَاضَ عَلَیْہِ
الْمَاءَ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ جُنُبًا تَوَضَّاَ لِلصَّلٰوۃِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ۔ یعنے
تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سوتے اول شب اور زندہ رکھتے آخر شب کو یعنے
بیدار رہتے پھر اگر ہوتی حضرت کو حاجت طرف اہل اپنے کی اپنے صحبت کی ادا کرتے
حاجت اپنی پہر سوتے پس اگر ہوتے وقت پہلی اذان کے جنبی تو اوٹھتے اور ڈالتے
اپنے پر پانی اور اگر نہ ہوتے جنبی وضو کرتے نماز کے لیے پہر پڑہتے دو رکعتین سنت
فجر کی ۔ وہم ہر شب مین ہزار رکعت نماز پڑہنی عقلاً بہی دشوار ہے اسلیے کہ تمام
رات کے درجہ اوسط مین بارہ گھنٹے ہوتے ہین اور چار گھنٹے اون مین سے منہا کرنے
چاہئین تین گھنٹے اول سر شب کے کہ انمین کھانا پینا شب کا اور استنجا طہارت اور
وضو اور نماز عشا کی ادا ہو اور ایک گھنٹہ آخر شب کے کہ اسمین وقت فجر کی آمد آمد
پہلی ہے اور نوافل نہین پڑہے جاتے تو باقی رہے آٹھ گھنٹے تو ان مین اگر ہزار رکعت
پڑہتے تھے تو فی گھنٹہ سوا سو رکعت پہلی اور ادا ہے سوا سو رکعت کا مع ادائے ارکان

یعنی .. رکوع و سجود و قیام و قعدہ و قومہ و جلسہ و قراءۃ کے اور مع لحاظ واجبات اور
سنن اور مستحبات ایک گہنٹہ کی میعاد مین عقل سلیم محال جانتی ہے ہان جس طرح سے کہ
قفال مروزی نے امام ابوحنیفہ کی نماز سلطان محمود بادشاہ کو پڑہ کر دکہلائی تہی
اگر اس طرح سے پڑہی جاوی تو ایکہزار نہین آٹہہ گہنٹہ کے اندر دو ہزار رکعت سے بہی زیادہ
رکعتین پڑہی جاتی ہین اور ابوحنیفہ کی نماز جو قفال مروزی نے پڑہی تہی وہ یہہ ہے کہ
لیجیے امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک جوینی نے کتاب مغیث الخلق فی
اختیار الحق مین لکہا ہے کہ سلطان محمود بادشاہ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر تہا
اور علم حدیث کی حرص رکہتا تہا اور مشائخ سے حدیث سنتا اور استفسار کیا کرتا پس اکثر
احادیث کو اسنے موافق مذہب شافعی کے پایا تو اسکے دل مین اس مذہب کی محبت پیدا ہوئی پس
اسنے فقہا کو جمع کیا اور ان سے ایک مذہب کی دوسرے مذہب پر ترجیح کا مطالبہ کیا تو اس بات
پر سبکا اتفاق ہوا کہ دونون مذہبون کے موافق دو رکعت نماز پڑہنی چاہیے پس اس نماز
مین نظر اور فکر کرنے سے جو مذہب اچہا معلوم ہو اسکو اختیار کرنا چاہیے پس قفال مروزی
نے نماز پڑہنی شروع کی تو وضو کو پوری شرطون سے ادا کیا اور لباس اور
استقبال قبلہ بہی بخوبی کیا اور نماز کے ارکان اور ہیئتین اور فرض اور
سنتین اور آداب کو بوجہ کمال ادا کیا اور ایسی نماز پڑہی جس سے کمی کرنا شافعی
کے نزدیک درست نہین پہر اور دو رکعت اس طرح سے ادا کین جو کہ ابوحنیفہ کے
نزدیک جائز ہون پس کتے کی کہال دباغت دی ہوئی کو پہن لیا - اور اسکی چوتہائی
کو نجاست سے آلودہ کیا اور کہجور کے نچوڑ نبیذ سے بدون نیت وضو کیا ایسے موقع پر کہ
موسم گرم تہا اور میدان فراخ تہا - پس مکہیان اور مچہر اسپر جمع ہو گئے اور وضو بہی
الٹا کیا یعنی پہلے بایان پاؤن دہویا پہر داہنا پہر بایان ہاتہہ کہنی تک دہویا پہر داہنا
پہر چوتہائی سر کا الٹا مسح کیا پہر الٹا مونہہ دہویا پہر ناک مین تین بار

پانی دیا کچھر تین کلی کی پھر ہاتھ دہوئے ا پھر جب نماز مین داخل ہوا تو بجای تکبیر کے
زبان فارسی مین کہا کہ خدا بزرگ است - اور بجائے قرارت فارسی مین آیت
قرآن مُدۡهَآمَّتَانِ کا ترجمہ کیا - یعنے دو برگ سبز کہا پھر بجا و سجدہ مرغ کیطرح
سوا فرق کے دو ٹھونگین مارلین اور بجائے اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰہِ کے گوز
ماردیا اور کہا ای سلطان یہ نماز ابو حنیفہ کی ہے بادشاہ نے کہا کہ اگر اس طرح کی نماز
ابو حنیفہ کی نہوئی تو مین تجھکو مار ڈالون گا ایسی نماز کو کوئی بھی صاحب دین جائز نرکھیگا
پس حنفیون نے ابو حنیفہ کی اس طرحکی نماز ہونے سے انکار کیا پس قفال مروزی
نے حنفی مذہب کے کتابین طلب کین اور بادشاہ نے ایک نصرانی کو جو ذی علم تہا شافعی
اور حنفی مذہب کی دونون کی کتابون کے پڑہنے کا حکم دیا تو ابو حنیفہ کی نماز ویسی
ہی پائی گئی جس طرح سے قفال مروزی نے پڑہکر دکہائی تہی - پس بادشاہ نے ابو حنیفہ کے
مذہب کو چھوڑ دیا اور شافعی کے مذہب کو اختیار کیا انتہی - راقم کہتا ہے
عجب نہین کہ اسوقت کے حنفی بھی اس قصہ کو دیکہکر چونک اٹھین اور کہنے لگین کہ یہ افترا
ہے اس طرحکی نماز ابو حنیفہ کے نزدیک جائز نہین تو جواب یہ ہے کہ یہ ہرگز ہرگز افترا
نہین ابو حنیفہ کے نزدیک اس طرح پر نماز پڑہنی بیشک و بے شبہ جائز ہے دیکھو
مسئلہ اول کتے کی کہال دباغت دی ہوئی کو پہنکر نماز کے جائز ہونیکی بیچ ہدایہ
اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے كُلُّ اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ
وَجَازَتِ الصَّلٰوةُ فِیْهِ وَالْوُضُوْءُ مِنْهُ اِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِیْرِ وَالْاٰدَمِیِّ یعنے جو چمڑا کہ دباغت
دیا گیا پس تحقیق پاک ہوا اور جائز ہے نماز پڑہنی بیچ اسکی اور وضو اس سے مگر چمڑا سور اور
آدمی کا فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ سوائے سور اور آدمی کے چمڑے کے
خواہ کتے کا چمڑا ہو خواہ بہیڑیے وغیرہ کا امام ابو حنیفہ کے نزدیک پاک ہو اور اسکو
پہنکر یا اوسکو نیچے بچھا کر نماز پڑہنی جائز ہے - اور یہ جب ہی ہو جبکہ ہدایہ اور شرح وقایہ

بیچارے قفال نے کتے کے چمڑے دباغت دیے ہوئے کو پہنکر ابوحنیفہ کی نماز پڑہی تہی لیکن اگر غور
سے دیکہیں تو کتب حنفیہ سے صاف ثابت ہے کہ اگر کتے کے چمڑے کو دباغت بہی نہ دیا جاوے تو بہی اسپر
نماز پڑہنی درست ہے منع نہیں ہے چنانچہ فتاوی قاضیخان میں لکہا ہے وذکر الناطفی
عن محمد اذا صلی علی جلد کلب او ذئب قد ذبح جازت صلوتہ یعنے اور ذکر
کیا ناطفی نے کہ روایت کی امام محمد نے جبکہ نماز پڑہی جاوے اوپر کتے کے چمڑے کے یا بہیڑیے
کے چمڑے کے اگر ذبح کیا گیا ہے تو جائز ہے نماز اسکی اس سے معلوم ہوا کہ کتا بہیڑیا وغیرہ اگر بسم
اللہ کہکر ذبح کیا جاوے تو اسکا چمڑا بلا دباغت بہی پاک ہے اور دباغت دینے سے تو امام ابویوسف
کے نزدیک سور کا چمڑہ بہی پاک ہو جاتا ہے بلکہ انکے نزدیک تو اسکی بیع بہی جائز ہے چنانچہ
منیۃ المصلی میں لکہا ہے اما اذا ذبح بالتسمیۃ وصلی مع لحمہ او جلدہ
قبل الدباغۃ یجوز الا الخنزیر اذا ذبح بالتسمیۃ لا یطہر
واما اذا دبغ جلدہ ففی ظاہر الروایۃ عن اصحابنا لا یطہر
وعلیہ عامۃ المشائخ وروی عن ابی یوسف یطہر ویجوز
بیعہ یعنے جن جیزوں کا گوشت حرام ہے اگر وہ ذبح کی جاوین ساتہ بسم اللہ
کے اور نماز پڑہی جاوے ساتہ گوشت انکے یا چمڑے انکے کے پہلے دباغت دینے کے
تو جائز ہے مگر سور جب ذبح کیا جاوے ساتہ بسم اللہ کے تو بہی نہیں پاک ہوتا۔ اور لیکن جب
دباغت دیا جاوے چمڑا اسکا موجب ظاہر روایت ہمارے اصحاب کے پاک نہیں ہوتا اور یہی مذہب
ہے عام مشائخ کا اور روایت کی گئی ہے ابو یوسف سے کہ پاک ہو جاتا ہے اور جائز ہے بیع اسکی

مسئلہ دوم

نجاست چہپائی کپڑا آلودہ ہوئے ہوئے کے ساتہ نماز جائز ہونے کے لیے ہدایہ وغیرہ فقہ کی
کتابوں میں لکہا ہے وان کانت مخففۃ کبول ما یوکل لحمہ جازت الصلوۃ معہ
حتی یبلغ ربع الثوب یعنے اور اگر نجاست خفیفہ ہو جیسے پیشاب ان جانوروں کا کہ گوشت انکا

حلال ہے جائز ہے نماز ساتھ اُس کے یہاں تک کہ پہونچے چوتھائی کپڑے کو

مسئلہ سوم

نبیذ تمر سے وضو کرنے کے لیے ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے فَاِنْ لَمْ یَجِدْ اِلَّا
نَبِیْذَ التَّمْرِ قَالَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ یَتَوَضَّأُ بِہٖ وَلَا یَتَیَمَّمُ یعنی اگر سوا نبیذ تمر یعنی چھوہارے کے
پانی کے پانی نہ ملے تو کہا ابوحنیفہ نے وضو اُس سے کرے تیمم نہ کرے مسئلہ چہارم وضو کے
واسطے نیت کو واجب نہ ہونے کے لیے شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہو کہ لا یفتقر
اِعْتِبَارُھَا اِلٰی اَنْ یَّنْوِیَ یعنی وضو کے لیے حاجت نیت کی نہیں ہے اسی طرح لکھا ہے
عینی نے شرح ہدایہ میں مسئلہ پنجم وضو کے لیے ابوحنیفہ کے نزدیک ترتیب واجب
نہیں مستحب ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے عِنْدَ الْقُدُوْرِیِّ
اَلنِّیَّۃُ وَالتَّرْتِیْبُ وَالْاِسْتِیْعَابُ مِنَ الْمُسْتَحَبَّاتِ یعنی نزدیک قدوری کے نیت
اور ترتیب اور سب اعضا کا دھونا مستحب ہے مسئلہ ششم اللہ اکبر کی جگہ زبان
فارسی میں خدائے بزرگست کہنے کے لیے اور قراءت کو زبان فارسی میں پڑھنے کے لیے
ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے فَاِنِ افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ
قَرَأَ فِیْھَا بِالْفَارِسِیَّۃِ اَوْ ذَبَحَ وَسَمّٰی بِالْفَارِسِیَّۃِ وَھُوَ یُحْسِنُ الْعَرَبِیَّۃَ اَجْزَاَہٗ
عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی اگر شروع کرے نماز زبان فارسی میں یعنی اگر بجاے اللہ اکبر
خدائے بزرگست کہے یا پڑھے یعنی قراءت زبان فارسی میں یا ذبح کرے اور پڑھے بسم اللہ
زبان فارسی میں اگرچہ عربی بھی اچھی جانتا ہو جائز ہے نماز اُس کی نزدیک ابی حنیفہ کے
مسئلہ ہفتم نماز میں مثل آیت مدہامتان کی چھوٹی سی آیت کے پڑھنے کے لیے
فتاوے عالمگیری وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے وَمِنْھَا الْقِرَاءَۃُ
وَفَرْضُھَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یَتَاَدّٰی بِاٰیَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَّاِنْ کَانَتْ قَصِیْرَۃً کَذَا فِی الْمُحِیْطِ یعنی اور اُس
میں ہے قراءت اور وہ ابوحنیفہ کے نزدیک فرض اسی قدر ہے کہ پڑھی جاوے ایک آیت اگرچہ چھوٹی ہو

مسئلہ ہشتم رکوع اور سجود مین طمانینت فرض نہونیکے لیے یعنے رکوع مین فقط جھکنے
اور سجدون مین کوے کیطرح دو ٹھونگین مارنے سے نماز جائز ہوجانے کے لیے **فتاوی**
قاضیخان مین لکہا ہے وَیُکْرَہُ تَرْکُ الطُّمَانِیْنَۃِ فِی الرُّکُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَھُوَ اَنْ لَّا یُقِیْمَ
صُلْبَہٗ یعنی رکوع اور سجود مین طمانینت کا چھوڑ دینا مکروہ ہے اور معنی طمانینت کے یہہ ہین کہ
نہ قائم کرے پیٹھ اپنے کو یعنی کوے کیطرح فقط دو ٹھونگین ہی مار لیوے مسئلہ نہم نماز
سے ساتھہ کام اپنے کے نکلنے کے لیے یعنے بجاے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کے خواہ گوز مارے
خواہ کچھہ اور کلام کرنے لگ جاوے اس کے جائز ہونے کے لیے ہدایہ اور **شرح وقایہ**
اور **کنز الدقائق** وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکہا ہے فَاِنْ تَعَمَّدَ الْحَدَثَ
فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ اَوْ تَکَلَّمَ اَوْ عَمِلَ عَمَلًا یُّنَافِی الصَّلٰوۃَ تَمَّتْ صَلٰوتُہٗ
لِاَنَّہٗ تَعَذَّرَ الْبِنَاءُ لِوُجُوْدِ الْقَاطِعِ لٰکِنْ لَّا اِعَادَۃَ عَلَیْہِ لِاَنَّہٗ لَمْ یَبْقَ
عَلَیْہِ شَیْءٌ مِّنَ الْاَرْکَانِ یعنے اور اگر بعد تشہد قبل سلام جان کر بے وضو
ہوجاوے یعنے گوز دے یا پاخانہ یا پیشاب کر دے بیچ اس حالت کے یا بات
کرے یا کوئی کام کرے ایسا کام کہ جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پوری یعنے درست
ہوجاتی ہے نماز اُس کی اس لیے کہ اس صورت مین یہہ نہین ہو سکتا کہ وضو
کر کے سلام پھیرے کیونکہ یہہ کام نماز کے قطع کرنیوالے ہین لیکن اس صورت مین دوہرانا
نماز کا فرض نہین ہے اسلیے کہ ارکان مین سے اُسپر کوئی چیز باقی نہین رہی اور
کنز الدقائق مین لکہا ہے وَالْخُرُوْجُ بِصُنْعِہٖ یعنے اور نکلنا یعنے
نماز سے ساتھہ کام اپنے کے **فائدہ** کہا سید شریف نے خلاصہ کیدانی کی
شرح مین فَاِنْ قِیْلَ الْخُرُوْجُ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَدْ یَکُوْنُ بِمَعْصِیَۃٍ کَالْکِذْبِ فَ
الْمَعْصِیَۃُ لَا تُوْصَفُ بِالْوُجُوْبِ قُلْنَا الْخُرُوْجُ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ خُرُوْجٌ لَا یَتَّصِفُ
بِالْمَعْصِیَۃِ فَالْکِذْبُ کَالزِّنَا سَبَبٌ لِّحُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ

سَبَبُ الْوَلَدِ وَهُوَ بِهٰذَا الْوَجْهِ غَيْرُ مُتَّصِفٍ بِالْحُرْمَةِ كَذَا سَفَرُ الْمَعْصِيَةِ صَالِحٌ لِلتَّخْفِيْفِ مِنْ حَيْثُ اَنَّهٗ خُرُوْجٌ مَّدِيْدٌ وَّهُوَ بِهٰذَا الْمَعْنٰى مُبَاحٌ وَالْعِصْيَانُ فِيْ فِعْلِ قَطْعِ الطَّرِيْقِ وَالتَّمَرُّدِ عَلٰى مَوْلَاهُ وَذٰلِكَ مُجَاوِرٌ لَهٗ كَذَا فِي الْكَافِيْ یعنے اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ نماز سے باہر ہونا کبھی گناہ سے بھی ہو سکتا ہے مثل جھوٹ بولنے کی اور گناہ واجب ہونے کے لائق نہیں ہے تو ہم جواب میں کہیں گے کہ نماز سے باہر ہونا (خواہ کسی گناہ سے ہو) اس نظر سے کہ وہ فعل خروج ہے گناہ نہیں پس جھوٹ (جسکی مثال دی گئی ہے) ایسا ہے کہ وہ اس نظر سے کہ نماز سے باہر ہونیکا ذریعہ ہے گناہ نہیں ہے جیسے زنا کہ وہ حرمت مصاہرت کا سبب ہے اس جہت سے کہ وہ اولاد کے ثبوت کا سبب ہے وہ زنا اس جہت سے صفت حرمت سے موصوف نہیں ایسا ہی گناہ کا سفر ہے کہ وہ اس نظر سے کہ اسمیں دور نکل جانا پایا جاتا ہے تخفیف نماز کا سبب ہو گیا ہے وہ اس نظر سے مباح ہے گناہ جو ہے تو وہ راہزنی اور اپنے مولی کی اطاعت سے بغاوت ہے یہ امر اس سفر کو لاحق ہے (یعنے اصل سفر گناہ نہیں ہے اسیطرح لکھاہے کافی میں ۱۲

سولھوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جہان دو حدیثین آپس مین متعارض ہین وہان امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے جس مین احتیاط بھی پایا جاتا ہے اور صحیح بھی زیادہ ہے سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ بہت سے حدیثین ایسی ہین کہ جنپر امام اعظم نے عمل نہین کیا وہ بہ نسبت اُن حدیثون کے کہ جن پر امام اعظم نے عمل کیا ہے صحیح بھی زیادہ ہین اور احتیاط بھی اُنہین پر عمل کرنے مین ہے موجود ہین چنانچہ واسطے تصدیق اس دعوی کے چند مسائل مطبوعہ مشت نمونہ خروارے اب مین یہان نقل کرتا ہون مسئلہ اول

امام اعظم مس ذکر سے وضو کرنے کے قائل نہیں حالانکہ اس باب میں یہ تین صحیح حدیثیں
موجود ہیں پہلی حدیث مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی
اور ابن ماجہ میں روایت ہے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چھووے اپنے ذکر کو پس وضو کرے اور صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی
اور ابن حبان نے اور کہا بخاری نے یہ صحیح تر ہے ان حدیثوں سے جو اس باب میں مروی
ہیں دوسری حدیث ابن ماجہ اور اثرم نے روایت کی ہے ام حبیبہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص
کہ چھووے فرج اپنے پس چاہیے کہ وضو کرے اور صحیح کہا اس حدیث کو احمد اور ابو
زرعہ نے تیسری حدیث مسند امام احمد میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ
تعالی عنہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پہنچاوے ہاتھ اپنا طرف
ذکر اپنے کی کہ نہیں ہے درمیان اسکے پردہ پس واجب ہوا اوسپر وضو **فائدہ** کہا
شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن حبان نے اپنی صحیح
میں اور کہا یہ حدیث صحیح ہے بیان کی اسناد کی عادلوں نے کہ جن کو نقل کیا ہے
میں نے اور صحیح کہا اسکو حاکم اور ابن عبد البر نے اور روایت کیا ہے اسکو بیہقی
نے اور طبرانی نے صغیر میں اور کہا ابن سکن نے کہ جو روایتیں اس باب میں مروی ہیں ان
میں یہ روایت اچھی ہے انتہی اور یہ بات ظاہر ہے کہ احتیاط بھی انہیں
حدیثوں پر عمل کرنے میں ہے لیکن امام اعظم نے اونپر عمل نہیں کیا بلکہ برخلاف اسکے
اونہوں نے اس حدیث پر عمل کیا ہے جو کہ مسند امام احمد اور ترمذی اور
ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے طلق بن علی رضی اللہ
تعالی عنہ سے کہ کہا ایک مرد نے چھویا میں نے اپنا ذکر یا کہا کہ جو شخص چھووے ذکر
اپنا بیچ نماز کے پس کیا اوسپر وضو ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں وہ

ایک ٹکڑا ہے نیز اور صحیح کہا اسحدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی نے یہ بہتر ہے
بسرہ کی حدیث سے سو جواب اسکا یہ ہو کہ کہا امام شوکانی نے نیل الاوطار
مین کہ کہا شافعی اور ابو حاتم اور ابو زرعہ اور دار قطنی اور بیہقی اور ابن جوزی
نے کہ یہ حدیث ضعیف ہو اس لیے کہ کہا شافعی نے کہ اسحدیث کی اسناد مین قیس
بن طلق ہو پوچھا ہمنے لوگون سے اسکا حال سو ہمنے نہ پایا کسیکو بھی کہ پہچانتا ہو اسکو
اور طلق بن علی جو کہ مس فرج سے وضو کو نہ ٹوٹنے کی حدیث کا راوی ہو وضو کے ٹوٹنے
کیحدیث کا بھی وہی راوی ہے چنانچہ روایت کیا ہے طبرانی نے اور صحیح کہا ہے
اسکو کہ تحقیق روایت کی ہو طلق بن علی نے جو شخص کہ ہاتھ لگادے فرج اپنے کو بس چاہیے
کہ وضو کرے۔ اور مس فرج سے وضو کو نہ ٹوٹنے کی حدیث کو منسوخ ہونیکا دعوی کیا ہے
ابن حبان اور طبرانی اور ابن عربی اور حازمی اور دوسرے لوگون نے اور اسکے منسوخ ہونیکو
ابن حبان وغیرہ نے واضح کرکے لکھدیا ہے اور بیہقی نے کہا ہو کہ حدیث بسرہ کی وغیرہ
جس حدیث مین یہ آیا ہے کہ ذکر کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ حدیث ترجیح
رکھتی ہے طلق بن علی کی حدیث پر کیونکہ بسرہ کیحدیث کے تمام راویون سے شیخان نے
دلیل پکڑی ہو اور طلق بن علی کی حدیث کے کسی راوی سے بھی شیخین نے دلیل
نہین پکڑی اور بسرہ کی حدیث کی تائید کرتی ہے یہ بات بھی کہ طلق پہلے اسلام
لایا ہے اور بسرہ اُسکے بعد اسلام لائی ہین اور یہ دلیل ہو اس بات پر کہ حدیث طلق کی
منسوخ ہو اور حدیث بسرہ کی اُسکی ناسخ ہے انتہے اب بتلاؤ تو یہان احتیاط والی
صحیح حدیث پر چلنے سے امام اعظم کو کس نے روک دیا اور احتیاط اُنکا کہان چلا گیا

مسئلہ دوم

امام اعظم کہتے ہین جوٹھے باسن کو تین بار دہونے کے قائل ہین حالانکہ اسباب مین یہ
دو حدیثین صحیح موجود ہین پہلی حدیث بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور

صحیح بخاری ، صحیح مسلم ، ابو داؤد

ترمذی اور نسائی اور موطا امام مالک میں روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے
عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ پیوے کتا بیچ باسن ایک تمہارے کے
پس چاہیے کہ دھووے اسکو سات بار اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کہا پاکی باسن ایک
تمہارے کی جسوقت کہ پی جاوے اس میں کتا یہ ہے کہ دھووے اسکو سات بار پہلا انکا ساتھ
مٹی کے **دوسری** حدیث مسلم میں روایت ہے مغفل رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب برتن میں کتا مونہہ ڈالے تو اسکو سات بار دھو ڈالو اور
اور آٹھویں بار مٹی سے مانجھو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ احتیاط بھی انہیں حدیثوں پر عمل کرنے
میں ہے لیکن امام اعظم انکے قائل نہیں ہوئے بلکہ وہ قائل ہوئے ہیں ان دو ضعیف حدیثوں کے جنکا
جواب اس کتاب میں بارھوین مغالطے کے جواب میں مسئلہ چہارم میں پہلے گذر چکے ہیں اب بتلاؤ تو
یہاں احتیاط والی صحیح حدیثوں پر چلنے سے امام اعظم کو کس نے منع کیا اور احتیاط انکا کہاں چلا گیا

مسئلہ سوم

امام اعظم کے نزدیک شراب کا سرکہ بنانا اور اسکا کھانا پینا جائز ہے حالانکہ اسکے منع ہونے کی
باب میں حدیث صحیح جو کہ **مسلم اور ترمذی** میں روایت ہے انس بن مالک رضی اللہ تعالی
عنہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھے گئے شراب سے کہ بنائی جاوے سرکہ فرمایا حلال نہیں
اور یہ ظاہر ہے کہ احتیاط بھی اسی حدیث پر عمل کرنے میں ہے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے
اسپر نہیں عمل کیا بلکہ انہوں نے عمل کیا ہے ان دو ضعیف حدیثوں پر کہ جنکا جواب
اس کتاب میں بارھوین مغالطے کے جواب میں مسئلہ پنجم میں پہلے گذر چکا ہے + +

مسئلہ چہارم

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نماز کے اندر وضو ٹوٹنے سے اسکا کہ اپنے ذکر کو ہاتھ لگاوے قائل نہیں بنا کرنے
کے قائل ہیں حالانکہ اس باب میں حدیث صحیح جو کہ **مسند امام احمد اور ابو داود**
اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے علی بن طلق رضی اللہ تعالے

عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گوز کرے کوئی تمہارا نماز میں
پس پھر جاوے اور وضو کرے اور دہراوے نماز اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے موجود
ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ احتیاط بھی اسی حدیث پر عمل کرنے میں ہے لیکن امام
اعظم نے اوسپر عمل نہین کیا بلکہ برخلاف اس کے اونہون نے اس حدیث پر عمل کیا
ہے جو کہ ابن ماجہ میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکو آوے قے یا نکسیر یا پلکو کہانا پیٹ کے اندر کا
ہو یا مذی پس پھر جاوے اور وضو کرے پھر بنا کرے اپنی نماز پر جبکہ اوس نے اوس
حالت میں بات نہ کی ہو کہا امام احمد وغیرہ نے یہ حدیث ضعیف ہے اب بتلاؤ تو یہاں احتیاط
والی حدیث پر عمل کرنے سے امام اعظم کو کس نے منع کیا اور احتیاط انکا کہاں چلا گیا

مسئلہ پنجم

امام اعظم اونٹ کا گوشت کہانے سے وضو کرنے کے قائل نہین حالانکہ اسباب میں یہ
تین حدیثین صحیح موجود ہیں پہلی حدیث مسلم میں روایت ہے جابر بن سمرہ رضی اللہ
تعالی عنہ سے کہ تحقیق ایک مرد نے پوچھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا وضو
کرون میں گوشت بکری کے کہانے سے فرمایا اگر چاہے تو پس وضو کر اور اگر چاہے تو نکر وضو
کہا اوس نے کیا وضو کرون میں کہانے گوشت اونٹ کے سے فرمایا کہ ہان وضو کر
کہانے گوشت اونٹ کے سے کہا اوس نے نماز پڑھون میں بیچ جگہہ رہنے بکریون کے
فرمایا کہ ہان کہا اوس شخص نے نماز پڑھون میں بیچ جگہہ بندہنے اونٹون کے فرمایا
کہ نہین دوسری حدیث مسند امام احمد اور ابوداؤد
میں روایت ہے براء بن عازب رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا پوچھے گئے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وضو کرنے گوشت اونٹ کے سے پس فرمایا وضو کرو اوس سے اور
پوچھے گئے (وضو کرنے) گوشت بکری کے سے پس فرمایا نہ وضو کرو اوس سے

اور پوچھے گئے نماز پڑھنے سے بیچ جگہہ بندہنے اونٹون کے پس فرمایا نماز پڑھو بیچ اُنکے پس تحقیق وہ شیطانون مین سے ہین اور پوچھے گئے نماز پڑھنے سے بیچ جگہہ رہنے بکریون کے پس فرمایا نماز پڑہو اُن مین پس تحقیق وہ برکت ہین **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ کہا ابن خزیمہ نے اپنے صحیح مین کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اُسکی نقل مین نزدیک اہلحدیث کے بسبب عدالت اُسکی ناقلون کے مین اُس مین اختلاف نہین دیکھتا **تیسری حدیث** **عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ کی مسند** مین روایت کی ہے ذی غرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا آیا ایک اعرابی پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سیر کرتے تھے پس کہا اوس نے اے رسول خدا کے وقت نماز کا ہو جاتا ہے اور ہم ہوتے ہین بیچ جگہہ بیٹھنے اونٹون کے کیا نماز پڑہین ہم بیچ اُن کے پس فرمایا نہین پھر کہا اوس نے کیا وضو کرین ہم اُن کا گوشت کہانے سے فرمایا ہان کہا اوس نے کیا نماز پڑہین ہم بیچ جگہہ رہنے بکریون کے فرمایا ہان کہا اوس نے کیا وضو کرین ہم گوشت کہانے اُن کے سے فرمایا نہین **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار مین کہ روایت کیا ہے اسحدیث کو طبرانی نے کہا مجمع الزوائد مین اور مرد احمد کی یعنے راوی اسحدیث کے معتبر ہین انتہی کہا نووی نے **شرح صحیح مسلم** مین کہ کہا امام احمد بن حنبل اور اسحق بن راہویہ نے کہ اس باب مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دو حدیثین صحیح ہوئی ہین ایک تو جابر کی اور دوسری براء کی اور یہی مذہب قوی ہے ازروے دلیل کے اگرچہ جمہور علماء اس کے مخالف ہین! انتہے اب بتلایئے کہ ان صحیح صریح حدیثون پر عمل کرنے سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو کس نے منع کیا اور احتیاط اُن کا کہان چلا گیا۔

مسئلہ ششم

امام اعظم کے نزدیک خرچی عورت زانیہ کی اور مول کتے کا حلال ہے حال آنکہ اس باب
مین یہ چار حدیثین صحیح موجود ہین پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت
ہے ابی مسعود انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے منع فرمایا مول کتے کے سے اور خرچی عورت زانیہ کی سے اور اجرت کاہن کی سے
دوسری حدیث مسلم مین روایت ہے رافع بن خدیج رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مول کتے کا حرام ہے اور خرچی عورت زنا کار
کی حرام ہے اور کمائی سینگی کھینچنے والے کی حرام ہے تیسری حدیث بخاری
مین روایت ہے ابی جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا
مول خون کے سے اور کتے کے سے اور خرچی لونڈی زانیہ کی سے چوتھی حدیث
صحیح ابن حبان مین روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حرام ہے خرچی زانیہ کی اور قیمت کتے کی اور کمائی سینگی
لگانیوالے کی اور یہ ظاہر ہے کہ احتیاط بھی انہین حدیثون پر عمل کرنے مین
ہے لیکن امام اعظم نے ان پر عمل نہین کیا بلکہ خرچی عورت زانیہ کا ان کے نزدیک
حلال ہونا جیسا کہ چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین محیط سے نقل کر کے لکھا ہوا ہے اُنکی تو
امام صاحب کے پاس کوئی دلیل ہی نہین اور کتے کی بیع جائز ہونے کے لیے امام
صاحب کے مقلد جو حدیثین کہ پیش کرتے ہین اُنسے شکاری کتے کی بیع کا جائز ہونا
ثابت ہو نہ یہ کہ ہر قسم کے کتے کی بیع جائز ہو اور ان سے ثابت ہو اور طرفہ یہ ہے کہ
اُن مین سے بھی کوئی صحیح حدیث نہین سب کے سب بالاتفاق ضعیف ہین اور
بیان اسکا اس کتاب کے بارہوین مغالطے کے جواب مین مسئلہ ششم مین پہلے گذر چکا
ہے اب بتلایئے کہ عورت زانیہ کی خرچی حرام ہونیکے باب مین یہ چار حدیثین جو نقل
کی گئی ہین اُنپر عمل کرنے سے امام اعظم کو کس نے منع کیا اور احتیاط اُنکا کہان چلا گیا

مسئلہ ہفتم

امام اعظم کے نزدیک خانہ کعبہ کی پشت پر نماز پڑھنے درست ہے حالانکہ یہ بات خانہ کعبہ
کی تعظیم کے بھی خلاف ہے اور پیغمبر کی حدیث کی بھی برعکس ہے دیکھو ترمذی[1]
اور ابن ماجہ میں روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا
منع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ نماز پڑھی جاوے سات جگہہ میں بیچ گھورے
نجاست پڑنیکے اور جگہہ ذبح ہونے جانوروں کی اور مقبرہ کے اور بیچ
راہ کے اور حمام کے اور بیچ جگہہ بندھنے اونٹوں کے اور اوپر پشت خانہ
کعبہ کے **فائدہ** بسبب تعظیم خانہ کعبہ کے پیغمبر نے تو اسکی پشت پر نماز پڑھنے
سے لوگوں کو منع فرمایا ہے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی تعظیم کو بالائے طاق رکھ
کر مخالف پیغمبر کی حدیث کے اسکی پشت پر نماز پڑھنے کو جائز بتلایا ہے سو خدا جانے
اس حدیث پر عمل کرنے سے انکو کس نے منع کر دیا اور احتیاط ان کا کہاں چلا گیا۔

سترہواں مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین اہل حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ حدیث پر چلنے
والے فقہ کی کتابوں کے مسائل کو برا جانتے ہیں بلکہ بعض لوگ انکو مردود بھی کہتے
ہیں **جواب** اسکا یہ ہے کہ فقہ کی کتابوں کے جو جو مسائل کہ قرآن اور حدیث
کے مطابق اور موافق ہیں وہ تو حدیث پر چلنے والوں کا عین دین اور ایمان ہیں لیکن
جو جو مسائل کہ قرآن اور حدیثوں صحیحہ کے خلاف ہیں انکو البتہ حدیث پر چلنے
والے برا جانتے ہیں اور انپر عمل کرنا حرام سمجھتے ہیں چنانچہ نظیر انکی بطور نمونہ
خروارے ایکسو مسئلہ فقہ کی کتابوں کا مخالف حدیثوں صحیحہ کے اس کتاب میں [illegible]
مغالطے کے جواب میں پہلے گذر چکا ہے اور فقہ حنفیہ کے جن جن مسائل کو حدیث پر چلنے والے
مردود سمجھتے ہیں ان میں سے بھی تھوڑے سے مسائل یہاں نقل کرتا ہوں دیکھ لیجیے

[1] جامع ترمذی [illegible] سنن ابن ماجہ [illegible]

مسئلہ اول

ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنیوالون کے نزدیک یہہ ہے جوکہ تاریخ
الخلفا مین لکھا ہے اخرج السلفی فی الطیوریات بسندہ عن
ابن المبارک قال لما افضت الخلافة الی الرشید وقعت فی نفسہ
جاریة من جوار المهدی فراودها علی نفسها فقالت لا اصلح
لک ان اباک قد طاف بی فشغفت بها فارسل الی ابی یوسف
فسأله اعندک فی هذا شیء فقال یا امیر المؤمنین
او کلما ادعت امة شیئا ینبغی ان تصدق لا تصدقها فانها
لیست بمأمونة قال ابن المبارک فلم ادر ممن اعجب من هذا
الذی وضع یده فی دماء المسلمین واموالهم یتحرج عن
حرمة ابیه ام من هذه الامة التی رغبت بنفسها عن
امیر المؤمنین او من هذا فقیه الارض وقاضیها قال
اهتک حرمة ابیک واقض شهوتک وصیره فی رقبتی

یعنے روایت کیا سلفی نے طیوریات مین ساتھ سند اپنی کے - ابن مبارک سے
کہا اونہے کہ جب خلیفہ ہوا ہارون رشید اسکی دل مین آیا (خیال) ایک
لونڈی کا لونڈیون مہدی کے سے پس خواہش کی اس کی پس کہا اس
لونڈی نے نہین درست ہون مین واسطے تیرے اسلیے کہ تحقیق باپ تیرے نے
صحبت کی ہے ساتھ میرے پس فریفتہ ہوا ساتھ اس لونڈی کے پس بھیجا طرف
ابو یوسف کی (یعنے کسی شخص کو) پس سوال کیا اوس سے کہ آیا ہے نزدیک تیرے
بیچ اسکے (یعنے اس لونڈی کے درست ہونے مین) کوئی خبر (یعنے کوئی حیلہ) پس کہا
ابو یوسف نے اے امیر مومنون کیا جب کہ دعوی کیا لونڈی نے کسی چیز کا لائق ہے

پر کہ سچا کیا جاوے اُسکو نہ سچا جان اس کو اُس لیے کہ نہین وہ امن کی گئی (یعنے
جہوٹ سے) کہا ابن مبارک نے پس نہین جانتا مین کہ کس شخص سے تعجب کرون مین
اُس سے کہ رہا اُس نے ہاتہ اپنے کو بیچ خون مسلمانون کے اور مال اُنکے کے کہ نکلتا ہے
حرمت باپ اپنے کی سے یا اُس لونڈی سے کہ زنا کر دگردان کی اُس نے امیر المومنین کی سے یا اُس
فقیہہ نہین کے سے اور قاضی اوسکے سے کہا ابو یوسف نے توڑ حرمت باپ اپنے کی اور زنا کر
شہوت اپنی کو اور گردان اوسکو بیچ گردن میری کر (یعنے اُسکا گناہ میری گردن پہ ضہو دی)

مسئلہ دوم

اور ایک مسئلہ دو مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پہ چلنے والون کے نزدیک یہہ ہے جو کہ تاریخ
الخلفاء مین لکہا ہے عن عبد اللہ بن یوسف قال قال الرشید لابی
یوسف انی اشتریت جاریۃ وارید ان اطاھا الان قبل الاستبراء
فھل عندک حیلۃ قال نعم تھبھا لبعض ولدک ثم
تتزوجھا واخرج عن اسحٰق بن راھویہ قال دعا الرشید ابا یوسف
لیلا فافتاہ فامر لہ بمائۃ الف درھم فقال ابو یوسف رحمہ
اللہ تعالی ان رای امیر المؤمنین امر بتعجیلھا قبل الصبح
فقال عجلوھا فقال بعض من عندہ ان الخازن فی بیتہ والابواب
مغلقۃ فقال ابو یوسف فقد کانت الابواب مغلقۃ حین
دعانی ففتحت روایت کیا سلفی نے عبد اللہ بن یوسف سے کہا اوس نے کہ ہارون رشید
نے ابو یوسف سے کہا کہ مین نے ایک لونڈی خریدی ہے جب سے اب صحبت کرنا
چاہتا ہون پہلے اس سے کہ وہ عدت کاٹے پس کیا تیرے پاس کوئی حیلہ ہے (یعنے
جس سے وہ ابہی میرے کام کی لائق ہو جاوے) اُس نے کہا کہ ہان ہے (تو اُسکو اپنے
کسی بیٹے کو بخشدے پہر اُسکو نکاح کرلے اور روایت کیا

اسحق بن راہویہ سے اُسنے کہا بلایا ہارون رشید نے ابو یوسف کو ایک رات بیچ فتوے کے
دیا اُس نے اسکو (یعنے یہی فتوے جسمین اُس لونڈی کو بدون عدت حلال کر دیا) پس حکم
کیا ہارون رشید نے اُسکے لیے ایک لاکھ درہم دینے کا پس ابو یوسف نے کہا کہ اگر
امیر المومنین کی راے ہو (یعنے ہارون رشید کی) تو جلد صبح سے پہلے دینے کا حکم کرے پس ہارون
رشید نے کہدیا کہ جلدی دیدو حاضرین نے یہ عذر کیا کہ خزانچی اپنے گھر مین ہے اور
دروازے بند ہین (یعنے اسوقت صاف رکھنا چاہیے) ابو یوسف بولا کہ جب مجھے بلایا ہے
تب بھی تو دروازے بند ہی تھے پس کھل گئے (یعنے اب بھی ویسے ہی دروازے کھولدو)

مسئلہ سوم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہہ ہے جو کہ احیاء
العلوم مین لکھا ہے کہ ابو یوسف آخر برس مین اپنا مال اپنی بی بی کو ہبہ کر دیا
کرتے تھے اور اُسکا مال اپنے نام اُس سے ہبہ کرا لیتے تھے تا کہ زکوۃ ساقط ہو جاوے
یہہ بات کسی نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی آپنے فرمایا کہ یہ امر اُنکی فقہ کی جہت سے
ہے اور درست فرمایا اس لیے کہ یہ حیلہ صرف دنیا کے فقہ کا ہوا مگر اسکا ضرر آخرت مین
ہر گناہ سے بڑھکر ہے اور ایسی جیسا علم ضرر کرنے والا کہلاتا ہے انتہی

مسئلہ چہارم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہہ ہے جو کہ فتاوی
قاضیخان مین لکھا ہے وَکَذَا الْجُبُّ الْخَمْرِ اِذَا صَارَ خَلًّا
وَحُکِمَ بِطَهَارَةِ مَا فِيهِ يُحْكَمُ بِطَهَارَةِ الْجُبِّ یعنے اور اسیطرح
شراب کا مٹکا جب سرکہ ہو جاوے اور جو اُس مین ہے (یعنے شراب) اُسکی پاکی کا حکم
دیا جاوے تو مٹکی کی پاکی کا حکم بھی دیا جاتا ہے

مسئلہ پنجم

ع
احیاء العلوم [illegible]
صفحہ [illegible]
۱۲۷

ع
فتاوی قاضیخان [illegible]
[illegible]

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوی قاضیخان میں لکھا ہے کذا الحنطة اذا طبخت فی الخمر لا یطهر ابدا قال وعندی اذا صب فیه الخل وترک حتی صار الکل خلا لا بأس به ولو صب الخمر علی حنطة یغسل ثلاثا وتجفف فی کل مرة یعنے اسی طرح گیہوں جب شراب میں پکائی جاوے تو کبھی پاک نہیں ہوتی کہا (ابویوسف نے) اور میرے نزدیک جب اوس میں سرکہ ڈالدیا جاوے۔ اور اتنی مدت رکھہ چھوڑیں کہ سبھی سرکہ ہو جاوے تو اُس کا کچھ مضائقہ نہیں۔ اور اگر شراب گیہوں پر یونہی ملا جس میں ڈالی جاوے تو اُس کو تین دفعہ دہو جاوے۔ اور ہر مرتبہ سکھایا جاوے

مسئلہ ششم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوی قاضیخان میں لکھا ہے خمر صبت فی قدر الطعام ثم صب فیه الخل وصار حامضا یبیت لا یؤکل لانه تنجس به وان صبت فیها حتی صار حامضا طعم الخل لا بأس باکلها یعنے کہانے کی ہنڈیا میں شراب ڈالی گئی پھر اُس میں سرکہ ڈالا گیا اور وہ کہانا مع شراب ترش ہو گیا ایسا کہ ترشی کے سبب اگر کہانا سرکہ بشکل ہو گیا تو اُسکو کہانے کا کچھ مضائقہ نہیں شراب کے کل مسائل کا اسی پر قیاس کر لینا چاہیے جب اُسمیں سرکہ ڈالا جاوے اور وہ سرکہ ہو جاوے تو اُسکو کہانے کا مضائقہ نہیں

مسئلہ ہفتم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوے قاضیخان میں لکھا ہے فارة وقعت فی خمر ثم استخرجت قبل التفسخ ثم صارت خلا لا بأس باکله یعنے اگر شراب کے مٹکے میں چوہا جا پڑا پھر ہو گئے

سے پہلے نکالا گیا پھر (اگر) مفرات کا سر کہ تنگ گیا تو اوسکو دکھانیکا کچھ ڈر نہیں ہے ۔

مسئلہ ہشتم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پہ چلنیوالون کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے ومن الناس من قال لا یفسد صومه فی الاستمتاع بالکف فهل یباح له ان یفعل ذلک فی غیر رمضان ان اراد الشهوة لا یباح وان اراد تسکین الشهوة قالوا ارجو ان لا یکون اثما یعنے اور بعض لوگ کہتے ہین نہین ٹوٹتا روزہ مشت زنی کرنے سے (سوال) اور کیا اسکو سوا رمضان شریف کے فعل یعنے مشت زنی جائز ہے (جواب) اگر شہوت کا ارادہ ہو تو جائز نہین ہے اور اگر تسکین کی نیت ہو تو ہمین امید ہے کہ گناہ نہ ہوگا اور فتاوی سرہنیہ مین لکھا ہے (اگر) بدست بازی کردنا انزال شد قضا است نہ کفارت و این کار در خارج رمضان حلال است بقصد تسکین امید عفو است

مسئلہ نہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پہ چلنیوالون کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے فان اولج بهیمة او میتة او لم ینزل لا یفسد صومه ولا یلزمه الغسل یعنے اگر کوئی چوپائے یا مردہ مین دخول کرے اور اسکو انزال نہ ہو تو اسکا روزہ نہین ٹوٹتا اور غسل واجب نہین ہوتا

مسئلہ دہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پہ چلنے والون کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے رجل استاجر امة لیطاها فوطیها او ثیابها علیها بسبع فرسخ کان علیه الاجر المسمی المفرسخ وفیما زاد علی الفرسخ یکون غاصبا ولا اجر علیه ان رضی المستاجر صاحب

الذی اتبعہ حتی کان افضل بینہ الکس شخص نے ایک جانور سواری کا ایک فرسنگ کے سفر کے لیے کرایہ لیا پھر اس مسافت فرسنگ تک سوار ہو کر چلا گیا تو اسکو وہی کرایہ واجب ہوگا جو ایک فرسنگ کے لیے مقرر کیا تھا اور سے زیادہ فرسنگون کی سواری کا بھی وہ غاصب ہوگا لیکن اسکو کرایہ دینا لازم نہیں ہے اور اگر کرایہ دار سواری کے مالک کو کچھ دیکر راضی کر لے تو یہ فضل ہے

مسئلہ یازدہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاوی قاضیخان اور فتاوی سراجیہ اور فتاوی عالمگیری مین لکھا ہے وَالَّذِی رَعُفَ فَلَا یَرْقَأُ دَمُهُ فَاَرَادَ اَنْ یَکْتُبَ بِدَمِهِ عَلٰی جَبْهَتِهِ شَیْئًا مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ الْاِسْکَافُ یَجُوْزُ قِیْلَ لَوْ کَتَبَ بِالْبَوْلِ قَالَ لَوْ کَانَ فِیْهِ شِفَاءٌ لَا بَاْسَ بِهِ قِیْلَ لَوْ کَتَبَ عَلٰی جِلْدِ مَیْتَةٍ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْهِ شِفَاءٌ جَازَ یعنے جسکی نکسیر پھوٹے اور خون نہ تھمے سو اگر وہ خون کے ساتھ اپنی پیشانی پر کچھ قرآن لکھے تو بقول ابوبکر اسکاف یہ امر جائز ہے اور بعض کا قول ہے اگر پیشاب سے قرآن لکھے تو بھی مضائقہ نہیں ہے اگر اس مین اسکو شفا ہو اور اگر مردار کی کھال پر قرآن شریف لکھے تو بھی مضائقہ نہیں اگر اسمین شفا ہو

مسئلہ دوازدہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنیوالون کے نزدیک یہ ہے جو ہدایہ مین لکھا ہے لَا رِبٰوا بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْحَرْبِیِّ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ یعنے درمیان مسلمان و حربی کے دار الحرب مین بیاج نہیں یعنے کفار کے ملک مین مسلمانون کو کافرون سے بیاج لینا منع نہیں ہے

مسئلہ سیزدہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی
شخص اپنی محرمات ابدی مثل مان اور بہن اور بیٹی اور اُن کے سوا جنکو حرام کیا ہے خدا نے جانکر نکاح
کر لیوے اور صحبت کرے اُن سے تو بھی ابو حنیفہ کے نزدیک اُس پر حد نہین آتی اور بیان اسکا بارھوین
مغالطے کے جواب مین مسئلہ ہشتاد و دوم مین اس کتاب مین پہلے گزرا

مسئلہ چہاردہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ اور
شرح وقایہ اور کنز الدقائق اور فتاوی عالمگیری
اور فتاوی قاضی خان وغیرہ فقہ کی کتابون مین لکھا ہے اور جو چیز
کہ حکم کرے ساتھ اوسکے قاضی ظاہر مین ساتھ حرام کرنے اوسکے پس وہ حکم باطن
مین بھی اسیطرح ہے نزدیک ابی حنیفہ کے اور اسیطرح ہے جبکہ حکم کرے قاضی ساتھ حلال کرنے
کے مثلاً اگر کوئی شخص کسی عورت پر دعوے کرے کہ یہ میری جورو ہے اور قاضی کے
سامنے جھوٹے گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اسکو ملجاوے تو وہ عورت بسبب
ظاہری حکم کے اسکی بی بی ہے اور اُس سے صحبت کرنا بھی اُس شخص کو حلال ہے اور بیان اسکا بھی بارھوین
مغالطے کے جواب مین مسئلہ نود و یکم مین اس کتاب مین پہلے گزر چکا ہے

مسئلہ پانزدہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہے جو کہ چلپی حاشیہ
شرح وقایہ مین محیط سے نقل کرکے لکھا ہے جو چیز کہ لے عورت زنا کرنے والی بدلے
زنا کرنے کے اگر لیا ہے مقرر کرکے یعنے جس طرح سے کسبیان اپنی خرچی زنا کرنے سے پہلے
مقرر کر لیتی ہین تو حلال ہے امام اعظم کے نزدیک اور بیان اسکا بھی بارھوین
مغالطے کے جواب مین مسئلہ نود و پنجم مین اس کتاب کے پہلے گذرا

مسئلہ شانزدہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ اور کنز الدقائق میں لکھا ہے کہ ذمی جزیہ دینے والا اگر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بھی دے تو بھی اسکا عہد ذمی کا نہیں ٹوٹتا اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور انکے شاگردوں ابو یوسف و محمد کا ہے اور بیان اسکا بھی بارہویں مغالطے کے جواب میں مسئلہ [illegible] چہاردہم میں اس کتاب میں پہلے گذرا

مسئلہ ہفدہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نبیذ کھجور اور انگور خشک کے شراب اسقدر تک پینی درست ہے کہ نشہ نہ کرے لیکن لہو و طرب کے قصد سے نہ پیے بلکہ قوت کو لیے پیے اور بیان اسکا بھی بارہویں مغالطے کے جواب میں مسئلہ ہشتاد و یکم میں اس کتاب میں پہلے گذرا

مسئلہ ہژدہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ منیۃ المصلی میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے نزدیک سور کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے اور جائز ہے بیچ اسکی اور بیان اسکا بارہویں مغالطے کے جواب میں مسئلہ اول میں پہلے گذرا

مسئلہ نوزدہم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ اگر نماز پڑھی جاوے اوپر کتے کے چمڑے کے یا بھیڑیے کے چمڑے کے اگر دباغت کیا گیا ہے تو جائز ہے نماز اسکی اور بیان اسکا بھی بارہویں مغالطے کے مسئلہ اول میں پہلے گذرا

مسئلہ بستم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے
مَكَّنَتِ النَّائِمَةُ وَالْمَجْنُونَةُ إِذَا جَامَعَهُمَا فَعَلَيْهِمَا الْقَضَاءُ دُونَ الْكَفَّارَةِ

وقال زفر لا يفسد صومهما لانهما في معنى النسيان يعني اسيطرح سوتي
هولي اور مجنونه عورت سي جبكه صحبت كري انكي خاوند انكا دونون پر (يعني مرد پر بهي اور عورت پر
بهي روزه كي) قضا هي نه كفاره اور كها زفر ني نهين ٹوٹتا روزه ان دونون كا اس ليي
كه وه دونو بيچ معني نسيان كي هين (يعني يون سمجهنا چاهيي كه انهون ني بهولكر جماع كيا هي)

مسئله بست و پنجم

اور ايك مردود مسئله فقه حنفيه كا حديث پر چلنيوالونكي نزديك يه هي جو كه فتاوي قاضيخان
مين لكها هي وكذا اذا جامع بهيمة ولم ينزل او ميتة ولم ينزل او ناعم
بيده ولم ينزل او جامع فيما دون الفرج ولم ينزل وان انزل في هذه الوجوه
كان عليه القضاء دون الكفارة لوجود قضاء الشهوة بصفة النقصان
يعني اور اسيطرح جبكه جماع كري ساته چار پايه كي اور نه انزال هو يا جماع كري) مردي كو
اور نه انزال هو اور مشت زني كري اور نه انزال هو يا جماع كري سوا فرج كي اور نه انزال هو تو ان
سب صورتون مين روزه نهين ٹوٹتا اور اگر انزال هو تو روزه كي قضا هي نه كفاره واسطي ادا كرني شهوت كو ساته

مسئله بست و دوم

اور ايك مردود مسئله فقه حنفيه كا حديث پر چلنيوالونكي نزديك يه هي جو كه فتاوي برهنه مين لكها هي اگر
اگر خرقه بر ذكر پيچيد و در آورد و اگر نرم باشد قضاست و كفارت اگر درشت بود قضا غسل لازم نه كما في المحيط

مسئله بست و سوم

اور ايك مردود مسئله فقه حنفيه كا حديث پر چلنيوالونكي نزديك يه هي جو كه غاية الاوطار
ترجمه اردو در المختار مين لكها هي ولا حد بزنا غير مكلف بمكلفة مطلقا
لا عليه ولا عليها ولا حد بزنا المستاجرة له يعني اور حد نهين مرد غير مكلف پر زنا كرني مين
ساته عورت مكلفه كي مطلقا نه مرد نه عورت پر اور حد نهين اس عورت كي ساته زنا كرني سي
جسكو زنا كرني كيواسطي مزدوري دي اور فتاوي قاضيخان اور كنز الدقائق

مین لکھا ہے ولو استاجر امراۃ لیزنی بھا فزنی بھا لا یحد وھذا قول ابی حنیفۃ
یعنے اگر خرچی دے عورت کو واسطے زنا کے پس کیا اس سے پس اگر زنا کیا اس نے ساتھ اس کے
نہ مارنی چاہیے حد اسکو بسبب قول ابی حنیفہ علیہ الرحمۃ کے

مسئلہ بست و چہارم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنیوالون کے نزدیک یہ ہے جو کہ عینی شرح ہدایہ
مین لکھا ہے فَاِنْ اَوْلَجَ فِیْ قُبُلِ خُنْثٰی مُشْکِلٍ اَوْ اَوْلَجَ الْخُنْثٰی ذَکَرَہٗ فِیْ فَرْجٍ
اَوْ وَطِیَ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ فِیْ قُبُلِہٖ فَلَا غُسْلَ عَلٰی وَاحِدٍ مِّنْھُمَا یعنے اگر داخل کرے
بیچ فرج خنثی مشکل کے یعنی جسکو دونون راہین ساتھ ہی پیشاب نکلتا ہو یا داخل کرے خنثی یعنی
جو شخص کہ فرج اور ذکر دونون رکھتا ہو ذکر اپنے کو بیچ فرج کے یا وطی کرے ایک ان دونون
مین سے دوسرے کو بیچ فرج اس کے کے پس غسل واجب نہین ہے ان مین کسی پر بھی

مسئلہ بست و پنجم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنیوالون کے نزدیک یہ ہے جو کہ غایۃ الاوطار ترجمہ
اردو در المختار مین لکھا ہے لَا بِالزِّنَا بِالْبِکْرِ یعنی نہین مہر اوپر زنا کے ساتھ کنواری کے

مسئلہ بست و ششم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنیوالون کے نزدیک یہ ہے جو کہ ہدایہ وغیرہ فقہ کی کتابون مین
لکھا ہے وَالْاَصَحُّ اَنَّہٗ فِیْ حَقِّ الْمُرْتَھِنِ فِیْ رِوَایَۃِ کِتَابِ الرَّھْنِ فَعَلٰی ھٰذِہِ الْمَوَاضِعِ لَا
یَجِبُ الْحَدُّ وَاِنْ قَالَ عَلِمْتُ اَنَّھَا عَلَیَّ حَرَامٌ یعنے اگر کسی کی لونڈی گرو رکھی پھر
اس لونڈی سے اس نے زنا کیا تو اسپر حد واجب نہین اگرچہ جانتا ہو کہ یہ لونڈی مجھپر حرام ہے

مسئلہ بست و ہفتم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنیوالون کے نزدیک یہ ہے جو کہ غایۃ الاوطار ترجمہ
اردو در المختار مین لکھا ہے اَمَرَ الْمُسْلِمُ بِبَیْعِ خَمْرٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ اَوْ شِرَائِھِمَا اِلٰخ

وكل المسلم ذميا او المحرم غيره اي غير المحرم ببيع صيد يعني صح
ذلك عند الامام مع اشد الكراهة یعنی اگر ایک مسلمان نے ذمی کو وکیل کیا ساتھ بیچنے شراب
اور سور کے بیچنے یا خریدنے کے یا محرم نے غیر محرم سے بیع شکار کے بیچنے کے
لیے تو توکیل اور بیع اور شرا امام اعظم کے نزدیک صحیح ہے کراہت کے ساتھ مسئلہ بست و ہشتم
اور ایک بیہودہ مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ [illegible]
ترجمہ اردو در المختار میں لکھا ہے ولو اكلت الجلالة النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلت
كما حل اكل جدي غذي بلبن خنزير لان لحمه لا يتغير وما غذي به يصير
مستهلكا لا يبقى له اثر یعنی اگر جانور نجاست اور غیر نجاست دونوں کھاتا ہو اس طرح کہ اسکا
گوشت گندہ نہو تو حلال ہے جیسے وہ حلوان حلال ہے جو پالا گیا سور کے دودھ سے اس طرح کہ اسکا گوشت متغیر
نہیں ہوتا اور جو دودھ اسکا غذا ہے وہ نیست نابود ہو جاتا ہے اسکا کچھ اثر باقی نہیں رہتا ہے

مسئلہ بست و نہم

اور ایک بیہودہ مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ رد المحتار
شرح در المختار میں لکھا ہے وكذا اختاره صاحب الهداية في التجنيس فقال لو رعف فكتب
الفاتحة بالدم على جبهته وانفه جاز للاستشفاء وبالبول ايضا ان علم فيه شفاء
لا باس به انتہی اور اسی طرح اختیار کیا ہے اسکو صاحب ہدایہ نے تجنیس میں پس کہا اگر کسی کی نکسیر پھوٹے
پس لکھے سورہ فاتحہ کو ساتھ خون کے پیشانی اپنی پر اور ناک اپنی پر تو جائز ہے واسطے شفا کے اور ساتھ پیشاب
کے بھی لکھنا سورہ فاتحہ کا جائز ہے اگر جانا جاوے کہ اس میں شفا ہے [illegible] نہیں ہے

مسئلہ سی ام

اور ایک بیہودہ مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک یہ ہے جو کہ در المختار میں
لکھا ہے قال بعضهم اخاف ان تركت الفاتحة ان يعاتبني الشافعي او
قرأتها يعاتبني ابو حنيفة فاخترت الامامة انتہی اور کہا بعض علماء نے

ڈرتا ہون مین اسبات سے کہ ترک کردون سورہ فاتحہ کو جو جھڑک دین مجھکو امام شافعی اپنے ہونہہ مین اسکو تو جھڑک دین مجھکو ابو حنیفہ تو اسی سبب سے اختیار کیا مین نے امامت کو

مسئلہ سی ویکم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہے جو کہ در المختار اور فتح القدیر مین لکہا ہے وَقَدِ اکْتَفَوْا بِقِیَامِ الْفِرَاشِ بِلَا دُخُولٍ کَتَزَوُّجِ الْمَغْرِبِیِّ بِمَشْرِقِیَّۃٍ بَیْنَہُمَا مَسَافَۃُ سَنَۃٍ فَوَلَدَتْ لِسِتَّۃِ اَشْہُرٍ مُنْذُ تَزَوَّجَہَا لِتَصَوُّرِہٖ کَرَامَۃً وَاسْتِخْدَامًا یعنی البتہ کفایت کی ہے فقہا نے قیام فراش بلا دخول پر ثبوت نسب مین (قیام فراش عبارت ہے حلت وطی سے جو بسبب عقد کے ہو اگر دخول حقیقی و حکمی کچہہ بہی نہ ہو) مانند نکاح مغربی کی عورت مشرقیہ سے یعنے مرد منتہای مغرب اور عورت منتہای مشرق مین تہی فاصلے رہتے ہون کہ دونو کے درمیان مین سال بہر کی راہ ہو سو منکوحہ مشرقیہ پوری چھہ مہینے مین جنے ابتدا نکاح سے تو یہ ولد ثابت النسب ہے بسبب متصور ہونے وطی کے باعتبار کرامت یا استخدام جن

مسئلہ سی ودوم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک یہ ہے جو کہ رد المحتار شرح در المختار مین لکہا ہے الاستمناء حرام ای بالکف اذا کان لاستجلاب الشہوۃ اما اذا غلبتہ الشہوۃ ولیس لہ زوجۃ ولا امۃ ففعل ذلک لتسکینہا فالرجاء انہ لا وبال کما قالہ ابو اللیث ویجب لو خاف الزنی یعنی مشت زنی کرنی حرام ہے جبکہ ہو (ارادہ) دور کرنے شہوۃ کا پہر جبکہ ہو غلبہ شہوۃ کا اور نہین ہے اسکی زوجہ اور نہ لونڈی پس مشت زنی کرے واسطے ٹالنے شہوت کے پس امید رکہتا ہون مین کہ اسپر گناہ نہ ہوگا جیسا کہ ابو اللیث نے کہا ہے اور واجب ہے مشت زنی کرنی اگر ہو خوف زنا کا

مسئلہ سی وسوم

اور ایک مردود مسئلہ فقہ حنفیہ کا حدیث پر چلنے والون کے نزدیک ہے جو کہ غایۃ الاوطار

ترجمہ اردو در المختار مین لکھا ہے کہ ناطق خرج وطی الاخرس فلا حد
علیہ للشبہ یعنی زنا عبارت ہے وطی مکلف ناطق سے یعنے جو بولتا ہو تو اس قید سے گونگے
کا جماع کرنا حد زنا سے نکل گیا تو گونگے پر کسی طرح حد نہین بسبب شبہ کے خواہ ہم گونگا اشارہ
سے زنا کا اقرار کرے خواہ اُس کے زنا پر گواہ قائم ہون ہر صورت اوس پر حد نہین بسبب شبہ
کے **فائدہ** اب جاننا چاہیے کہ کتب فقہ حنفیہ مین اس قسم کے مسائل بے شمار ہین لیکن بخوف
طول ہونے اس کتاب کے صرف انہین مسئلون پر جو کہ مذکور ہوئے اکتفا کیا گیا سو جسکو زیادہ شوق
ہو وہ کتب فقہ حنفیہ کا مطالعہ کرے اور دیکھ لے اور اگر کوئی حنفی بسبب مردود لکھنے کے مسائل مذکورہ
کے براستی ہو اور غصہ مین آکے اور چونکے تو جواب اسکا یہ ہے کہ ان مسائل پر عمل کرنا اور اعتقاد رکھنے کے
لیے حکم اور خطاب شارع کا صادر نہین ہوا بلکہ اُنپر عمل کرنا اور اعتقاد رکھنا قرآن اور حدیثون کے
صاف صاف مخالف ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس عقیدہ اور عمل پر حکم خدا اور رسول ناطق نہ ہو وہ عقیدہ
اور عمل مردود اور قبیح ہے چنانچہ بخاری اور مسلم مین روایت ہے حضرت عائشہ رضی
اللہ تعالی عنہا سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے من احدث فی امرنا
ھذا ما لیس منہ فھو رد یعنی جس نے نئی بات نکالی بیچ اس دین ہمارے کے
وہ چیز کہ نہین اُس مین سے پس وہ مردود ہے ۔ اب ہم حنفیون سے پوچھتے ہین کہ تمہارے
حنفی مقتداؤن اور پیشواؤن نے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ایسی صحیح حدیثون
کو مردود کہدیا ہے کہ جنکو صحابہ کی جماعت نے روایت کیا ہے اور بڑے بڑے
محدثون اور مجتہدون نے اُنپر اعتقاد رکھا ہے اور عمل کیا ہے اسکا کیا باعث ہے
آیا ایک صحیح حدیث اگر بظاہر دوسری حدیث صحیح کے معارض تمکو معلوم ہو تو ایک کو عمل
کے لائق اور دوسری کو مردود آپ جانتے ہین و یا جو حدیثین صحیحہ تمہارے امام اور تمہارے
فقیہون کے اقوال کے خلاف ہین وہ آپ لوگون کے نزدیک مردود سمجھی جاتی
ہین ذرا بیان تو کیجیے اب مین واسطے تصدیق اپنے دعوے کے وہ صحیح حدیثین

اور اس مقام میں بعض نقل میں لاتا ہوں دیکھیے **پہلی حدیث**

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَضٰی بِیَمِیْنٍ وَّشَاهِدٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ساتھ قسم اور گواہ کے (یعنی جبکہ مدعی نے ایک ہی گواہ گذرانا تو بدلے دوسرے گواہ کے اس سے قسم لی گئی) روایت کیا اس حدیث کو مسلم اور ابو داود اور نسائی نے **فائدہ** کہا شوکانی نے نیل الاوطار میں کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن عباس اور جابر اور حضرت علی اور ابی ہریرہ اور سرق اور عمارہ بن حزم اور سعد بن عبادہ اور زینب اور عمر بن الخطاب اور مغیرہ اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص اور عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور ابو سعید خدری اور بلال بن حارث اور مسلمہ بن قیس اور عامر بن ربیعہ اور سہل بن سعد اور تمیم داری اور ام سلمہ اور انس نے۔ اور دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کی صحابہ کی جماعت اور تابعین اور جو لوگ کہ بعد ان کے ہوئے ہیں (یعنی تبع تابعین وغیرہ نے) اس بات پر کہ جائز ہے حکم ساتھ ایک گواہ اور قسم مدعی کے اور حکایت کیا ہے اس کو صاحب بحر نے امیر المومنین حضرت علی اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور ابی اور ابن عباس اور عمر بن عبد العزیز اور شریح اور شعبی اور ربیعہ اور فقہائے مدینہ اور ناصر اور ہادویہ اور مالک اور شافعی سے (یعنے ان کا مذہب یہی ہے کہ جب مدعی کے پاس ایک ہی گواہ ہو تو بدلے دوسرے گواہ کے مدعی سے قسم لینی جائز ہے) لیکن حنفیہ کی عقل پر ایسے پتھر پڑ گئے ہیں کہ وہ ابن عباس کی ایسی صحیح حدیث کو اپنے اصول کی کتابوں میں صاف صاف مردود کہہ گئے ہیں چنانچہ **غایۃ التحقیق شرح حسامی** میں حدیث مذکور کی نسبت لکھا ہے وَالْعَمَلُ بِخَبَرِ الشَّاهِدِ وَالْیَمِیْنِ

يُوجِبُ تَركَ العَمَلِ بِمُوجِبِ هٰذَا الخَبَرِ فَيَكُونُ مَردُودًا يعنی عمل کرنا ساتھ حدیث
گواہ اور قسم والی کے ثابت کرتا ہے چھوڑ دینا عمل کا بموجب اس حدیث شریف مشہور کے یعنی
جس حدیث مین یہ آیا ہے کہ گواہ او پر مدعی کے اور قسم او پر اس شخص کے کہ انکار کرے (پس
(مقابل مین اس حدیث کی) ہوی حدیث مذکور ابن عباس کی مردود **دوسری**
حدیث عَن اَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالیٰ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَا تُصَرُّوا الاِبِلَ وَالغَنَمَ فَمَنِ ابتَاعَهَا بَعدُ فَهُوَ بِخَيرِ النَّظَرَينِ بَعدَ اَن
يَحلُبَهَا اِن شَاءَ اَمسَكَهَا وَاِن شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعًا مِن تَمرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيهِ روایت
ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے نقل کی اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہ
تھن مین جمع رکھو دودھ اونٹنی اور بکری کے گاہک کو دکہانے کو سو جو اُن کو مول لیوے
وہ بعد دوہنے کے دو کام مین مختار ہے خواہ رکھے خواہ پہیر دیوے اُس کو ایک صاع کہجور
(عوض اُسکے دودھ کے) ساتھ دیکر روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے —
فائدہ دغاباز لوگ کئی دن کا دودھ گلے بکری اونٹنی کا بند رکھتے ہین تا مول لینے
والا دھوکے سے مول لیوے سو فرمایا کہ بعد لینے کے اُسکو اختیار ہے خواہ رکھے خواہ پہیر دے
ایک صاع کہجور دودھ کے عوض بدلہ دیکر کہا نووی نے **شرح صحیح مسلم** مین کہ یہی مذہب
ہے ہمارا اور اسیکے قائل ہین امام مالک اور لیث اور ابن ابی لیلے اور ابو یوسف اور
ابو ثور اور فقیہ محدث اور یہ بات صحیح موافق سنت کے ہے اور کہا جمہور علماء نے اس
حدیث کی مخالفت کرنیوالون کے جواب مین کہ جب کوئی بات سنت سے ثابت ہو
جاوے تو نہ روکیا جاوے اُسکو ساتھ عقل کے انتہے مختصرًا اور کہا شوکانی نے **نیل**
الاوطار مین کہ کہا ابن حجر نے **فتح الباری شرح صحیح البخاری**
مین کہ اسی بات پر فتوی ہے ابن مسعود اور ابی ہریرہ کا اور نہین مخالفت کی اُن کی صحابہ
مین کسینے بہی اسی کے قائل ہوے ہین اکثر جمہور علماء اور تابعین اور جو لوگ بعد

آنکو ہوے ہیں یعنے تبع تابعین وغیرہ بہت سے اتہے لوگ کہ جنکا شمار نہیں ہو سکتا اتہے لیکن
مخالفت کی ہے اسکی ابوحنیفہ اور محمد نے چنانچہ روضۃ المحتاج شرح درالمختار میں
کہا ہے ولم یاخذ ابوحنیفۃ ومحمد بہ لان الخبر مخالف للاصول یعنے اور نہیں لیا
یعنے نہیں عمل کیا ابوحنیفہ اور محمد نے ساتہہ اس حدیث کو اس لیے کہ وہ حدیث مخالف ہے
اصول کے اور غایت التحقیق شرح حسامی میں لکہا ہے فایجاب
التمر مکانہ یکون مخالفا للقیاس فیکون ناسخا للکتاب السنۃ الموجبین للعمل
بالقیاس معارضا للاجماع الموجب للعمل بہ فیکون مردودا یعنے پس واجب کرنا
کہجوروں کا بدلی دودہ کو مخالف ہے قیاس کے پس ہوا کہجوروں کا دینا ناسخ واسطے کتاب
اور سنت کے کہ ان سے ثابت ہے عمل کرنا قیاس پر اور نیز معارض ہے واسطے اجماع کے کیونکہ
اوس سے بہی قیاس پر عمل کرنا ثابت ہے پس ہوئی یہ حدیث مردود انتہے اسی طرح لکہا ہے
تلویح حاشیہ توضیح میں بہی ہے جان اسد فقہ حنفیہ کی بنا مسائل واہیات
اور ظنیات بابتیں اوپر ہے نکیا اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صحیح حدیثین
حنفیہ کے نزدیک انکے مذہب کی مخالف ہونے کی جہت سے مردود ٹہیرین سو میرے خیال میں
یون آتا ہے کہ جو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی
یحببکم اللہ یعنے کہہ اگر تم محبت رکہتے ہو اللہ کی تو پیروی کرو میری اور فرمایا اللہ تعالی جل شانہ نے
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنے البتہ تحقیق ہے واسطے تمہارے
بیچ رسول خدا کے پیروی اچہی اور فرمایا اللہ تعالے نے من یطع الرسول فقد
اطاع اللہ یعنے جس نے کہا مانا رسول اللہ کا پس اوس نے کہا مانا اللہ کا اور فرمایا اللہ
تعالے نے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا یعنے جو
دیوے تمکو رسول پس لے لو اوسکو اور جس سے منع کرے سو چہوڑ دو شاید انکے نزدیک معنے ان آیتون
کے یہی ہونگے کہ جہانتک بن پڑے پیغمبر کی مخالفت ہی کرنی چاہیے اور جو حدیثین

صحیح امام کے قول کے مخالف ہو بھی جاوین تو انکو مردود ٹہرانا چاہیے غرض کہ یہ لوگ خدا کے
غضب اور قہر کے ڈر سے ذرا بھی نہیں ڈرتے ہیں اگر ذرا سا کچھ بھی خوف خدا ہوتا تو اپنے امام
کی بات کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے ذرا سا رد کردیتے اور اس کی کچھ بھی
حقیقت نہ سمجھتے یہ لوگ برخلاف اس کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صحیح حدیثوں
کو مردود سمجھ رہے ہیں اور اپنے ایمان کے جاتے رہنے کا ذرا بھی لحاظ نہیں کرتے
اللہ تعالیٰ بچاوے ایسے تعصب سے — آمین

اٹھارہواں مغالطہ

اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ کتاب ہدایہ ہمارے مذہب
کی بڑی مقبول اور جامع معتبر کتاب ہے سب اسی پر عمل کیے جاتے ہیں اور اسکی روایات پر
فتوے دیے چلے جاتے ہیں اور آجتک اسکے کسی مسئلہ پر بھی کسی شخص نے جرح وقدح نہیں کی ہے لیکن حدیث
پر چلنے والے اسکو نہیں مانتے ہیں اور اسکی اکثر حدیثوں کو ضعیف اور بعض کو مردود اور خانہ ساز
بتلاتے ہیں سو جواب اسکا یہ ہے کہ علماء محققین میں سے کتاب ہدایہ کو کوئی بھی مقبول نہیں سمجھتا
اور نہ اسکے سب مسائل پر عمل کرنا صحیح جانتا ہے البتہ متعصب حنفیہ اسکو مقبول بھی کہتے
ہیں اور اسکے تمام مسائل پر عمل کرنا بھی صحیح جانتے ہیں سو وہ اس مقدمہ میں مجبور ہیں اس
لیے کہ وہ تو سوا اپنے امام کے مسائل کے یعنی جو کہ ہدایہ اور شرح وقایہ وغیرہ کتب فقہ
حنفیہ میں درج ہیں انکے خلاف خواہ قرآن مجید کا کوئی مسئلہ ہو خواہ حدیث صحیح کسی کو بھی عمل
کے لائق نہیں جانتے ہیں ہاں قرآن اور حدیث صحیح کے جو جو مسائل کہ ان کے امام نے لیے
ہیں انپر تو حنفیہ عمل کر بھی لینگے لیکن قرآن اور حدیث صحیح کے جن جن مسائل کو انکے امام نے
نہیں لیا ہے انپر تو کبھی بھی نہ چلینگے اور بیان اسکا بارہویں مغالطے کے جواب میں اس کتاب
میں پہلے گذر چکا ہے غرضکہ کتاب ہدایہ میں کہ جسکو سارے حنفیہ قرآن اور حدیث کی بھی کچھ حقیقت
نہیں سمجھتے ہیں صدہا موضوع یعنی بناوٹی ٹھہری ہوئی حدیثیں موجود ہیں چنانچہ تخریج سے

تصدیق اپنے دعوی کی اس قسم کی تھوڑی سی حدیثیں بطور مشت نمونہ خروارے اس مقام
مین معرض نقل مین لاتا ہون تاکہ کتاب ہدایہ کی حقیقت سے کہ جسپر حنفیہ بے کھٹکے عمل کیے جاتے
ہین اور فتوی دیے جاتے ہین عوام لوگ بھی واقف ہوجاوین اور حنفیہ کے اس دھوکے مین
آجاوین دیکھیے حدیث اول لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یُسَمِّ یعنی نہین ہو وضو اس شخص کا
جو نہ لیوے بسم اللہ کہا عینی نے شرح ہدایہ مین کہ نہین اخراج کیا اس حدیث کو ساتھ ان لفظون
کے کسی نے بھی حدیث دوم خَلِّلُوْا اَصَابِعَکُمْ کَیْلَا تَخَلَّلَہَا نَارُ جَہَنَّمَ یعنی خلال
کرو اپنی انگلیون کو تاکہ نہ خلال کرے انکو آگ دوزخ کی کہا عینی نے نہین وارد
ہوئی یہ حدیث ساتھ ان لفظون کے حدیث سوم اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ
التَّیَامُنَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ حَتَّی التَّنَعُّلِ وَالتَّرَجُّلِ یعنی تحقیق اللہ تعالی دوست
رکھتا ہے داہنی طرف سے شروع کرنے والے کو یہانتک کہ جوتی پہنے اور کنگھی کرنے مین بھی
کہا عینی نے کہ نہین نکالا کسی شخص نے بھی اس حدیث کو ساتھ ان لفظون کے حدیث
چہارم قَاءَ فَلَمْ یَتَوَضَّأْ یعنی قے کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس نہین وضو کیا
کہا عینی نے یہ حدیث غریب ہے نہین ذکر کیا اسکا کسی نے بھی حدیث کی کتابون مین حدیث
پنجم لَا وُضُوْءَ عَلٰی مَنْ نَامَ قَائِمًا اَوْ قَاعِدًا اَوْ رَاکِعًا اَوْ سَاجِدًا اِنَّمَا
الْوُضُوْءُ عَلٰی مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَاِنَّہٗ اِذَا نَامَ مُضْطَجِعًا اسْتَرْخَتْ
مَفَاصِلُہٗ یعنی نہین لازم ہے وضو اس شخص پر جو سو جاوے کھڑے یا بیٹھے ہوے
رکوع مین یا سجدے مین سو اسکے نہین کہ وضو کرنا لازم ہے اوسپر جو سو جاوے لیٹ کر اسواسطے
کہ جب سو جاوے لیٹ کر ڈھیلے ہوجاتے ہین جوڑ اسکے کہا عینی نے یہ حدیث ساتھ ان
لفظون کے غریب ہے یعنی ان لفظون کے ساتھ آئی ہی نہین حدیث ششم
اِنَّہُمَا فَرْضَانِ فِی الْجَنَابَۃِ سُنَّتَانِ فِی الْوُضُوْءِ یعنی یہ دونون یعنی ناک مین اور
منہ مین پانی ڈالنا فرض ہین جنابت مین سنت ہین وضو مین کہا عینی نے کہ کہا سرو

نے کہ ہمکو نہین معلوم کہ یہ حدیث کہان ہے حدیث ہفتم اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ
شَيْءٌ اِلَّا مَا غَيَّرَ لَوْنَهُ اَوْ طَعْمَهُ اَوْ رِيْحَهُ یعنے پانی پاک ہے نہین ناپاک کرتی اوسکو
کوئی چیز مگر یہہ کہ متغیر ہو جاوے رنگ اوسکا اور مزہ اُسکا یا بو اُسکی کہا عینی نے
کہ نہین ثابت ہوئی یہ حدیث ساتھہ ان لفظون کے حدیث ہشتم عَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ قَالَ
فِي الْفَارَةِ اِذَا مَاتَتْ فِي الْبِئْرِ وَاُخْرِجَتْ مِنْ سَاعَتِهَا يُنْزَحُ مِنْهَا عِشْرُوْنَ
دَلْوًا یعنے حدیث انس کی کہ تحقیق اوس نے کہا بیچ حق چوہے کے جب مری کوئین مین اور
نکالا جاوے اُسی وقت نکالا جاوے اُس مین سے پانی بیس ڈول کہا عینی نے کہ مشہور
کتابون مین اس حدیث کا ذکر تک بھی نہین ہے حدیث نہم حدیث مغیرہ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى خُفَّيْهِ وَمَدَّهُمَا مِنَ الْاَصَابِعِ اِلٰى
اَعْلَاهُمَا مَسْحَةً وَاحِدَةً وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَثَرِ الْمَسْحِ عَلٰى خُفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا بِالْاَصَابِعِ یعنے حدیث مغیرہ کی کہ تحقیق نبی صلے اللہ نے رکھے دونو
ہاتھہ اپنے اوپر دونون موزون اپنے کے اور کھینچا اُن کو انگلیون سے اوپر تک ایک
بار اور گویا کہ مین نظر کرتا ہون طرف نشان مسح کی اوپر موزے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہ تھے خط انگلیون کے کہا عینی نے کہ حدیث مغیرہ بن شعبہ کی اس وجہ پر وارد نہین ہوئی
حدیث دہم قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُتِّيْهِ ثُمَّ اقْرُصِيْهِ ثُمَّ اغْسِلِيْهِ
بِالْمَاءِ وَلَا يَضُرُّكِ اَثَرُهُ یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہرچ ڈالے اُسکو پھر چٹکیون سے مل اُسکو پھر
دھو اُسکو ساتھہ پانی کے اور نہین ضرر کرتا تجکو نشان اُسکا کہا عینی نے یہ حدیث نہین روایت
کی گئی ہے ساتھہ ان لفظون کے حدیث یازدہم لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعَائِشَةَ فَاغْسِلِيْهِ
اِنْ كَانَ رَطْبًا وَافْرُكِيْهِ اِنْ كَانَ يَابِسًا یعنے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے حضرت عائشہ کے پس
دھو اُسکو اگر ہو وے منی تر اور مل اُسکو اگر ہو خشک کہا عینی نے یہ حدیث ساتھہ ان لفظون کے غریب
ہے یعنے ان لفظون کے ساتھہ آئی ہی نہین حدیث دوازدہم زَكٰوةُ الْاَرْضِ يُبْسُهَا

یعنے پاکی زمین کی اوسکا سوکھنا ہے کہا عینی نے کہ اسناد اسکی کی روایت نہیں ہے حضرت تک
نہیں پہنچائی یعنے یہ حدیث مرفوع نہیں ہے اسی طرح لکھا ہے شیخ ابن ہمام حنفی نے تذکرہ
میں حدیث سیزدہم مَا بَیْنَ ہٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ وَقْتٌ لَکَ وَلِاُمَّتِکَ یعنے کہا
جبرئیل نے حضرت سے کہ درمیان ان دونوں وقتوں کے تیری نماز کا بھی وقت ہے اور تیری امت
کا بھی کہا عینی نے کہ اس حدیث کو ان لفظوں کے ساتھ کسی نے بھی روایت نہیں کیا حدیث
چہاردہم لقوله عَلَیْهِ السَّلَام اٰخِرُ وَقْتِ الْمَغْرِبِ اِذَا اسْوَدَّ الْاُفُقُ یعنے فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر وقت نماز مغرب کا جب سیاہ ہو کنارہ آسمان کا کہا عینی نے یہ
حدیث ساتھ ان لفظوں کے غریب ہے وارد نہیں ہوئی اسی طرح حدیث پانزدہم لقوله
عَلَیْهِ السَّلَام وَاٰخِرُ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِیْنَ لَمْ یَطْلُعِ الْفَجْرُ یعنے فرمایا حضرت علیہ السلام
نے اور آخر وقت عشا کا ہے جبتک نہ طلوع ہو آفتاب کہا عینی نے یہ حدیث غریب ہے نہیں
وارد ہوئی یہ حدیث ساتھ اس عبارت کے اب جاننا چاہیے کہ کتاب ہدایہ کے یہ سب موضوع یعنے جھوٹے
بناوٹی حدیثیں جو کہ اوپر مذکور ہوئیں صرف عینی شرح ہدایہ کو کتاب المواقیت تک سرسری نظر
سے نکالی گئی ہیں پس اسی پر قیاس کر لینا چاہیے کہ جو شخص اول سے آخر تک تمام کتاب عینی
کو اس غرض سے دیکھے کہ اس میں سے ہدایہ کی موضوع یعنے جھوٹی حدیثوں کو جدا کر لوں تو
وہ کس قدر موضوع حدیثیں اس میں سے نکالے گا حال آنکہ ابن ہمام اور عینی
شارحین ہدایہ یہ دونوں حنفی المذہب کے ہی علما ہیں اور جہانتک ان سے بن آئی ہے
حنفی المذہب کے بنانے اور حدیثوں صحیحہ کے باطل کرنے میں حیلہ سازیاں کرتے رہے ہیں باوجود
اس بات کے وہ دونوں ہدایہ کی صدہا حدیثوں کے موضوع یعنے جھوٹی ہونے کے قائل
ہو گئے ہیں لیکن اگر کوئی شخص ہدایہ کی تخریجیں مثل عنایہ بمعرفت احادیث الہدا
یہ تالیف محی الدین عبد القادر اور نصب الرایہ لاحادیث الہدایہ تالیف جمال الدین یوسف
زیلعی اور درایہ فی منتخب احادیث الہدایہ تالیف ابن حجر عسقلانی وغیرہ دیکھے تو ہدایہ کی حدیثوں

ف ۱ عینی جلد اول [illegible]
ف ۲ [illegible]
ف ۳ [illegible]
ف ۴ [illegible]
ف ۵ [illegible]
ف ۶ [illegible]
ف ۷ [illegible]

کی کلی خوب کھل سکتی ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ صاحب ہدایہ نے اس قدر ضعیف حدیثوں
سے استدلال کیا ہے گویا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب امام صرف احادیث ضعاف پر بنا کیا
گیا ہے سو جسکو دیکھنا اُن کا منظور ہووے ہدایہ کا کوئی سا باب کھولکر دیکھے اور صحیحین اور
سنن اربعہ کی حدیثین صحیحہ سے مقابلہ کرے تو حقیقت معلوم ہو جاویگی اور یہ بات کچھ چھپی
ہوئی نہیں ہے اسبات کے قائل تو حنفیہ بھی ہیں چنانچہ کہا شیخ عبد الحق حنفی نے شرح سفر
السعادت میں کہ کتب سیر ہدایہ کہ در دیار ما مشہور و معتبر ترین کتابہا ست نزد دین و ہم اندا
مصنف وی در اکثر بنای کار بر دلیل معقول نہادہ و اگر حدیثے آوردہ نزد محدثین خالی از
ضعفے نہ غالبًا اشتغال وقت آن استاد در علم حدیث کمتر بودہ است انتہی اور رد یہی ہے اس کے
کلام فرزند بن طیب بن تقی الدین سید حسینی حنفی کا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہدایہ کی اکثر احادیث
اور اسکی احادیث کا بے اصل ہونا ثابت کرتا ہے چنانچہ تنبیہ الوسنان میں ہے
اِنَّ الْحَدِیْثَ لَمْ یَثْبُتْ لَهٗ سَنَدٌ فِی الْاُصُوْلِ وَلَا یَصْلُحُ لِلتَّمَسُّكِ وَالْقَبُوْلِ فَاِنَّ
مَوْضُوْعَاتِ الزَّنَادِقَةِ وَاَهْلِ الْبِدَعِ قَدْ جَاوَزَتْ مِائَةَ اَلْفٍ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ
كَمَا صَرَّحَ بِهِ النُّقَّادُ وَلَوْ وُجِدَ وَاحِدٌ فِیْ بَعْضِ كُتُبِ الْحَنَفِیَّةِ فَلَیْسَ
اعْتِدَادٌ كَیْفَ اَكْثَرُ مُتَاَخِّرِیْ
وَالْعِرَاقِ وَالْخُرَاسَانِ لَمْ یُسْنِدُوْا اَحَادِیْثَ ... فِیْ كُتُبِ
الْحَنَفِیَّةِ اِلٰی اَصْلٍ مِّنْ اُصُوْلِ الْحَدِیْثِ الْجَلِیْلِ التَّارِكِ حَتّٰی صَاحِبُ الْهِدَایَةِ
الَّتِیْ عَلَیْهِ مَدَارُ رَحَی الْحَنَفِیَّةِ یَظْهَرُ ذٰلِكَ لِمَنْ رَاجَعَ شَرْحَهَا الْمَوْسُوْمَ بِفَتْحِ الْقَدِیْرِ
لِلشَّیْخِ الْاِمَامِ حُجَّةِ الْحَنَفِیَّةِ مَوْلَانَا الْمُحَقِّقِ كَمَالِ الدِّیْنِ بْنِ الْهُمَامِ عَلَیْهِ
التَّحِیَّةُ وَالْاِكْرَامُ فَاِنَّهٗ شَكَرَ اللّٰهُ مَسَاعِیَهٗ قَدْ بَالَغَ فِیْ حِمَایَةِ مَذْهَبِ
الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ الْكُوْفِیِّ بِتَاْیِیْدِهٖ بِالْاَحَادِیْثِ الثَّابِتَةِ فِی الصِّحَاحِ
السُّنَنِ وَالْمَسَانِیْدِ وَالْمَعَاجِمِ وَلَمْ یَتَیَسَّرْ لَهٗ عِنْدَ تَخْرِیْجِ اَحَادِیْثِ الْهِدَایَةِ

اَكْثَرُ الْمَوَاضِعِ الظَّفَرُ بِلَفْظِ الْحَدِيْثِ الَّذِیْ ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ وَلَمْ يَظْفَرْ فِیْ
بَعْضِهَا بِشَیْءٍ اَصْلًا انْتَهٰی مَا فِیْ تَنْبِيْهِ الْوَسْنَانِ یعنے جب تک کسی حدیث کے
سند ثابت نہو کتب حدیث مین تو وہ سند پکڑنے اور قبول کرنیکے لائق نہین کیونکہ وضعی
حدیثین جو بیہودہ مرتدون اور بدعتیون نے وضع کی ہین ایک لاکھ سے بڑھ گئے ہین جیسا کہ بیان
کیا ہے پرکھنے والون نے اور اگر کوئی پاوے اسی حدیث کو کسی حنفی کی کتاب مین تو اُس کا کچھ
اعتبار نہین اور کیونکر اعتبار ہو جس حالت مین کہ اکثر پچھلے فقہائے حنفیہ ما ورا النہر اور عراق
اور خراسان سے جن حدیثون کو اپنی کتابون مین ذکر کیا ہے اُنکی سندین کتب حدیث بلند شان
تک نہین پہنچائین یہانتک کہ صاحب ہدایہ نے جو سب حنفیون کے حکی پہر رہی ہے ایسا ہی کیا ہے
یہ بات اُسپر ظاہر ہو جو ہدایہ کی شرح تصنیف ابن الہمام کو دیکھے کیونکہ اُس نے حمایت مذہب امام ابو حنیفہ
کی حد کو پہنچا دی ہے ساتھ مدد کرنے اُس کے اون احادیث سے جو کتب صحاح اور سنن اور
اور مسندون اور معجمون مین ثابت ہین اور وقت نکالنے سندون احادیث ہدایہ کی ابن الہمام کو بہت
جگہہ وہ لفظ حدیث کا نہین ملا جو صاحب ہدایہ لایا ہے اور بعض جگہہ کچھ بھی پتا نہین ملا اُس حدیث
کا جسکو صاحب ہدایہ لایا ہے تمام ہوئی عبارت تنبیہ الوسنان کی

[illegible]
اماموں کے چار مصلّی جو کہ اسوقت مین موجود ہین اُنکو حدیث پر چلنیوالے لوگ بدعت کہتے
ہین سو جواب اسکا چار طرح ہے اول یہ کہ مکہ معظمہ مین چارون مصلّے چارون
اماموں کے علیحدہ علیحدہ سنہ آٹھ سو سات ہجری مین بیسق نے بنایا فرج بن برکوک کے بادشاہ
ہین لیکن اُنکو بنانے اور مقرر کرنے کے لیے نہ تو حکم خدا ناطق ہے اور نہ حکم رسول مسلم مین
روایت ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ تہے فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ یعنے ہر بدعت گمراہی اور بخاری اور مسلم مین روایت ہے حضرت عا

رضی اللہ تعالی عنہا سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا
هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۔ یعنے جسنے نئی بات نکالی بیچ اس دین ہمارے کے
وہ چیز کہ نہین ہے اُسمین سے پس وہ مردود ہے **فائدہ** یعنے جسنے کوئی بات نکالی اسلام میں
کہ نہین ہے ثبوت اُسکا کتاب و سنت مین سو وہ مردود ہے اور **شرح طریقت احمدیہ**
و طریقہ محمدیہ مین لکہا ہے کہ معنے بدعت کے شرعی خاص یا دتی کرنا دین مین ہے
یا کم کرنا اُس مین سے کہ نئی نکالی گئی ہون بدون اذن شارع کے کہ ثبوت اُنکا نہ تو کسی حضرت
کے قول سے ہو اور نہ فعل سے نہ ظاہرًا اور نہ اشارةً پایا گیا **دوم** یہ جو اللہ تعالے نے قرآن مجید
مین فرمایا ہے وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى یعنے پکڑو تم مقام ابراہیم کو جا ے
نماز یہ آیت صریح دلیل ہے اس بات پر کہ بجز مقام ابراہیم کے اور کسی جگہہ پر مصلی نہ بنایا جاوے
سوم مکہ معظمہ مین سبب ہونے چار مصلون کے بہت لوگ اپنے ہی امام کی جماعت کے منتظر
بیٹھے رہتے ہین اول جماعت کے ثواب سے محروم رہتے ہین اسلیے کہ اُن کے نزدیک غیر
مذہب والون کے پیچہے نماز جائز ہی نہین بلکہ ایسے لوگ صاف صاف مخالف ہین اس حدیث کے
جو کہ **مسند امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی**
مین روایت ہے یزید بن اسود رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ حاضر ہوا مین ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
کے بیچ حج اُنکے کے یعنے حجۃ الوداع مین پس نماز پڑہی مین نے ساتھ اُنکے نماز صبح کی مسجد خیف
مین پس جب پڑہ چکے نماز اپنی اور پہرے نماز سے پس ناگہان آنحضرت نے دیکھا دو شخصون کو بیٹھے
ہوئے آخر قوم مین کہ نماز نہین پڑہی تہی اُنہون نے ساتھ حضرت کے فرمایا کہ لے آؤ اُن دونون کو میرے
پاس پس لائے گئے وہ دونون کانپتا تہا گوشت مونڈہون اُنکی کا یعنے حضرت کی ہیبت سے پس فرمایا
کس چیز نے باز رکہا تمکو نماز پڑہنے سے ہمارے ساتھہ پس کہا اُنہون نے یا رسول اللہ تحقیق تہے ہم
نماز پڑہ چکے بیچ مکانون اپنے کے فرمایا پس نہ کرو تم ایسا جسوقت کہ پڑہ چکو تم نماز اپنے مکانون مین پہر
آؤ تم مسجد مین کہ اُسمین جماعت ہوتی ہو پس نماز پڑہو ساتھ نمازیون کے پس تحقیق یہ نماز تمہاری

لیے نقل ہے اور صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان نے **چہارم** مکہ معظمہ مین چار دن پہلے
مقرر کرنے مین خدا اور اُسکے رسول کیطرف سے تو حکم ہی نہین لیکن چارون اماموں سے بھی تو کسی
امام نے ہر ایک امام کے علیحدہ علیحدہ چار مصلے بنانے کا حکم نہین دیا پس اسی سبب سے کہا
شاہ عبد العزیز دہلوی نے **تفسیر عزیزی**عہ مین ۔ و از راہ بدعت بجہت ۔ از جہات کعبہ
تقسیم خواہید نمود و در ترجیح و تفضیل جہت مختار خود ہر کس سخن خواہد آورد مثلاً حنفیہ
جہت را اختیار خواہند کرد امام ایشان جانب شمال کعبہ خواہد استاد و در مقام فخر خواہند
گفت کہ قبلہ ما قبلہ ابراہیمی ست زیرا کہ انتخاب جانب میزاب متوجہ میشوند و شافعیہ جہت
جنوب را اختیار خواہند کرد و امام ایشان در شرقی کعبہ خواہد استاد و در مقام فخر خواہند
گفت کہ ما استقبال باب کعبہ مینمائیم و قبلہ ما قبلہ منصوص است کہ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيمَ عہ
مُصَلًّى و علی ہذا القیاس اہل بلدان مختلفہ در ترجیح جہات خود ہمین قسم نکات خواہند برآورد
لیکن اینہمہ نکات شعریہ است نزد اہل دین قابل التفات نیست حکم نازل شدہ در ہر دیار ہمین قدر
است کہ استقبال کعبہ را التزام باید نمود و در سفر و حضر و ہجرت از شہر بشہر کے اور از دست
نباید داد ۔ اور کہا امام شوکانی نے **ارشاد السائل الی دلیل المسائل**عہ مین
کہ ہر دانا منصف پر اسبات کی خوب واقف ہے کہ مذہبوں کے بننے سے بڑا فساد واقع ہوا ہے اور اس
بات کا بڑا اندیشہ ہے اور سخت خرابی اس مین ہوئی کہ ہر چہار اماموں کے مقلدون نے علیحدہ علیحدہ
اپنا دین بنا لیا ہے اور مکہ معظمہ مین ہر چہار مذہب والے جدا جدا اپنی اپنی جماعتین کرنے لگ گئے ہین

بیسوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ حدیث پر چلنیوالے حدیث
کے آسان آسان مسئلو نپر عمل کرتے ہین مشکل پر نہین چلتے ہین سو جواب اسکا یہ ہے
کہ جو لوگ حدیث کے آسان آسان مسئلون کو چھوڑکر مشکل مشکل مسائل پر عمل کرتے ہین وہ لوگ
بڑے بیوقوف اللہ تعالے کے نافرمان ہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے تو قرآن مجید مین فرمایا ہے

عہ [illegible]

عہ [illegible]

عہ [illegible]

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ یعنے ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی ساتھ تمہارے
آسانی کا اور نہین ارادہ کرتا ساتھ تمہارے دشواری کا اور مسند امام احمد مین آیا
ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ
تعالے پسند کرتا ہے کہ ادا کیے جاوین اسکی رخصت کے کام جیسے ناپسند رکھتا ہے کہ ادا
کیے جاوین اسکی گناہ کے کام اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اور ایک روایت
مین ہے جیسے کہ پسند رکھتا ہے کہ ادا ہون اُس کے فرائض

اکیسوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ امام اعظم کے مقلد حدیث پہ چلنے والون کو یہ دیتے ہین کہ جس قدر لوگ اس
مذہب کے مقلد ہین اور کسی مذہب کے بھی نہین اور ترمذی مین روایت ہے ابن عمر رضی اللہ
تعالے عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے إِنَّ اللّٰهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ
قَالَ أُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ
یعنے تحقیق اللہ تعالی نہین جمع کرے گا امت میری کو یا کہا سچا کہ امتی کے امت محمد او پر گمراہی کے
اور ہاتھ اللہ کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص کہ جدا ہے جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے
اور ابن ماجہ مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ یعنے پیروی کرو جماعت
بڑی کی پس تحقیق شان یہ ہے جو تنہا ہوا جماعت سے تنہا ڈالا جاویگا بیچ آگ کے ۔ سو
جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ اور اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ
کا یہ مطلب نہین کہ جس طرف بہت لوگ ہون حق اور ہدایت پر وہی لوگ ہوتے ہین اور جس طرف
تھوڑے ہون وہ گمراہ ہوتے ہین کیونکہ اگر ان حدیثون کے یہی معنے لیے جاوین تو پھر حضرت
امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور اُنکے ساتھ والے نعوذ باللہ منہا سب گمراہ ٹھہرتے ہین کیونکہ
معرکہ کربلا مین امام حسین کے ساتھ تو صرف بیاسی آدمی مع اُنکے اہل بیت اور خادمون کے تھے

اور عمر بن سعد کے ساتھ جو کہ امام حسین سے لڑنے کو آیا تھا سوار اور پیادہ بائیس ہزار آدمی تھے
غرض کہ مطلب ان حدیثوں کا یہ ہے کہ جس طرف اکثر مجتہد اور محدثین ہیں وہی بڑا گروہ ہے پس اگر امام اعظم
ایک طرف ہوں مثلاً نخعی اور حسن بصری اور ثوری اور اسحاق اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل
ایک طرف تو پس منصف خود دیکھ لے کہ سواد اعظم اور گروہ بڑی کدہر ہے غرض کہ لیکے امام اعظم
نے جو جو مسائل لیے ہیں وہ اکثر مسائل حدیث کے بھی خلاف ہیں اور امام مالک اور شافعی اور امام
احمد بن حنبل بلکہ اُنکے شاگرد امام ابو یوسف اور محمد کے بھی خلاف ہیں لیکن تاہم مقلد امام
اعظم کے بھی کہہ جاتے ہیں کہ ہم بڑے گروہ والے ہیں اور ہم ہی حق پر ہیں لیکن طوطے کی طرح
اپنے آپ کو اپنی زبان سے میاں مٹھو کہنے سے کب کام چلتا ہے مگر بیچارے کیا کریں اُنکو
تو دلوں اور آنکھوں پر تقلید کی پٹی بندھ رہی ہے یہ سمجھتے ہیں اور کب کسی کا کہنا مانتے ہیں ۔

بائیسواں مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ مجتہدوں کا کوئی مسئلہ
بھی قرآن اور حدیث کے خلاف نہیں ہے اور اگر کوئی ہوگا بھی تو اُسکا باعث یہ سمجھا جاویگا کہ
اُسکو مجتہدوں نے بسبب لائق نہونے عمل کے عمداً ترک کر دیا ہوگا **جواب** اسکا یہ ہے
کہ اس تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مقلدین مجتہد سے خطا ہونے کے قائل نہیں ہیں اور
اور قائل نہونا خطا کا مجتہد سے یہ مذہب معتزلہ کا ہے چنانچہ **توضیح** اور
شرح عقائد نسفی اور **شرح فقہ اکبر** وغیرہ کتب عقائد و اصول فقہ
میں لکھا ہے وَذَهَبَ بَعْضُ الْأَشَاعِرَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ إِلَى أَنَّ كُلَّ مُجْتَهِدٍ فِي الْمَسَائِلِ الشَّرْعِيَّةِ
الْفَرْعِيَّةِ الَّتِي لَا قَاطِعَ فِيهَا مُصِيبٌ یعنی گئے ہیں بعض اشعریہ اور معتزلہ
طرف اس بات کی کہ تحقیق ہر مجتہد بیچ مسئلہ شرعیہ فرعیہ کے وہ کہ نہیں ہے دلیل قطعی بیچ اُسکے
ثواب کو پہنچنے والا ہے یعنی جو کچھ کہ مجتہد نے سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے اور حق ہے - اور
[illegible] مذہب کی بھی چنانچہ

توضیح اور شرح عقائد نسفی اور شرح فقہ اکبر وغیرہ کتب عقائد
و اصول فقہ میں ہے والمجتهد في العقليات والشرعيات الاصلية والفرعية
قد يخطي وقد يصيب یعنی مجتہد بیچ عقلی اور شرعی اور اصلی اور فرعی کے کبھی خطا
کرتا ہے اور کبھی ثواب کو پہنچتا ہے۔ اور دلیل اسکی یہ حدیث ہے جو کہ بخاری اور
مسلم میں روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے اور ابو ہریرہ سے کہا دونوں نے فرمایا
پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو وقت کہ حکم کرے حاکم پس اجتہاد کرے اور
صواب کو پہنچے تو واسطے اسکے دو ثواب ہیں اور جب حکم کرے پس اجتہاد کرے اور خطا کرے تو واسطے اسکے
ایک ثواب ہے **فائدہ** یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ مجتہد سے خطا بھی ہوتی ہے۔ اور صواب
بھی خلاف اشعریہ اور معتزلہ کے اور مجتہد خاطی بھی ایک ثواب سے خالی نہیں پس منکر امام کے
کی خطا کا یا تو منکر امام کے اجتہاد کا ہے۔ یا امام کی رائے کو مثل وحی جانتا ہے کہ ہرگز احتمال
خطا کا نہیں تو بیشک ایسا شخص گمراہ ہوا سیدھی راہ سے اور اختیار کیا اوسنے اشعریہ اور معتزلہ
کے مذہب کو اور خلاف کیا اوسنے قرآن اور حدیث اور اقوال ائمہ اور اہل سنت و جماعت کے مذہب کا

تیسواں مغالطہ

اور ایک مغالطہ مقلدین ائمہ حدیث پر چلنے والوں کو یہ دیتے ہیں کہ ہم لوگ جو حدیث پر نہیں
چلتے ہیں تو وجہ اسکی یہی ہے کہ حدیث کی کتابوں میں بہت سی حدیثیں منسوخ موجود
ہیں اور ناسخ اور منسوخ حدیثوں کو ہر شخص پہچان نہیں سکتا ان کو پہچاننا اور انکو سمجھنا
مجتہدوں کا ہی کام ہے سو **جواب** اسکا آٹھ طرح پر ہے **اول** یہ کہ ناسخ اور منسوخ
حدیثوں کے سمجھنے کا قاعدہ سب قاعدوں سے آسان ہے اور اس قاعدے سے ہر ایک عالم بلکہ تھوڑی
سی استعداد والا آدمی بھی ناسخ اور منسوخ حدیثوں کو سمجھ سکتا ہے اور وہ قاعدہ یہی ہے جو کہ
دراسات اللبیب فی الاسوۃ الحسنۃ بالحبیب میں لکھا ہے کہ نسخ قطعی نص
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت ہو جسمیں امر کو آپنے فرمایا ہے کہ فلاں امر کو اسطرح پہلے میں نے

یون حکم دیا تھا اور اب یون کہتا ہون جیسے کہ نسخ نہی زیارت قبور مین اور نسخ نہی استعمال
ظروف شراب مین وارد ہے ایک تو اس قسم کی صحیح حدیثون سے نسخ ثابت ہوتا ہے اور دوسری
قسم یہ کہ اگر کہے صحابی کہ فلان مسئلہ مین پہلے یون حکم تھا پھر امر کیے گئے ہم اس طرح پر
اس قسم کی صحیح حدیثون سے بھی نسخ ثابت ہوتا ہے **دوم** اگر کسی شخص کو کسی حدیث کا
ناسخ معلوم نہو اور منسوخ حدیث پر ہی عمل کرتا رہے تو گناہ نہین کیونکہ ابتدا اسلام مین صحابہ
جو حدیثین کہ حضرت سے سنتے تھے اُنپر بلا دغدغہ عمل کرتے رہے پھر جو حدیثین منسوخ ہوئین
اُنپر اکثر صحابہ نے تو اطلاع پائی اور رجوع کر لیا لیکن بعض نے بعض حدیث کے منسوخ
ہونے کی اطلاع نہ پائی اور منسوخ حدیث پر ہی عمل کرتے رہے چنانچہ **زرقانی**
شرح موطا امام مالک مین ہے کہ ایک جماعت صحابہ کی مثل جابر بن عبد اللہ
اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور عبد اللہ بن عباس اور
عمرو بن حریث اور سلمہ بن الاکوع اور ایک جماعت تابعین مین سے متعہ کے جائز ہونے کے
قائل تھے ۔ حالانکہ حدیثین متعہ کی منسوخ ہین اور **ترمذی** مین ہے کہ عبد اللہ بن مسعود
اور اُن کے بعض شاگرد (یعنے اسود اور علقمہ) رکوع مین گھٹنون پکڑنے کے قائل نہین تھے
تطبیق یعنے دونو ہاتھ جوڑکر دونون رانون کے درمیان رکھنے کے قائل تھے
حالانکہ حدیث تطبیق کی منسوخ ہے اور **صحیح مسلم** مین ہے کہ ابن عمر قربانی کا گوشت
بعد تین دن کے نہین کھاتے تھے ۔ حالانکہ حدیث بعد تین دن کے قربانی کا گوشت نہ کھانے
کی منسوخ ہے غرض کہ جب تک کسی کو کسی منسوخ حدیث کا ناسخ معلوم نہ ہو تب تک اُسکو
اُسپر عمل کرنا جائز ہے گناہ نہین اور اسپر علما کا اتفاق ہے اسیطرح لکھا ہے **ناظورۃ
الحق فی فرضیۃ العشاء وان لم یغب الشفق** مین **سوم** صحیح
صحیح غیر منسوخ حدیثون کو اپنے امام کے مذہب کے خلاف ہونے کی جہت سے خواہ نخواہ منسوخ
بنانا اور پیغمبر کے حکمون مین اپنی رای کا دخل دینا بڑی دلیری کی بات ہے کہون کہ یہ کسی کی

شان نہین اور کسی کا مرتبہ نہین کہ اپنی راے اور اجتہاد سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
کسی سنت کو بھی منسوخ کردے چنانچہ کہا جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقان مین کہ لا
يُعْتَمَدُ فِي النَّسْخِ قَوْلُ عَوَامِّ الْمُفَسِّرِيْنَ بَلْ لَا اجْتِهَادُ الْمُجْتَهِدِيْنَ مِنْ غَيْرِ نَقْلٍ صَحِيْحٍ
وَلَا مُعَارَضَةٍ بَيِّنَةٍ لِاَنَّ النَّسْخَ يَتَضَمَّنُ رَفْعَ حُكْمٍ وَاِثْبَاتَ حُكْمٍ تَقَرَّرَ
فِيْ عَهْدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُعْتَمَدُ فِيْهِ النَّقْلُ وَالتَّارِيْخُ دُوْنَ الرَّاْيِ وَ
الْاِجْتِهَادِ یعنے نہین اعتبار کیا جاتا ہے نسخ مین قول عوام مفسرین کا بلکہ نہین معتبر
اجتہاد مجتہدین کا بغیر نقل صحیح اور معارضہ ظاہر کے کیونکہ نسخ متضمن ہے دو باتون کو اول
دور کرنا ایک حکم کا اور دوسرے ثابت کرنا ایک حکم کا جو ثابت ہوا ہے عہد نبی صلی اللہ علیہ
وسلم مین پس معتبر اسمین ایک نقل صحیح ہے اور دوسری تاریخ نہ راے اجتہاد اور کہا امام شعرانی
نے میزان شعرانی مین وَكَانَ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْذِرِ رَحِمَهُ
اللّٰهُ يَقُوْلُ اِذَا ثَبَتَ عَنِ الشَّارِعِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِعْلُ اَمْرَيْنِ فِيْ وَقْتَيْنِ
فَهُمَا عَلَى التَّخْيِيْرِ مَا لَمْ يَثْبُتِ النَّسْخُ فَيَعْمَلُ الْمُكَلَّفُ بِهٰذَا الْاَمْرِ تَارَةً وَ
بِهٰذَا الْاَمْرِ تَارَةً اُخْرٰى یعنے تھے کہتے امام محمد بن منذر رحمہ اللہ جبکہ ثابت ہو
شارع صلی اللہ علیہ وسلم سے کرنا دو کام کا دو وقت مین پس ان دونون مین اختیار ہے
یعنی جسپر چاہے عمل کرے جب تک منسوخ ہونا اُسکا ثابت نہ ہو پس عمل کرے مکلف کبھی اسپر
اور کبھی اوسپر چہارم رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر فعل اول فعل کا ناسخ نہین ہوتا کیونکہ
یہ قاعدہ اگر صحیح ہو تو بموجب اس قاعدے کے نماز مغرب مین بدون سورہ والمرسلات کے اور سب
سورتون کا پڑھنا منسوخ سمجھا جاتا ہے اسلیے کہ حضرت نے آخری نماز مین یہی سورۃ پڑھی ہے
چنانچہ بخاری اور مسلم اور ابوداود اور ترمذی اور نسائی
اور موطا امام مالک مین روایت ہے ام فضل بیٹی حارث کی سے کہ کہا سنا مین نے
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ پڑھتے تھے مغرب مین سورہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا

بعد انکو نہیں نماز پڑہائی کبھی یہانتک کہ قبض کی روح کی انکی اللہ تعالی نے اور اسی طرح رمضان
میں بیس دن اعتکاف کرنا بھی منسوخ ٹھہرتا اور بیس دن سفر روزہ ہوتا اس لیے کہ صحیح بخاری
میں روایت ہی ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف
کرتے ہر رمضان میں دس دن پس جب ہوا سال وہ کہ جس میں وفات کیے گئے اعتکاف کیا
بیس دن اور اسی طرح سفر میں روزہ رکھنا بھی منسوخ ٹھہرتا اور نہ رکھنا مشروع ہوتا کیونکہ
صحیح مسلم میں ہے کہ کہا زہری نے کہ تھا افطار کرنا روزہ کا سفر میں آخر دونو
کاموں کا یعنے سفر میں روزہ رکھنا بھی اور نہ رکھنا بھی جو کہ وارد ہوا ہے تو ان دونوں
فعلوں میں سے آخر فعل حضرت ؐ کا کہنا تھا غرضکہ اس قسم کی بہت سی حدیثوں سے صاف
ثابت ہے کہ یہ قاعدہ کہ حضرت ؐ کا آخر فعل اول فعل کا ناسخ ہوتا ہے صحیح نہیں ہے اور نیز
یہ حدیثیں دلیل ہیں اسپر کہ اگر دو حدیثوں میں تعارض تاریخ سے بھی معلوم ہو جاوے
تو بھی جب تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسخ پر صریح نص نہ پائی جاوے تب تک منسوخیت
کا قائل نہ ہونا چاہیے بلکہ جہانتک ہوسکے مطابقت دینی چاہیے پنجم اگر کوئی شخص احتمال کے ساتھ
ویا بدون دلیل کے کسی حدیث کو منسوخ کہہ دے تو نہ ماننا چاہیے چنانچہ زرقانی
شرح موطا امام مالک اور قسطلانی شرح صحیح بخاری میں میں لکھا ہے
کہ احتمال کے ساتھ حدیث منسوخ نہیں ہوتی اور نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے
کہ حدیثوں کے منسوخ ہونے کے باب میں دعوی ابو حنیفہ اور کوفیوں کا بدون دلیل قابل ماننے کے
نہیں ہے اور زرقانی شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ کہا عیاض نے
کہ دعوی نسخ کا بدون دلیل صحیح نہیں ہے ششم یہ جو بعض لوگ بعض حدیثوں کو بسبب اپنے
مذہب کے خلاف ہونے کے ظن پر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ خاصہ تھا حضرت کا سو ہرگز قابل اعتبار اور
لائق ماننے کے نہیں ہے چنانچہ زرقانی شرح موطا امام مالک اور
قسطلانی شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ خاصہ ظن کے ساتھ ثابت

صفحہ ۱۹۳ و ۱۹۴ میں ۱۲

نہین ہوتا ہے ہفتم جہان دو حدیثون مین آپس مین تعارض معلوم ہو وہان بلا دلیل ایک کو
ناسخ اور دوسری کو منسوخ نہ کہدینا چاہیے بلکہ جہانتک ممکن ہو اُن مین موافقت
دینی چاہیے چنانچہ منہج[51] الوصول الے اصطلاح احادیث الرسول مین
لکھا ہے کہ کہا ابن خزیمہ نے لا اعرف حدیثین صحیحین متضادین فمن کان عندہ فلیاتنی
بہ لاؤلف بینہما یعنے نہین جانتا مین کوئی سی دو حدیثین کہ ضد رکھتی ہون آپس
مین پس اگر کسی کے پاس ہون تو لے آوے کہ توفیق کر دون مین اُن مین ہشتم
سید محمد صدیق حسن خانصاحب نے اپنے رسالہ افادۃ[52] الشیوخ بمقدار
الناسخ والمنسوخ مین لکھا ہے کہ نزدیک شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن
عبد السلام بن تیمیۃ الحرانی کے منسوخ حدیثین کل دس ہی ہین اور انہین نے ہدایت
السائل[53] الے ادلۃ المسائل مین لکھا ہے کہ ابن جوزی وغیرہ نے منسوخ دس حدیثین
شمار کی ہین۔ اور انہین نے منہج[54] الوصول الے اصطلاح احادیث
الرسول مین لکھا ہے کہ بعد تلاش بہت اور تلاش تمام کے معلوم ہوا کہ منسوخ حدیثین
دس سے زیادہ نہین اور منسوخ آیتین قرآن کی پانچ سے زیادہ نہین انتہے۔ اور دس
حدیثین کچھ اتنی بہت نہین ہوتی ہین کہ انکو سوائے مجتہد کے اور کوئی نہ سمجھ سکے بلکہ اس قدر
حدیثون کو تو ان پڑھ آدمی بھی سمجھانے سے سمجھ سکتا ہے بلکہ اگر یاد کرنا چاہے تو یاد بھی کر
سکتا ہے اور وہ حدیثین یہ ہین پہلی حدیث مسلم[55] مین روایت ہے بریدہ رضی اللہ تعالی
عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور
فزوروہا یعنے منع کیا تھا مین نے تمکو زیارت کرنے قبرون کے سے پس زیارت کرو اُن
کی دوسری حدیث مسلم[56] مین روایت ہے اُسی سے کہ حضرت نے فرمایا نہیتکم
عن لحوم الاضاحی فوق ثلث فامسکوا ما بدا لکم یعنے منع کیا تھا مین نے
تمکو گوشت قربانی کے سے بعد تین دن کے پس رکھو جبتک کہ خواہش ہو واسطے تمہارے

تیسری حدیث مسلم میں روایت ہوئی اُسی سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيذِ اِلَّا فِي سِقَاءٍ فَاشْرَبُوا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا
تَشْرَبُوا مُسْكِرًا یعنے منع کیا تھا میں تم کو شیرے سے مگر بیچ مشک کے پس پیو
سب باسنوں میں اور نہ پیو چیز نشے کی چوتھی حدیث مسلم میں روایت ہے ابی سعید
خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاءُ
مِنَ الْمَاءِ یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پانی سے ہے یعنی غسل لازم
آتا ہے منی کے نکلنے سے **فائدہ** کہا ابن حجر نے بلوغ المرام میں کہ اصل اس حدیث
کی بخاری میں ہے انتہے **کہا** علما نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کی جو کہ ترمذی
اور ابوداؤد اور دارمی میں روایت ہوئی ابی بن کعب رضی اللہ تعالے عنہ سے
کہ کہا اوس نے اِنَّمَا كَانَ الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا
یعنے سوا اسکے نہیں کہ تھا نہانا منی کے نکلنے سے رخصت ابتدا اسلام میں پھر منع
کیا گیا اس سے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے **فائدہ** اگر کوئی کہے کہ اس قسم
کے حدیث مرفوع نہیں ہوتی صحابی کا قول ہوتا ہے اور قول صحابیکا پیغمبرؐ کی حدیث صحیح کو
منسوخ نہیں کر سکتا سو **جواب** اس کا یہ ہے کہ یہ بات تو سچ ہے کہ صحابی کا قول پیغمبر کی
حدیث صحیح کو منسوخ نہیں کر سکتا لیکن صحابی جب کہ کہے امر کیے گئے ہم ساتھ فلانی
بات کے یا کہے منع کیے گئے ہم فلانی بات سے یا کہے سنت سے ہے فلانی بات تو یہ سب قسم
مرفوع سے ہے چنانچہ کہا نووی نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں کہ جس وقت کہے صحابی امر
کیے گئے ہم ساتھ فلانی بات کے یا کہے منع کیے گئے ہم فلانی بات سے یا کہے سنت ہے فلانے
بات پس یہ سب مرفوع ہے یعنی حضرت کا فرمانا ہے جمہور علما کے نزدیک صحیح مذہب یہی
ہے اور کہا ابو الفیض محمد بن علی فارسی نے **جواہر الاصول فی علم احادیث
الرسول** میں کہنا صحابی کا کہ امر کیے گئے ہم ساتھ فلانی بات کے یا منع کیے گئے ہم

فلانی بات سے یا سنت ہے فلانی بات برابر ہے کہ کہے بیچ حیات نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے یا بعد وفات ان کی کے قسم مرفوع سے ہے۔ اور کہا ابن الصلاح نے کہنا
صحابی کا کہ امر کیے گئے ہم ساتھ فلانی بات کے یا منع کیے گئے ہم فلانی بات سے نوع مرفوع
سے ہے اور مسند ہے نزدیک اصحاب حدیث کے اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا۔ ایسا ہی لکھا ہے
قسطلانی نے شرح صحیح بخاری کے مقدمہ مین اور سید محمد صدیق حسن خان صاحب نے
منہج الوصول الی اصطلاح احادیث الرسول مین اور تائید
کرتی ہے ابی بن کعب کی حدیث کی یہ حدیثین بھی عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ
بَيْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ
لَمْ يُنْزِلْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے
کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت کہ بیٹھے ایک تمہارا درمیان
عورت کی چار شاخون کے پھر صحبت کرے تحقیق واجب ہوا غسل اگرچہ نہ نکلے منی
روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی
عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ
وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ
اور روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب تجاوز کرے محل ختنہ مرد کا محل ختنے عورت کے سے واجب ہوگا غسل
کیا مین نے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پس نہائے ہم دونون روایت کیا اس حدیث
کو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے پانچوین
حدیث ابوداود اور نسائی مین روایت ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

سے کہا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ فکبر ورفع یدیہ
فلما رکع طبق یدیہ بین رکبتیہ قال فبلغ ذلک سعدا فقال صدق
اخی کنا نفعل ہذا ثم امرنا بہذا یعنی الامساک علی الرکبتین
یعنی سکہلائی ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پس تکبیر کہی اور اٹھائے
دونون ہاتھ اپنے پس جب رکوع کیا تطبیق کی ہاتھون اپنون کو گھٹنون میں یعنی ایک
ہاتھ کی انگلیان دوسرے ہاتھ کی انگلیون میں ڈالکر دونون ہاتھ دونون گھٹنون کے درمیان
میں رکھا کہا راوی نے پس پہنچی یہ خبر سعد کو پس کہا سعد نے سچ کہا بھائی میرے نے
تھے ہم کرتے اسی طرح پھر حکم کیے گئے ہم ساتھ اس طرح کے یعنی رکھنے ہاتھون کے اوپر گھٹنون
کے اور بخاری میں روایت ہے ابی یعفور سے کہا اس نے سنا میں نے مصعب بن سعد کو کہا
مصعب بن سعد نے صلیت الی جنب ابی فطبقت بین کفی ثم وضعتہما بین فخذی
فنہانی ابی وقال کنا نفعلہ فنہینا عنہ وامرنا ان نضع ایدینا علی
الرکب یعنے نماز پڑہی میں نے طرف پہلو باپ اپنے کی پس تطبیق کی میں نے درمیان
زانون اپنی کے پس منع کیا مجھکو باپ میرے نے اور کہا تھے ہم کرتے اسکو پس منع کیے گئے
ہم اس سے اور امر کیے گئے ہم یہ کہ رکھیں ہم ہاتھون اپنے کو اوپر گھٹنون کے **فائدہ** تایید
کرتی ہے اس حدیث کی یہ حدیث جو کہ بخاری میں ابی حمید ساعدی کی روایت سے یعنی حدیث
میں ہے کہ واذا رکع امکن یدیہ من رکبتیہ یعنے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت
رکوع کرتے محکم پکڑتے دونون زانو اپنے ساتھ دونون ہاتھون کے **چھٹی** حدیث بخاری
اور مسلم اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی میں روایت ہے زید
بن ارقم سے کہا کنا نتکلم فی الصلوۃ یکلم الرجل صاحبہ وہو الی جنبہ
حتی نزلت وقوموا للہ قانتین فامرنا بالسکوت ونہینا عن
الکلام یعنے تھے ہم باتین کرتے نماز میں باتین کرتا مرد پاس والے اپنے سے کہ پہلو

اس کے مین ہوتا یہانتک کہ نازل ہوئی یہ آیت ۔ اور کھڑے ہو وے مطیع اللہ تعالی کو حضور بس
امر کیے گئے ہم ساتھ چپکے رہنے کے اور منع کیے گئے ہم باتین کرنے سے ساتوین
حدیث بخاری[۵۱] مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق اوس نے کہا
بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ فَقَالَ إِنْ وَجَدْتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا
فَأَحْرِقُوهُمَا بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ
إِنِّي أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحْرِقُوا فُلَانًا وَفُلَانًا وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللهُ
فَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا ۔ یعنے کہا بھیجا ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیچ لشکر کے پس فرمایا اگر پاؤ تم فلانے اور فلانے کو پس جلاؤ اُن کو ساتھ آگ کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ ارادہ کیا ہمنے (اس طرف) نکلنے کا کہ
تحقیق مینے حکم کیا تہا تم کو یہ کہ جلاؤ فلانے اور فلانے کو اور تحقیق آگ نہیں عذاب کرتا
ساتھ اس کے مگر اللہ پس اگر پاؤ تم اُن کو پس قتل کرو اُن کو **فائدہ** تائید کرتی ہے
اس حدیث کی یہ حدیث بہی جو کہ **بخاری**[۵۲] مین روایت ہے عکرمہ سے کہ کہا لائے گئے حضرت
علی کے پاس زندیق پس جلا دیا انکو پس پہنچی یہ خبر ابن عباس کو پس کہا اگر ہوتا مین نہ جلاتا
مین انکو واسطے منع فرمانے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ عذاب کرو ساتھ عذاب خدا
کے کہ جلانا ہے اور البتہ قتل کرتا مین انکو موجب فرمانے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جو شخص
بدل ڈالے دین اپنا پس مار ڈالو اوس کو **فائدہ**[۵۳] ابوداؤد مین ہے کہ قول ابن عباس کا
جب حضرت علی کو پہنچا تو کہا حضرت علی نے کہ سچ کہا ابن عباس نے **آٹھوین حدیث**
ابوداؤد[۵۴] اور **ترمذی** مین روایت ہے قبیصہ بن ذویب رضی اللہ تعالی عنہ سے
إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ
عَادَ فَاجْلِدُوهُ فَإِنْ عَادَ فِي الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ فَاقْتُلُوهُ فَأُتِيَ
بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ فَجَلَدَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ فَجَلَدَهُ ثُمَّ أُتِيَ بِهِ

فَجَلَدَہٗ ثُمَّ اُتِیَ بِہٖ فَجَلَدَہٗ وَرَفَعَ الْقَتْلَ فَکَانَتْ رُخْصَۃً یعنے تحقیق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پیے شراب پس کوڑے مارو اسکو پہر اگر عود کرے پس کوڑے
مارو اسکو پہر اگر عود کرے تیسری بار میں یا چوتھی بار پس قتل کرو اسکو پس لایا گیا ایک
شخص کہ تحقیق پی تہی اوس نے شراب پس کوڑے مارے اسکو پہر لایا گیا پس کوڑے مارے
اوس کو پہر لایا گیا پس کوڑے مارے اسکو پہر لایا گیا پس کوڑے مارے اسکو اور اٹھہ گیا
قتل (یعنے منسوخ ہو گیا) پس ہوا کوڑے مارنا رخصت **ثانوین** حدیث مسند امام
احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہے شداد بن
اوس رضی اللہ تعالے عنہ سے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتٰی عَلٰی رَجُلٍ بِالْبَقِیْعِ
وَہُوَ یَحْتَجِمُ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَ اَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَحْجُوْمُ یعنے تحقیق نبی صلے
اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ایک شخص کے پاس بقیع میں اور اُس نے سینگی لگوائی تھی بیچ
رمضان کے پس فرمایا روزہ توڑا سینگی لگانے والے نے اور جسکو سینگی لگی اور صحیح کہا
اس حدیث کو احمد اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے کہا علما نے یہ حدیث منسوخ ہے ساتہ
اس حدیث کے جو کہ **دار قطنی** مین روایت ہے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا اَوَّلُ
مَا کُرِہَتِ الْحِجَامَۃُ لِلصَّائِمِ اَنَّ جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِحْتَجَمَ وَہُوَ صَائِمٌ
فَمَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فِی الْحِجَامَۃِ لِلصَّائِمِ وَکَانَ اَنَسٌ یَحْتَجِمُ
وَہُوَ صَائِمٌ یعنے پہلے جو بکروہ ہوا سینگی لگانا روزہ دار کو تو اسطرح ہوا کہ تحقیق
جعفر بن ابیطالب نے سینگی لگوائی روزہ مین سو تشریف لائے اُن کے پاس نبی صلے
اللہ علیہ وسلم پس فرمایا افطار کیا اُن دونوں نے پہر رخصت دی نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے بعد اسکے بیچ سینگی لگوانے کے واسطے روزہ دار کے اور انس سینگی لگواتے تہے روزے مین
فائدہ کہا ابن حجر نے بلوغ المرام مین کہ قوی کہا اس حدیث کو دار قطنی نے اور تائید کرتی
ہے اسکی یہ حدیث جو کہ **بخاری** مین روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے اِنَّ النَّبِیَّ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِحْتَجَمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ وَّاحْتَجَمَ وَھُوَ صَائِمٌ یعنی تحقیق نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے سینگی لگوائی احرام کیحالت مین اور سینگی لگوائی روزہ کی حالت مین و سوے
حدیث نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور زرقانی نے شرح موطا امام مالک
مین لکھا ہی کہ اوائل اسلام مین متعہ درست تہا پہر خیبر کے روز حرام ہوا پہر عمرۃ القضا مین درست ہوا
پہر فتح مکہ کے روز حرام ہوا پہر جنگ اوطاس مین درست ہوا پہر حرام ہوا پہر تبوک مین درست ہوا
پہر حجۃ الوداع مین حرام ہوا اور ترمذی مین روایت ہی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما
سے کہا سوای اس کے نہین کہ تہا متعہ (جائز) ابتدا اسلام مین تہا مرد آتا شہر مین کہ نہ جانتا
اُس کو کوئی پس نکاح کرتا عورت کو اتنے عرصہ کیلیے کہ جتنا عرصہ اسکو ٹہیرنا منظور ہوتا تو کہ حفاظت
کرے اُس کے اسباب کی اور درست کرے اسکی چیز یہانتک کہ نازل ہوئی یہ آیت اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِھِمْ
اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ یعنی مگر اوپر بی بیون اپنی کے یا جسکی مالک ہوئے ہون ہاتہ انکے کہا ابن عباس
نے سوای انکو یعنی اپنی بی بی اور لونڈی کے اور سب حرام ہین اتہے اور یہ حکم یعنی متعہ کے
حرام ہونیکا قیامت تک ہیگا چنانچہ مسلم مین روایت ہی سبرہ بن معبد جہنی سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ قَدْ کُنْتُ اَذِنْتُ لَکُمْ فِی الْاِسْتِمْتَاعِ
مِنَ النِّسَاءِ وَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ حَرَّمَ ذٰلِکَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَنْ کَانَ عِنْدَہٗ مِنْھُنَّ شَیْءٌ
فَلْیُخَلِّ سَبِیْلَہٗ وَلَا تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَیْتُمُوْھُنَّ شَیْئًا یعنی اے لوگو البتہ مینے تمکو اجازت دی
تہی عورتون سے متعہ کرنے کی اور بیشک خدا نے اُس متعہ کو حرام کیا قیامت تک جسکے پاس
متعے والی عورتون سے کوئی عورت ہو تو اسکو چہوڑ دیوے اور جو انکو دیا ہو (یعنی مہر
یا خرچ) سوا اسکے کچہہ بہی پہیر نہ لیجیو **فائدہ** نزدیک ابن تیمیہ وغیرہ کے جو دس حدیثیں
کہ منسوخ ہین بیقین غالب ہی کہ وہ یہی حدیثین ہین جو کہ مذکور ہوئین لیکن سوا ے
ان دس حدیثون کے جن جن اور حدیثون کو بعض علما نے منسوخ ٹہرایا ہی در حقیقت مین وہ

منسوخ نہیں اسلیے کہ تطبیق اُنمین ممکن ہے بعض نقل مین لاتا ہون دیکھہ لیجیے وہ
حدیثین یہ ہین حدیث اوّل بخاری اور مسلم مین روایت ہے حذیفہ رضی اللہ تعالے
عنہ سی کہ کہا آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوڑے ایک قوم کے پاس پس پیشاب کیا کھڑے
ہوکر کہا بعض علما نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھہ ان دو حدیثون کے پہلی حدیث
ترمذی اور ابن ماجہ مین روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا دیکھا
مجھکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اور مین پیشاب کرتا تہا کھڑا ہوا پس فرمایا ای عمر نہ پیشاب
کر کھڑے ہوکر پس نہ پیشاب کیا مین نے کھڑے ہوکر پیچھے اسکے سو جواب اس حدیث
کا تو یہ ہے کہ کہا ترمذی نے یہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف لائق حجت پکڑنے کے
نہین ہوتی دوسری حدیث مسند امام احمد اور ترمذی اور
نسائی مین روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے کہ کہا حضرت عائشہ
نے جو بات کرے تم سے یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے تھے کھڑے ہوکر پس نسچا
جانو اسکو نہ تھے کہ پیشاب کرین مگر بیٹھکر سو جواب اسکا یہ ہے کہ یہ محمول ہے گھر کے
ہے کیونکہ حضرت عائشہ نے خبر نہ کر دی کہ آنحضرت صلعم کو کبھی گھر مین کھڑے ہوکر پیشاب
کرتے نہ دیکھا اور حذیفہ نے جو بیان کیا وہ باہر کا حال تہا اور یہی سبب ہے کہ کہا امام شعرانی
نے میزان شعرانی مین کھڑے ہوکر پیشاب کرنا رخصت ہے اور بیٹھکر
پیشاب کرنا عزیمت ہے حدیث دوم بخاری اور مسلم مین روایت ہے ابو ایوب
انصاری رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جاؤ تم
پاخانہ مین تو نہ منہ کرو قبلہ کیطرف اور نہ پیٹھ دو اسکو ولیکن مشرق کیطرف یا مغرب کی کہا
بعض علما نے یہ حدیث منسوخ ہے ساتھہ اس حدیث کے جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت
ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا چڑہا مین اوپر گھر حفصہ کے واسطے اپنے کام
اپنے کے پس دیکھا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پاخانہ پھرتے تھے پیٹھ دیے ہوئے

قبلہ کو سامنے شام کو سو جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث ابو ایوب کی بحال ہے منسوخ نہیں ہے
بلکہ حکم حدیث ابو ایوب کا بیچ جنگل کے ہے اور حکم حدیث عبد اللہ بن عمر کا بیچ عمارتون
کے اسیطرح لکھا ہے شیخ محی السنہ نے مشکوٰۃ میں حدیث سوم بخاری اور مسلم
مین روایت ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا خیرات دی گئی بکری اوپر
ایک لونڈی آزاد کیے کہ میمونہ کی تھی۔ پس مر گئی وہ بکری پس گذرے اوسپر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم پس فرمایا کیون نہ لیا تمنے چمڑا اُس کا پس دباغت دی ہوتی اُسکو پھر منتفع ہوتی
ساتھ اسکی پس عرض کیا لوگون نے تحقیق یہ مردار ہے پس فرمایا سوای اس کو نہیں کہ
حرام کیا گیا ہے کھانا اُس کا کہا بعض علماء نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث
کے جو کہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت
ہے عبد اللہ بن حکیم رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا کہ آیا ہمارے پاس خط رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کا یہ کہ نہ نفع لو تم مردار سے ساتھ چمڑے کے اور پٹھے کے سو جواب اسکا
یہ ہے کہ کہا ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں یہ حدیث مرسل ہے اس لیے کہ
نہیں ملاقات ہوئی عبد اللہ بن حکیم کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور حدیث مرسل لائق حجت
پکڑنے کو نہیں ہوتی پس معلوم ہوا کہ حکم حدیث عبد اللہ بن عباس کا بحال ہے منسوخ نہیں اور
کہا ترمذی نے کہ اسپر یعنی عبد اللہ بن عباس ہی کی حدیث پر عمل ہے اکثر اہل علم
یعنے صحابہ وغیرہ کا اور یہی قائل ہیں سفیان ثوری اور ابن مبارک اور امام شافعی اور
امام احمد اور کہا شافعی نے جو چمڑا کہ دباغت دیا گیا پس تحقیق پاک ہوا مگر کتے اور خنزیر کا چمڑا
دباغت دینے سے بھی پاک نہیں ہوتا حدیث چہارم مسلم میں روایت ہے ابو ہریرہ
رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
وضو کرو کہا کر اچھی طرح سے کہ پہنچے اوسکو آگ یعنے جو چیز کہ آگ سے پکی ہو کہا اکثر علما نے کہ یہ
حدیث منسوخ ہے ساتھ ان دو حدیثون کے پہلی حدیث بخاری اور مسلم میں روایت ہے

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا شانہ بکری کا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا **دوسری** حدیث ابوداؤد میں روایت ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جابر نے تھا آخر دونوں کاموں میں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ترک کرنا وضو کا اس چیز سے کہ بدلا دے اسکو آگ **فائدہ**
یعنے یہ جو حدیثوں میں مذکور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کیا ہے اور نہیں بھی کیا ہے سو ان دونوں فعلوں میں سے آخر فعل حضرت کا وضو نکرنا ہے **سو جواب** یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر فعل وضو نکرنا ثابت ہونیسے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلا حکم بالکل ہی اٹھا دیا جاوے کیونکہ نسخ قطعی بتصریح رسول خدا صلی اللہ سے خاص ہے جس امر کو آپ فرما دیں کہ فلاں امر کے واسطے پہلے میں نے یوں حکم دیا تھا اور اب یوں کہتا ہوں سو اس قسم کی تصریح آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے کھانے سے وضو نکرنے کی نہیں اور دلیل اسکی پہلے گذری پس اسلیے کہا امام شعرانی نے **میزان شعرانی** میں کہ نہ وضو کرنا رخصت ہے اور کرنا عزیمت ہے **حدیث پنجم** مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ میں روایت ہے طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا ایک مرد نے چھویا میں نے اپنا ذکر یا کہا کہ جو مرد کہ چھووے ذکر اپنا نماز میں تو کیا اسپر وضو ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ایک ٹکڑا ہے تیرا اور صحیح کہا اس حدیث کو ابن حبان نے اور کہا ابن مدینی نے یہ بہتر ہے بسرہ کی حدیث سے کہا بعض علما نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہ **مسند امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ** میں روایت ہے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چھوئے اپنے ذکر کو پس وضو کرے اور صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی اور ابن حبان نے اور کہا بخاری نے یہ صحیح تر ہے ان حدیثوں سے جو اس باب میں مروی ہیں **فائدہ** کہا امام شوکانی نے دراری مضیہ

عبارت حدیث ابوداؤد دوسری میں ... | ترمذی ... | امام ... | ... | صحیح ابن حبان ... | حدیث بسرہ ... | ...

شرح درر البہیہ مین کہ روایت کیا اس حدیث کو احمد اور اہل سنن اور مالک اور شافعی اور
ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم اور ابن الجارود نے اور صحیح کہا اسکو احمد اور ترمذی اور
دارقطنی اور یحیے بن معین اور بیہقی اور حازمی اور ابن حبان اور ابن خزیمہ نے اور بیچ اسکے
کے حدیثین جماعت صحابہ سے ہین کہ انمین سے ہے جابر اور ابوہریرہ اور ام حبیبہ اور عبد اللہ
بن عمر اور زید بن خالد اور سعد بن ابی وقاص اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اور نعمان
بن بشیر اور انس اور ابی بن کعب اور معاویہ ابی حیدہ اور قبیصہ اور اروی بیٹی انیس کی
انتہے اور طلق بن علی کیحدیث کو منسوخ ہونیکے علما یہ وجہ بیان کرتے ہین کہ ابوہریرہ پیچھے
لائے تھے اسلام طلق سے اور مسند امام شافعی اور دارقطنی
مین روایت ہی ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت
کہ پہنچا وے ایک تمہارا ہاتھ اپنا طرف ذکر اپنے کی کہ نہو درمیان ذکر کے اور ہاتھ اسکے کے
کوئی چیز حائل پس چاہیے کہ وضو کرے یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ عینی شرح ہدایہ
مین لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویون مین یزید بیٹا عبد الملک کا ہے اور وہ ضعیف ہے
پس حدیث ابوہریرہ کی لائق حجت پکڑنیکے نہوئی البتہ اسباب مین ترجیح جو ہے تو بسرہ کی حدیث
کو ہی کیونکہ صحیح وہی ہے اور حدیث طلق بن علی کی جو کہ معارض اسکے ہے دو وجہ سے لائق
عمل کرنیکے نہین وجہ اول یہ ہے کہ اسمین مقال ہے کیونکہ قیس بن طلق کی روایت
سے ہے اور مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھا ہے کہ کہا امام
شافعی نے کہ پوچھا ہمنے لوگون سے قیس کے حال سے پس نپایا ہمنے کسیکو بھی کہ پہچانتا ہو
اسکو پس کسطرح سے قبول کرین ہم اسکی حدیث کو اور کہا ابو حاتم اور ابو زرعہ نے کہ قیس
بن طلق نہین ہے ان لوگون مین سے کہ حجت قائم ہو ساتھ حدیث اسکی کے وجہ
دوم کہا سبل السلام مین کہ مؤید ہین بسرہ کی حدیث کے اور حدیثین بھی جو کہ مروی
ہین سترہ صحابیون سے اور طلق بن علی جو کہ مس ذکر سے وضو کے ٹوٹنے کی حدیث کا

راوی ہے وہی وضو کے نہ ٹوٹنے کی حدیث کا بہی راوی ہے حدیث ششم بخاری اور
مسلم مین روایت ہو ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جبکہ آدمی آوے تمہارا نماز جمعہ کو پس چاہیے کہ نہاوے کہا بعض علمانے کہ یہ حدیث منسوخ
ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہ مسند امام احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور
نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہو سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے
وضو کیا جمعہ کے دن اسنے اچھا کام کیا اور یہی سنت ہو اور جو نہایا تو نہانا بہت بہتر ہے
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے سو جواب یہ ہو کہ حدیث ابن عمر کی بحال ہو منسوخ نہین
کیونکہ سمرہ کی حدیث مین مقال ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ اور دراری مضیہ
شرح درر البہیہ اور افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ مین لکہا ہے کہ
سماع سمرہ کا حسن بصری اسے ثابت نہین پس یہ حدیث تو ثابت نہوئی لیکن وہ جو مسلم
مین روایت ہو ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے
کہ وضو کیا اور اچہا وضو کیا پہر آیا جمعے مین آخر حدیث تک البتہ یہ حدیث دلیل ہو اسپر کہ جمعہ
کے دن نہانا ضرور نہین مگر یہ حدیث بہی ابن عمر کی حدیث کو منسوخ نہین کر سکتی کیونکہ شرط نسخ
کی اس مین پائی نہین جاتی پس اسی سبب سے کہا امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین اور کہ
تطبیق ان دونون حدیثون مین یون دیجاویگی کہ جمعے کے دن نہانا مستحب ہو واجب نہین حدیث
ہفتم بخاری اور مسلم مین روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین نماز پیچہے صبح کے یہانتک کہ بلند ہو آفتاب اور نہین نماز پیچہے
نماز عصر کے یہانتک کہ غائب ہو آفتاب کہا بعض علمانے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث
کے جو کہ بخاری مین روایت ہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ کہا قسم ہے اسکی جو اُٹھا
لیگیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جہان سے ترک نکیے حضرت نے دو رکعتین بعد عصر کے
یہانتک کہ ملاقات کی پروردگار اپنے سے سو جواب اسکا یہ ہو کہ سفر السعادت مین لکہا ہے

کہ یہ خاصہ تہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دلیل اسکی یہ حدیث ہے جو کہ ابو داؤد مین
روایت ہے ذکوان مولی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ تحقیق حضرت عائشہ نے خبر
دی اوس کو کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تہے نماز پڑہتے بعد عصر کے اور منع کرتے تہے
اسے اور وصال کرتے اور منع کرتے وصال سے۔ پس معلوم ہوا کہ حدیث ابی سعید کی بحال ہے منسوخ
نہین لیکن مکہ مین نماز پڑہنے ہر وقت جائز ہے جیسا کہ مسند امام احمد اور ترمذی
اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین روایت ہے جبیر بن مطعم رضی
اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اے اولاد عبد مناف کی
منع نہ کرو کسی کو کہ طواف کرے اس خانہ کعبہ کا اور نماز پڑہے جس وقت کہ چاہے رات کو یا دن
کو اور صحیح کہا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے اور مسند امام احمد اور رزین مین
روایت ہے ابی ذر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے
تہے نہین نماز بعد نماز صبح کے یہانتک کہ نکلے آفتاب اور نہین نماز بعد نماز عصر کے یہانتک کہ
غائب ہو آفتاب مگر مکہ مین مگر مکہ مین مگر مکہ مین حدیث متفق علیہ بخاری اور مسلم مین روایت ہے ابی
سعید خدری سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ لکہو میری حدیث کو سو
جس نے مجہہ سے سنکر سوائے قرآن کے جو لکہا ہے سو اسکو مٹا دے کہا بعض علما نے
حدیث منسوخ ہے ساتہہ ان چار حدیثون کے پہلی حدیث بخاری اور مسلم مین روایت
ہے ابن عباس سے کہ حضرت نے فرمایا آؤ لکہہ دون تمہارے لیے ایک نوشتہ کہ ہرگز
گمراہ نہو تم بعد اسکے دوسری حدیث ابو داؤد مین روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی
اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا تہا مین لکہتا ہر چیز کو کہ سنتا مین اسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے ارادہ کرتا مین اسکو یاد رکہنے کا پس منع کیا مجہکو قریش نے اور کہا انہون نے کیا لکہتا ہے تو
ہر چیز کو سنتا ہے تو اسکو حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آدمی ہین بات کرتے ہین غصہ مین
بہی اور رضا مین بہی پس باز رہا مین لکہنے سے پہر ذکر کیا مین نے اس بات کا واسطے رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کے پس اشارہ کیا حضرت نے ساتھہ انگلی اپنی کے طرف موہنہ اپنے کی پھر فرمایا لکھہ تو پس
قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ جان میری بیچ ہاتھہ اوس کے ہے نہین نکلتا اس سے موہنہ سے
مگر حق تیسری حدیث ترمذی مین روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے
کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا پس ذکر کیا قصہ بیچ حدیث کے پس کہا ابو شاہ نے
لکھیے میرے لیے اے رسول خدا کے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لکھو ابو شاہ کے
لیے اور بیچ حدیث کے ہے قصہ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے چوتھی حدیث
نسائی اور دارمی اور موطا امام مالک مین روایت ہے ابی بکر بن محمد بیٹے عمرو
بیٹے حزم کے سے کہ نقل کی اپنے باپ سے اور اُسکو باپ نے نقل کی اُس کے دادا سے کہ تحقیق
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نامہ لکہا طرف یمن والون کی آخر حدیث تک فائدہ اگرچہ ان
حدیثون سے اور سوای انکے اور حدیثون سے بہی یہی ثابت ہے کہ حضرت نے مسائل کو لکہا اور
صحابہ کو لکہنے کا حکم دیا لیکن ان مین ابی سعید کی حدیث کو کوئی بہی حدیث منسوخ نہین
کر سکتی بلکہ ابی سعید کی حدیث اور ان حدیثون مین یون تطبیق دیجاویگی جیسے کہ کیا امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین کہ کہا بعض علما نے معنے ان حدیثون کے یعنی تطبیق ان
حدیثون کی یہ ہے کہ جسکو اپنے حافظے پر اس بات کا اعتماد ہے کہ مین یاد رکہون گا بہولونگا
نہین وہ تو حدیثون کو نہ لکہے اور جسکو یہ خیال ہے کہ مجہکو یاد نہین رہیگا وہ لکھ لے انتہی
حدیث نہم بخاری اور مسلم مین روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ
کہا منع فرمایا رسول خدا نے قتل کرنے عورتون کے سے اور لڑکون کے پھر کہا بعض علما نے
کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھہ اس حدیث کے جو کہ بخاری اور مسلم مین روایت ہے صعب
بن جثامہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ کہا پوچہ گئے رسول خدا اہل دار سے یعنی کافرون سے کہ رہتے
ہین شہرون مین شب خون کیے جاوین پس مارے جاوین عورتین اُن کی اور اولاد اُنکی فرمایا
کہ وہ بھی اُنہی مین سے ہین اور ایک روایت مین ہے کہ وہ تابع ہین اپنے باپون کے سو جواب

اسکا یہ ہے کہ حکم حدیث عبد اللہ بن عمر کا بحال ہے منسوخ نہین اس لیے کہ حدیث عبد اللہ
بن عمر اور حدیث صعب بن جثامہ مین یون تطبیق ہو سکتی ہے کہ عورتون کو اور
لڑکون کو جہاد مین قصداً نہ قتل کیا جاوے اگر شب خون کی حالت مین مارے
جاوین و یا لڑکے اور عورتین اُنکی مسلمانون پر آپڑین و یا کفار لڑکون کو بجای سپر آگے
کرین اور وہ مارے جاوین تو کچھ مضایقہ نہین **حدیث دہم** مسلم شریف مین روایت ہے ابن
عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا جمع کی (نماز) رسول اللہ صلے اللہ علیہ و
سلم نے درمیان ظہر اور عصر کے اور مغرب اور عشا کے مدینہ مین سوائے خوف اور
سوائے مینہ کے کہا بعض علماء نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہ ترمذی
مین روایت ہے اسی سے نقل کی اُسنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو جمع کرے
درمیان دو نمازون کے سوای عذر کے پس تحقیق لایا ایک دروازہ دروازون سے بڑے گناہون
سے **جواب** اسکا یہ ہے کہ حدیث صحیح مسلم کی بحال ہے منسوخ نہین اسلیے کہ وہ صحیح ہے
اور حدیث ترمذی کی صحیح نہین کیونکہ کہا ترمذی نے کہ اس حدیث کے راویون مین حنش
بن قیس راوی ضعیف ہے اہل حدیث کے نزدیک ضعیف کہا اُسکو امام احمد وغیرہ نے
اور محلی **شرح** موطا امام **مالک** مین لکھا ہے کہ حنش بن قیس واہی
ضعیف ہے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ لانا حاکم کا اس حدیث کو باعث اُس کی غفلت
کا ہے اور لایا ہے ابن جوزی اس حدیث کو موضوعات مین **حدیث یازدہم**
بخاری مین ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و
سلم کو ایک بکری تحفہ دی اور اُس مین اُسنے زہر ملا دیا تھا۔ اور ایلہ کے بادشاہ نے ایک کھچر
سفید حضرت کو تحفہ بھیجی پھر اُس نے حضرت کو ایک چادر پہنائی اور بخاری مین انس سے
روایت ہے کہ اکیدر دومہ نے ایک جبہ سندس کا حضرت کو تحفہ بھیجا **فائدہ** کہا امام
شوکانی نے دراری مضیہ شرح درر البہیہ مین کہ حضرت نے جو کفار کا تحفہ قبول فرمایا ہے

اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین کہا بعض علما نے کہ اس مضمون کی جتنی حدیثین آئی
ہین وہ سب منسوخ ہین ساتھ اس حدیث کے جو کہ مسند امام احمد اور سنن ابو داؤد
اور ترمذی اور ابن خزیمہ مین روایت ہے عیاض بن حمار سے کہ اُس نے
بھیجا حضرت کے پاس تحفہ یا ناقہ فرمایا حضرت نے کہ عیاض اسلام لایا ہے کہا نہین پس فرمایا
حضرت نے کہ مین منع کیا گیا ہون مشرکون کے ہدیہ لینے سے اور صحیح کہا اس حدیث کو ترمذی اور
ابن خزیمہ نے سو جواب اس کا یہ ہے کہ جن حدیثون سے کفار کا تحفہ قبول کرنا مروی ہے
وہ سب حدیثین بحال ہین منسوخ نہین کیونکہ ان حدیثون مین اور عیاض بن حمار کی حدیث
مین یون تطبیق ہو سکتی ہے کہ جس کافر پر امید ہو کہ مسلمان ہو جاوے گا اُس کا تحفہ قبول کر لینا
تو مضائقہ نہین اور جس کافر پر مسلمان ہونے کی امید نہو اس کا تحفہ قبول نہ کرنا چاہیے
اسی طرح لکھا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین **حدیث دوازدہم**
بخاری اور مسلم مین روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ پوچھا ایک شخص نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ محرم کپڑون کی قسم سے کیا پہنے فرمایا نہ پہنو کرتے اور نہ
باندھو پگڑیان اور نہ پہنو پائجامے اور نہ اوڑھو بارانیان اور نہ پہنو موزے مگر وہ شخص کہ نہ
پاوے پاپوشین پس پہنے موزے پس چاہیے کہ کاٹ ڈالے موزے دونون ٹخنون کے نیچے سے
کہا بعض علما نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ اس حدیث کے جو کہ بخاری اور مسلم مین
روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
خطبہ فرماتے اور وہ فرماتے تھے کہ جس وقت نہ پاوے محرم پاپوشین تو پہنے موزے اور جس وقت نہ پاوے
تہبند پہنے پائجامہ سو جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث عبد اللہ بن عمر کی بحال ہے منسوخ نہین
کیونکہ حدیث عبد اللہ بن عمر اور حدیث ابن عباس مین یون تطبیق ہو سکتی ہے کہ جس شخص کے
پاس تہبند موجود ہو اُس کو تو پائجامہ پہننا درست نہین ہے اور جس کے پاس تہبند نہین ہو وہ
پائجامہ پہنے رہے اور جس کے پاس پاپوشین نہ ہون وہ موزون کو دونو ٹخنون کے نیچے سے کاٹ کر پہنے

حدیث سیزدہم مسند امام احمد اور ابن حبان میں روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے پائی صبح اس حالت میں کہ
وہ جنبی ہو پس نہیں ہے اسکا روزہ کہا بعض علما نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے
ساتھ آیۃ قرآن کے بھی اور حدیث کے بھی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوهُنَّ
وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ یعنی پس اب صحبت کرو ان سے اور ڈھونڈو
جو لکھدیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے (یعنی اولاد) اور کھاؤ اور پیو یہانتک کہ ظاہر
ہو واسطے تمہارے تاگا سفید تاگے کالے سے فجر سے اور بخاری اور مسلم میں آیا
ہے حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
صبح کرتے جنابت میں جماع سے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے اور زیادہ کیا مسلم نے ام
سلمہ کے حدیث میں اور قضا نکرتے سو جواب یہ ہے کہ حدیث ابی ہریرہ کی بحال ہے منسوخ
نہیں کیونکہ افضل بات یہی ہے کہ جنبی رمضان میں فجر سے پہلے پہلے نہالے اور اگر بعد فجر
کے نہاوے تو بھی جائز ہے اسی طرح لکھا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں
حدیث چہاردہم بخاری اور مسلم میں روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
پس روزہ رکھا عاشورے کے دن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حکم فرمایا ساتھ
روزے اسکے کے کہا بعض علما نے کہ موجب حکم اس حدیث کے ابتدا اسلام میں عاشورے کے
دن کا روزہ رکھنا فرض تھا پھر منسوخ ہوئی فرضیت ساتھ ان دو حدیثوں کی پہلی
حدیث مسلم اور موطا امام مالک میں روایت ہے حضرت عائشہ رضی سے انہوں نے
کہا عاشورے کا دن لوگ روزہ رکھتے تھے جاہلیت میں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
بھی اس دن روزہ رکھتے تھے زمانہ جاہلیت میں پھر جب آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ میں تو روزہ رکھا آپنے اسدن اور لوگوں کو بھی حکم کیا روزہ رکھنے کا پھر جب فرض ہوا

رمضان تو رمضان ہی کے روزے فرض رہ گئے اور عاشورے کا روزہ چھوڑ دیا گیا سو جسکا
جی چاہے روزہ رکھے اور جسکا جی چاہے نہ رکھے دوسری حدیث مسلم اور موطا
امام مالک میں روایت ہے حمید بن عبد الرحمن بن عوف سے انھون نے سنا معاویہ بن ابی
سفیان سے کہتے تھے جس سال انھون نے حج کیا اور وہ منبر پر تھے اے اہل مدینہ کہان
ہین علما تمہارے سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اس دنکو یہ
دن عاشورے کا ہے اس دن روزہ تمہاری اوپر فرض نہین ہے اور مین روزہ دار ہون سو
جسکا جی چاہے روزہ رکھے اور جسکا جی چاہے نہ رکھے سو جواب یہ کہ حدیث ابن عباس
کی بحال ہے منسوخ نہین کیونکہ بعد فرض ہونے رمضان کے عاشورے کے دن روزہ رکھنے کی فرضیت
منسوخ ہوئی یہ نہین کہ عاشورے کے دن روزہ رکھنا ہی نہ چاہیے بلکہ روزہ رکھنا عاشورے کو
اب تک مستحب ہے اور اسپر اجماع ہے اسیطرح لکھا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
حدیث پانزدھم بخاری اور مسلم مین روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ تعالے
عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دیکھو تم جنازہ پس کھڑے
ہو جاؤ پھر جو چلے اسکے ساتھ پس نہ بیٹھے جبتک رکھا جاوے کہا اکثر علما نے کہ یہ
حدیث منسوخ ہے ساتھ ان دو حدیثون کے پہلی حدیث مسلم مین روایت ہے حضرت علی
رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ تحقیق انھون نے کہا کھڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
جنازہ دیکھکر پھر بیٹھے گئے سو جواب یہ کہ اس حدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آخر فعل حضرت
کا یہی ہے کہ جنازہ دیکھکر کھڑے نہین ہوتے تھے لیکن آخر فعل اول کا ناسخ نہین ہوتا
اور دلائل اسکے پہلے گذرے دوسری حدیث مسند امام احمد اور
ابو داؤد مین روایت ہے انھین سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
ہمکو ساتھ کھڑے ہو جانیکے وقت دیکھنے جنازہ کے پھر بیٹھے پیچھے اسکے اور حکم کیا ہمکو
ساتھ بیٹھنے کے سو جواب اسکا یہ ہے کہ حدیث ابی سعید خدری کی ہے یہ حدیث

اس درجہ کی نہین اور حصول المامول من علم الاصول وغیرہ مین لکھا ہی کہ اول تو حدیث ناسخ حدیث منسوخ سے قوی ہونی چاہیے اور اگر قوی نہ ہو تو منسوخ حدیث کے ساتھ درجہ مین برابر تو ہوا نتھے پس اسی سبب سے امام احمد اور اسحاق اور ابن حبیب اور ماجشون مالکیان ابی سعید کے حدیث کو بحال باقی ہین منسوخ نہین سمجھتے اسلیے کہ حدیث حضرت علی اور حدیث ابی سعید مین اُنکے نزدیک مطابقت دینی ممکن ہے اسیطرح لکھا ہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین

چوبیسوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ اعظم اسکے مقلد حدیث پر چلنیوالون کو یہ دیتے ہین کہ صحیح بخاری مین بعض حدیثین ایسی ہین کہ وہ ہرگز لائق عمل کرنیکے نہین چنانچہ مولوی محمد لود یانوی نے اپنے رسالہ انتصار الاسلام مین لکھا ہے کہ بخاری شریف مین بعض احادیث ایسی ہین کہ وہ بالکل نقابہر لائق عمل کے نہین جیسا کہ حدیث وطی فی الدبر کی ابن عمر سے جو امام بخاری درصحن تفسیر آیت نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ کے لایا ہے اس سے جواز لواطت کا نعوذ باللہ معلوم ہوا ہے سو جواب اسکا پانچ طرح پر ہے اول یہ کہ جو بخاری مین ہے عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ قَالَ يَأْتِيهَا فِي روایت ہے نافع سے نقل کی اوسنے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے پس آؤ کھیتی اپنی کو جس طرح چاہو کہا ابن عمر نے آوے ان کے پیچھے یعنی اس کے شیخ محمد طاہر حنفی نے مجمع البحار مین یون لکھی ہین ح يَأْتِيهَا فِي أَيْ يَأْتِي فِي مَوْضِعِ الْحَرْثِ أَيْ فِي قُبُلِهَا یعنے صحبت کرے مرد اوسی جگہہ کھیتی کے یعنے عورت کے فرج مین انتہے پس معلوم ہوا کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہین کہ عورت کی دبر مین وطی کرنا جائز ہے اسلیے کہ روایت کی ہے اسے ابن عمر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کوئی کہ وطی کرے اپنی عورت کو پیچھے پس اوسکی وہ چھوٹا لوطی ہی اور یہ حدیث قریب آویگی لیکن عورت کا دبر کیطرف سے عورت کے فرج مین صحبت کرنا منع نہین اور یہی مطلب ہے آیت کلام اللہ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ کا چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے ذَهَبَ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْآيَةِ أَنَّ الرَّجُلَ

تُخَيَّرُ بين ان ياتيها من قبلها وبين ان ياتيها من دبرها في قبلها یعنے مذہب
اکثر علما کا یہ ہے کہ تحقیق مراد آیت سے یہ ہے کہ تحقیق مرد اختیار دیا گیا ہے درمیان
اس بات کے کہ صحبت کرے (عورت کو) فرج کی طرف سے اُس کے فرج مین اور درمیان
اس بات کے کہ صحبت کرے اُسکو دُبر کیطرف سے فرج اُسکی مین انتہی اور سبب اس آیت
کے نازل ہونے کا یہ ہے کہ یہود کہتے تھے کہ اگر عورت کے پیچھے کیطرف سے عورت
کے فرج مین صحبت کیجاوے تو اس جماع سے لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے پس یہود کی اس
بات کے رد کرنے کے لیے اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی چنانچہ بخاری [له]
اور مسلم مین روایت ہے جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے کہا تھے یہود کہتے جس وقت
کہ صحبت کرے مرد اپنی عورت سے اُسکی دُبر کیطرف سے بیچ فرج اوسکے ہوتا ہے لڑکا
بھینگا پس اُتری یہ آیت نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ یعنے عورتین
تمہاری کھیتی ہین تمہاری پس آؤ اپنی کھیتی مین جسطور سے چاہو انتہی معلوم ہوا کہ یہ جو
معترض صاحب نے معنے آیت نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ الخ کے بدلیل قول ابن عمر یاتیها فی
کے عورت کی دبر مین جماع جائز ہونے کے اپنے ذہن مین تصور کیے ہین سبب اُس کا
یا تو معترض صاحب کی غبی فہم ہے کہ نہ تو معنے اس کے سمجھے اور نہ شان نزول
اسکا بخاری اور مسلم کی حدیث مذکور سے دیکھا و یا دیدہ و دانستہ امام بخاری پر بھی
اور ابن عمر پر بھی افترا کھڑا کیا اور ان کو قائل اس بات کا تصور فرمایا ہے اگر نہ
یاد رہین ہمت مردانہ تو ۔ اسکا تو مضائقہ نہ تھا کیونکہ امام بخاری پر تو صاحب پہلے
ہی سے بدظن تھے لیکن تعجب اس بات کا ہے کہ اب وہ خدا پر بھی بدظن ہوگئے اور آیت
نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ الخ سے کہ جسکو بخاری بھی لایا ہے سخت برا مانا اور اپنے
عقیدہ باطلہ کو ظاہر کر دکھایا سو سن لیجیے کہ ابن عمر عورت کی دبر مین وطی جائز
ہونے کے ہرگز قائل نہین تھے بلکہ وہ تو اس فعل کے فاعل کو اپنے نزدیک چھوٹا لوطی

[له] صحیح بخاری کتاب التفسیر صحیح مسلم ۱۲

سمجھتے تھے چنانچہ امام احمد اور بیہقی نے اپنی سنن مین روایت کی ہے ابن
عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ وطی کرے اپنی عورت
سے بیچ دبر اوسکی کے وہ چھوٹا لوطی ہے ۔ اگر یہ حدیث شریف صریح دلیل ہے
اس بات پر کہ معنے آیت نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ الخ کے بدلیل قول ابن عمر رضی
اللہ تعالے عنہ (یَا تِیْهَا فِیْ) کے عورت کی دبر مین وطی جائز ہونے کے سمجھنے
خلاف شان نزول آیت مذکور اور خلاف قول ابن عمر کے بڑی دلیری کی بات ہے
اور یہ بھی سن لیجیے کہ لانا بخاری کا جابر کی روایت کو بعد قول ابن عمر رضی اللہ عنہ
یَا تِیْهَا فِیْ کے واسطے معلوم کروانے شان نزول آیت مذکور کے دلیل ہے اس بات
کی کہ امام بخاری عورت کی دبر مین وطی جائز ہونے کے قائل نہ تھے دوم
کلام اللہ کے مضامین سے واقف حضرت سے زیادہ اور کوئی نہین اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم خدا تعالے کے حکم کے خلاف ذرہ کے برابر بھی کوئی کام نہین کرتے تھے
پس اگر آیت نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ الخ کے معنے عورت کی دبر مین جماع جائز ہونے کے
ہوتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے خلاف عورت کی دبر مین جماع کرنے والے
کے حق مین وعید کیون فرماتے دیکھو ترمذی اور ابن ماجہ
اور دارمی مین روایت ہے ابی ہریرہ رضے اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ صحبت کرے عورت حائضہ سے
یا بدفعلی کرے عورت کے پیچھے سے یا آوے کاہن کے پاس پس تحقیق کفر
کیا ساتھ اوس دین کے کہ نازل کیا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ترمذی
اور نسائی اور ابن حبان مین روایت ہے ابن عباس رضے اللہ تعالی
عنہما سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ دیکھیگا اللہ تعالے اُس مرد کی
طرف جو گیا مرد عورت کے پاس اُسکی دبر مین اور علت بیان کی موقوف ہونیکی

اور ابوداؤد اور نسائی مین روایت ہی ابی ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سی کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کیا گیا ہے وہ شخص کہ آئے اپنی عورت
کے پاس بیچ دبر اوسکی کے اور لفظ نسائی کا ہے اور راوی اسکی معتبر ہین
لیکن علت بیان کی ارسال کی اور مسند امام احمد اور ترمذی اور
ابن ماجہ اور دارمی مین روایت ہے خزیمہ بیٹے ثابت کی سی یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالے حیا نہین کرتا بیان کرنے حق کے سے نہ آؤ تم عورتون کے
پاس دبرون اُن کی مین سوم معترض صاحب اگر اپنے مذہب حنفی کی کتابین بہی دیکھ
لیتے تو بخاری پر کبھی بہی اعتراض نہ کرتے لیکن کیا کرین انہون نے تو اپنی آنکھین اور
نیز کان بند کر لیے ہین سے آنکھین اگر بند ہی ہین تو پھر دن بہی رات ہے + اسمین
قصور کیا ہے بہلا آفتاب کا + بر خلاف مذہب امام بخاری کے یہ خیال کیا کہ وطی فی
الدبر تو مذہب حنفیہ ہی مین حلال ہے دیکھو امام طحاوی رئیس حنفیہ جو کہ عینی اور ابن ہمام
کا بہی پیشوا ہے اسکی عبارت فتح البیان فی مقاصد القرآن اور تفسیر
اکلیل فی استنباط التنزیل مین ہے روی اصبغ بن الفرج عن عبد الرحمن
ابن القاسم قال ما ادرکت احدا اقتدی به فی دینی یشک فی انه حلال
یعنی وطی المرأة فی دبرها ثم قرأ نساؤکم حرث لکم ثم قال فای
شیء ابین من هذا یعنی روایت کی اصبغ بن فرج نے نقل کے اُسنے
عبد الرحمن بن قاسم سے کہا اُس نے نہین پایا مین نے کسی کو کہ اقتدا کرون مین
ساتھ اُسکو بیچ دین اپنے کے جو کہ شک کرے بیچ اُس کے تحقیق وہ حلال ہے یعنی
جماع کرنا عورت کا اُسکی دبر مین پھر پڑہی یہ آیت (عورتین تمہاری کہیتی
مین تمہاری پھر کہا ہین کونسی چیز بہت ظاہر ہے اس سے ـ یہ صریح دلیل ہے اسپر
کہ حنفیہ کے نزدیک عورت کی دبر مین وطی کرنی حلال ہے اور یہی باعث ہے

کہ حنفیہ عورت کی دبر مین وطی کرنے والے پہ حد مارنے کے قائل نہین چنانچہ عینی
شرح ہدایہ مین لکھاہے وَلَوْ فَعَلَ هٰذَا بِعَبْدِهٖ اَوْ اَمَتِہٖ اَوْ مَنْکُوْحَتِہٖ
لَا یُحَدُّ بِلَا خِلَافٍ یعنے اور اگر وطی کرے اپنے غلام کی دبر مین یا اپنی لونڈی
کی دبر مین یا اپنی عورت کی دبر مین تو نہین ہے حد اور اس مین اختلاف نہین ہے
اس سے معلوم ہوا کہ معترض صاحب کو تو اپنی مذہب کی بہی کچھ خبر نہین انہون نے ناحق
اپنی اوقات کا خون کیا اور انگلی کاٹ شہیدون مین داخل ہوئے اور کچھ نہو سکا مرغی کی جان
بہی گئی اور کہانیوالے کو مزہ بہی نہ ملا انہون نے اعتراض تو بخاری پر کیا تہا لیکن قصور
انکی اپنے ہی مذہب کا نکل آیا ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ، چشمۂ آفتاب راچہ
گناہ ۔ چہارم امت محمدیہ کا اسبات پہ اتفاق ہوچکاہے کہ بخاری اور مسلم کے
برابر صحت مین اور قوت عمل مین تمام جہان مین کوئی کتاب نہین چنانچہ کہا شیخ الاسلام
ابن حجر نے شرح نخبۃ الفکر مین وَیَلْتَحِقُ بِهٰذَا التَّفَاضُلِ مَا اتَّفَقَ الشَّیْخَانِ
عَلٰی تَخْرِیْجِهٖ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی مَا انْفَرَدَ بِهٖ اَحَدُهُمَا وَمَا اَفْرَدَ بِهِ الْبُخَارِیُّ
بِالنِّسْبَةِ اِلٰی مَا انْفَرَدَ بِهٖ مُسْلِمٌ لِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ بَعْدَهُمَا عَلٰی تَلَقِّیْ کِتَابَیْهِمَا
بِالْقَبُوْلِ یعنے ملتی ہے تفضیل سابق سے یہ کہ بخاری مسلم کی متفق علیہ حدیث کو ترجیح ہو
جو ایک ہی روایت ہو اور انکی اکیلی اکیلی روایتوں مین بخاری اکیلی کی روایتون کو ترجیح
ہے اسلیے کہ علمانے اتفاق کیا ہے انکے بعد انکی کتابون کے قبول کرنے پر اور کہا امام شوکانی
نے نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار مین اِنَّ مَا کَانَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ فِی
الصَّحِیْحَیْنِ اَوْ فِیْ اَحَدِهِمَا جَازَ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ مِنْ دُوْنِ الْبَحْثِ لِاَنَّهُمَا
الْتَزَمَا الصِّحَّةَ وَتَلَقَّتْ مَا فِیْهِمَا الْاُمَّةُ بِالْقَبُوْلِ یعنے جان لو کہ تحقیق جو کچھ بخاری
اور مسلم کی حدیثون مین ہے یا ان دونون مین سے ایک مین ہے جائز ہے
حجت پکڑنی ساتھ اس کے بغیر بحث کے اسلیے کہ ان دونو نے التزام کیا ہے

صحت کا اور ملاقات کی جو کچھ کہ اُن دونوں کی حدیثوں میں ہے اُن کے ساتھ قبول کے
اور کہا امام نووی نے بیچ مقدمہ شرح صحیح مسلم کے اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ
رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی اَنَّ اَصَحَّ الْکُتُبِ بَعْدَ الْقُرْاٰنِ الْعَزِیْزِ الصَّحِیْحَانِ
اَلْبُخَارِیُّ وَمُسْلِمٌ وَتَلَقَّتْهُمَا الْاُمَّةُ بِالْقَبُوْلِ وَکِتَابُ الْبُخَارِیِّ اَصَحُّهُمَا
صَحِیْحًا وَاَکْثَرُهُمَا فَوَائِدَ وَمَعَارِفَ ظَاهِرَةً وَغَامِضَةً وَقَدْ صَحَّ اَنَّ
مُسْلِمًا کَانَ مِمَّنْ یَسْتَفِیْدُ مِنَ الْبُخَارِیِّ وَیَعْتَرِفُ بِاَنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ نَظِیْرٌ فِیْ
عِلْمِ الْحَدِیْثِ وَهٰذَا الَّذِیْ ذَکَرْنَا مِنْ تَرْجِیْحِ کِتَابِ الْبُخَارِیِّ هُوَ الْمَذْهَبُ
الْمُخْتَارُ الَّذِیْ قَالَهُ الْجَمَاهِیْرُ وَاَهْلُ الْاِتْقَانِ وَالْحِذْقِ وَالْغَوْصِ عَلٰی
اَسْرَارِ الْحَدِیْثِ وَقَالَ اَبُوْ عَلِیٍّ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ النَّیْسَابُوْرِیُّ الْحَافِظُ
شَیْخُ الْحَاکِمِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْبَیِّعِ کِتَابُ مُسْلِمٍ اَصَحُّ وَوَافَقَهٗ
بَعْضُ شُیُوْخِ الْمَغْرِبِ وَالصَّحِیْحُ الْاَوَّلُ یعنے متفق ہیں علما اس بات پر کہ
صحیح تر کتابوں سے بعد قرآن کے صحیح بخاری اور صحیح مسلم ہیں تمام امت محمدیہ نے
اُنکو قبول کیا ہے اور کتاب بخاری کی دونوں میں سے زیادہ صحیح اور فائدہ مند
ہے اور تحقیق ہو چکی ہے یہ بات کہ مسلم فائدہ اُٹھاتا ہے امام بخاری علیہ الرحمہ سے
اور اقرار کرتا تھا کہ بخاری بے نظیر ہے علم حدیث میں یہ جو ہمنے بخاری کو غالب
ٹھیرایا ہے یہ مذہب ہے جمہور علما کا اور صاحبان مضبوطی اور مہارت کا اور
غوطہ مارنے والوں کا در باب اسرار حدیث میں اور کہا ابو علی نیشاپوری حاکم
کے استاد نے کہ کتاب مسلم کی زیادہ صحیح ہے اور اوس کے موافق ہوئے بعض
مشائخ مغرب کے لیکن صحیح بات وہی ہے جو پہلے کہی گئی یعنے صحیح ہونا کتاب
بخاری کا اور کہا شیخ الاسلام حافظ ذہبی نے "تاریخ الاسلام" میں وَ
اَمَّا جَامِعُ الْبُخَارِیِّ الصَّحِیْحُ فَاَجَلُّ کُتُبِ الْاِسْلَامِ وَاَفْضَلُهَا بَعْدَ کِتَابِ

اللہ وھو اعلیٰ فی وقتنا ھذا اسناداً لایام ہمیں ثلاثین سنۃ تفرحون
العلماء بعلو سماعہم فکیف الیوم فلیس لحد من بسماعہم الّا فی صحیح
کما ھا عرفت بحکمہ یعنی اور ایسے کتاب جامع صحیح بخاری کی بڑی کرامت ہے اسلئے سے
اور بہتر ہے سب کے بعد قرآن کے اور وہ بیشمار جیسے اور بڑے شک کے تئیں ہے کہ ان کو اور
تیس سال پہ علماء خوش ہوتے ہیں اگر سمع تعالیٰ ہے سو بیس اگر کوئی اس کے سننے کے
واسطے ہزار کوس سفر کرے تو اسکا سفر رائگان نہ ہوگا اور قسطلانی شرح صحیح
بخاری میں کہتے ہیں اما تالیف یتبری البخاری فانّھا سارت مسیر الشمس ودارت
فی الدنیا فما جحد فضلہا الا الذی یتخبطہ الشیطان من المس واجلہا
واعظمہا الجامع الصحیح انتہی یعنی تصنیفات بخاری کی پھر رہی ہیں جہان کہیں کہ
سورج پھرتا ہے اور دنیا بھر میں دور کر رہی ہیں یعنی تمام جہان میں لوگ اسکو نسخہ
بنا کر لیے پھرتے ہیں اور مشہور کرتی ہیں پس اسکی بزرگی کا منکر نہ ہوگا مگر وہی
جس کو شیطان نے دیوانہ کر رکھا ہے ہاتھ لگا کر اور سب سے بزرگ سب تصانیف
سے اس کے جامع صحیح ہے اور کہا شیخ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے وکتابہ
الصحیح یستسقیٰ بقراءتہ الغمام واجمع علی قبولہ وصحۃ
ما فیہ اہل الاسلام یعنی اور کتاب بخاری کی جامع صحیح
اسکو پڑھنے کی برکت سے مینہ مانگا جاتا ہے اور اسکو مقبول ہونے اور
صحیح ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہوگیا ہے اور کہا شاہ ولی اللہ محدث
دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون
علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانھما متواتران الی
مصنفیہما وانہ کل من یھون امرھما فھو مبتدع متبع غیر
سبیل المؤمنین وان شئت الحق الصراح فقسہ بکتاب ابن

اِبْنِ شَیْبَةَ وَکِتَابِ الطَّحَاوِی اور مُسْنَدِ الْخَوَارِزْمِی وَغَیْرِهَا لَتَجِدُ بَیْنَهُمَا بَیْنَهُمَا بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ صحیح بخاری اور مسلم جو ہیں ان میں جو حدیث متصل مرفوع ہے سو صحیح ہے یقیناً ساتھ اتفاق محدثین کے اور کسند متواتر سے مصنفوں تک پہنچی ہے اور جو کوئی انکو ضعیف اور ہلکا جانے وہ بالاتفاق چلنے والا سب دور اہ جو مسنون کی نہین اگر تو حق صریح ڈھونڈھے ہے تو ان کو کتاب ابن ابی شیبہ اور کتاب طحاوی اور مسند خوارزمی سے مقابلہ کر کے دیکھ تو تجھکو انمین اور انمین دو مشرقون کے دوری معلوم ہو اور کہا سید جمال الدین نے جو مصنف روضۃ الاحباب کا ہے اپنے رسالہ اصول حدیث مین اَوَّلُ مَنْ صَنَّفَ فِی الصَّحِیْحِ الْمُجَرَّدِ الْاِمَامُ الْبُخَارِیُّ ثُمَّ مُسْلِمٌ وَکِتَابَاهُمَا اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَاَعْلٰی اَقْسَامِ الصَّحِیْحِ مَا اتَّفَقَا عَلَیْهِ ثُمَّ انْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِیُّ ثُمَّ انْفَرَدَ بِهِ مُسْلِمٌ اِلَی الْاٰخِرِ مَا قَالَ یعنے پہلے جس نے فقط صحیح رکھوئیے ملوٹی حسن و ضعیف کی تصنیف کی ہے امام بخاری ہے پھر امام مسلم اور انکی کتابین سب کتابون سے زیادہ صحیح ہین ماسوائے قرآن کے یہانتک کہ کہا سید جمال الدین نے کہ بلند ترین اقسام صحیح وہ ہے جسپر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہو پھر وہ جو اکیلی بخاری کی روایت ہو پھر وہ جو اکیلی مسلم کی ہے پھر معترض صاحب نے حدیث پر طعنہ الوبیر الزامی دینیکی نیت سے اگرچہ اپنی طرف سے بہت ہی سعی کی اور زور لگایا کہ بخاری مین سے کوئی حدیث ایسی نکل آوے جو کہ بظاہر لائق عمل کے نہو لیکن اس قسم کی ایک بھی مرفوع حدیث تمام کتاب بخاری سے نہ نکال سکا صرف بخوبی اپنے فہم کی ایک تو ابن عمر صحابی کا قول کہ جس کا جواب اوپر گذر چکا ہے اور دوسرا ابی الدرداء صحابی کا قول کہ جسکا جواب پیچھے مین مغالطے کے جواب مین قریب گذرتا ہے لائے اور غرض انکی ایسی باتون کے لکھنے سے یہی ہے کہ کوئی شخص حدیث پر عمل نہ کرے کیونکہ انکے دل اور آنکھون پر تو تقلید کی پٹی لگ رہی ہے وہ اپنے

امام کے قول وفعل کو چھوڑ کر پیغمبر کے قول وفعل پر کسی کے چلنے سے کب خوش
ہوتے ہین بلکہ ان سے تو یہانتک ہوسکے گا وہ تو حدیث پر چلنے سے لوگون کو ہٹاوینگے
گے اور بہکاوینگے لیکن افسوس ہے کہ جو لوگ ان کے معتقد اور پیرو ہین وہ اتنا
بھی نہین سمجھتے ہین کہ حدیث پر چلنے والے توحید الٰہی اور سنت رسالت پناہی کی
طرف لوگون کو بلاتے ہین اور جس کے یہ معتقد ہین وہ امام کے قول کیطرف اگرچہ
وہ قول امام کا پیغمبر کی صحیح حدیث کے خلاف ہی کیون نہو تو بھی اُسیطرف لیجاتے ہین
حالانکہ پیغمبر کے حکم کو چھوڑ کر غیرون کے کہنے پر چلنا خدا تعالی اور اُسکے رسول کا صاف
صاف نافرمان بننا اور گمراہ ہونا ہے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالے نے وَمَا كَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ
مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۔
یعنے اور نہین لائق ہے واسطے کسی مرد مسلمان کے اور نہ عورت مسلمان کے جسوقت
کہ مقرر کرے خدا تعالی اور رسول اُسکا کوئی کام یہ کہ ہووے واسطے ان کے اختیار کام اپنے
سے اور جو کوئی نافرمانی کرے اللہ تعالی کی اور رسول اوسکی پس تحقیق گمراہ ہوا گمراہ ظاہر

پچیسوان مغالطہ

اور ایک مغالطہ امام اعظم کے معتقد مولوی محمد لودھیانوی نے حدیث پر چلنیوالون کو یہ دیا
ہے کہ بخاری مین ہے کہ اگر شراب مین مچھلی ڈالکر دھوپ مین رکھکر سوے تو درست
ہے سو جواب اسکا دو طرح پر ہے اول یہ کہ جو بخاری مین ہے قال ابو
الدرداء في المري ذبح الخمر الحيتان والشمس یعنے کہا ابو درداء نے (شراب)
مری کے حق مین کہ ذبح کرنا (یعنے ماردینا شراب کو نشہ کا) مچھلیان (ڈالدینی) اور
دھوپ مین رکھنا ہو فائدہ کہا عینی حنفی نے کہ ابو درداء بھی فتوی دیا کرتے تھے کہ شراب
کا سرکہ بنانا جائز ہے اور شراب مین مچھلی ڈالنے سے اسکا ضرر اور سختی دور ہوجاتی ہے

مین رکھنے سے اسکا سرکہ بن جاتا ہے اور وہ شراب حلال ہو جاتی ہے انتہی معترض صاحب
کے نزدیک قول ابو درداء کا اگر عمل کے لائق نہین ہے تو پھر حنفیہ تو سبکے سب اُن کے
نزدیک گمراہ ٹھہرے اسلیے کہ تمامی کتب فقہ حنفیہ مین شراب کا سرکہ بنانا اور اُسکا کھانا پینا
حلال لکھا ہے لیکن معترض صاحب کو چونکہ صحیح بخاری وغیرہ حدیث کی کتابون سے صاف
صاف دل مین بغض اور عداوت ہے اسلیے اونھون نے اس مقام پر اپنے مذہب کو بھی بالاے
طاق رکھدیا ہے اور شراب کا سرکہ حلال ہونے سے بظاہر اپنے آپ کو قائل نہ ٹھیرایا
ع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد * دیکھو ہدایہ چھاپہ مصطفائی کی
جلد دوسری کے صفحہ ۴۳۳ مین اور ہدایہ مترجم فارسی چھاپہ نولکشور کی جلد چوتھی کے صفحہ ۱۳۴
مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور شرح وقایہ عربی چھاپہ نولکشور کے صفحہ ۴۴۲
مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور کنز الدقایق کلان چھاپہ دہلی مطبوعہ
مطبع احمدی کے صفحہ ۳۴۵ مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور رد
المحتار شرح در المختار چھاپہ دہلی کی جلد پانچوین کے صفحہ ۲۹۰ مین لکھا ہے
کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور فتاوی عالمگیری چھاپہ دہلی کی جلد
پانچوین کے صفحہ ۱۵۲ مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور فتاوی
قاضیخان چھاپہ نولکشور کی جلد اول کا صفحہ ۱۴۳ مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال
ہے اور فتاوی سراجیہ جو کہ فتاوی قاضیخان کے حاشیہ پر چھپا ہوا ہے اُسکی
جلد چوتھی کے صفحہ ۳۷۲ مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے اور جامع رموز
چھاپہ نولکشور کے صفحہ ۴۴۲ مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا حلال ہے دوم
بخاری وغیرہ کتب حدیث کی عداوت کے باعث سے اگرچہ معترض صاحب ابو درداء
صحابی کے قول مذکور کے بظاہر قائل معلوم نہین ہوتے ہین لیکن جب امام کی تقلید
آپکے نزدیک واجب ہے تو انکے نزدیک تو صحابی کے قول یا فعل سے حجت پکڑنی

جائز ہے چنانچہ نور الانوار میں ہے وَقَدِ اتَّفَقَ عَمَلُ اَصْحَابِنَا بِالتَّقْلِيْدِ فِيْمَا
لَا يُعْقَلُ بِالْقِيَاسِ حَتّٰى اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ وَصَاحِبَيْهِ كُلُّهُمْ مُتَّفِقُوْنَ بِتَقْلِيْدِ
الصَّحَابِيِّ یعنے اور تحقیق متفق ہوا ہے عمل اصحاب ہمارے کا ساتھ تقلید کے بیچ اس مسئلہ کے
جو کہ نہ سمجھا جاوے ساتھ قیاس کے یعنے تحقیق امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دونوں صاحب
اُن کے یعنے امام محمد و ابو یوسف وغیرہ تمام متفق ہیں ساتھ تقلید صحابی کے اور حسامی
میں لکھا ہو وَيَسْقُطُ الْعَمَلُ بِالْحَدِيْثِ اِذَا ظَهَرَ مُخَالَفَتُهٗ قَوْلًا اَوْ عَمَلًا مِّنَ الرَّاوِيْ بَعْدَ
الرِّوَايَةِ اَوْ مِنْ غَيْرِهٖ مِنْ اَئِمَّةِ الصَّحَابَةِ یعنے جبکہ راوی کسی حدیث کی روایت کرنے
کے بعد یا اور کوئی ائمہ صحابہ سے خلاف حدیث کے کوئی بات کہے یا عمل کرے تو حدیث پر عمل کرنا جائز
نہ ہوگا صحابی ہی کے قول یا فعل پر عمل کرنا جائز ہوگا ۔ پس تعجب ہے کہ بخاری وغیرہ کتب حدیث
کی عداوت کے سبب معترض صاحب نے اپنے امام کے مذہب کو بھی بالائے طاق رکھدیا اور اپنے
اصول فقہ سے بھی منکر ہو بیٹھے آفرین بادبرین تعصب و حقشناسی جس مذہب کے تائید میں اپنے رسالہ
انتصار الاسلام تصنیف فرمایا اور انگلی کاٹ شہیدوں میں داخل ہوئے اور کچھ بھی نہو سکا
مرغی کی جان بھی گئی اور کھانے والے کو مزا بھی نہ ملا اسکو بٹا لگا یا خیر اب ہم اسے درگزر
کرتے ہیں اور آپ کو یہ بات بتلا دیتے ہیں کہ شراب کا سرکہ بنانا اور اسکا کھانا پینا برخلاف
مذہب حنفیہ کے حدیث پر چلنے والوں کے نزدیک حرام ہے کیونکہ صحیح مسلم اور ترمذی میں
روایت ہو انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے کہ کہا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ
سَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ تُتَّخَذُ خَلًّا فَقَالَ لَا قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ یعنے
پوچھے گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شراب سے کہ بنائی جاوے سرکہ فرمایا (حلال) نہیں اور کہا
ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور قول ابو درداء صحابی کا شراب کا سرکہ جائز ہونے کے
باب میں جو کہ اوپر مذکور ہوا حدیث پر چلنے والے اسکو صحیح جانتے ہیں لیکن حدیث صحیح مرفوع
کے سامنے صحابی کا قول ہو خواہ فعل لائق حجت کے نہیں جانتے ہیں اور دلائل اسکی اس کتاب کے بارہوین

مضطر کے جواب میں مسئلہ چہارم میں پہلے گذری ہے اگر کوئی متعصب حنفی اسبات کا جواب
دے کہ بخاری جو تم نے باب میں ذکر کیا تو حدیث صحیح مرفوع کے سوا ہے ہو صحابی کے قول یا فعل سے حکم
کرنا جائز نہیں ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ اول تو آپکے اصول فقہ کی کتاب حسامی میں کہ جس کی
معتبری اور پسندیدگی ہے وہ صاف لکھا ہے کہ حدیث کے خلاف اگر صحابی کوئی بات کہے یا عمل
کرے تو حدیث پر عمل کرنا بہتر ہے دوم کتب فقہ حنفیہ میں صدہا مسائل اس قسم کے موجود
ہیں جنکی بنا حدیث صحیح مرفوع کے خلاف صحابی کے قول یا فعل پر رکھی گئی ہے اور ایسے
شہر کے کئی مسائل حنفیہ کے اس کتاب میں بھی موجود ہیں جنکو مفصل دیکھنا ہو وہ دیکھ لے
سوم یہ کہ معترض صاحب نے تمام عمر یہ تکلیف کر کے تمام کتاب بخاری میں سے دو ہی اثر سمجھ
کر اپنے دعوی کے ایک تو ابن عمر کا قول کہ جسکا جواب قریب گذر چکا ہے اور
ایک ابو درداء کا قول کہ جسکا جواب یہی ہے تو آگے ہیں نکمن ہو خیال کیا ہوتا
ہمارے مذہب کی فقہ کی کتابوں کا تو کوئی باب بھی ایسا نہیں ہے جو کہ اوپر اسی کے لائق عمل
ہو کیونکہ ہزارہا مسائل ہیں جو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی عنہ اور انکے شاگردوں ابو یوسف
اور امام محمد اور امام زفر کا اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ
کا آپس میں اختلاف ہے ان میں سے کسکو سچا جانا جاوے اور کس کو سچا نہ جانا جاوے اور
کسکو خدا تعالے اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق سمجھا جاوے اور کسکو
نہ سمجھا جاوے ذرا بتلا تو دیجیے حاصل یہ کہ اس قسم کے مسائل جو کہ ظاہر لائق عمل کے نہ ہو
بخاری میں ہرگز نہیں ہیں سوم معترض صاحب جب امام کے مقلد ہیں ان کے نزدیک
تو شراب پینی بھی منع نہیں ہے پس تعجب ہے کہ انہوں نے بخاری میں سے ابو درداء
صحابی کا قول شراب کا سرکہ جائز ہونے کے باب میں دیکھکر کس منہ سے بخاری پر اعتراض
کیا شاید انہوں نے اپنے مذہب کی فقہ کی بھی کوئی کتاب آجتک نہیں دیکھی کیونکہ فقہ
حنفیہ کی سب معتبر کتابوں میں موجود ہیں کہ شراب اس مقدار تک پینی درست ہے کہ نشہ

ذکر ہے اور اون کے نزدیک شراب نو پیالون تک نشہ نہین کریگی دسوان پیالہ پینے کے بعد
نشہ کریگی لیکن یہ نوبت ہی نہین آنیکی اور بیان اسکا اس کتاب کے باب [illegible] مین مفصل لکھے گئے
ہین اور یہ مسئلہ ہشت و بکلم مین مفصل موجود ہے وہان سے دیکھ لیجیے غرض کہ معترض حسب
مذہب امام حنفیہ اور دون کا عیب اگر تنکے برابر بھی ہو دیکھ لیتے ہین تو اسکو پہاڑ برابر سمجھتے ہین اور
اپنا عیب اگر پہاڑ برابر بھی دیکھتے ہین تو اسکو تنکے برابر بھی خیال مین نہین لاتے ہین
اور الحمد للہ فقہ کی کتابون مین جو جو مسائل حدیث کے خلاف اور عقل کے لائق نہین ہین وہ
تو ایک طرف رہے علاوہ ان کے اون مین ایسے واہیات اور خرافات باتین بھری ہوئی
ہین کہ جنکے دیکھنے سے عقل حیران ہے دیکھو ماں اور بہن اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدیہ
سے جان کر نکاح کرنے اور صحبت کر لینے اون سے حنفیہ ہی کے نزدیک حد نہین آتی اور
جہوٹے گواہ گذران کر پرائی عورت کے لے لینے اور اوس سے صحبت کرنے والے حنفیہ
ہی کے نزدیک گناہ نہین اور جزیہ دینے والا اگر ہمارے پیغمبر کو گالی دے تو اسکو قتل
کرنا حنفیہ کے نزدیک نہین جائز ہے اور عورت زانیہ کی خرچی حنفیہ ہی کے مذہب مین حلال
اور طیب ہے اور قوت حاصل کرنیکے لیے شراب پینی حنفیہ ہی کے مذہب مین جائز ہوا اور شراب
کا سرکہ بنانا اور اسکا کہانا پینا حنفیہ ہی کے مذہب مین حلال ہے اور کتے کی کہال پر نماز
پڑہنی حنفیہ ہی کے مذہب مین جائز ہے اور نجاست سے چوتہائی کپڑا آلودہ ہو تو اوسکے ساتھ
نماز پڑہنی حنفیہ ہی کے مذہب مین درست ہے اور مشت زنی کرنے سے روزہ حنفیہ ہی کے
مذہب مین نہین ٹوٹتا اور جسکو خوف زنا کا ہو اسکو مشت زنی کرنی حنفیہ ہی کے مذہب مین
واجب ہو اور سوئی ہوی اور مجنونہ عورت سے روزے کی حالت مین جماع کرنے سے مرد اور
عورت دونو پر حنفیہ ہی کے مذہب مین کفارہ لازم نہین آتا اور مردے یا چوپایے کے
ساتہ جماع کرنے والے کو جبتک انزال نہ ہو تب تک اسکا روزہ حنفیہ ہی کے مذہب مین
نہین ٹوٹتا اور اوسپر غسل واجب نہین ہوتا اور جسکی نکسیر پہوٹے اور خون نہ تہمے اوسکو

اپنی پیشانی پر خون یا پیشاب سے سورہ فاتحہ قرآن لکھنا حنفیہ کے مذہب میں جائز ہے اور دار
الحرب میں مسلمانوں کو کافروں سے بیاج لینا حنفیہ کے مذہب میں جائز ہے اور سور کا
چمڑا امام ابو یوسف جو امام اعظم کے شاگرد ہیں کے نزدیک دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے
اور کتا بھی انکے نزدیک پاک ہے اور ذکر پر چیتھڑا لپیٹ کر جماع کرنے کی حالت میں
عورت سے جماع کرنے سے حنفیہ کے مذہب میں روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ غسل لازم آتا
ہے اور خنثی مشکل یعنی جسکو دونوں راہ ہوں اور دونوں سے پیشاب نکلتا ہو اور کسی فرج میں داخل کرکے
تو غسل حنفیہ کے نزدیک اسپر واجب نہیں ہوتا اور کسی کی داڑھی کوئی اکھاڑ ڈالے تو جو کرتے
حنفیہ کے مذہب میں دیت نہیں آتی اور مسلمان کا کافر ذمی کو شراب یا سور بیچنے کے لیے
اپنا وکیل بنا دیوے تو یہ وکیل کی بیع اور شراکت حنفیہ کے مذہب میں جائز ہے اور جو جانور کہ سور
کے دودھ سے پالا گیا ہو اسکا گوشت حنفیہ کے مذہب میں حلال ہے اور کسی کی نکسیر بند کرنے
کے لیے پیشاب یا خون کے ساتھ اسکی پیشانی پر سورۂ فاتحہ لکھنی حنفیہ کے مذہب
میں درست ہے اور جو شخص اپنی عورت سے دبر میں رہا ہو اور اسکی عورت
چھ مہینہ میں بچہ جنے تو یہ خیال کیا جاویگا کہ اس شخص نے اسکے ساتھ اپنی عورت سے وطی
کی ہوگی یا جن اسکو تابع ہوگا اس کے ذریعہ سے وطی کی ہوگی یہ بھی خیال ہوگا کہ اسی شخص کا
سمجھنا حنفیہ کے مذہب میں جائز ہے اور کوئی کسی عورت سے زنا کرنے کا خواہ اشارہ سے
سے اقرار کرے خواہ اسکو زنا پر گواہ قائم ہوں ہر صورت کو نکو حد مارنی حنفیہ کے مذہب
میں جائز نہیں کتب فقہ میں اس قسم کے مسائل بہت سارے ہیں جسکو زیادہ شوق دیکھنیکا ہو وہ اُن
کتابوں کو ملاحظہ کرلے اور بیان اسکا مشتے نمونہ از خروارے ہے اپنے موقع پر اس کتاب میں پہلے گذر چکا ہے

واضح ہو کہ پہلے اس سے جو یہ کتاب مسمی الظفر المبین فی رد مغالطات المقلدین چہاپی گئی تہی تو
اُسکے بارہوین مغالطے کے بائیسوین مسائل سے ایکسٹہوین مسائل تک بسبب طول ہونے کتاب کے ہر ایک
مسئلے کی حدیث کا بہی اور کتب فقہ حنفیہ کی عبارتون کا بہی صرف ترجمہ ہی لکہا گیا تہا اصل حدیث
اور کتب فقہ حنفیہ کی اصل عبارت عربی اُس مین درج نہین کی گئی تہی لیکن خداتعالی کے فضل
وکرم سے اسپر بہی لوگون نے اس کے دلائل قاطع اور براہین ساطع کو دیکہہ دیکہہ کر ہاتہون ہاتہہ خرید
کر لیا یہانتک کہ ایک برس کے اندر اُسکو چہپوانے کی پہر حاجت پڑی اور جن جن مسائل مین حدیث
اور کتب فقہ حنفیہ کی اصل عربی عبارتین درج نہین کی گئی تہین بار دوم کے چہپنے کے وقت
اُسمین درج کردی گئین علاوہ اسکے اکثر جگہون مین اور مضامین بہی اسمین بڑہائے گئے تہے
اور بارہوین مغالطے کے تمام مسائل کو باترتیب ہی کردیا گیا تہا اسی سبب سے شائقین نے
اسکو بہت ہی پسند فرمایا بلکہ جن لوگون کے پاس پہلی دفعہ کی چہپی ہوئی موجود تہی اُن مین سے
بہی اکثر لوگون نے بار دوم کی چہپی ہوئی کو خرید فرما لیا جب وہ بہی فروخت ہوچکی تو پہر اس
کے چہاپنے کی حاجت پڑی سو الحمد للہ کہ ١٣٠٥ ہجری مقدسہ مین یہ کتاب تیسری دفعہ
مطابق بار دوم کے زیور طبع سے آراستہ ہو کر مطبوع مطبع اہل ایمان والیقان ہوئی - اور اسکا
دوسرا حصہ بہی چہاپنا شروع کردیا گیا ہے سو ناظرین کیخدمت مین یہ التماس ہے کہ اس احقر
کی کم لیاقتی اور بے استعدادی پر خیال نفرماوین مطلب کتاب سے غرض رکہین کیونکہ مین نے جو کچہہ
کہ اس کتاب مین لکہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے موافق اور امام ابوحنیفہ اور
علماء دین کے اقوال کے مطابق لکہا ہے اپنی طرف سے کچہہ دخل نہین دیا ہے چنانچہ ناظرین کو اس کتاب
کے مطالعہ کرنے سے یہ بات خود بخود معلوم ہوجاوے گی اور نیز جس کتاب سے جو حدیث اور جو اقوال
امام اعظم وغیرہ لوگون کے مینے اسمین درج کیے ہین ان کتابون کا حوالہ معہ پتہ ونشان باب وفصل وصفحہ
ونام مطبع اس کتاب کی حاشیہ پر لکہدیا ہے جسکو اسکی کسیبات مین شبہہ ہو وہ اصل کتاب کو دیکہہ لے
انشاء اللہ تعالی اسکے موافق مطابق پاویگا سو السلام وباللہ التوفیق والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً

تاریخ تالیف کتاب ظفر جعفر ... مولوی ... الکبیر [illegible]

لکھی محی الدین نے جو یہ کتاب
کیا کام اس نے ازغرق عادات ہی
اڑا دیا تقلید شخصی کا اب
تو تقلید یوں تم یہ ہیہات ہے

[illegible]
... تحقیق حق ...
جہاں تک تحقیق ...
[illegible]
مقلد ... تقلید شخصی ...
۱۲۹۷
پکار اٹھا ہاتف خرافات ہے

[illegible]

تاریخ تالیف کتاب ظفر جعفر خادم العلماء شیخ محی الدین ... الکتاب

کتاب اب ... ہی بنائی
لکھا ہے اس میں ...
یہ سنو تقلید شخصی ہیں نہ ہرگز
نہ ہو محشر کے دن تم کو رہائی
نبی کے علم پر چلنے کے باعث
ہوا کیا تمنے گر ذلت اٹھائی
اٹھا دو رسم و عادت کا حجاب اب
خدا نے مہر سے دلبر لگائی
اٹھا دو ان کا سر لکھ اوسکی تاریخ

مسلمانوں کی ...
خدا اور مصطفیٰ کے حب ہو بیکس
تمہاری ہو خدا سے بیزاری
خدا کے واسطے تقلید چھوڑو
اگر رسوا ہی ہوئے کب برائی
اسی ذلت کے باعث سے عزیزو
کرتا مضمون حق دیکھ سمجھائی
ہوتی جب فکر مجھکو سال تاریخ
الشقا

خدا اور ... قرآن
دو کو ... [illegible]
یہ ہر تقلید شخصی ہیں اگر تم
اگر ہے تم کو کچھ خوف خدا کی
ثواب سو شہیدوں کا ہے ...
یا جنت ہو دوزخ سے رہائی
اگر اب بھی نہ سمجھو تو ہو بو جہل
ندا ہاتف نے یوں جلدی سنائی
کہ ہے تقلید شرک اور بیحیائی
۱۲۹۷